ردِّ قادیانیّت

رسائل

- حضرت مولانا قاضی غلام گیلانی
- حضرت مولانا عبدالوہّاب خان رامپوری
- جنابؒ ڈاکٹر منصور ایم رفعت مصری
- حضرت مولانا غلام ربّانی جوھر آبادی
- جناب شیخ خضر حسین پروفیسر جامعہ ازہر مصر
- حضرت مولانا ابوالمنظور عبدالحق کوٹلوی سرہندی
- حضرت مولانا پیر سیّد کرم حسین شاہ نقشبندی
- سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس
- حضرت مولانا محمّد شریفؒ قادری
- حضرت مولانا عبدؒ الودود قریشی
- حضرت مولانا عبدؒ القیوم میرٹھی
- جنابؒ تاج الدّین احمدؒ تاج

احتسابِ قادیانیّت

جلد ۴۷

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان - فون: 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد سینتالیس (۴۷)

مصنفین : حضرت مولانا قاضی غلام گیلانی
حضرت مولانا عبدالوہاب خان رامپوری
جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت مصری
حضرت مولانا غلام ربانی جوہرآبادی
جناب شیخ خضر حسین پروفیسر جامعہ ازہر مصر
حضرت مولانا ابوالمنظور عبدالحق کوٹلوی سرہندی
حضرت مولانا پیر سید کرم حسین شاہ نقشبندی
سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس
حضرت مولانا محمد شریف قادری
نامعلوم
حضرت مولانا عبدالودود قریشی
حضرت مولانا عبدالقیوم میرٹھی
جناب تاج الدین احمد تاج

صفحات : ۵۳۶

قیمت : ۳۰۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : اگست ۲۰۱۲ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ......احتساب قادیانیت جلد ۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

اللہ رب العزت کے فضل وکرم واحسان سے احتساب قادیانیت کی جلد سینتالیس(۴۷)پیش خدمت ہے۔اس جلد میں سب سے پہلے:

۱...... بیان مقبول وردقادیانی مجہول: مولانا قاضی غلام گیلانی (وفات۱۹۳۰ء) کے دورسائل احتساب قادیانیت کی جلداٹھائیس میں شائع ہوچکے ہیں۔آپ کا ایک یہ رسالہ بھی ردقادیانیت پر ہے جواحتساب کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔اس کا مزید تعارف کتاب کے شروع میں درج ہے۔وہاں دیکھ لیا جائے۔

۲...... حالات والہامات مرزا: حضرت مولانا عبدالوہاب خان بانی جامعۃ المعارف رام پور کی مرتب کردہ ہے۔پہلی بار جنوری۱۹۲۱ء میں رام پور میں شائع ہوئی۔مولانا عبدالوہاب خان صاحب کا۲۲رنومبر۱۹۷۸ء میں انتقال ہوا۔رام پور یوپی سے مدرسہ فیض العلوم تھانہ ٹین رام پور کی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کی۔یہی ایڈیشن ہم اس جلد میں محفوظ کررہے ہیں۔یہ ایڈیشن مجلس تحفظ ختم نبوت کل ہند دارالعلوم دیوبند کے نائب ناظم مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی زیرنگرانی شائع ہوا ہے۔

۳/۱...... احمدیوں کی ملک ومذہب سے غداری: مصری کلب واقع برلن (جرمنی) کے پریزیڈنٹ جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت نے قادیانیوں کے متعلق ایک پمفلٹ لکھا۔یہ ستمبر۱۹۲۳ء کی بات ہے۔جب جرمنی اور برطانیہ باہم دیگر دست بگریباں تھے۔اس زمانہ میں جرمنی میں افغانستان کے سفیر نے قادیانی عبادت لندن پٹنی کی تقریب افتتاح میں شرکت کی۔رفعت صاحب نے افغانی سفیر صدیق خان کواس حماقت پر خط لکھا۔صدیق خان نے رفعت صاحب کو تڑی لگائی۔رفعت صاحب ڈٹ گئے۔صدیق خان ایسے دم بخود ہوئے کہ دم دبا کر میدان سے باہر ہوگئے۔یہ خط وکتابت ایک تاریخی ورثہ ہے۔دہلی کے مولانا عبدالغفار الخیری نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔قادیانی سیاست کوطشت ازبام کرنے کے لئے یہ مختصر رسالہ اپنے وزنی دلائل کے باعث ایک مؤقر دستاویز ہے۔

۲/۴...... انکشاف حقیقت (احمدی اسلام): مصری فاضل اجل ڈاکٹر منصور ایم رفعت نے یہ دوسرا رسالہ بھی قادیانیوں کے خلاف تحریر کیا۔ موصوف برلن میں رہتے تھے۔ برلن میں ستمبر ۱۹۲۳ء میں قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنا چاہی تو موصوف نے دوران تقریب کہا کہ قادیانی گروہ مسلمان نہیں۔ اس دور کی تمام اخبارات کی رپورٹیں اس رسالہ میں موجود ہیں۔ قادیانی گروہ احمدی تحریک یا ان کی عبادت گاہ کو مسجد اس دور میں کہا جاتا تھا۔ ہم نے وہ ایسے رہنے دیا تاکہ اس زمانہ میں قادیانی فتنہ جو مراحل طے کر رہا تھا وہ آنکھوں کے سامنے رہیں۔ جناب محمد عبدالغفار الخیری نے مصری صاحب کے اس پمفلٹ کا اردو میں ترجمہ کیا جو اس جلد میں شامل کیا جارہا ہے۔

۵...... مرزائیوں کے کافرانہ عقائد: حضرت مولانا غلام ربانیؒ جوہرآباد میں خطیب اور جمعیت علماء اسلام کے سرپرست تھے۔ بہت ہی بہادر اور نڈر عالم دین تھے۔ آپ نے ۱۴/اپریل ۱۹۸۴ء کو یہ کتابچہ لکھا۔ ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔

۶...... قادیانی گروہ: شیخ خضر حسین پروفیسر اصول الدین جامعہ ازہر مصر نے رجب ۱۳۵۱ھ مطابق نومبر ۱۹۳۲ء میں ''الطائفة القادیانیة'' نامی عربی میں مقالہ تحریر کیا۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے ''تخریب پسند تحریکیں'' نامی اردو میں ایک کتاب شائع کی۔ جس میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا رسالہ ''قادیانیت اسلام اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت'' (مطبوعہ احتساب قادیانیت جلد۳۹) اور جناب الشیخ خضر حسین پروفیسر جامعہ ازہر کا مقالہ ''الطائفة القادیانیة'' کا ''قادیانی گروہ'' کے نام سے ترجمہ شائع کیا۔ اس کو ہم احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ''تخریب پسند تحریکیں'' قادیانیت مطبوعہ رابطہ عالم اسلامی میں تیسرا مقالہ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ کا ''قادیانی مسئلہ'' بھی شامل تھا۔ جو احتساب قادیانیت کی کسی آنے والی جلد میں شامل ہوگا۔ انشاءاللہ!

۱/۷...... موت قادیانی: مرزا قادیانی ملعون ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو مرا۔ یہ رسالہ ۲۹/مئی ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا۔ ابوالمنظور مولانا عبدالحق کوٹلوی سرہندی اس کے تحریر کنندہ ہیں۔ آپ نے حوالہ جات سے اس رسالہ میں ثابت کیا کہ سنت نبویؐ کے مطابق میں نے مرزا قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ نجرانی عیسائی سنت کے مطابق مرزا قادیانی کو اولاد سمیت مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کی موت اسی کا (بقول خود قادیانی) نتیجہ ہے۔ اس رسالہ کے ٹائٹل پر یہ آیت قرآنی درج ہے۔

"قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم ثم تردون الیٰ عالم الغیب والشهادة فیکم بما کنتم تعملون" اس طرح ٹائٹل پر یہ اشعار بھی درج ہیں۔

ہیں زندہ وہ جنہیں مارتا تھا تو ظالم	رہیں خدا کے فضل سے وہ زندہ سالم
ہیں خوش جہان وجہانیاں تیرے مرنے سے	بچا نہ تیری زبان سے جاہل وعالم
برا بھلا تو تھا کہتا اسی پے عیسیٰ کو	تھا مارتا تو اسی واسطے مسیحا کو
کہے تھا قابل نفرت تو معجزوں کو بھی	اس لئے تھا تو پیچھے لگاتا دنیا کو
محمدی پے نہ تو ہو سکا کبھی قائم	اگرچہ فکر اسی کا تھا قائم ودائم
کدھر گیا تیرا لڑکا اے کادیانی وہ	کہ جس سے بادشاہ ڈھونڈیں گے برکت دائم
شد عقل مسخ کادیانی کی	کہ اب بھی کرتے ہیں تقلید آنجہانی کی
پڑا وہ بھاڑ میں دوزخ کے	گیا گذر ہے یہ علامت قہر آسمانی کی

یہ رسالہ سول اینڈ ملٹری نیوز پریس لدھیانہ سے ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا۔ ایک سو چار سال بعد دوبارہ ۲۰۱۲ء میں اشاعت، پروردگار عالم کا فضل ہی ہے اور بس!

۲/۸...... **انکشاف سر حقیقت الوحی:** یہ بھی مولانا ابوالمنظور محمد عبدالحق کوٹلوی سرہندی کی تصنیف ہے۔ ۱۹۰۸ء میں اوّلاً شائع ہوئی۔ اس کے ایڈیشن اوّل کے ٹائٹل پر یہ شعر درج تھے۔

ہے بندہ حق پے لطف یزداں	ہے بندۂ حق پے فضل رحماں
کر اس میں ضرور غور مرزا	اور حق کے لئے دیکھ یہ برہان
ہو حق پے فدا اے اہل احسان	تا حق سے عطاء ہو تجھ کو عرفان
مرزا کے فساد سے بچ کر	ہو تابع حق اے اہل ایمان

"انکشاف سر حقیقت الوحی" کادیانی سے ۱۳۲۶ھ اس کتاب کا سن اشاعت اور مرزا قادیانی کا سن وفات نکلتا ہے۔ کیونکہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء بنتا ہے۔ ٹائٹل کی آخری سطور میں یہ رباعی درج ہے۔

غالب ہے ہمیشہ حق بمیدان	کید وکذب وبطلان
مرزا پے پڑی ہے مار حق کی	ہے منکر حق ذلیل ہرآن
یہ حجت حق ہے اور سلطان	بس چھوڑ غرور وکبر وکفران
جی حق نے نہ چھا اے مرزا	منہ موڑ رہبروی شیطان

۹...... حقیقت مرزائیت: چواُسیدن شاہ ضلع جہلم کے حضرت مولانا پیر سید کرم حسین شاہ صاحب حنفی چشتی نے یہ فروری ۱۹۲۴ء میں مرزا قادیانی کے خلاف تحریر کیا۔

۱۰...... حقیقت مرزائیت (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر۲): انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا دوسرا پمفلٹ ہے۔ جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔

۱۱...... نزول مسیح اور مسئلہ ختم نبوت پر دلکش بحث (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر۳): انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا تیسرا پمفلٹ ہے۔ جو ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔ اکیاسی سال بعد دوبارہ اس کی اشاعت، محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

۱۲...... انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر۴: جس میں اشتہار مرزا ''مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ'' پر ایک قطعی وفیصلہ کن بحث کی گئی ہے اور اس کے متعلق تمام قدیم وجدید قادیانی ولاہوری تحریروں کا مفصل جواب دیا گیا ہے۔

۱۳...... انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر۵ (مولوی غلام احمد مرزائی کے بعض جوابات پر نظر): مولانا محمد ابراہیم خطیب مسجد شاہ بنارس نے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق قادیانیوں سے کچھ سوالات کئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک قادیانی مرید جس کا نام بھی مرزا قادیانی کے نام پر تھا۔ یعنی یہ مرید مرزا کا ہم عقیدہ اور ہم نام تھا۔ مولوی غلام احمد قادیانی ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی غلام احمد قادیانی میں امتیاز کے لئے مولوی غلام احمد کو مرزائی لکھا ہے۔ (کہیں قادیانی بھی رہ گیا ہوگا) اس مولوی غلام احمد مرزائی نے مولانا محمد ابراہیم صاحب خطیب شاہی مسجد کے سوالات کے اپنے طور پر جواب دیئے۔ جس پر انجمن اشاعت الاسلام بنارس نے یہ پمفلٹ لکھ کر مولوی غلام احمد مرزائی کے جواب کا جواب الجواب لکھا ہے۔ یہ اکتوبر ۱۹۳۳ء کا شائع شدہ رسالہ ہے۔ جو اس جلد میں شائع ہورہا ہے۔ فلحمدللہ!

۱۴...... جواب دعوت (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر۶): بنارس کے ایک قادیانی نے ''دعوت الی الحق'' کے نام سے پمفلٹ لکھ کر مسلمانوں کو قادیانی بننے کی دعوت دی۔ اس کے جواب میں اکتوبر ۱۹۳۳ء میں یہ رسالہ لکھا گیا۔

۱۵...... معیار نبوت (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر۷): اس میں آنحضرت ﷺ کی دس پیش گوئیوں کا تذکرہ کر کے مرزا قادیانی کی دس پیش گوئیوں کو پرکھ کر غلط ثابت کیا ہے۔ ۱۹۳۳ء کا شائع کردہ رسالہ ہے۔

۱۶...... نوراسلام (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر۸،۹،۱۰،۱۱):
بنارس میں مولوی غلام احمد مرزائی رہتا تھا۔ اس نے اپنے نام کے ساتھ مجاہد کا لاحقہ لگا رکھا تھا۔ اس نے ظہور امام ۲،۳،۴،۵ رسائل لکھے۔ ان تمام رسائل کا جواب یہ رسالہ ہے۔ مارچ ۱۹۳۴ء میں پہلی بار اشاعت پذیر ہوا۔

۱۷...... دفع اوہام از ظہور امام (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر۱۲):
حق تعالیٰ کے فضل سے نمبر۱۰ سے ۱۷ تک انجمن اشاعت الاسلام بنارس کے ٹریکٹ ہائے نمبر۲ سے ۱۲ تک مکمل یہاں جمع ہو گئے۔ افسوس کہ ٹریکٹ نمبر۱ نہ ملا۔ اس رسالہ ”دفع اوہام“ میں قادیانی مولوی غلام محمد مجاہد کے رسالہ ظہور امام نمبر۱ کا جواب دیا گیا ہے۔ نمبر۱۶ میں ظہور امام ۲ تا ۵ تک کا جواب تھا۔ اس میں ایک کا جواب ہے۔ گویا قادیانی مولوی مجاہد کے رسائل ظہور امام کے پانچوں رسائل کا انجمن اشاعت الاسلام بنارس نے جواب دے کر ان کو ٹھنڈا کر دیا۔ حق تعالیٰ ان رسائل کے فاضل مؤلف کی تربت پر کروڑوں رحمتیں فرمائیں کہ ان کے اخلاص کا یہ عالم ہے کہ ۱۲ رسائل میں کہیں اپنے نام کی ہوا نہیں لگنے دی۔ ”نیکی کر دریا میں ڈال“ کا یہ لوگ مصداق تھے۔ ان کی محنتوں سے آج قادیانیت سرنگوں ہی نہیں بلکہ زیر قدم ہے۔ فلحمدللہ!

۱۸...... سیف ربانی بر گردن قادیانی: مولانا محمد شریف قادری فاضل دیوبند ناظم دارالعلوم اسلامیہ منڈی بہاؤالدین دواخانہ اشرفیہ نے یہ رسالہ ترتیب دیا۔ جس میں سیدنا مسیح بن مریم (علیہما السلام) کے علامات جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائے اختصار سے درج کر کے مرزا قادیانی کا موازنہ کیا۔ ٹائٹل پر یہ شعر درج کیا۔

چیست مرزائیت اے اہل فہم
ابتداء از حیض بر ہیضہ ختم

۱۹...... مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اور ان کے متعلق خدائی فیصلے: یہ پمفلٹ نامعلوم کس اللہ کے بندہ نے تحریر کیا اور کب کیا۔ پمفلٹ پر کچھ درج نہیں۔ ایسے مخلص باکمال لوگ۔ اللہ، اللہ!

۲۰...... خاتم الانبیاء (تیر ودود بر سینۂ مردود): پشاور کے معروف بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالودود قریشی نے ملعون قادیان کے خلاف ستمبر ۱۹۴۲ء میں یہ رسالہ شائع فرمایا تھا۔

۲۱...... قادیانی بینک کا دیوالہ......مرزائی رنگ میں بھنگ: حضرت مولانا عبدالقیوم میرٹھی نے یہ رسالہ تحریر کیا۔ مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ کا رسالہ ''اشد العذاب علیٰ مسیلمہ الفنجاب'' مرزا قادیانی سمیت پوری قادیانی برادری کے لئے اشد العذاب ثابت ہوا۔ محمد صدیق قادیانی میرٹھی محاسب قادیانی جماعت میرٹھ اور دوسرے عزیز احمد سیکرٹری تبلیغ قادیانی جماعت پنڈی نے زور آزمائی کی۔ اوّل الذکر نے ایک ٹریکٹ شائع کیا۔ ثانی الذکر نے سیف الجبار نامی ایک پمفلٹ۔ دونوں کا جواب یہ رسالہ ہے۔ ''قادیانی بینک کا دیوالہ......مرزائی رنگ میں بھنگ'' مرزا اور مرزائیوں کے کذاب ہونے کی بے شمار اقراری شہادتیں، ان سرخیوں پر مشتمل یہ رسالہ بڑے سائز کے آٹھ صفحات پر شائع ہوا۔ تاریخ اشاعت نہ مل سکی۔

۱/۲۲...... ایک جھوٹی پیش گوئی پر مرزائیوں کا شور وغل: لاہور حامیٔ اسلام ایک انجمن تھی جس کے سیکرٹری ملا محمد بخش تھے۔ ملا محمد بخش صاحب کے صاحبزادے تاج الدین احمد تاج تھے جو اخبار ہنٹر کے ایڈیٹر بھی رہے۔ انہوں نے یہ رسالہ لکھا کہ مرزا قادیانی نے زلزلہ کی خبر دی تھی وہ جھوٹی نکلی۔ مرزا نے ایک نظم لکھی جس میں ایک شعر تھا۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

یہ نظم ایک زلزلہ کے متعلق تھی، جو نہ آیا۔ مرزا قادیانی ذلیل ہوا۔ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد روس میں انقلاب آیا۔ زار روس سبکدوش ہوا۔ لاہوری گروپ کے چیف مہنت محمد علی ایم۔اے نے اس پوری نظم زلزلہ سے فقط ایک مصرعہ ''زار بھی ہوگا اس گھڑی باحال زار'' کو لے کر مرزا کی پیش گوئی پر پمفلٹ چھاپ دیا۔ تاج الدین احمد نے اس رسالہ میں لاہوری چیف گرو محمد علی ایم۔اے کے ڈھول کا پول کھولا ہے۔ (افسوس کہ اس رسالہ کا ص ۵، ۶، ۷، ۸ گم تھے نہ مل سکے)

۲/۲۳...... قادیان میں قہری نشان: یہ رسالہ بھی تاج الدین احمد تاج کا مرتب کردہ ہے۔ یاد رہے کہ تاج صاحب کا پہلا رسالہ ''ایک جھوٹی پیش گوئی پر مرزائیوں کا شور وغل'' پڑھ کر لاہوری لاٹ پادری محمد علی ایم۔اے تو دم بخود ہوگیا۔ البتہ قادیانی گرو مرزا محمود نے اس رسالہ کے خلاف ''قہری نشان'' نامی رسالہ لکھا۔ جس کا جواب ''قادیان میں قہری نشان'' کے نام سے تاج الدین احمد تاج نے دیا۔ اس رسالہ کو پڑھ کر آپ محسوس کریں گے کہ مرزا محمود ملعون کے رسالہ کے کیسے

آپ نے تار پود بکھیرے ہیں کہ اسے دھیاں دھیاں کر دیا ہے۔ ایک پیش گوئی اس کے متعلق مرزا نے کچھ کہا۔ لاہوری چیلے نے کچھ کہا۔ مرزا محمود قادیانی گرو نے پہلے کچھ کہا اب کچھ اور کہا۔ اس شیطان کی آنت کا سرا کہاں سے ملے گا؟ یہ اس رسالہ کا خلاصہ ہے۔ پڑھئے کہ پڑھنے کی چیز ہے۔ ان دو رسائل کے علاوہ موصوف کا ایک رسالہ ''تہذیب قادیانی'' جو مدہم فوٹو ہے۔ محنت طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو کسی اور جلد میں پیش ہوگا۔

غرض احتساب قادیانیت جلد سینتالیس (۴۷) میں ۲۳ کتب و رسائل شامل ہیں۔ ان میں:

۱......	مولانا قاضی غلام گیلانیؒ	کی	۱	کتاب
۲......	مولانا عبدالوہاب خان رامپوریؒ	کا	۱	رسالہ
۳......	جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت مصریؒ	کے	۲	رسائل
۴......	مولانا غلام ربانی جوہرآبادیؒ	کا	۱	رسالہ
۵......	جناب شیخ خضر حسینؒ پروفیسر جامعہ ازہر مصر	کا	۱	رسالہ
۶......	مولانا ابوالمنظور عبدالحق کوٹلوی سرہندیؒ	کے	۲	رسائل
۷......	مولانا پیر سید کرم حسین شاہ نقشبندی	کا	۱	رسالہ
۸......	سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس	کے	۸	رسائل
۹......	مولانا محمد شریف قادریؒ	کا	۱	رسالہ
۱۰......	نامعلوم	کا	۱	رسالہ
۱۱......	مولانا عبدالودود قریشیؒ	کا	۱	رسالہ
۱۲......	مولانا عبدالقیوم میرٹھیؒ	کا	۱	رسالہ
۱۳......	جناب تاج الدین احمد تاج	کے	۲	رسائل

....

گویا ۱۳ حضرات کے کل ۲۳ رسائل و کتب

احتساب قادیانی کی جلد ۴۷ میں شائع اشاعت ہیں۔ فلحمدللہ علیٰ ذالک!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۱۹؍رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۸؍اگست ۲۰۱۲ء

بیان مقبول
ورد قادیانی مجہول

حضرت مولانا قاضی غلام گیلانیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف!

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم ۔ اما بعد!

احتساب قادیانیت ج۲۸ میں حضرت قاضی غلام گیلانیؒ (وفات۱۹۳۰ء) کے رد قادیانیت پر دو رسائل تیغ غلام گیلانی برگردن قادیانی نمبر۲ جواب حقانی دررد بنگالی قادیانی شائع کر چکے ہیں۔ اس موقع پر حضرت قاضی غلام گیلانیؒ کے پوتے اور ہمارے مخدوم حضرت قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کے صاحبزادے مخدوم ومخدوم زادہ مولانا حاجی محمد ابراہیم صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک نے بیان مقبول دررد قادیانی مجہول رسالہ کا فوٹو بھجوایا۔ ایک تو وہ نامکمل تھا اور یہ کہ بوسیدہ کتاب کے سے فوٹو کے باعث مدھم بھی تھا۔ بہت کوشش کی لیکن بالکل کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ اسے چھوڑ دیا گیا۔ اب کراچی سے عقیدہ ختم نبوت کی جلد نمبر۷ میں یہ کتاب شائع شدہ ملی۔ نئے حوالہ جات سے یہاں پیش خدمت ہے۔ (فقیر مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال نمبر۱...... تفسیر صاوی (یہ تفسیر جلالین کے اوپر حاشیہ ہے) جو مالکی مذہب کی ہے اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ثبوت ہے۔

جواب...... بالکل غلط ہے بلکہ متعدد جگہ اس تفسیر میں حیات عیسیٰ علیہ السلام اور جانا ان کا آسمان پر اسی جسم خاکی کے ساتھ مذکور ہے۔ ”جلد اوّل سورہ بقرہ میں زیر آیت ”افکلما جاءکم رسول لا تهوىٰ انفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون (البقرہ:۸۷)“ کے حاشیہ۔ ”قوله کعیسیٰ ای کذبوا اولم یتمکنوا من قتله بل رفعه الله الی السماء“ دیکھو اس میں مرفوع ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر مذکور ہے اور سورہ مائدہ ص۲۰۰ زیر آیت کریمہ ﴿واذقال الله یٰعیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون الله...... الخ (المائدہ:۱۱۶)﴾ (قوله فی القیامة) وقیل ان السوال وقع فی الدنیا بعد رفعه الی السماء اقول تعلق قیل بالسوال لا بما بعد رفعه

الی السماء قوله ﴿فلما توفیتنی﴾ یستعمل التوفی فی اخذ الشیء وافیا ای کاملا والموت نوع منه قال تعالیٰ ﴿الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها﴾ ولیس المراد الموت بل المراد الرفع کما قال المفسر (قبضتنی بالرفع الی السماء) حاصل مافی المقام ان هذه العقیدة وقعت منهم بعد رفعه الی السماء وتستمر الی نزوله ولم تقع منهم قبل رفعه واما بعد نزوله فلم یبق نصرانی ابدا بل اما الاسلام او السیف فتعین ان یکون معنی توفیتنی رفعتنی الی السماء

سوال نمبر۲...... تفسیر روح البیان میں جو کہ بڑی معتبر کتاب ہے۔ موت عیسیٰ علیہ السلام کی مذکور ہے۔

جواب...... محض غلط ہے۔ اس سے سابق روح البیان سے ثابت کیا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بعینہ جسم خاکی آسمان پر زندہ گئے ہیں اور قرب قیامت تک وہیں رہیں گے بعدہ اتر کر دجال کو قتل کریں گے وغیرہ وغیرہ اور اب بھی روح البیان سے حیات عیسوی نقل کر دیتا ہوں۔ سورہ اسراء ص ۹۵ میں ہے کہ شب معراج میں سب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی ملاقات اس طور پر ہوئی کہ ان حضرات کی صورتیں مثالیہ تھیں۔ مثل صورت جسم کے، مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس اور حضرت الیاس علی نبینا وعلیہم السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ ان کے جسم دنیوی کے ساتھ کیونکہ یہ حضرات زندہ ہیں۔ ونصه فراهم فی صورة مثالیة کهیئتهم الجسدانیة الاعیسیٰ وادریس والخضر والیاس فانه راهم باجسادهم الدنیویة لکونهم من زمرة الاحیاء...... الخ۔

سوال نمبر۳...... عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے اوصاف میں سے جو کہ حدیث شریف کا یہ ٹکڑا ہے۔ تکون الملل کلهاملة واحدة ۔ یعنی سب دین کا ایک دین ہو جائے گا درست نہیں۔ کیونکہ یہ مخالف ہے اس آیت کریمہ کے وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ محمد ﷺ کی متابعت کریں گے۔ وہ لوگ کافروں پر فوق اور اچھے رہیں گے روز قیامت تک۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر مثل فرقہ ایمان داروں کے قیامت تک دنیا میں ہوں گے پس سب دینوں کا ایک دین ہونا درست نہ ہوگا۔

جواب...... سب ملتوں کا ایک ملت ہونا بروقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ مراد نہیں کہ فوراً عیسیٰ بن مریم کے اترتے ہی سب اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے۔ بلکہ جن کی موت علم خداوندی میں کفر

پر معین ہے ان کو کفر کی حالت میں بذریعہ جہاد قتل کیا جائے گا اور باقی موجودہ کافر سب ایمان قبول کرلیں گے۔ جیسا کہ ملک عرب کی نسبت حدیث شریف میں وارد ہے کہ عرب میں کوئی گھر نہیں رہا جس میں ''اسلام'' داخل نہ ہوا ہو یعنی ہر ایک عربی مسلمان ہوگا۔ اس کی یہی صورت ہوئی کہ جن کی ہلاکت حالت کفر میں مقدر تھی وہ ہلاک کئے گئے اور باقی مسلمان ہوگئے۔ پس حدیث اور آیت میں کوئی تعارض نہ رہا۔

سوال نمبر۴..... حدیث وتكون الملل كلها ملة واحدة یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سب مختلف دین کا ایک دین مسلمانی ہوجائے گا۔ مخالف ان دو آیتوں کے ہے۔ کیونکہ یہ حدیث مشیت خداوندی کے خلاف ہے۔ اول آیت ﴿ولو شئنا لاتينا كل نفس هداها ولكن حق القول منى لا ملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين (سجدہ۱۳)﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اگر ہم چاہیں تو البتہ دیں ہر نفس کو اس کی ہدایت لیکن ثابت ہوچکا ہے مجھے یہ قول کہ البتہ پر کروں گا جہنم کو جنات اور بنی آدم کل سے دوسری آیت یہ ہے ﴿ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولا يزالون مختلفين الامن رحم ربك ولذالك خلقهم وتمت كلمة ربك لا ملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين ط(ہود:۱۱۸،۱۱۹)﴾ اور اگر چاہتا رب تیرا اے محمد ﷺ تو البتہ کردیتا کل لوگوں کو ایک گروہ اور یہ لوگ ہمیشہ مختلف ہوں گے۔ مگر جس پر کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوچکی ہے۔ بات رب تیرے کی البتہ بھروں گا دوزخ کو جنات اور بنی آدم سے۔

جواب..... کوئی مخالفت اور تعارض نہیں کیونکہ آیت اول کا مفاد یہ ہے کہ ہم نے چوں کہ انسانات اور جنات سے دوزخ کا بھرنا منظور کرلیا ہے۔ لہٰذا ہر ایک جن اور ہر ایک آدمی کو ہم نے ہدایت نہیں دی۔ ورنہ اگر ہم چاہتے تو سب کو ہدایت دے دیتے اور یہ ہوسکتا ہے کہ سب کو ہدایت بھی نہ ہو اور جہنم کو بھی پر کردیا جائے۔ باوجود اس کے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے لوگ سب ایک ملت ہوجائیں یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سے ماقبل کے لوگ مختلف رہیں اور عین عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لوگ جو بحالت کفر کی موت سے بچ جائیں وہ سب کے سب ایک ملت پر ہوجائیں اور پھر بعد زمان عیسیٰ علیہ السلام کے لوگ بوجہ فسق وفجور کے بے دین ہوں گے۔

قیامت تو شریروں پر ہی قائم ہوگی۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے اول اور آخر کے لوگوں سے مع جنات کے جہنم پر کردی جائے گی اور ان کے وقت کے مسلمان لوگ بوجہ ہدایت کے جہنم سے بچائے جائیں گے اور دوسری آیت بحسب استثناء من رحم ربك مرحومین کا

اتفاق ایک ملت پر ہوسکتا ہے۔ رہے غیر مرحومین سووہ جب تک زمین پر موجود رہیں گے۔ مختلف بھی رہیں گے اور لا یـزالـون کا یہ مقتضی نہیں کہ غیر مرحومین سے زمین کسی وقت خالی نہ ہوگی۔ کیونکہ لا یـزال کا مدلول صرف اتنا ہی ہے کہ محمول مـنـفك نہیں موضوع سے یعنی کوئی وقت وجود موضوع (غیر مرحومین) کا اختلاف سے خالی نہیں۔ دیکھو قول باری تعالیٰ کا ﴿لا یـزال بنیانهم الـذي بـنـوريبة فـی قـلـوبهـم (التوبہ:۱۱۰)﴾ جس کا مدلول اسی قدر ہے کہ شک کا انفکاک بنیانهم (ان کی عمارتوں) سے تا حین حیات ان کے نہ ہوگا۔ ہاں اگر مر گئے تو چونکہ خود ہی نہ ہوں گے ان کا شک بھی نہ ہوگا۔ ﴿کما قال الله تعالیٰ الا ان تقطع قلوبهم (التوبہ:۱۱۰)﴾ مگر یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کٹ جائیں دل ان کے یعنی مر جائیں۔ پس زماں مسیح بن مریم میں چو کہ غیر مرحومین ہی نہ رہیں گے تو ان کا اختلاف کیسے ہوگا؟ پس ان آیات اور حدیث میں بھی کوئی تعارض نہیں لیکن بے علمی بری مرض ہے۔

سوال نمبر ۵......مرزا کہتا ہے کہ حدیث کا ایک ٹکڑا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو واقع ہے۔ لیـدعـون الـیٰ الـمال فلا یقبله احد۔ وہ میرے حق میں ہے کیونکہ میں نے بذریعہ اشتہارات کے روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور مخالفین اسلام کو بلایا اور کسی نے قبول نہ کیا۔

جواب......حدیث شریف میں تو ''فلا یقبله احد'' مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں چوں کہ سب لوگ اہل اسلام ہی ہوں گے اور سب کو رغبت عبادت کی بغایت درجہ ہوگی اور سب تارک اور زاہد ہوں گے۔ چنانچہ اس پر فقرہ حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها شاہد ہے۔ اس لئے وہ مسلمان عابد، زاہد دنیا کو قبول نہ کریں گے۔ نہ یہ کہ مخالفان اسلام بھی موجود ہوں گے اور ان کو بمقابلہ اظہار حقیت اسلام بذریعہ اشتہارات روپیہ دینے کا وعدہ دیا جائے گا اور وہ قبول نہ کریں گے۔ فـان قلت السجدة الواحدة دائما خیر مـن الـدنیـا وما فیها لان الاخرة خیر وابقیٰ۔ قلت الغرض انها خیر من کـل مـال الـدنیـا اذ حینئذ لا یمکن التقرب الی الله تعالیٰ بالمال۔ وقال التور بشتی یعنی ان الناس یرغبون عن الدنیا حتی تکون السجدة الواحدة احب الیهم من الدنیا وما فیها......الخ. (عینی بخاری ج۷ص۴۰۲)

سوال نمبر ۶......فرشتے زمین پر نہیں اترتے اور جب اتریں گے تو اتمام حجت ہو جائے گا پھر کسی کا ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔ اور حدیث دمشقی جس میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا فرشتوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مذکور ہے وہ موضوع اور جھوٹی ہے۔ اس کو یہ آیت جھوٹا کر رہی ہے۔ ﴿هـل ینظرون.

الا ان تاتیهم الملئکة اویاتی ربك اویاتی بعض ایات ربك ط یوم یاتی بعض ایات ربك لا ینفع نفسا ایمانهالم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا آ (انعام:۱۵۸)﴾ نہیں نظر کرتے یہ کفار مگر اس بات کی کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا آئے رب تیرا یا آئے بعض نشانی پروردگار کی۔ یعنی غضب وعذاب اور جس دن آجائے گی۔ بعض نشانی تیرے رب کی نہ نفع دے گا کسی شخص کو اس کا ایمان، جو اس نشان کے قبل ایمان نہ لایا ہوگا اور جس نے اپنے ایمان میں پہلے اس سے کوئی بھلائی حاصل نہ کی ہوگی۔ مرزا انہیں آیات اور ان کی مثل سے سندھ پکڑ کر نزول ملائکہ سے زمین پر منکر ہیں اور ملائکہ کو ارواح کواکب قرار دیا ہے۔

جواب...... ورود ملائکہ زمین پر کئی بار ہو چکا ہے اور ہوتا رہتا ہے اور ہوگا قیامت تک۔ اس کا انکار کرنا بالکل حماقت ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ ﴿فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا (مریم:۱۷)﴾ دوسری جگہ وارد ہے ﴿هل اتك حدیث ضیف ابراهیم المکرمین (ذاریات:۲۴)﴾ تیسری جگہ وارد ہے۔ ﴿اذتقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الف من الملئکة منزلین۔ بلیٰ ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورهم هذا یمددکم ربکم بخمسة الف من الملئکة مسومین (ال عمران، ۱۲۴،۱۲۵)﴾ چوتھی جگہ میں وارد ہے ﴿ولما جاءت رسلنا لوطا سیء بهم وضاق بهم ذرعاً وقال هذا یوم عصیب۔ وجاءه قومه یهرعون الیه ط ومن قبل کانوا یعملون السیات ط قال یقوم هئولاء بناتی هن اطهرلکم فاتقوا الله ولا تخزون فی ضیفی ط الیس منکم رجل رشید۔ قالوا لقد علمت مالنا فی بناتك من حق ط وانك لتعلم ما نرید۔ قال لو ان لی...... الخ (هود:۷۷،۷۹)﴾ ان سب آیات قرآنی میں مرزا اور مرزائی کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟ آیا یہ آیات قرآنی ہیں یا نہیں، اور نزول ملائکہ اور چلنا پھرنا ان کا زمین پر ثابت کر رہی ہیں یا نہیں۔

یہی ”ارواح کواکب“ بزعم مرزا زمین پر اتریں تو کواکب آسمان سے کیوں نہ گریں یا متغیر نہ ہوئیں جسم بلا روح کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ یہ متمثل بصورت بشری مریم کے نزدیک آنے والا۔ اور یہ جو تین ہزار اور پانچ ہزار موٹے گھوڑوں پر سوار تھے اور یہ مہمان ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے اور خوش شکل جس پر اثر سفر کا معلوم ہوتا تھا اور سب حاضرین مجلس نبوی ﷺ اس سے ناواقف تھے۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابی داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں مذکور ہے۔ کہ اس کے بارے میں حضرت ﷺ نے فرمایا۔ فانه جبرائیل علیه السلام اتاکم

یعلمکم دینکم پس یہ تحقیق جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ آئے ہیں تمہارے پاس۔ سکھاتے ہیں تم کو دین تمہارا، اور بخاری میں ابن عباس سے ہے: قال رسول اللہ ﷺ یوم بدر ھذا جبرائیل اخذ برأس فرسہ علیہ اداۃ الحرب۔ یعنی حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے روز فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ مسلح کھڑے ہوئے اور گھوڑے کو پکڑے ہوئے اور وہ معلم جس نے آنحضرت ﷺ کو امام بن کر تعلیم کیفیت نماز کی اور رمضان میں آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتا تھا اور وہ گھوڑے کا سوار جس کو فرعون کے لشکر نے دیکھا اور سامری نے خاک اس گھوڑے کے قدموں کی اٹھائی اور وہ شخص جو صورت دحیۃ کلبیؓ صحابی میں آیا تھا اور ایک دفعہ حضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ یا صدیق اکبر کو فرمایا کہ یہ جبرائیل ہے اور تم کو سلام دیتا ہے اور وہ فرستادہ جو اہل طائف کو ایذا دینے کے وقت کہتا تھا کہ اے محمد ﷺ تیرا خدا فرماتا ہے کہ اگر تو چاہے تو میں اس پہاڑ کو ان کے سر پر پھینکوں وغیرہ وغیرہ۔

کیا آیا یہ سب ارواح کواکب ہی تھے؟ قرآن کریم کو کسی سمجھ والے سے پڑھنا چاہیے تا کہ ایک آیت کو حسب زعم اپنے کسی معنی مفید مطلب پر دال ٹھہرا کر آیات اور احادیث میں تحریف پیدا نہ کریں مرزا کی طرح سے۔

سوال نمبر ۷...... فرشتوں کا زمین پر آنا جبرائیل علیہ السلام کا متمثل ہونا بصورت بشری اور اپنی اصلی صورت کو چھوڑنا کیونکر ہوسکتا ہے؟

جواب...... ہوسکتا ہے کہ اس کی زائد خلقت اور صورت بعد بالکلیہ فنا ہوجانے اور زائل ہوجانے کے پھر اس کو ملتی ہو جب کہ تبلیغ کر چکتا ہوگا۔ بوجہ اس کے کہ تداخل دو صورتوں کا باہم نزدیک اہل حق کے درست نہیں ہے۔ علم منطق میں ہے الملک جسم نوری یتشکل باشکال مختلفۃ لا یذکر ولا یونث عینی بخاری "جلد اول" میں عبداللہ بن یوسف کی حدیث جس میں یہ جملہ ہے۔ واحیانا یتمثل لی الملک رجلا پوری کاشف اس وہم کی ہے۔ امام مقدام عینی اس کے تحت میں فرماتے ہیں۔ قول یتمثل ای یتصور مشتق من المثال وھو ان یتکلف ان یکون مثالا لشئ اخر وشبیھا لہ قولہ الملک جسم علوی لطیف یتشکل بای شکل شاء وھو قول اکثر المسلمین وقالت الفلاسفۃ الملئکۃ جواھر قائمۃ بانفسھا لیست بمتحیزۃ البتۃ ثم قال الامام الموصوف فی بیان الاجوبۃ والا سئلۃ فی ھذا الحدیث

العاشر ماقيل ما حقيقة تمثل جبرائيل عليه السلام له رجلا اجيب بانه يحتمل ان الله تعالیٰ افنی الزائد من خلقه ثم اعاده عليه ويحتمل ان يزيله عنه ثم يعيده اليه بعد التبليغ نبه علیٰ ذالك امام الحرمين واما التداخل فلا يصح علی مذهب اهل الحق۔ اوراس جواب کے متصل دوسرا سوال اور جواب بھی فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۸...... جبرائیل علیہ السلام کے 600 پر ہیں جب کہ وقت ملاقات رسول اللہ ﷺ کے دحیہ کلبیؓ صحابی کی صورت پر بن کر آتے تھے تو ان کی وہ روح کہاں جاتی تھی۔ پس اگر اس چھوٹی صورت میں وہ روح آتی تھی تو کیا بڑا جسم اصلی اس کا فنا ہوتا تھا یا باقی رہتا تھا۔ سوائے روح کے اور اگر وہ روح اس اپنے بڑے جسم میں رہتی تھی تو وہ جسم کلاں دحیہ کلبی کی صورت پر نہیں ہوتا تھا اور نہ یہ روح اور نہ یہ جسد جبرائیل علیہ السلام کا تھا۔

جواب...... جبرائیل علیہ السلام کی روح ان کے جسم کلاں سے منتقل ہو کر جسم صغیر میں آجاتی تھی جو کہ بصورت دحیہ کلبی صحابی کے تھا۔ اور جسم کلاں باقی زندہ رہتا تھا۔ سوائے روح کے جیسے شہیدوں کی روحیں منتقل ہو کر سبز جانوروں کے جو اصل پوٹوں میں رہتی ہیں اور جسم کی موت بوجہ جدا ہو جانے روح کے عقلاً واجب نہیں ہے۔ بلکہ پروردگار نے موت جسدی کو عادت کریمہ کے ساتھ بوجہ مفارقت روح کے بنی آدم وغیرہ حیوانات میں جاری کیا ہے۔ بس اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ ملائکہ میں بھی بوجہ مفارقت روح کے موت جسم کی ہو جائے۔

قال الامام الهمام بدر الدين العينی الحنفی فی شرح البخاری تحت الحديث المذكور الحادی عشر ماقيل اذا لقی جبرائيل النبی ﷺ فی صورة دحية۔ فاين تكون روحه؟ فان كان فی الجسد الذی له ست مائة جنح فالذی اتی لا روح جبريل ولا جسده وان كان فی هذا الذی هو صورة دحيه فهل يموت الجسد العظيم ام يبقی خالياً من الروح المنتقلة عنه الیٰ الجسد المشبه بجسد دحيه اجيب بانه لا يبعد ان لا يكون انتقالها موجب موته فيبقی الجسد حيالا ينقص من مفارقته شي ويكون انتقال روحه الی الجسد الثانی كما نتقال ارواح الشهداء الی اجواف طير خضر وموت الاجساد بمفارقة الارواح ليس بواجب عقلا بل بعادة اجراها الله تعالیٰ فی بنی آدم فلا يلزم فی غيرهم۔

سوال نمبر۹......آیت ﴿ومن نعمره ننکسه في الخلق (یٰسین:۶۸)﴾ دال ہے۔ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیونکہ حسب اس آیت کے جو شخص اسی یا نوے سال کو پہنچتا ہے اس کو نکوس اور واژگونی بہ نسبت پہلی حیات کے پیدا ہوتی ہے۔ تو کیا حال ہوگا اس شخص کا جو ہزار سال تک زندہ رہے۔ (ایام الصلح ص۱۴۲، خزائن ج۱۴ ص۳۸۶)

جواب......اس شخص سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور ''ایام الصلح'' مرزا کی کتاب کا نام ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اسی یا نوے سال کی قید جو مرزا نے لگائی ہے۔ کون سے کلمہ قرآنی کا معنی ہے؟ یہ کلام الٰہی میں تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔ قرآن شریف میں کیا تم نے آیت اصحاب کہف کے بارے میں نہیں دیکھی جو پروردگار فرماتا ہے۔ ﴿ولبثوا فی کهفهم ثلث مائة سنين واز دادو تسعاً (کہف:۲۵)﴾ اور ٹھہرے لوگ غار میں تین سو برس اور زیاد کئے انہوں نے نو برس۔ یعنی ۳۰۹ اگر اس آیت ﴿ومن نعمره ننكسه (یٰسین:۶۸)﴾ کا مطلب اسی یا نوے برس ہے تو اصحاب کہف کو ۳۰۹ تین سو نو برس تک کس طرح ٹھہرایا؟ بلکہ یہ تین سو نو برس تو وقت نزول اس آیت کے اور اب ۱۳۳۲ اور جو گزر گئے۔ مجموعہ فتاوی مولوی عبدالحیؒ ص۱۲ ج۳ میں ہے کہ اصحاب کہف امام مہدی کے ہمراہ ہوکر دجال سے لڑائی کریں گے اور حضرت الیاس علیہ السلام جواب تک زندہ ہیں۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان، جلد رابع، ص۱۰۳ میں ہے۔ ہزاروں برس کی عمر ہوگی اور باتفاق جمہور اہل تصوف ومحدثین وبزرگان دین خواجہ خضر علیہ السلام جواب تک زندہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ غوث پاک عبدالقادر جیلانی شیخ المشائخ بغدادیؒ نے ان سے ملاقات بھی کی ہے۔ جیسا کہ ''فواتح الرحموت'' شرح مسلم الثبوت، ص۴۱۲ میں ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار چار سو ۱۴۰۰ برس اور حضرت آدم کی عمر ۹۳۰ سال اور حضرت شیث علیہ السلام کی عمر نو سو بارہ ۹۱۲ سال اور حضرت ادریس علیہ السلام کی عمر تین سو چھپن سال ۳۵۶ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال ۱۲۰ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو سو تیئس برس ۲۲۳ کیسے خلاف مدلول آیت قرآنی کے ہوئی؟ مرزا نے افسوس کہ کوئی سیر اور تاریخ کی کتاب بھی نہ دیکھی۔ جہالت بھی بڑی بلا ہے۔

سوال نمبر۱۰......آیت ومنكم من يتوفى ومنكم من يرد الى ارذل العمر دلالت کرتی ہے۔ وفات عیسیٰ پر، معنی اس کا یہ اور بعض تم لوگوں سے فوت ہوتا ہے اور مر جاتا ہے اور بعض تم لوگوں سے لوٹایا جاتا ہے۔ بطرف ارذل اور خراب عمر کے، قرآن شریف میں کسی جگہ یہ وارد نہیں

ہے کہ بعض تم لوگوں سے اس جسم کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے اور پھر لوٹے گا آخر الزماں میں۔ یعنی اس قسم کی عبارت ومنکم من صعد الی السماء بجسدہ العصری ثم یرجع فی آخر الزمان۔ قرآن شریف میں کسی جگہ میں وارد نہیں ہے۔ فقط دونوں ہی امر کا ذکر ہے۔ اب اگر بعض لوگوں کا چڑھنا بطرف آسمان کے بھی مانا جائے تو تیسرا امر بھی نکل آیا اور آیت مذکورہ کا حصر باطل ہو گیا۔

جواب...... مسیح بن مریم علیہما السلام اس آیت کے دوشق میں سے ﴿ومنکم من یرد الی ارذل العمر (النحل:۷۰)﴾ داخل ہے اور ارذل العمر، کے لئے کوئی حد معین نہیں ہے نہ منصوص کہ کسی آیت میں تصریح ہو اور نہ عقلی۔ تا کہ اس سے متجاوز ہونا موجب موت کا ہو اور علماء طبعیین نے جو تحدید کی ہے اس کو شیخ اکبرؒ اپنے کشفی طور سے فتوحات ج۳ رد فرماتے ہیں۔ مضمون ان کے قول کا یہ ہے کہ ”اگر جو کچھ علم طبعی میں ہمارے پر مکشوف ہوا ہے۔

علماء طبعیین کو معلوم ہوتا تو ہرگز عمر طبعی انسان کی محدود بحد معین نہ کہتے۔ امید ہے کہ مرزائی کشفی دلیل کو تو مان ہی لیں گے۔ کیونکہ مرزا خود کشفی دلیلوں پر جا بجا سند لایا اور شیخ اکبر کو اپنا پیشوا جانتا تھا۔ باقی رہا حضرت مسیح کا آسمان پر تشریف لے جانا سو یہ ان حالات میں سے ہے جو متوسط ہیں الولادۃ والموت میں۔ حالات متوسط کا ذکر اگر ضروری سمجھا جائے تو چاہئے کہ عدم ذکر واقعہ صلیب بھی جیسا کہ مرزا کا اور سارے مرزائیوں کا مزعوم ہے۔ یعنی مسیح علیہ السلام کو صلیب پر دیا جانا مانتے ہیں۔ موجب بطلان حصر آیت کا ہو۔ اور اگر یہی عدم ذکر موجب بطلان حصر آیت نہیں تو ایسا ہی عدم ذکر صعود علی السماء جو حالات متوسطہ میں سے ہے۔ یہی مخل حصر آیت نہیں ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱۱...... از طرف مرزا قادیانی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرمایا ﴿ما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام (انبیاء:۸)﴾ ”ہم نے نہیں بنایا ان لوگوں کو ایسے جسم پر کہ نہ کھائیں طعام“ دوسری جگہ قرآن شریف میں وارد ہے۔ ﴿کانا یاکلان الطعام﴾ ”وہ دونوں طعام کھایا کرتے تھے۔“ یہ دونوں آیتیں دلیل ظاہر ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر، کیونکہ صریح معلوم ہوتا ہے کہ مایہ حیات انبیاء کا بھی مثل باقی افراد بشری کے طعام ہی ہے، تو پھر آسمان پر زندہ رہنا مسیح کا اتنی مدت بغیر کھانے پینے کے کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب...... آیت مذکورہ سے مایہ حیات طعام کا ہونا معلوم ہوتا ہے اور طعام کے معنی ”ما یطعم“

کے ہیں۔ یعنی جو ''چیز طعم'' اور غذا ہو کر ''مایہ حیات'' بنے ''طعام'' کا معنی فقط گیہوں، جو، برنج وغیرہ حبوب ہی نہیں۔ بلکہ عام ہے اور یہ چند چیزیں بھی منجملہ ''افراد طعام'' عام میں سے ہے۔ ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔﴿ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی﴾ بخاری اور مسلم دونوں اس حدیث کو لائے ہیں۔ (فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۷۶) معنی یہ ہوا ''اور کون ہے؟ تم سے مثل میرے کہ رات گزارتا ہوں میں اور میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔'' یعنی میں تمہاری طرح آب ودانہ ظاہری ہی فقط کھا کر گزارہ نہیں کرتا ہوں کہ فقط معتادہ ماکولات ہی میرا گزارہ ہوں۔ بلکہ میری خوراک اور غذا عنایت ایزدی ہے۔ یعنی پروردگار کا ذکر اور تسبیح وتہلیل جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے جس کو ''ابوداؤد، امام احمد بن حنبل اور طیالسی نے روایت کیا ہے۔فکیف بالمؤمنین یومئذ فقال یجزیھم ما یجزی اھل السماء من التسبیح والتقدیس۔حدیث کا راوی آنحضرت ﷺ سے پوچھتا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ کیا حال ہوگا؟ جس دن دجال کے ہاتھ میں طعام ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس طرح آسمان پر رہنے والوں کا طعام اور مایہ حیات ذکر الٰہی اور تسبیح وتقدیس ہے۔ اسی طرح مومنین بھی ''سبحان الملك القدوس '' کا ذکر کریں گے اور یہی ذکر ان کا طعام اور سبب حیات ہوگا اور یہ مسئلہ ''انجیل متی'' اور لوقا باب ۴ ورس ۴ میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام نے لکھا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ ''صحف انبیاء علیہم السلام'' میں میں اس طرح مرقوم ہے کہ ''خاصان خدا کے بدن میں کلام ربانی وہی تاثیر کرتی ہے جو عام لوگوں کے جسموں میں طعام کی تاثیر مسلم ہے۔

اصحاب کہف کا قصہ یاد کرو ان کو کس طرح حکیم مطلق نے بغیر ''طعام اور شراب مالوف ومعمول'' اور بغیر تخلیف شعاع آفتابی اور ہوا کے، اتنی مدت دراز تک زندہ رکھا۔ افسوس کہ مرزا اور مرزائی، انبیاء اور اولیاء کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر وشیر

اس امت مرحومہ محمدیہ میں اب بھی اور قیامت تک ایسے آدمی موجود ہیں۔ اور ہوں گے جن کی زندگی کا ذریعہ ذکر الٰہی ہے اور ہوگا۔

سوال نمبر ۱۲...... مرزا کی طرف سے اعتراض کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا (مریم:۳۱)﴾ ''اور وصیت کی ہے مجھ کو یعنی

حکم کیا ہے مجھ کواللہ تعالیٰ نے ساتھ پڑھنے نماز اور زکوٰۃ کے جب تک کہ میں زندہ ہوں۔'' پس چاہئے کہ مسیح ابن مریم آسمان پر صلوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں۔ حالانکہ آسمان پر جیسا کہ خورد و نوش سے فارغ ہیں ایسا ہی لوازم جسمیت سے بھی۔ علاوہ اس کے ادائے زکوٰۃ مال کو چاہتا ہے اور آسمان پر مال کہاں؟

جواب...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو دنیا میں بھی بباعث زہد اور فقیر کے مالک نصاب نہیں ہوئے۔ ادائے زکوٰۃ کو تو نصاب کا ہونا شرط ہے۔ مرزا اور مرزائی اگر زمین پر عیسیٰ علیہ السلام کا زکوٰۃ دینا ثابت کردیں تو بعد اس کے ہم آسمان پر ثابت کریں گے۔ یہ اعتراض تمسخر ہے ساتھ مسیح ابن مریم علیہما السلام کے اور زکوٰۃ کا معنی مفسرین نے ''تزکیہ نفس'' بھی لکھا ہے۔

سوال نمبر ۱۳...... ﴿انك میت وانهم میتون (زمر:۳۰)﴾ صریح وفات عیسیٰ پر شاہد ہے۔

جواب...... یہ دونوں یعنی ﴿انك میت﴾ اور ﴿وانهم میتون﴾ قضیہ مطلقہ عامہ ہیں۔ نہ دائمہ مطلقہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تحقیق تو اے حبیب ﷺ فوت ہونے والا ہے اپنے وقت میں اور وہ انبیاء سابقین بھی اپنے اپنے اوقات میں مرنے والے ہیں۔

اب دیکھو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بعد نازل ہونے کے آسمان سے سب اہل اسلام ''انهم میتون'' میں داخل سمجھتے ہیں یا نہیں اور نزول آیت کے وقت اگر مر جانا ان کا ضروری ہو تو چاہئے کہ حضرت محمد ﷺ بھی وقت نزول آیت کے داخل موت ہوگئے ہوں۔

سوال نمبر ۱۴...... ''میت'' مشتق ہے موت سے اور حمل مشتق کا قیام مبداء کو چاہتا ہے جو یہاں پر موت ہے تو بنا براں چاہئے کہ وہ سب مر چکے ہوں۔ حتیٰ کہ مسیح بھی۔

جواب...... ''قیام مبداء'' کے وقت تحقق مضمون قضیہ ضروری ہوتا ہے۔ نہ وقت صدق قضیہ کے یہاں پر منطق کا پردہ بھی کھل گیا کہ مرزا کہاں تک منطق جانتا تھا قضیہ کے تحقق اور صدق میں امتیاز نہیں رکھتا تھا۔

''سوال نمبر ۱۵...... قرآن شریف میں وارد ہے۔ ﴿والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیئاً وهم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (نحل:۲۰،۲۱)﴾ یہ آیت دلیل ہے وفات مسیح پر۔

جواب...... یہ آیت ''سورۂ نحل'' کی ہے جس کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا ہے۔ بناء علیہ مراد من دون اللہ سے ''معبودات'' مکہ معظمہ کے مشرکین کے ہیں۔ یعنی اصنام اور بت نہ مسیح ابن مریم جو معبود اہل کتاب کا ہے۔ ''ابن عباس اموات'' کی تفسیر میں اصنام اموات فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۶..... عموم لفظ کا اعتبار ہوا کرتا ہے نہ خصوص مورد کا بنابراں مراد من دون اللہ سے مطلق معبودات باطلہ ہوں گے بغیر تخصیص بتوں کے، تو مسیح ابن مریم بھی داخل اموات بحکم اس آیت کے ہوگا۔

جواب...... ''معبودات باطلہ'' میں فقط مسیح ہی اس تقریر پر داخل نہ ہوگا۔ بلکہ ملائکہ جو منجملہ معبودات باطلہ ہیں وہ بھی داخل اموات ہوں گے۔ تو بحکم آیات مذکورہ روح القدس بھی مرگیا۔ اب یہ مصیبت کس پر پڑی مرزا پر، کیونکہ سلسلہ الہامی کا اول ہی سے انقطاع لازم ہوا اور اگر اموات سے وہی معنی مطلقہ عامہ کے رنگ میں سمجھے جائیں۔ یعنی اپنے اپنے اوقات میں جیسا کہ ''بیضاوی'' اور ''ابن کثیر'' اور ''تفسیر کبیر'' اور ''کشاف اور باقی تفاسیر'' میں ہے تو مسیح ابن مریم قبل از وقت معین زندہ رہے گا۔

سوال نمبر ۱۷..... ''خاتم النبیین'' ہونا حضرت ﷺ کی دلیل ہے وفات مسیح پر۔ کیونکہ اگر مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ ہو اور آخر الزمان میں نزول فرمائے۔ تو آپ کے بعد بھی اور نبی آگیا۔ پس حضرت ﷺ خاتم النبیین نہ رہے اور اگر در رنگ احادامت آئے تو یہ بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ علم ازلی میں جب وہ نبی ہے تو پھر بغیر نبوت کے کیسا نزول کرے گا۔

جواب...... بعد نزول در رنگ احادامت ہی اتریں گے۔ علم ازلی کا مسئلہ سنو علم تابع معلوم کے ہوا کرتا ہے۔ من حیث المطابقۃ یعنی جس طرح معلومات۔ یعنی اشیاء موجود فی الواقع اپنے اپنے وقت میں موجود ہیں۔ اسی طرح حق سبحانہ وتعالیٰ ازل میں قبل از وجود ان کے ان کو جانتا ہے۔ اگر معلوم کا اتصاف کسی صفت کے ساتھ علیٰ سبیل الاستمرار ہو تو اسی طرح اور اگر علی سبیل الانقطاع ہے تو اس طرح اس کو جانتا ہے۔ مسیح ابن مریم کی بلکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت اور رسالت چونکہ محدود بحد ظہور میں پچھلے کے ہوتی ہے۔ لہٰذا علم ازلی میں بھی وصف محدودیت اور انقطاع معلوم ہوگا۔ ورنہ جہل لازم آئے گا۔ تحقیق اس آیت کی کہ جس پر مرزا نے بہت زور لگایا ہے اور اس کی غلطی ہے اور بے علمی کا بیان۔ تا کہ مسلمان واقف ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ

﴿وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (النساء:۱۵۹)﴾ اولاً معنی اس کا یہ ہے کہ ہر ایک اہل کتاب جو موجود ہوگا۔ وقت اترنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ضرور ایمان لائے گا۔ ساتھ واقفیت مضمون بالا کے قبل موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے، اور مضمون یہ

ہے کہ اٹھایا جانا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اور یہ کہ وہ نبی برحق اور پیغمبر صادق گزرے ہیں اپنے وقت میں۔ بخاری کی حدیث ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ یا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ضرور ہی اتریں گے تم میں ابن مریم شریعت کے حاکم بن کر اور منصف ہو کر اور خنزیر کو حلال جاننا اور پرستش صلیب کی، جو کہ یہ امور ان کے بعد شرع میں نصاریٰ نے داخل سمجھے تھے۔ان کو یک لخت موقوف کر دیں گے۔......الخ''

پس اس عیسیٰ علیہ السلام سے مراد وہی ابن مریم ہیں۔ جو صاحب انجیل ہوئے ہیں۔

کیونکہ استشہاد کے وقت حضرت ﷺ یا ابو ہریرہؓ اس حدیث کے بیان کے وقت ﴿وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (النساء۱۵۹)﴾ پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ اگر وہی عیسیٰ علیہ السلام مراد نہ ہوں بلکہ مثیل عیسیٰ علیہ السلام کا جیسا باطل گمان مرزا کا تھا تو آیت سے استشہاد کا کیا معنی ہے۔ افسوس! کہ مرزا قادیانی مثیل عیسیٰ علیہ السلام اپنے گمان میں بن تو گیا مگر موقوف کرنا صلیب پرستی اور حرمت خنزیر خوری اور سب ملتوں کا ایک ملت اسلام کرنا اور مال کی کثرت یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرتا اور ایک سجدہ کا پیارا ہونا ساری دنیا سے ایک نے بھی نہ کیا۔ یہ نشانیاں ہیں نزول عیسیٰ علیہ السلام کی اور ان کے مثیل نے ایک نشانی بھی موجود نہ کی۔ اور ثانیاً عرض کیا کہ اگر مراد اس حدیث سے مرزا ہی ہوتا مثیل عیسیٰ علیہ السلام کا تو مجلس کے لوگوں، صحابہ وغیرہ کو مرزا کے ہونے نہ ہونے میں تعجب ہی کیا تھا جو حضرت محمد ﷺ قسم کھاتے اور لام تاکید اور نون ثقیلہ سے موکد فرما کر لیو شکن فرما کر لوگوں کا تردد رفع فرماتے۔

واضح ہو کہ معنی آیت ﴿وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (النساء۱۵۹)﴾ کا ابو ہریرہؓ سے جو نقل کیا گیا۔ ایسا ہی حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی ایک روایت میں فرمایا ہے اور اسی معنی کو علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بشہادت سوق کلام یعنی چسپاں ہونے معنی کے اپنے ماقبل سے ترجیح دی اور دوسرا معنی جو کہ ایک روایت میں اس طور پر آچکا ہے کہ ہر ایک اہل کتاب قبل اپنی موت کے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اوپر ایمان لائے گا۔ سو یہ فقط وجوہ آیت میں سے ایک وجہ ہے۔ وكون المعنى واقعيا على وجهه من وجوه للكلام لا يستلزم ان يقوم هو المراد من الكلام لان واقعية المضمون شيء آخر، وكونه مراد شيء آخر فتامل لدقته۔

پہلی دلیل...... ﴿وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (النساء،۱۵۹)﴾ بمنطوقہ دال ہے۔ نزول مسیح ابن مریم پر اور وہ مستلزم ہے رفع جسمی کو۔

دوسری دلیل...... رفع جسمی کی جب کہ پروردگار نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میں یہود کے ہاتھ سے تم کو بچاؤں گا اور اس قول سے تسکین فرمائی۔ ﴿يٰعيسىٰ انى متوفيك ورافعك الىّ (آل عمران:۵۵)﴾

پس بڑے تعجب کی بات ہے بچانے کا وعدہ فرما کر یہود کے ہاتھ میں گرفتار کر کے اور ان کے ہاتھ دے کر سولی پر چڑھا دینا۔ بعد اس کے زندہ اتارنا اور پھر اپنی موت سے اس کو مارنا کیا یہی وعدہ الٰہیہ کا ثمرہ اور نتیجہ ہے؟ اور عیسیٰ کی دعاؤں کا کیا یہی مآل ہے جو کہ رات بھر رو رو کر کی تھیں۔

تیسری دلیل...... رفع جسمی کی ﴿وانه لعلم للساعة (زخرف:۶۱)﴾ اخراج کیا فریابی اور سعید بن منصور و مسدد و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت عباسؓ سے اس قول مبارک میں ﴿وانه لعلم للساعة﴾ فرمایا: خروج عيسىٰ عليه السلام قبل يوم قيامة واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن مجاهدؒ ﴿وانه لعلم الساعة (زخرف:۶۱)﴾ قال آية ﴿للساعة﴾ خروج عيسىٰ بن مريم قبل يوم القيامة۔ تفسیر ابن کثیر میں ابن عباسؓ سے چند طریق کے ساتھ اس مدعا کو روایت کر کے آخر کو کہا۔ عن ابى هريرة وابن عباس وابى العالية وابى مالك وعكرمة والحسن وقتاده والضحاك وغيرهم وقد تواترت الاحاديث عن النبى ﷺ انه اخبر بنزول عيسىٰ عليه السلام قبل يوم القيامة اماما عادلا...... الخ۔

پس ﴿انه﴾ کی ضمیر بمناسبت سیاق اور اقوال صحابہ و تابعین قرآن شریف کی طرف پھیرنی غیر صحیح ہے اور ایسا ہی غیر صحیح ہے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مرجع کرنا ضمیر کا۔ اس اعتبار سے کہ وہ زندہ کرنے والے مردوں کے ہیں یا اور کسی حیثیت کی رو سے بلکہ ﴿انه﴾ کی ضمیر کا مرجع نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ جو کہ سیاقاً استلزاماً مذکور ہے۔ قولہ تعالیٰ: ﴿ولما ضرب ابن مريم مثلاً اذا قومك منه يصدون...... الخ (زخرف:۵۷)﴾ اس آیت میں ﴿منه﴾ کی ضمیر اور ایسا ہی ام هو اور ان هو اور انعمنا عليه اور وجعلناه۔ یہ سب ضمائر راجع ہیں بطرف ابن مریم کے۔

چوتھی دلیل...... ﴿وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (حشر:۷)﴾ اور آنحضرت ﷺ نے منجملہ علامات قیامت کے یہ خبر بھی دی ہے کہ خارج ہوگا دجال ایک شخص معین یہود میں سے اور مسیح ابن مریم اس کو قتل کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ پس ہم مسلمان کو بموجب اس آیت مبارکہ کے رسول اللہ کے فرمان پر ایمان رکھنا چاہئے۔ بے چوں وچرا کے اور جب کہ رفع جسمی اور نزول مسیح علیہ السلام کا قرآن کریم اور احادیث متواترہ صحیحہ سے نہایت واضح طور پر ہو چکا تو اب ہرگز اناجیل کی طرف متوجہ ہونا باعث دھوکہ کھانے یہود اور نصاریٰ کے اس مقام میں بوجہ القائے شبہ جائز نہیں۔

اسی دھوکہ کھانے اور تشکیک کی وجہ سے تواتر ان کا قتل اور صلب عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ میں بھی قابل اعتبار کے نہ رہا۔ کیونکہ اجتماع شکوک سے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ واقعہ قتل اور صلب عیسیٰ علیہ السلام کا جو کہ ''اناجیل'' میں مذکور ہے اور ایسا ہی افتراء یہود۔ بایں قول کہ ﴿انا قتلنا المسیح...... الخ (النساء:۱۵۷)﴾ کہتے تھے۔ ان سب کی تکذیب باری تعالیٰ کے قول ﴿وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم﴾ اور ﴿وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ للہ الیہ (النساء:۱۵۸)﴾ سے ہو چکی۔ جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم نے خود برنباس کو فرمادیا تھا کہ ''اے برنباس چونکہ میرے حواری یعنی مددگار لوگ وغیرہ بوجہ محبت دنیاوی کے مجھے اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور یہ کسی کے لائق نہیں ہے'' پس پروردگار نے چاہا کہ بروز قیامت مجھ پر لوگوں کی ہنسی نہ ہو تو دنیا میں اللہ نے یہود کی تکلیف دہی اور ان کی بے عزتی کی موت سے مجھ کو بدنام کرنا چاہا۔ لیکن غلطی کی تلافی تا بوقت تشریف لانے جناب رسول اللہ ﷺ کے ہوگی۔ جب حضرت تشریف فرمائیں گے تو اس غلطی قتل اور صلب کو رفع فرمائیں گے۔

استدل الکادیانی

علی موت عیسیٰ علیہ السلام بقولہ تعالیٰ ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (ال عمران:۱۴۴)﴾ بان خلت بمعنی ماتت والرسل جمع معرف بلام الاستغراق فلذا فرع علیہ افائن مات...... الخ اذ لولم یکن الخلو بمعنی الموت اولم تکن الرسل جمعا مستغرقا لما صح التفریع اذ صحتہ موقوفة علی اندراج نبینا ﷺ فی لفظ الرسل المذکور قطعا۔ وذالك بالاستغراق۔ وکذا صحة موقوفة علی کون

الـخـلـو بـمـعـنـى الموت اذا على تقدير التغائر وعموم الخلو من الموت يلزم تـفـريـع الاخـص علـى الاعـم مـع ان التفريع يتعقب استزام ما يتفرع عليه الـمتـفـرع ومن المعلوم عدم استلزام الاعم للاخص۔ فالتفريع الواقع فى قوله تـعـالىٰ يستدعى تحقيق كلا الامرين من كون الخلو بمعنى الموت۔ ومن كون الـجـمـع مستـغـرقـا وبـعـد كلتا المقدمتين يقال ان المسيح رسول وكل مات ويـنـتـج هـذا القياس المؤلف من المقدمتين القطعيتين ان المسيح مات۔ وهو الـمـطـلـوب والـدلـيـل عـلـى الصغرىٰ قوله تعالىٰ ورسولا الى بنى اسرائيل۔ وقـولـه مـاالـمسيـح ابـن مـريم الا رسول۔ وامثاهما من الآيات وتسليم جميع الـفـرق الا سـلا مية بـرسـالـتـه عليه السلام۔ والدليل على الكبرىٰ المقدمتان الـمـمهـد تـان الـمـذكـور تان لانه متى كان الخلو بمعنى الموت۔ وقد اشد الىٰ الـرسـل وثبـت كـونـه جـمـعاء فيندرج فيه المسيح عليه السلام قطعا۔ فيلزم ثبوت الموت له فى ضمن الكبرىٰ فثبت ما نحن بصدده۔

فارسی ترجمہ: ونيسـت حضرت محمدﷺ مگر فرستاده پروردگار به تـحـقـيـق گـزشـتـه انـداز قبل آنـحضرتﷺ انبياء عليهم السلام پيشينيان آيند۔ پس اگر آنـحضرت بميرپند يا قتل كرده شوند شما بازرويد۔ بر پائے خـود از ديـن مسلـمـانـى واز جـانـب مرزا تقرير واصلاح تقرير بايں طور ميكـنـيـم كه قوله خلت بمعنى ماتت ولفظ الرسل جمع است بالام استغراقى معرفه است۔

بـنـابـريـن "افـان مـات" برومتفرع گشت زير اكه اگر انباشد خلو بمعنى موت يا الرسل جمع مستغرق نباشد متفرع بودن "افان مات" درست نـگـردد۔ زيراكه صحت ايں تفريع موقوف است برداخل بودن نبىﷺ در لفظ الرسل۔ وايں ادخال وقتے باشد كه ال استغراقى باشد ونيز صحت اين تـفـريـع مـوقـوف سـت بـربودن خلو بمعنى موت زيراكه اگر درميان موت وخلو تغائر باشد وخلورا از موت عام گيريم لازم آيد۔ تفريع اخص براعم۔ حـالانـكـه تـفـريـع وقتـے درست باشد كه متفرع عليه را متفرع لازم باشد

وظاهر ست عدم استلزام اعم للاخص۔ پس وحود تفریع در آیت کریمہ مقتضی تحقیق دو امر ست یك خلو بمعنی موت دوم بودن الرسل، جمع مستغرق ازیں ہر دو مقدمتین یك را صغریٰ برائے شکل اول۔ دوم را کبریٰ برائے آں بکنیم وشکل اینست عیسیٰ علیہ السلام بے شك رسول ست۔ وهر رسول مردہ است وازیں قیاس مرکب از دو مقدمہ قطعیہ ایں نتیجہ برآمدکہ تحقیق عیسیٰ علیہ السلام مردہ است۔ وهمیں مطلوب بود۔

ودلیل براثبات صغریٰ ایں کہ فرمودہ باری تعالیٰ در حق عیسیٰ علیہ السلام در قرآن ورسولا الا بنی اسرائیل وقولہ تعالیٰ ﴿ما المسیح ابن مریم الا رسول (مائدہ:۷۵)﴾ والمثال ایں دو آیت دیگر آیت نیز هستند ورسول بودن حضرت عیسیٰ علیہ السلام از اجماع امت ثابت ست۔ ودلیل براثبات کبریٰ آں دو مقدمہ اندکہ اصلاح وتمهید ایشاں اولاکردہ شدہ زیراکہ چوں خلو بمعنی موت شد ونسبت اوبطرف الرسل کردہ شدوآں جمع است۔ پس مندرج میشود۔ در لفظ الرسل مسیح علیہ السلام قطعا۔ پس لازم شد ثبوت موت برائے عیسیٰ علیہ السلام در ضمن کبریٰ۔

پس مطلب قادیانیاں ثابت شد واگرچہ ایشاں را طریقۂ استدلال معلوم نبود اماما استحسانا وتبرعا حتی الوسع از طرف ایشاں تقریر علمی مهذب بیان نمودیم واکنوں ۔ جواب او بریں طور میدهیم۔

فاقول فی الجواب

المختصر بعون اللہ تعالیٰ وتوفیقه ان الخلو فی قولہ تعالیٰ قد خلت عام لکل مضیٰ من الدنیا۔ اما بالموت او بغیر الموت فصح التفریع وان لم یمت عیسیٰ علیہ السلام وهذا ظاهر جدا وهذا الجواب وان کان مختصرا ولکنه فیه کفایة لزوی الدرایة۔

ثم اقول مفصلا ومطولا ومذیلا ایں ہر دو مقدمہ کہ برائے کبریٰ دلیل آوردہ شدند مسلم نیستند۔ استحالہ عدم صحت تفریع دریں صورت کہ ہر دو مقدمہ مذکورہ یا فقط یك مقدمہ مفقود باشد نیز مسلم نے ونیز ما ایں استدلال را بایں طور مخدوش میکنیم کہ ایں استحالہ مطلقا لازم آید

سلمت المقدمتان کلتاهما او منعتا وسند المنع الاول ان لفظ الخلو الماخوذ من قوله تعالیٰ ﴿قد خلت......الخ (مائدہ:۷۵)﴾ لیس بمعنی الموت لیفرح المستدل والا لیقع التعارض الحقیقی فی کلام اللّٰہ تعالیٰ وهو یدل علیٰ عجز الشارع وانه محال فی جنابه تعالیٰ فمستلزم المحال محال وصورته ان الآیة الکریمة ﴿سنة اللّٰہ التی قد خلت (مومن ۷۵)﴾ معناه علی زعم المستدل سنة لاوقد ماتت وتوفت والآیة الکریمة ﴿ولن تجد لسنة اللّٰہ تبدیلا (احزاب ۶۳)﴾ فان معناه ان السنة الالهیة والطریقة السبحانیة الربانیة لا یتغیر من حال الی حال وبین [illegible]ما کما تری بل معناه المضی لشیء کما جأت به اللغة وما فسر احد من اصحاب اللغة لفظ قد خلت بمعنی ماتت وتوفت ای بمعنی الموت فعلم ان حقیقة الخلو باعتبار اللغة المضی فقط کما ارشد اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن العظیم فی المنافقین ﴿واذا خلو الی شیطینهم......الخ (بقرہ:۱۴)﴾ ﴿واذا خلا بعضهم الی بعض (بقرہ:۷۶)﴾ وظاهر ان المراد منه فی هاتین الکریمتین لیس معنی الموت۔ وکذا لفظ الخلو فی قوله تعالیٰ ﴿وقد خلت من قبلکم سنن (ال عمران ۱۳۷)﴾ وفی قوله تعالیٰ ﴿کلوا واشربو هنیا بما اسلفتم فی الایام الخالیة (حاقہ:۲۴)﴾ ولا یخفی ان المراد من خلو السنن والایام لیس معنی الموت بل المراد مضیها وهذا معنی یقع صفة الزمان اولا وبالذات یقال قرون خالیة وسنون ماضیة ویقع صفة۔ الزمانیات ثانیا وبالعرض ای توصف الاشیاء التی فی الزمان بالمضی بعلاقة الظریفیة والمظروفیة۔ وایضا قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿واذا لقوکم قالوا آمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل (ال عمران:۱۱۹)﴾ وایضاء قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿وان من امة الا خلا فیها نذیر (فاطر:۲۴)﴾ فمعنی الخلوفی هاتین الایتین المضی مطلقا لاالموت فمعنی الایة ﴿قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)﴾ ای مضت الرسل من قبل محمد ﷺ سواء کانوا امواتا کآدم ونوح وابراهیم وموسیٰ علیهم الصلوٰة والسلام اولا کادریس وخضر والیاس علیهم السلام فعلیٰ هذا التحقیق ما بقی تمسک للمستدل والحمد لولی الحمد ایضاً۔

اگر معنی خلوموت گرفته شود چنانکه قادیانی میگوید۔ پس این

خرابی هم لازم آید که تعریف شے باخص واخفی باشد زیراکه ہر گاه فی الواقع نزد اهل لغت معنی خلو گزشتن ورفتن است۔ پس موت یك قسم ازاں معنی باشد چراکه گزشتن صادق می آید برهریك قسم از اقسام انتقال مکانی اگر از بلندی به پستی رود آں انتقال موسوم به خفض است وبرعکس آں رفع ست یا از قدام بطرف خلف وبرعکس آں یا ازیمین بطرف شمال وبرعکس۔ وهر قسم موت را شامل ست موت بقتل باشدیا بلا قتل۔ پس ما اگرچه الرسل راجمع مستغرق تسلیم بکنیم هم موت مسیح لازم نمی آید زیراکه خلو گزشتن که عام چیزاست اگرچه برائے هر فرد نوع رسول ثابت ست اما مستلزم این امر نیست که هر قسم این عام برائے هر فرد نوع رسول ثابت گردد۔

والتمسك علی تقدیر تفسیر الخلو بالموت دون المضی بلزوم استحالة تفریع الاخص علی الاعم کما تقدم مزیف بان المتفرع بها فی الحقیقة انما هو استبعاد الانقلاب وانکار جواز الارتداد علی تقدیر فقدان وجود الرسول ﷺ من بین اظهر القوم بعد اداء رسالته وتبلیغ الاحکام الآلهیة فکان تقدیر الکلام ﴿وما محمد الا رسول ط قد خلت (آل عمران:۱۴۴)﴾ ای مضت من قبله الرسل فهل یجوز لکم الارتداد بعد ما اقام لکم الدین المتین ان نقل بالرفع کما رفع عیسیٰ علیه السلام او ادریس او بالموت کما حکمنا به فی سابق عملنا او بالقتل کما صاح به الشیطان واستقرفی قلوبکم والتصریح۔ بالثانی موافقته للواقع ومطابقته لتقدیر الله تعالیٰ وذکر۔ الثالث وان لم یطابق الواقع والتقدیر مراعاة لزعمهم وتوسیعا لنفی جواز الارتداد وعلیٰ کلا الشقین وان کان هذا الثالث مزعوما محضا وجهلا مرکبا الا انه لما کان قوی الاحتمال وکثر وقوعه بین الانبیاء السابقین کما دل علیه قوله تعالیٰ عزوجل ﴿ویقتلون النّبیین بغیر الحق (بقره:۶۱)﴾ فکان ذکره ضروریا وعدم التصریح بالاول وان کان مقدرا مراد الانتفاء ما یوجب ذکره من الموجبات المذکورة بظهور عدم توافقه القضاء والواقع

والعدم استقراره فی قلوبهم وشذوذتقدمه۔ فظهر ان المتفرع فی الحقیقة هو نفی جواز الارتداد علی تقدیر احد الشقوق الثلاثة المصدرة وذالك الامر الدائر بین الثلاثه مساویا للخلوا بمعنی المضی فلا یلزم تفریع الاخص علی الاعم علی تقدیر کون المعنی الحقیقی مراد من لفظ الخلو بل یلزم تفریع احد المتساویین علی الآخرو ذا جائز کما یقال رایت زیدا انه جسم نام حساس متحرك بالارادة مدرك للکلی والجزئی فیفرع علی هذا المفصل انه انسان والارتیاب فی تساوی هذا المجمل وذالك المفصل وفی صحته وتفریع احدهما علی الاخر والامر ان اللذان حکمنا بمساواتهما وکون احد هما متفرعا والاخر متفرعا علیه هو ثبوت خلوکل رسول ونفی جواز الارتداد علی تقدیر تحقیق واحد من الشقوق فان النسب انما یقتضی المفهوین ملطقاً اعم من ان یکونا وجود یین او سلبیین او یکون احدهما وجودیا والآخر سلبیا ولا یلزم توافقهما فی الثبوت او العدم والدلیل علی لزوم ذالك النفی للخلوان المقصود من البعثة وارسال الرسل التشریع مطلقا وتعیین الطریقة الموصلة الی اللّٰه تعالیٰ لا التشریع الی زمان وجود الرسول بین اظهر قومه والا یلزم ان لا یخلو زمان من الرسل وذا باطل باتفاق من اهل الملل فوضح بطلان زعم لزو استحالة تفریع الاخص علی الاعم علی فرض ارادة معنی المضی من لفظ الخلومن قوله ﴿قد خلت من قلبه الرسل (ال عمران ۱۴۴)﴾ هذا۔

السوال ۱۹ ...... لما رحل رسول اللّٰه ﷺ من دار الدنیا وشرف دار الاخرة وشاع هذه السانحة فی المدینة المنورة طاف عمرؓ فی السکك وجعل یقول ما مات رسول اللّٰه ﷺ ولا یموت ومن قال ان محمدا ﷺ قد مات......الخ الحدیث کما فی المشکوٰة وغیرها من الصحاح۔ وانکر اشد الانکار فاستدل ابو بکر صدیقؓ علی موت رسول اللّٰه ﷺ بهذا الایة الکریمة ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قلبه الرسل......الخ (آل عمران:۱۴۴)﴾

الجواب...... لیس موضع استشهاد الصدیقؓ فی هذه الایة قوله تعالیٰ

﴿قد خلت﴾ بل قوله تعالیٰ ﴿افان مات﴾ لان کلمة "ان" باعتبار اصل الوضع لا یدخل الاعلیٰ الامور التی یمکن تقررها ویجوز وجودها لاالامور التی تابی عن التکون والتقرر کما هو واضح علی من طالع بحث معانی الحروف فاذا ثبت جواز ورود الموت علی رسول اللهﷺ انتفی نقیضه وهو امتناع تقرر الموت ولما قلنا من موضع استشهاد ابی بکر ن الصدیق بکلمة ﴿افاان مات﴾ یؤید ان الصدیق حین الاستدلال بموتهﷺ تلاقوله تعالیٰ عزوجل ﴿انك میت وانهم میتون(زمر:۳۰)﴾

واما تمسکهم بالمقدمة السائرة علی السنتهم ان کل جمع معرف باللام یسغرق الافراد بأسرها ایضا باطل لان لفظ الملائکة فی قوله تعالیٰ ﴿فسجد الملٰئکة کلهم اجمعون (ص ۷۳)﴾ لو کان حاویا للافراد کلها بحسب القاعدة فکان ذکر کلهم اجمعون۔ مستدرکا وکذا لفظ الملائکة فی الایة الکریمة ﴿واذقالت الملٰئکة یٰمریم ان الله یبشرك (آل عمران:۴۵)﴾ ﴿واذ قالت الملٰئکة یٰمریم ان الله اصطفك (آل عمران:۴۲)﴾ لیس بمستغرق الافراد کلها بل المراد منه بعض الملائکة واذا انتقضت کلیة الکبریٰ بنقض هذه المواضع انتقض القیاس فلا ینتج بموت المسیح لانتفاء المشروط بدون الشرط هذا۔

ثم قولنا بان استحالة عدم صحة التفریع علی تقدیر عدم الاستغراق غیر وارد فی الحقیقت لان المقصود من الکریمة فی قوله تعالیٰ ﴿وما محمد الا رسول ط قد خلت من قبله الرسل(ال عمران:۱۴۴)﴾ان محمدﷺ لیس الابشراً وجنس الرسل قد خلا ومن المعلوم ان ما ثبت لبعض افراد الجنس بالنظر الی ذاته وماهیته یمکن ان یثبت لسائر افراده بل لا یتخلف اقتضاء الذات من الذاتیات۔ فالثابت للبعض بالنظر الی ماهیته کما یستلزم امکان الثبوت لذالك البعض یستلزم امکانه لباقی الافراد فهذه المهملة۔

اعنی﴿قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)﴾ وان کانت بالنظر الی الفعل والاطلاق بمنزلة الجزئیة غیر صالحة لکبرویة الشکل الاوّل الا انها بما تستلزم من الممکنة الکلیة صالحة لها فغایة ما ینتجه القیاس علی

وهذا ان المسيح ميت بالامكان۔ بان يقال المسيح رسول وجنس الرسول قد خلا بالفعل والاطلاق وقد عرفت انه يلزمه قولنا كل رسول خال وميت بالامكان فهذا القول اللازم يجعل كبرى منضمة الى صغرى فينتج النتيجة المذكورة فصح التفريع ولم يلزم الاستحالة العقلية والا المحذور الشرعی من ثبوت موته عليه السلام فی الزمان الماضی لكونه مخالفا لظاهر القرآن ولاحاديث واجماع الامة وهذا مع منع كون لفظ الرسل جمعا مستغرقا فاذالم يثبت مطلوب الكيديين على تقدير منع احدى المقدمتين فقط۔ فعدم ثبوت مطلوبهم على تقدير منعهما معا اظهر وابهر وهذا ظاهر لمن له ادنىٰ دراية۔

وگراں هر دو مقدمه قادیانی بطور تنزل تسلیم بکنیم اول مقدمه ایں که بودن الف ولام در لفظ الرسل استغراقی۔ دوم مقدمه ایں که لفظ خلورا بمعنی موت بگریم برایں تقدیر نیز الزام عدم صحت تفریع نمیرود۔ چنانکه بر تقدیر عدم زیراکه لفظ الرسل بصورت گرفتن اورا جمع مستغرق وخلو بمعنی موت رسول اکرم ﷺ راشامل نمی باشد بوجه ایں که در آیت ﴿قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)﴾ خلوومضی انبیاء پیشینیاں علیهم السلام قبل از رسول اکرم ﷺ بیان کرده شدکه ایشاں علیهم السلام موصوف به سبقت مضی از رسول ﷺ اند ورسول اکرم ﷺ موصوف بتاخر اند وظاهر که ایں سبقت دیگر انبیاء علیهم السلام از رسول الله ﷺ وتاخر رسول الله از ایشاں ایں هر دو زمانی اندکه متقدم بامتاخر جمع نمی شود وکذا عکس آں پس سرور عالم ﷺ بوصف خلوموصوف نشدند بوقت نزول آیت کریمه والا یلزم تقدم الشی علی نفسه للزوم قوله تعالیٰ ﴿قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)﴾ الاخبار بقبلية الشیء على نفسه ومع عدم اتصافه بوصف الخلو مع الرسل واتصاف سائر الرسل به كان من شانه يمكن له ان يخلوا فی الاتی كما خلوا فاذا تقرر كونه ﷺ فاقد الوصف الخلوحين خلت الرسل لم يندرج فی تلك الرسل الخالية حينئذو يلزم على عدم اندراجه ﷺ فيهم عليهم السلام بالنظر الى

ذالك الوصف عدم صحة التفريع بحسب الظاهر فلا يتعدى الحكم منهم اليه عليهم اجمعين۔

لان التعدى فرع الاندراج وعدم المتفرع عليه يوجب عدم المتفرع فلم يجدهم تخصيص الخلو بالموت ولا ادعاء الاستغراق والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم۔

الحال ظاهر کرده میشودکه هرجوابے که ازیں الزام قادیانی مارادهد همان جواب ازطرف ماباشد وباز مارا فضیلت حاصل ست زیراکه ماسوائے ایں دیگر جواب نیز داده ایم کما ظهر مما سبق وجواب ما قادیانی رانافع نیست بوجه ایں که جواب ما برچناں امر دلالت میکند که مدعا ونقیض مدعائے قادیانی راشامل ست وامکان چیزے۔ چنانکه وجود آں شے را مقارن باشد همچناں عدم آں شے رانیز وثبوت الاعم من المطلوب غیر نافع للمعلل وان تفع المانع السائل ومن خفی علیه هذا فهو الجاهل بل الاجهل۔

ثم اقول (وبه نستعین) اگر تسلیم کنیم که آیت ﴿قد خلت من قبله الرسل﴾ دلالت میکند برموت همه انبیاء علیهم السلام سوائے سرور عالم ﷺ پس دیگر آیت کریمه ﴿ما المسیح بن مریم الا رسول ط قد خلت من قبله الرسل (مائده:۷۵)﴾ دلالت میکند که سوائے حضرت عیسیٰ علیه السلام همه پیغمبراں مرده اند وقت نزول آیت حتیٰ که رسول اکرم ﷺ نیز بوجه ایں که الرسل مستغرق جمیع افراد گرفته شد بر رائے قادیانی وایں صریح کذب ست زیراکه نزول ایں آیة کریمه وقت حیات رسول الله ﷺ شده فکون الالف واللام للاستغراق یستلزم المحال فیکون محالا لان ما یلزم منه المحال البتة واذا لم یثبت اندراج المسیح علیه السلام تحت الاکبر الموقوف علی تسلیم الاستغراق المستلزم للمحذور المذکور والمحال الشرعی الغیر الواقع لم تصدق النتیجة فی الستدلالهم العاطل اللاطائل ولما بطل کون ال للاستغراق والشمول والاحاطة لجمیع افراد الرسل بما حررنا

ثبت ان ال للجنس یعنی جنس رسولﷺ از قبل رسول اکرم ﷺ مرده اند اگرچه مسیح تاحال نمرده۔ اما بمثل جنس خود بوقت اختتام عمر خود خواهد مرد بالجمله از آیت: ﴿ماالمسیح ابن مریم الارسول قد خلت من قبله الرسل (مائدہ:۷۵)﴾ بوجه گرفتن "الف ولام" جنس حیات مسیح علیه السلام ثابت شد همچنیں از آیت ثانیه۔

﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)﴾ سوائے ثبوت رسول اکرمﷺ حیات عیسیٰ علیه السلام نیز ثابت شد زیراکه جنس بر قلیل وکثیر هر دو صادق می آید چه ضرورت که در آیت ثانیه عیسیٰ علیه السلام راداخل کرده حکم موت دهیم۔

فان قیل ما المانع من اخذ الایة الاولیٰ دالة علی حیات عیسیٰ علیه السلام والثانیة دالة علی موته مع انه یمکن ان یشمله ال جنسا۔

اقول: نصب القادیانی نفسه مقام المستدل ولا ینفع المستدل احتمال بل للمستدل اللزوم والوثوق علیٰ ان اثبات الحکم من القرآن من عند نفسه بدون التصریح فی التفسیر قول بالرأی والقول بالرأی فی القرآن ضلالة لورود النص فی ذالك۔

ثم اقول عنه عن اصل استدلال القادیانی بان کون عیسیٰ علیه السلام مستثنیٰ لا یخل فی اثبات المدعی لان مزعوم المخاطب فی واقعته احد وحادثة موت النبیﷺ کان برأة النبی من عروض الموت۔ ای کان مزعوم المخاطب لا شیء من الرسل بهالك سابقة کلیة ولدفعه یکفیٰ موجبة جزئیة۔ لانها صریح نقیض لها ومنه اظهار ان الرسالة لیست بمنافیة الموت فصورة الاستدلال هکذا الموت لیس بمناف للرسالة لانه لو کان منافیا لما توفی احد من الرسل لکنه مات عدة من الرسل قبلهﷺ...... الخ۔ والمقصود الاصلی من الکلام ابطال مزعوم المخاطبین باثبات نقیض مزعومهم۔ فانهم کانوا یزعمون رسول اللهﷺ بریئا من الموت بسبب الرسالة ففی تردیده۔

قال ﴿وما محمد الا رسول﴾ يعنی ان محمداﷺ ليس ببریٔ من الموت نعم انه رسول وللرسالة ليست بمنافية للموت لانها لوكانت منافية له لما مات احد من الرسل ولاكن قد خلت من قبله الرسل وبهذا ظهر ان قد خلت من قبله الرسل مقدمة استثنائية للقياس الاستثنائی لاالكبریٰ للشكل الاول لانه مع قطع النظر عن تركيب الشكل الاول لايصح المضمون۔ فان مراد ابی بكر ن الصديق علی هذا التقدير يكون هكذا محمدﷺ مات بالفعل لانه رسول وكل رسول من قبله مات وظاهر ان موت كل رسول لا يقتضی موت محمدﷺ بالفعل لوجود هذا المتقتضی من ابتداء الولادة الشريفة فكان ينبغی ان يتحقق الوفاة من قبل وثم اعلم انما قلنا (عدة من الرسل) لان آية ﴿بل رفعه الله اليه (النساء۱۵۸)﴾ مخصصة لعمومها۔ هذا

سوال نمبر۲۰...... ثم استدلال القاديانی علی موت عيسیٰ عليه السلام بقوله تعالیٰ ﴿يٰعيسیٰ انی متوفيك ورافعك الیّ (آل عمران:۵۵)﴾ وقوله تبارك وتعالیٰ ﴿فلما توفيتنی كنت انت الرقيب عليهم (مائده:۱۱۷)﴾ وبقوله تعالی ﴿وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه﴾ وبقوله تعالیٰ ﴿وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (النساء:۱۵۹)﴾

الجواب...... والله الموفق للصدق والصواب اقول هذا البحث يستدعی بسطا ووسعاً لا تحتمله هذه الرسالة العجالة اما بحكم مالا يدرك كله لا يترك كله فلذا كتبت الجوابين احد هما مختصراً۔ وثانيهما مفصلا بحسب اقتضاء الوقت ان التوفی الماخوذ من الآيتين الاوليين۔ بمعنی القبض وانه عام لكل قبض وان كان مع الجسد ثم لادلالة فی الواو علی الترتيب ويقع الموت اجماعا بعد النّزول وهكذا الرفع عام لما هو بالجسد كما سيأتی عليك فی الجواب المفصل ويزيل اشتباهك فی العاجل والآجل فانتظره والآية الرابعة يحتمل عود الضمير فی موته الی عيسیٰ عليه السلام وانت تعلم اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال فما بقی للمستدل الاورطة الجهل والضلال۔

ثم اقول مفصلا مستفيضا من الالهام الصحيح ان التوفي عبارة ان اخذ الشيء وافيا وما خذه ومادتها الوفاء من الاصول المقررة عند القوم ان اصل الماخذ بمفهومه معتبر في جميع تصاريفه. وان اختلفت الصيغ والابواب كاعتبار الجزء في الكل الاترى الى لفظ العلم فان معناه حصول صورة الشئ عند العقل او الاضافة بين العالم والمعلوم اونسبته ذات اضافة كفائيه او الصورة الحاصلة او الحالة الادراكية او تحصيل صورة الشئ على حسب تنوع. آرائهم وهذا المعنى يكون داخلا في معاني جميع ما اخذ من لفظ العلم سواء كان ذالك الماخوذ من تصريفات المجرد او المزيد فان علم مثلاً بصيغة الماضي المعلوم معناه انه حصلت للفاعل صورة الشئ المعلوم في الزمان الماضي وهذا على الاصطلاح الاول او حصلت له الاضافة بينه وبين ما علمه وهذا على التفسير الثاني وقس على ما مثلناك به باقي الاصطلاحات فباشتمال مفهوم علم الماضي على المفهوم المصدر ونسبته الى الفاعل والزمان يكون مفهومه كلا ومفهوم المصدر جزء ففيه التركيب من ثلثة اجزاء وكون النسبة الى الفاعل والزمان جزئين علم في جميع ما اشتق من المصدر المجرد او اشتق من الماخوذ من ذالك المجرد من الافعال ولا يلزم ان يكون كل ما اشتق من ذالك المجرد اوما اخذ منه او اشتق من الماخوذ منه سواء كان فعلا او غيره كك فان من مشتقات العلم العالم والنسبة الى الزمان لا توجد فيه ومن الماخوذ منه الاعلام وكلتا النسبتين لا توجد ان فيه لا نسبة الفاعل ولا نسبة الزمان بل فيه مفهوم الاصل المجرد. وما اقتضاه خصوص هذا الباب الذي بذالك تعدى الان الى مالم يتعد اليه في صورته الاصلية لمادته ففيهما التركيب من جزئين ومن المشتقات من الماخوذ منه اعلم بصيغة الماضي مثلا ففيه يكون التركيب موجوداً من أجزاء اربعة اولها العلم اى المصدر المجرد. وثانيها ماهو مقتضى باب الافعال.

وثالثها النسبة الى الفاعل اى العالم۔ ورابعها الزمان واذا حويت مادريت من هذه المذكورات فلا مفرلك من الايمان على ان الوفاء داخل فى مفهوم التوفى لكونه ماخوذا منه وان اقتضاء "بال التفعل" وهو الاخذ ايضاً معتبر فيه فالكلمات التى توخذ من التوفى لها اشتمال على اربعة اشياء لدلالتها على الزمان كلفظ توفيت والالفاظ التى لاتدل على الزمان فالتركيب فيها من ثلثة اجزاء كلفظ متوفى ولا يقال ان متوفى صيغة اسم الفاعل۔ وكل صيغة اسم الفاعل لابد فى معناه من الزمان لانا نقول بعدم تسليم كلية الكبرىٰ لعدم الزمان فى اسم الفاعل الغير العامل اى لابد من الزمان لاسم الفاعل الذى هو عامل لا مطلقا ولفظ متوفى ليس هنا بعامل لا يقال انه عامل هنا لان الكاف فى متوفيك مفعول لمتوفى لانا نقول ليس بمفعول بل هو مجرور محلا لا ضافة المتوفى اليه كما لا يخفى فان قلت المضاف عامل والكاف معمول قلت نعم۔

اما مرادنا ليس ان كل عامل سواء كان يعمل بالاضافة او غيرها لابدفيه من الزمان بل المراد العامل الذى هو غير المضاف۔ واما العامل المضاف كالمتوفى ههنا فلا يتضمن زمانا كما نص عليه النحاة فى اسفارهم وبالجمله فالصيغ الماخوذة من المصدر لابد ان تكون مشتملة على اصل المصدر سواء كان تركيب معناها من تلك الاجزاء تركيبا حقيقيا كما هو المشهور اوتركيبا تحليليا كما هو الحق۔ الابلج فمعنى الشمول ان اعتبار الجزء الاعتبارى من هذا لكل الاعتبارى جائز۔ فاذن المعنى الذى يقصد من لفظ التوفى او مما اشتق منه فهو على تقدير كونه مجردا عن معنى "الوفاء" لايكون معنى حقيقيا للفظ التوفى او المشتق منه لان التجريد عن بعض اجزاء الموضوع له تجريد عن كله والا يلزم تحقق الكل مع انتفاء الجزء او تحقق ماهو فى حكم الكل مع انتفاء ماهو فى حكم جزئه وذا باطل بالبداهة فاذا لم يكن ذالك المعنى المراد معنى حقيقيا لذالك اللفظ لابد ان يكون

معنی مجازیا اذ اللفظ المستعمل فی المعنی لا یخلوعن الحقیقة والمجاز ولا یختص ذالك الحكم بارتفاع مفهوم الماخذ۔

فحسب بل یحكم بالمجازیة فی كل صیغة بانتفاء كل جزی ای جزء كان من الاجزاء المعتبرة فی تلك الصیغة سواء كان دخول ذالك الجزء فیها بالوضع الشخصی او بالوضع النوعی یمثل الاول باللبنات فی الجدران۔ والثانی بدخول جزء المشتق فی المشتق فان وضع المشتقات وضع نوعی كما یقال كل لفظ علیٰ وزن مفعول فهو یدل علی من وقع علیه الفعل۔ فاذالم یكن بد لكون المعنی معنی حقیقیا حال كونه مركبا من تحقیق كل جزء من اجزائه ویكفی فی ارتفاعه وتحقق المعنی المجازی انتفاء واحد من تلك الاجزاء لانه كما یتنفی الكل بانتفاء جمیع الاجزاء ینتفی بواحد منها فالآن مامر من البحث الشریف والتحقیق۔ الحقیق یدل دلالة واضحة علی ان معنی المتوفی هو الآخذ بالوفاء والتمام وذالك معناه الحقیقی لتحقق جمیع مالا بدمنه للمعنی الحقیقی بهذا اللفظ من مدلول الوفاء والاخذ ونسبة الی الفاعل ففی قوله تعالیٰ خطابا یعیسیٰ ابن مریم علیه السلام یعیسی انی متوفیك ورافعك یكون معناه علی الحقیقة ان یا عیسیٰ انی اخذك بالكیة والتمام۔

ترجمہ یوں ہے کہ ’’توفی‘‘ کا معنی لغتہً کسی چیز پر پورے طور پر قبضہ کرنا ہے۔(اس کا مادہ یعنی جس سے یہ الفاظ لیا گیا ہے اور اسی کو ماخذ بھی کہتے ہیں) وفاء ہے۔قاعدہ مقررہ مسلمہ ہے۔ کہ ماخذ کا معنی ماخوذ کے تمام گردانوں میں معتبر ہوتا ہے۔گو ان کی صورتیں اور صیغہ مختلف ہوں۔ماخذ کا معنی ماخوذ میں اس طرز پر داخل ہوتا ہے جیسے کہ جزء کل میں داخل ہوتا ہے۔

دیکھو علم کا لفظ (خواہ اس کا معنی عندالعقل شی کی صورت کا حاصل ہونا یا عالم ومعلوم کے درمیان نسبت ہونا خواہ کہ ایک اضافت والی چیز ہے۔یا خود صورت حاصلہ یا دانش ہے۔یا شئے کی صورت کا حاصل کرنا وغیرہ) گوکسی معنی سے اس کو لو وہ ضرور اس کے ماخوذ میں پایا جائے گا۔وہ ماخوذ ابواب مجردہ سے ہو یا مزید۔ مثلاً علم (جان لیا اس نے) ماضی معلوم کے ساتھ اس کا معنی

پہلی اصطلاح کے موافق یہ ہے۔ کہ فلاں نے فلانی چیز کی صورت زمانہ گزشتہ میں اپنی عقل میں حاضر کی دوسری اصطلاح کے مطابق فلاں نے اپنے آپ کے اور معلوم کے درمیان ایک نسبت (عالمیۃ معلومیۃ) حاصل ہوگئی ہے۔

اسی طرح محاوروں میں جاری کرو ہر ایک میں وہی پائیں گے۔ جو ہم بیان کر آئے ہیں۔ پس جب کہ علم کا لفظ جو صیغہ ماضی معلوم ہے اپنے مصدر اور ماخذ پر بھی شامل ہوا تو اس میں تین جزو سے ترکیب ہوگی۔ ایک مصدر، دوم زمانہ۔ سوم فاعل کی نسبت لیکن یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ یہ دو جز ئیں۔ "ایک نسبت دوم زمانہ ہر ایک میں خواہ مصدر مجرد سے لیا گیا ہو یا اس سے جو اس مجرد سے لیا گیا ہو۔ ماخوذ ہو۔ متحقق ہوں گے البتہ یہ ضرور نہیں ہے کہ ہر ایک ماخوذ میں پایا جائے۔ نہیں بلکہ افعال میں۔ نہ غیر میں۔ دیکھو علم سے عالم ماخوذ ہے۔ یعنی علم اس میں موجود ہے۔ ایسا ہی اعلام (سکھانا) جو اسی علم سے ماخوذ ہے اس میں نہ تو فاعل کی طرف نسبت ہے اور نہ زمانہ کی جانب ہاں اس کا ماخذ اس میں موجود ہے۔ نیز اس میں باب افعال کا مقتضاء جس کے لئے متعدی ہونا (حالانکہ اس کے ماخذ میں یہ نہیں ہے) پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس میں دو جزء متحقق ہیں۔ اعلام سے جو علم سے لیا گیا ہے۔ "اعلم بصیغہ ماضی معلوم مشتق ہے اس لئے اس میں چار جز ہیں۔ ایک علم جو مصدر ہے۔ دوم باب افعال کا مقتضاء۔ سوم فاعل کی طرف نسبت چہارم زمان جب یہ ثابت ہوا تو ضرور ماننا پڑے گا کہ باب تفعل کا مقتضاء جو اخذ (پکی لے لینا) ہے۔ اس میں معتبر ہے۔ پس جو الفاظ "توفی" سے ماخوذ ہیں۔ بشرطیکہ وہ زمانہ پر دلالت کرتے ہیں۔ چار چیزوں پر شامل ہوں گے جیسا کہ توفیت پورا لے لیا میں نے اور جو زمانہ پر دلالت نہیں کرتے ہیں۔ ان کی تین جزئیں ہوں گی۔ دیکھو متوفی[1] اس لئے کہ اس میں زمانہ معتبر نہیں ہے۔ مختصراً یہ کہ جو صیغہ کسی مصدر سے لیا گیا ہو۔ اس میں یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ماخذ و مصدر پر شامل ہو۔ گو اس ترکیب کو حقیقی یا اعتباری ہاں یہ تو ماننا ہی پڑتا ہے کہ اگر اس ترکیب کو تحلیلی کہیں گے۔ حق بھی یہی ہے تو شمول کا معنی یہی ہوگا کہ اس جزء اعتباری کا کل سے اعتبار کر لینا جائز ہے۔

---

[1] شاید کوئی کہہ دے گا کہ اسم فاعل میں تو زمانہ ضروری ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ضروری اس موقع پر ہے کہ جب عامل ہو نہ مطلقاً یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ آیت انی متوفیك میں جو متوفی ہے اس میں زمانہ معتبر ہے۔ کیونکہ یہ یہاں پر عامل ہے۔ اسلئے کہ "متوفی" کاف خطاب کی طرف مضاف ہے اور کاف محلاً مجرور ہے۔ نہ یہ کہ متوفی کا مفعول ہے۔

پس اگر توفی کا معنی وفا کو چھوڑ کر لئے جائیں گے تو یہ حقیقی نہیں ہوگا۔ اس واسطے کہ موضوع لہ کے بعض اجزاء کو الگ کر دینے سے کل ہی سے تخلیہ لازم آتا ہی نہیں، تو باوجود انتفاء جزء کے کل کا تحقق چاہئے۔ (یہ اس صورت میں ہے کہ ترکیب حقیقی ہو) یا لازم آئے گا کہ جو حکما کل ہے۔ وہ حکمی جز کے بغیر متحقق ہو۔ حالانکہ یہ باطل ہے اس لئے ثابت ہوا کہ وہ مجازی معنی ہوگا۔ آخر یہ تو ظاہر ہے کہ لفظ کا استعمال یا حقیقتاً یا مجازاً ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ ماخذ ہی صرف معتبر نہ ہوگا۔ تب ہی مجازی ہوگا۔ نہیں بلکہ کوئی جزء ہو۔ جب کہ اس کا انتفاء مان لیں گے۔ وہ مجازی ہی ہوگا۔ خواہ اس جز کا دخول وضع شخصی یا وضع نوعی کے ذریعے سے ہو۔ پہلے[1] کی مثال اینٹ کا دیوار میں داخل ہونا دوسرے کی مثال ''مشتق'' کی جزء کا اس میں داخل ہونا۔ کیونکہ دخول بوضع نوعی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ہر لفظ جو مفعول کے وزن پر ہو وہ اس پر دلالت کرے گا کہ جس پر فعل واقع ہوا ہو۔ لہٰذا حقیقی معنی جب کہ مرکب ہو۔ وہ تاوقتیکہ آپس میں تمام اجزاء متحقق نہ ہو لیں حقیقی نہیں کہلائے گا۔

اس کے مرتفع ہو جانے مجازی بننے کے لئے ایک جزو کا بھی انتفاء کافی ہے کیونکہ کل کا انتفاء کسی ایک جزو کے نابود ہو جانے سے ہوتا ہے۔ لاغیر بھی متوفی کا حقیقی معنی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ جس کے حقیقی ہونے کی ضرورت ہے۔ وہ پایا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ایک وفا، دوم لے لینا، سوم فاعل کی نسبت۔ پس آیت ﴿یعیسیٰ انی متوفیك﴾ جس کا مضمون یہ ہے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیرا متوفی اور اپنی طرف تیرا اٹھا لے جانے والا ہوں۔'' یا کہ اے مسیح میں تجھ کو پورے طور پر لینے والا ہوں۔

---

[1] وضع کا معنی یہ ہے کہ ایک لفظ یا شی کو کسی مفہوم کے واسطے معین کر دینا رہا یہ کہ شخصی کیا ہے اور نوعی کیا، سو واضح ہو کہ شخصی میں وضع اور موضوع لہ دونوں خاص ہوتے ہیں۔ جیسا کہ زید کا لفظ ذات زید کے لئے موضوع ہے۔ اب اس میں وضع اور موضوع بھی لہ بھی خاص ہیں۔ پس یہ وضع شخصی ہوا یا لفظ دیوار کا خاص ایک دیوار کے لئے موضوع ہے یہ بھی شخصی ہوگا اور اینٹ کا دیوار میں داخل ہونا بھی اسی شخصی وضع کے ذریعہ سے ہو۔ کیونکہ وہ دیوار میں جزء کی طرح داخل ہے اور وہ دیوار موضوع لہ بوضع شخصی ہے۔ وضع نوعی وہ ہے جو حضرت مصنف علام نے خود بالتصریح فرما دیا ہے غرض کہ جس طرز پر جناب فرماتے ہیں اسی طریق پر جب وضع ہو تو وہ نوعی کہلاتا ہے۔

وكـذا الـمراد فـى قـولـه تـعالىٰ حكاية عنه فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم هو الاخذ بالتمام۔

وذا لا يـوجـد الافى الرفع الجسدى لانـحصار الاخذ بتمامه فى هذا الـرفـع دون الـرفـع الـروحى لانه اخذه ببعضه دون كله فاطلاق التوفى مع كـونـه مـحـمـولاً عـلـى الـحـقـيـقة على الرفع الروحى غير جائز نعم لو اريد بـالتـوفى اخذ الشىء مجرداً عن معنى "الوفاء والتمام" بان يكون عدم الوفاء مـاخـوذا فيـه او بـان لا يـكـون الـوفـاء مـعتبـراً فيه سواء قارنه اولم يقارنه واعتبارعدم الوفاء يغائر عدم اعتبار الوفاء فحينئذ يصح اطلاقه على الرفع الـروحى لكن على الاول يكون اطلاقه عليه من قبيل اطلاق الكل على الجزء وعلى الثانى من قبيل عموم المجاز۔

والـفـرق بين اعتبار عدم الشىء وبين عدم اعتبار ذالك الشىء انما هـو بـالـخصوص والعموم وكل من هذين الاطلاقين اطلاق مجازى لا يصار عـليـه الا بـقـريـنة صـارفة عـن ارادة معناه الحقيقى الاصلى والقرينة غير موجودة فـلا بـد مـن ان يـحـمل على الحقيقة دون المجاز۔ ومن المعلوم ان مـداركـون الـلـفـظ حـقيـقة ومـجازاً انما هوا موضع مطلقا اعم من ان يكون الـوضـع وضـعاً نوعيا۔ فان استعمل اللفظ فى المعنى الموضوع له الشخصى او الـنـوعـى كـان حـقيقة والاكان مجازاً والمشتقات لتركبها من مادة وهيئة مـوضـوعيتيـن اولهـمـا بالوضع الشخصى وثانيتهما بالوضع النوعى تكون دلالتهـا عـلـى مـعـنـى اصل المبداء بمادتها بالوضع الشخصى وعلى مفهومها التركيبى بوضعها النوعى۔

ولـكـونهـا مـركبة بهـذه الـصـفة لابـد لكونها حقيقة من تحقق كلا الـوضعين ولا يكفيها فى كونها حقيقة تحقق احدهما فقط بخلاف مجازيتها فـانهـا تتـصـور بانحاء ثلثة۔ بانتفاء الوضع الشخصى عن معناه الحقيقى الى مـعنى الدلالة وبانتقاء الوضع النوعى فقط كا طلاق لفظ القائلة على المقولة

مع بقاء اصل المعنى المصدرى وبانتفاء كليهما كما لواطلق الناطق واريد به المدلول. فلفظ ﴿متوفيك﴾ او لفظ ﴿توفيتنى﴾ ان حمل على معنى الاخذ بالتمام الذى لا يكون الا يرفع الروح والجسد يكون حقيقة لتحقق مدار الحقيقة من كلا الوضعين.

وان حمل على معنى لم يندرج فيه معنى الاخذ بالتمام سواء جرد عنه. بان يكون عدمه قيد الاخذ او بان يرسل الاخذ ولم يعتبر معه قيد التمام وجد فيه التمام اولم يوجد يكون مجازاً لصرفه عن معناه الموضوع له بالوضع الشخصى ومن المقررات والمسلمات ان المصير الى المجاز بلا قرينة صارفة غير جائز فتعين المصير الى الحمل على الحقيقة. ودعوى تبادر التوفى فى معنى الاماتة وجعل التبادر قريناة لكونه حقيقة فى الاماتة غير مسلم لانه لواريد بتبادره فى هذا المعنى التبادر مع عدم القرينة فذالك اول النزاع ولم يوجد فى القرآن فى موضع من وارد هذا اللفظ استعماله فى هذا المعنى بغير قرينة وان اريد به التبادر مع القرينة فذالك مسلم ولكن علامته الحقيقة هى تبادر مع العراء عن القرينة لامع انضمامها والايكون كل مجاز مستعمل حقيقة فلم يصح تقسيم اللفظ الى الحقيقة والمجاز لعدم امكان وجود المجاز على هذا التقدير وانما ادعينا ان لفظ التوفى حيث وقع فى القرآن بمعنى الاماتة فانما وقع مع القرينة لابدونها. فان حمل التوفى على الموت. فى قوله تعالىٰ ﴿حتى يتوفهن الموت (نساء:۱۵)﴾ بقرينة اسناده الى الموت وفى قوله عزوجل ﴿قل يتوفكم ملك الموت الذى وكل بكم (سجدہ:۱۱)﴾ وفى ﴿ان الذين توفهم الملئكة ظالمى انفسهم (النساء:۹۷)﴾ وفى ﴿توفهم الملئكة ظالمى انفسهم (النحل:۲۸)﴾ وفى ﴿تتوفهم الملئكة طيبين (النحل:۳۲)﴾ وفى (توفته رسلنا) وفى (رسلنا يتوفونهم) وفى (يتوفى الذين كفروا الملائكة) وفى قوله تعالىٰ ﴿فكيف اذا توفتهم الملئكة يضربون وجوههم (محمد:۲۷)﴾

اسناد الی الملك المؤکل فی الاول وفی الباقیة من اقواله الشریفة اسناده الی الملائکة القابضة للارواح قرینة صارفة وفی قوله تعالیٰ ﴿وتوفنا من الابرار (ال عمران:۱۹۳)﴾ لسوال المعیة بالابرار وفی قوله عزوجل ﴿توفنا مسلمین (اعراف:۱۲۶)﴾ سوال حسن الخاتمة قرینة کذالك وفی ﴿فاما نرینك بعض الذی نعدهم او نتوفینك فالینا یرجعون (مؤمن:۷۷)﴾ قرینة التقابل اذ مایعتبر فی احد المتقابلین یعتبر عدما فی المتقابل الاخر. کما اعتبر الانتقال التدریجی فی الحرکة وجوداً وعدمه فی ضدها اعنی السکون ولاریب ان الحیوة معتبرة فی نرینك اذ الاراءة بدون حیوة الرائی غیر متصور فیعتبر عدمها فی مقابله وهو نتوفینك.

وفی قوله تعالیٰ ﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً (البقرہ:۲۳۴)﴾ والاخری یتربصن وکذا فی قوله ﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً وصیة لازواجهم (البقرہ:۲۴۰)﴾ الایة قرینتان اولهما فی الایة السابقة. وثانیتهما لزوم الوصیة وکذا التقابل فی ومنکم من یتوفی وقید حین موتها فی قوله تعالیٰ ﴿الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها (الزمر:۴۲)﴾ قرینة علی المعنی المجازی.

وفی هذه الایة الاماتة والانامة کلتاهما مرادتان الا بطریق الجمع بین الحقیقة والمجاز لما تقرر من امتناعه فی الاصول. ولانه لیس شیء من الاماته والانامة معنی حقیقیاً للفظ التوفی حتی یلزم ذالك من اجتماعه مع الاخر لابطریق عموم المجاز کما فی قول القائل لا یضع قدمه فی دارفلان فانه یحنث سواء دخل من غیر رفع القدم کما اذا دخل راکباً او مع الوضع کما اذا دخل ماشیاً حافیا وسواء دخل فی الدار المملوکة لفلان اولدار المستعارة او المستاجرة لفلان ویخصص هذا القول بمعناه الحقیقی حتی ینحصر حنثه فی الدخول حافیاً وفی الدخول فی الدار المملوکة لفلان ولا بالمعنی المجازی حتی ینحصر حنثه فی الدخول فی غیر الدار المملوکة

لفلان وفي الدخول غير حاف بل يعم بالدخول مطلقا في دار فلان بان
كانت مسكونة له سواء كانت تلك السكونة بالملك او بالعارية او الاجارة
وليس ذالك الاعلىٰ سبيل ادارة معنى اعم يشتمل على المعنى الحقيقي
والمجازى كليهما۔ وهذا هو عموم المجاز واردة كلتيهما لا بهذا الطريق لعدم
اعتبار معنى عام يشتمل على المعنى الحقيقي من الاخذ بالكلية والا خذ
بالبعضية فان كونهما مراد تين ليس الامن حيث ارادة الاخذ بالبعضية۔
بان يراد بالتوفي سلب تعلق الروح بالبدن تعلقا يوجب الادراك الاحساسي
او تعلقا يوجب الحيوة فان كان الاول مسلوبا بدون الثاني وهذا هو الانامة
وان كان الثاني ومن لوازمه كونه متضمان لسلب الاول فهذا هو الاماتة
ودوران ذلك التعلق بين الاحساس وبين الحيوة۔ ليس كدوران الشيء بين
النقيضين بل كدورانه بين امرين يكون احدهما اخص والا خراعم۔ ولذا
امتنع وجود التعلق الاول بدون الثاني ويقال وجوباً كل حساس حي بدون
عكس كلي فلا تنافي في اجتماع الاحساس والحيوة في الحيوان بل في
ارتفاعهما عنه وتضمن رفع التعلق الثاني لرفع التعلق الاول لا يقتضي نفي
سماع الاموات اذ سماعهم الذى نحن مثبتوه هو بمعنى ادراك اروحهم وذالك
ثابت بالادلة القطعية لا مجال لاحد في انكاره وهذا لا يرتفع في ضمن
ارتفاع الحيوة وما يرتفع في ضمن ارتفاعها۔ وهو السماع العادى الذى لا
يمكن الابقوة جسمانية عصبانية ولا يقول احد بتحققه مع انتفاء الحيوة۔
فالسماع الثابت بالادلة الشرعية والعقلية غير مرتفع وما هو مرتفع غير
ثابت وبهذا يظهر ان التقابل الذى بين الموت والحيوة هو التقابل بالتضاد
لكون كليهما وجوديين۔ فان كون الحيوة امراً وجودياً ظاهرو اما الموت
فلانه اثر للاماتة والاماتة لما كانت عبارة عن قطع تعلق الروح بالبدن
وايقاع الفصل بينهما وتخريب البدن كان الموت الذى هو مطاوعها عبارة
عن انقطاع ذلك التعلق والانفصال والتخريب كل ذالك وجودي۔ ويدل على

کونه وجودیاً قوله تعالیٰ خلق الموت والحیوٰة لان الموت لو کان عدمیاً لما تعلق به خلق اذ لایقال للعدمی انه مخلوق فان الخلق هو الجعل والایجاد وعدمیة عدم الحیوٰة عدما ثابتاً الازم للموت لا تصیر الموت عدمیاً لظهور عدم استلزام عدمیة اللازم عدمیة الملزوم الاتری الی الفلك۔ فانه مروم لعدم السکون عنه الفلاسفة ولایلزم یکون لازمه هذا عدمیا کون الفلك عدمیا ونظائره اکثر من ان تحصر۔

وهذا ماقلنا من ان التوفی لیس حقیقة فی الاماتة لان الاماتة لا یوجد فیها الاخذ بالتمام بل الاخذ فی الجملة بخلع صورة نوعیة عن الجسم الحیوانی ولیس اخریٰ منها وبفصل الروح عن البدن فباعتبار وجوب حمل اللفظ علی الحقیقة۔ یکون قوله عزوجل ﴿یٰعیسیٰ انی متوفیك﴾ دلیلا لنا لا له ویؤیده العطف بقوله ﴿ورافعك الیّ (آل عمران:۵۵)﴾ ان المراد به الرفع الجسمانی والا فماوجه تخصیصه بعیسیٰ علیه السلام لعموم الرفع الروحانی کل مومن وحمله علی هذا الرفع العام مستدلاً بقوله عزوجل ﴿یرفع اللّٰه الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (مجادلۃ:۱۱)﴾ غیر صحیح لانّ المذکور فی تلك الایة هو رفع المسیح نفسه وفی هذه الایة رفع الدرجات ولا یخفی الفرق بین رفع الشیء نفسه وبین رفع درجاته کما هو بین قولك رفعت زیداً وبین رفعت زیدا ثوبة او بیته او شیئاً آخر مما یتعلق به۔

ومع ثبوت التغائر بین الرفعین لایتم التقریب فعلی هذا یقال ان من نودی وخوطب بالضمائر هو عیسیٰ علیه السلام فیکون المنادی والمتوفی والمرفوع والمطهر من الکفرة وفائق الاتباع ایاه علیه السلام فیترکب القیاس من الشکل الاول من ان عیسیٰ هو المصداق للمتوفی المفهوم من الایة والمصداق له هو المصداق لصیغة من وقع علیها فعل الرفع فینتج ان عیسیٰ علیه السلام هو المصداق للمرفوع۔ وهذا عین ما ادعیناه

من ان المرفوع هو شخصه لاروحه فقط وايضا لو كان روح عیسیٰ علیه السلام مرفوعاً دون جسده الاطهر لوقع جسده فی ایدی الکفرة ولحصل مرادهم ولا هانوه فلم یصح قوله تعالیٰ ﴿ومطهرك من الذین کفروا (ال عمران:۵۵)﴾ فان الاماتة لیس تخلیصاً وتطهیرا من الاعداء بل تحصیلاً لمرادهم وایصالاً لهم الی مناهم وغایته متمناهم فهل یصح لمن له فهم مستقیم وعقل سلیم ان یفهم من الرفع فی هذه الایة الرفع الروحانی وهل لا یعد ذلك المستنبط من ارباب الجهالة ولعمری ان هذا الشیء عجیب بتعجب منه کل لبیب واستدل ایضا۔ بقوله تعالیٰ ﴿وقولهم انا قتلنا المسیح ابن مریم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم ط وان الذین اختلفوا لفی شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینا بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزاً حکیما وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا (النساء:۱۵۷تا۱۵۹)﴾

حیث حمل الرفع علی الرفع الروحانی۔ وقال برجوع الضمیر المجرور المتصل بالباء فی قوله تعالیٰ لیؤمنن به الی کونهم شاکین غیر متیقنین یکون عیسیٰ مقتولاً مصلوباً وبرجوع الضمیر المتصل بقوله موته الی الکتابی ثم وجهه بتوجیهین اخرین وحکم علی کلیهما بالصحة۔

والصواب الاول ان لفظ الایمان مقدر فی قوله تعالیٰ قبل موته ای قبل الایمان بموته فیکون معنی الایة ان کل کتابی یؤمن بان قتل عیسیٰ مشکوك فیه قبل ان یؤمن بموته الطبعی الذی وقع فی الزمان الماضی۔

والتوجیه الثانی ان کل کتابی کان یؤمن ویعلم قطعا بانهم شاکون فی قتل عیسیٰ ولیس قتله الاعلیٰ سبیل الشك والظن وذلك ای ایمانهم بکونهم شاکین کان قبل ان مات علیه السلام۔ والحاصل انهم والحال ان عیسیٰ حی ای قبل ان مات کانوا شاکین فی قتله۔ ولم یکن حصل لهم قطع لقتله بل کانوا قبل ان مات یوقنون بمشکوکیة قتله وفی هذا الستدلال

انظار شتى۔ اما النظر الاول على التوجيه الاول فلان حمل الرفع فی الآية على الرفع الروحانی غير صحيح۔ لذا الكلام وقع بطريق قصر الموصوف على الصفة على نحو قصر القلب وهذا مشروط بتنافی الوصفين كما اذا خاطب المتكلم رجلا بعكس ما يعتقد مثل ماقام زيد بل قعدلمن يظن بقيامه۔ وظاهر ان القيام القعود ومتنافيان واشتراط التنافی اعم من ان يكون شرطا لحسنه اولا صله ومن ان يكون التنافی تنافيا فی نفس الامر وفی اعتقاد المخاطب على حسب تعدد الآراء وانما كان قوله تعالیٰ ﴿وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه (النساء:١٥٨)﴾ على نحو قصر القلب لانهم كانوا يدعون ان عيسیٰ مقتول فخاطبهم الله تعالیٰ بعكس ما زعموا من انه مرفوع لا مقتول كما زعمتم فيجب التنافی بين وصفی القتل والرفع وذالك لا يتصور الا اذا كان مرفوعاً كونه حياً اذ منافاة الرفع حال الحيوة۔ ای الرفع الجسمانی للقتل ظاهر بديهی لا يحتاج الی تنبيه فضلاعن دليل۔ واما اذا كان الرفع رفعاً روحانيا۔ فلو جوب اجتماع الرفع مع القتل لا يتحقق التنافی بين الرفع والقتل لان كل احد يعلم قطعا ان من قتل فی سبيل الله فهو مرفوع بالرفع الروحانی باجماع المذاهب فحينئذ يجب اجتماعهما ومع ثبوت الاجتماع النفس الامری والاعتقادی ايضا ارتفع التنافی راساً۔ فلم يصح القصر اولم يحسن۔

فاما ان يقر بكون هذا الكلام نزل ردا لزعم اهل الكتاب فيلزمه الاقرار بكونه قصرا القلب ووجوب النافی بين الوصفين فی قصر القلب وهذا هدم للقواعد العربية بالجملة لابدله اما من القول برفعه عليه السلام حيا واما من الخروج عن العربية فايهما شاء فليختر والنظر الثانی ان ارجاع الضمير الاول الی مشكوكية قتل عيسیٰ دون عيسیٰ ليس باولیٰ من ارجاعه اليه فاختياره عليه مع لزوم مخالفة السلف والخلف ترجيح بلا مرجع بل ترجيح للمرجوح۔

وھذا افحش من ذالك مع انه يكون المعنى على هذا ان كل كتابى يؤمن بان المسيح مشكوك القتل وان قتله ليس بقطعى كما اوضحه بنفسه وھذا المعنى لا يستقيم لان اتيانهم بمضمون قتل عيسىٰ عليه السلام فى عنوان الجملة الاسمية وتاكيده بان صريح فى كونهم مذعنين بقتله ولذا رد الله عزوجل ادعائهم هذا بقوله عزوجل ﴿وما قتلوه يقيناً (النساء:١٥٧)﴾ انلولم يكن لهم الاذعان لكفى فى ردهم ﴿وما قتلوه﴾ ولم يزد عليه قيد ﴿يقيناً﴾ فالقول بانهم لم يكونوا مذعنين بل كانوا شاكين فى قتله قول بالغاء قيد ﴿يقيناً﴾ فى قوله تعالىٰ ﴿وما قتلوه يقيناً﴾ لخلوه عن القاعدة علىٰ هذا التقدير وادعاء ان قيد يقينا قيد للقتل المنفى فى وما قتلوه فيكون النفى واردا على القتل المقيد بهذا القيد والنفى على هذه الوتيره كما يتحقق ويصح بانتفاء القيد كذالك يصح بانتفاء المقيد والقيد كليهما وهنا كذلك فان القتل مع التيقن منتف لاينفعه ولا ينجيه من لزوم الغاء القيد لكفايته نفى أصل القتل فى ردهم مع انه يخالف القاعده الاكثرية من ان النفى الوارد على المقيد يتوجه الى القيد فحسب على انه لم يوجد دليل على انهم قالوا بهذه الجملة من غير صميم القلب كما وجد على كون قول المنافقين لرسول الله ﷺ نشهد انك لرسول الله من غير صميم القلب فيكف يصح ان هذا القول منهم مع كونهم شاكين من قبيل اظهار خلاف ما كانوا عليه لئلا يتوجه ايراد لزوم الالغاء على الكائد المستدل بل وجد الدليل على انهم كانوا بقتله مذعنين كما يدل عليه صريح عبارة القرآن ان النصارى قديماً وحديثا يدعون بذلك ويدعون الناس الى الايمان بذلك ويزعمون ان وقوعه له عليه السلام كان كفارة لذنوب امته مع انه كان ذلك مكتوباً فى انجيلهم وان كان بطريق التحريف لكنهم لايمانهم بالانجيل وزعمهم عدم التحريف فيه كيف يجوز ويمكن منهم الشك فى قتل عيسىٰ عليه السلام ومع وجود هذا الدليل لا يتصور ان ينسب الى جميعهم الشك

فی قتله وقوله عزوجل وان الذین اختلفو فیه لفی شك منه مالهم به من علم الااتباع الظن موؤل۔ بان المراد بالشك لیس مایتساوی طرفاه کما اصطلح علیه المنطقیون بل المراد من الشك المذکور ما یقابل العلم ومن علم الحکم الجازم الثابت المطابق لنفس الامر وعلی هذا لا تنافی بین شکهم واذعانهم فی قتل عیسیٰ علیه السلام فیکون معناه "وان الذین اختلفو فیه لفی شك منه" ای لفی حکم غیر مطابق للواقع وان کان حکمهم بذالك حکماً جازماً ولاکن لعدم مطابقة لنفس الامر لا یعدعلماً بل شکا ولیس لهم بذلك علم اذا لابد فیه من المطابقة فی نفس الامر فهم انما یتبعون الظن ای الحکم الغیر المطابق لنفس الامر فیکون مال الشك والظن واحداً ولو ارید بالمعنی المصطلح لاهل المعقول لم یتحد مصداقهما المتبائن بینهما لوجوب رجحان احد طرفی الظن ای الطرف الموافق وعدمه مطلقا فی الشك وهذا ظاهر۔

واطلاق الشك والریب علی غیر المعنی المصطلح لهم مما یقابل العلم الیقینی شائع وفی القرآن واقع۔ قال عزوجل ﴿وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا (البقرة۲۳)﴾ اطلق الریب علی انکارهم وقولهم الجازم بانه کلام البشر وبانه شعراء وکهانة یدل علی ذالك قوله تعالیٰ ﴿فلا اقسم بما تبصرون وما لا تبصرون۔ انه لقول رسول کریم۔ وما هو بقول شاعر ط قلیلا ما تؤمنون۔ ولا بقول کاهن ط قلیلا ما تذکرون۔ تنزیل من رب العلمین (الحاقة:۳۸،۴۳)﴾ فلو کانوا شاکین فی کونه کلام الله تعالیٰ بالشك المصطلح لما وقعت هذه التاکیدات من کون الجمله اسمیة وتاکیدها بان وبالقسم فهذا دلالة بینة علی شدة انکارهم لکونه کلام الله تعالیٰ البالغ الی حد الجزم بانه کلام غیر الله۔

وکذا اطلاق الظن علیه قال تعالیٰ ﴿ان یتبعون الا الظن وان هم الا یخرصون (انعام:۱۱۶)﴾ وخلاصة الاشکال الذی ورد علیه علی تقدیر ارجاع الضمیر الاول الی الشك اما لزوم الغاء القید فی الایة واما حمل قولهم انا قتلنا المسیح ابن مریم علی خلاف الظاهر مع وجود ما یوجب حمله۔

علی الظاهر فمن التزم الاول فقد لکافرو ان الثانی فقد تحامر فایهما شاء فلیخترو ثالث الانظار ان فی هذا لتوجیه تکلفاً بحیث لا یتبادر الذهن الی رجوع الضمیر الی ما ادعی رجوعه الیه مع انتشار الضمیر وذالك مخل لکمال فصاحة القرآن والرابع ان المعنی علی هذا التقدیر یؤول الی انهم یصدقون بمشکوکیة قتله ولما کان الشك والمشکوکیة متحدین لزم کون التصدیق متعلقا بالشك الذی هو تصور سواء ارید بالشك مفهوم العنوانی او مصداقه لان کلا منهما تصور لامحالة وسواء ارید بالتصدیق الادراك الاذعانی الذی هو من جنس الادراك او الحالة ادراکیة الاذعانیة التی هی من لواحق الادراك وتعلقه بالتصور مطلقا باطل کما تقرر فی مقره ولکن تعلقه بالشك حال کون التصدیق من جنس الادراك افحش من تعلقه به علی تقدیر کونه من لواحقه لانه علی هذا یکون الشك معلوماً والتصدیق اداراکاً وعلماً به وقد ثبت بالبرهان عندهم اتحاد العلم بمعنی الصورة العلمیة بالمعلوم فلزم اتحاد التصدیق والشك مع انها متبائنان۔

والنظر الخامس ان الشك المصطلح عبارة عن التردد بین طرفی النسبة من الوجود والعدم علی التساوی ای ادراك النسبة مع تجویز طرفها من غیر اذعان باحد جانبیها۔ فالمعنی الذی اراد الکائد من ان اهل الکتب یؤمنون بشکهم فی قتل عیسیٰ قبل الایمان بموته الطبعی یرجع الی ان شکهم فی قتلهم فی قتله۔ حاصل من غیر اذعان بموته الطبعی لان من لوازم القبلیة ان لا یوجد التبعد حین حدوث القبل۔ ولان الشك فی قتل الشخص مع الایمان بموته الطبعی مما یستحیل ولا خفاء ایضا فی ان لقتله علیه السلام طرفین وجوده وعدمه فاذا کان مشکوکا یجب ان لا یذعن باحد جانبیه مطلقاً ولا بما یندرج فی ذالك الجانب وظاهر ان الموت الطبعی یندرج فی عدم القتل اندراج الاخص تحت الاعم لشموله الحیٰوة والموت الطبعی کلیهما۔

فتجريد الشك فى قتله من الاذعان بموته الطبعى من اجلى البديهيات لان تساوى طرفى الشك مع رجحان احدهما غير ممكن وهذا مما ليعلم كل من له ادنى فهم فلو كان مراد۔ هذا الاية ما قاله فاى علم حصل بنزولها۔ واى فائدة من فوائد الخبر ترتبت عليه فتدبر على ان حملك هذا الآية على ما حملت قول بان هذه لالآية مبنية لبعض اجزاء الماهية للشك وهذا كانه ادعاء ان القرآن يبين المعانى المصطلحة لقوم كما ان الكافية والشافية والتهذيب وامثالها كذلك فهل يتفوه به عاقل۔

واما على التوجيه الثانى فيرد عليه ماعدا الخامس من الانظار المذكورة كلها ويرد عليه خاصة ايضاً ان سلب الاوصاف بتمامها عن فرد فرد من افراد شيء ثم اثبات صفته معينة لها كما يقتضى انحصار ذالك الشيء فى تلك الصفة وهذا انحصار حقيقى كذلك سلب وصف معين عنها سواء كان مقدراً او ملفوظا ثم اثبات منافى ذالك الوصف يقتضى انحصار الشيء فى المنافى للوصف المسلوب وهذا انحصار اضافى وكلاهذين الحصرين نوعا حصر الموصوف فى الصفة واما انحصار الصفة فى الموصوف بالانحصار الحقيقى فبوجودها من الموصوف وانتفائها عن جميع ما عداه او بالانحصار الاضافى فبوجودها فيه وانتفائها عن بعض ما عداه فقط۔

ومن المعلوم بالبداهة صدق المحصور فيه على محصور الكلى كليا وفى الاية انحصار اضافى لانحصار اهل الكتاب فى الايمان بالنسبة الى وصف الكفر دون سائر الاوصاف۔

فلكون المراد من الاية سلب الكفر عن جميعهم واثبات نقيضه من الايمان لجميعهم كذالك وحصرهم فى ذلك النقيض يجب صدق الايمان على الكتابى صدقاً كليا بان يقال كل كتابى يؤمن به فهذه قضية موجبة محصورة كلية۔

فاذا حمل قوله تعالىٰ عزوجل ﴿وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به﴾ قبل موته (النساء:۱۵۹) على ما حمله فى هذا التوجيه يكون معناه كل كتابى يومن بمشكوكية قتل عليه السلام قبل ان مات ومع قطع النظر عن لزوم حمل المضارع على الماضى والاغماض عن مفاد النون الثقلية من معنى الاستقبال۔ اما ان يخص هذا الحكم ببعض اهل الكتاب الموجودين فى زمانه قبل رفعه هذا مناف للقاعدة المارة أنفاً اما آيعم للموجودين منهم قبل رفعه وبعده الىٰ يوم القيامة وهذا يؤدى الى تجويز وجود من لم يوجد حال عدم وجوده لا متناع تقرر الصفة بدون موصوفها وفيه تجويز لمعية النقيضين وكذا يرد عليه ان حمل موته الذى هو مصدر على الماضى من غير داع فخصص تكلف لا يرتضيه ارباب الفهوم ويرد على تصويبه كلا المعنيين ونسبة كلا منهما الى الكشف والالهام۔

ان احد المعنيين باطل لامحالة اذا التوجية الثانى قوى الاحتمال فى الخصوص لاهونية خلاف القاعدة من اجتماع النقيضين والاول لا يتمشى فيه سوى العموم والعموم والخصوص مما يتغائران فان سلم التوجيه الاول انتفى التوجيه الثانى وان الثانى ارتفع الاول۔

فاحد الكشفين لوفرض بالهام من الرحمن يكون الاخربالهام من الشيطان اذ لو كان كلاهما بالهام الله تعالىٰ لما وقع التخالف بينهما فالحق ان كلا الكشفين من الكشوف الكاذبة الشيطانية لامن الكشوف الصادقة الرحمانية والالم يرد على كل منهما نقوض شرعية قاطعة وايرادات عقلية ساطعة۔ فالذى من شانه أمثال هذه الدعاوى ومن خصائله انه اذا اخذ بالقرآن تمسّك بالانجيل واذا الزم بالانجيل رجع الى القرآن واذا بهما تشبت بالعقل وان بكل منهما تذيل بالكشف والالهام۔ فان طولب بدليل يدل على صدق كشفه تبهت وتحير وتنكس او هو مثيل للمريض مرض الموت ليس بحي فيرجى ولاميت فيلقى او تطير للنعامة۔

اذا استطير تباعرو اذا استحمل نظائر فاقول بفضل اللّٰه تعالیٰ ان المعنی الصحیح للاٰیة المذکورة الذی لا یرد علیه شیء من تلك الانظار هو انهم قالو انا متیقنون بقتل المسیح ابن مریم فردوهم اللّٰه عزوجل بانهم ﴿وما قتلوه وما صلبوه (النساء:١٥٧)﴾ فکیف یتصور تیقنهم بقتله لانه لابدللعلم الیقینی من بطابقته لنفس الامرو اذا لم توجد المطابقة لم یتحقق التقین بقتله فحکمهم بهذا النحو من القطع وادعاء الیقین مع انتفاء العلم الیقینی به شبهة صرفة وجهل مرکب یفسر بالحکم الغیر المطابق۔ الثابت فی نفس الامر فهم فی شك منه ای فی حکم لم یطابق الواقع ولیسوا علی الیقین بل هم یتبعون الظن والجهل المرکب۔ لانهم ﴿ما قتلوه﴾ ای انتفی قتله انتفاء یقینیاً بان یکون قوله یقینا قیداً للنفی لا للمنفی ﴿بل رفعه اللّٰه الیه (النساء١٥٨)﴾ بالرفع الذی ینافی القتل وهو الرفع الجسمانی دون الرفع الروحانی۔ فانه لا ینافی القتل بل یجامعه فی نفس الامر فی اعتقاد المخاطب ﴿وکان اللّٰه عزیزاً (النساء:١٥٨)﴾ لا یعجزه شیء عن رفعه علیه السلام مع جسده ﴿حکیما﴾ فی صنع رفعه۔

ولیس احد من اهل الکتب الا لیؤمنن به ای بعیسیٰ قبل موته ای قبل موت عیسیٰ سواء کان ایمانه نافعاً له کالایمان فی حالته غیر الباس اعم من ان یکون قبل نزول عیسیٰ او حین نزوله۔ فهذا المعنی قد روعیت فیه صیغة المضارع والنون الثقیلة۔ التی تدل علی استقبالیة مدخولها بالاجماع من اهل اللغة ولم یرد علیه شیء من النقوض۔ فالذی ذکرناه من المعنی هو المحکوم علیه بالصحة الصافی عن شوائب الایرادات کاف لدفع الاشکالات یؤمن به المنصف المناظر وان اعرض عنه الجاهل المجادل المکابر۔

ثم استدل القادیانی بطریق الزام علی اهل الاسلام القائلین بحیوة المسیح علیه السلام بان کل من یؤمن بوجود السموات یؤمن بتحرکها علی الستدارة۔ فلو کان علیه السلام علی السماء للزم بتحرکها تحرکه فلم یتعین له جهة الفوق بل علی هذا۔ قد یصیر فوقا وقد یصیرتحتا فلا یتعین له النزول ایضاً۔ اذ النزول لا یکون الامن الفوق۔ وایضا یلزم

کونه فی الاضطراب وعدم القرار دائما مادام هو فی السماء وهذا نوع من العذاب وجوابه ان جهة الفوق یطلق حقیقة علی منتهیٰ الخط الطولانی من جانب راس الانسان بالطبع من محدب فلك الافلاك وجهة التحت علی منتهی ذلك الخط ممایلی رجلیه من مرکز العالم وهاتان الجهتان لا تتبدلان عوض ویطلق الفوق والتحت علی الحدود التی بین المرکز وبین المهدب ایضاً لکن اطلاقاً اضافیا لا حقیقیا وکل من هذه الحدود المتوسطة یمکن اتصافه بکلا الوصفین من الفوقیة والتحیتیة مثلا محدب فلك القمر متصف بالفوقیة بالاضافة الی مقعره۔ وما عداله من الحدود المتقاربة الی مرکز ومتصف بالتحیة بالنسبة الی سائر الافلاك فهذا الحد المعین فوق وتحت بالوجهین۔

والحاصل ان کل حدین فرضابین المرکز وبین محدب فلك الاعلیٰ فما کان منهما اقرب الی المرکز وابعد من المحدب فهو تحت ومابالعکس فهو فوق بخلاف المحققین فان ما یتصف منهما بالفوقیة لایمکن ان یتصف بالتحتیه وما یتصف التحتیه لا یمکن اتصافه بالفوقیة۔ لان محدب الفلك الاعلیٰ محدب دائما ومرکز العالم مرکز دائما لا تغیر ولا تبدل فیهما۔ وعلی هذا یقال ان المسیح علیه السلام لما کان فی السماء الثانیة فلاریب فی انه ابعد من المرکز واقرب الی المحدب بالنسبة الی من هو علیه وجه الارض۔ فیکون فوق من هم علی الارض وان سلمنا تحرکه بتحرك السموات فلا یلزم عدم تعین جهة الفوق له علیه السلام بل مادام هو فی السماء متصف بالفوقیة بالنسبة الیٰ سکان الارض جمیعا۔ فاذا اراد الله تعالیٰ نزوله انتقل من مقره السماوی من محدب السماء ولثانیه بحیث بتزاید البعد فیما بینه وبین محدب فلك الافلاك آنا فاناً من البعد الذی کان بینهما وتناقص کذلك البعد فیما بینه وبین مرکز العالم من البعد الذی کان حیث هو فی مقر الی ان یصل الی سطح الارض، وانت تعلمٔ ان الحرکة من المحدب الاعلیٰ او مما یقرب الی جانب مرکز العوالم هو النزول کما الحرکة من جانب ذالك المرکز الی جانب ذلك المحدب هو العروج فلما یلزم من تحرکه بتحرك السموات

علی الاستدارة عدم تعین النزول له علیه السلام وایضالم یلزم من تحرکه بتحرك السموات کونه مضطر باوفی نوع من العذاب الا تری الی الذی ذهب الیه اهل الهیئة الیوم من الافرنج ان الشمس فی وسط الکواکب التی تدور حولها وقالوا انها لیس لها حرکة حول الارض بل الارض حرکة حولها وان الارض احدی السیارات عندهم التی منها عطارد والزهرة والارض والمریخ۔ وقال بعضهم ان الارض هم التی تتحرك هذه الحرکة السریعة الیومیة من المغرب الی المشرق وبسببها تری الکواکب طالعة وغاربة۔

لانها اذا تحرکت کذلك وکانت الکواکب ساکنة او متحرکة الی تلك الجهة ایضاً لکن بحرکته ابطاء من حرکتها ظهرلنا فی کل ساعة من الکواکب ما کانت محتجبة بحدبیة الارض فی جانب المشرق واحتجبت عنا بحد بتیهافی جانب المغرب ما کانت ظاهرة لنا فیتخیل ان الارض ساکنة۔ وان الکواکب هی متحرکة بتلك الحرکة السریعة الی خلاف الجهة التی تتحرك الارض الیها کما یتخیل ان السفینة الجاریة فی الماء ساکنة مع کون الماء متحرکا الی خلاف جهة السفینة۔

وهذا القول وان کان مردودا بان الارض ذات مبدمیل مستقیم طبعا کما یظهر من اجزائها المنفصلة فیمتنع ان تتحرك علی الاستدارة وبانها لوکانت کذلك لما وصلت الطیور الی جهة المشرق عند طیرانها من المغرب الی المشرق۔ وان کانت المسافة التی بین مبد مسیر الطیور وبین منتهاه مسافة قلیلة الا بعد مضی اکثر من یوم ولیلة۔ وبانه علی هذا کان یجب ان یتخیل جمیع مافی الجومن الطیور متحرکا الی جانب المغرب سواء کان ذلك الطائر متحرکا بحرکة نفسه الارادیة الی المشرق او المغرب۔ وذلك بطوء سیر الطیور وسرعة حرکة الارض وبوجوه اخری ترکنا ذکرها۔ وبقوله تعالیٰ شانه ﴿والقی فی الارض رواسی ان تمیدبکم (النحل:١٥)﴾ وبقوله الکریم ﴿ام من جعل الارض قرارا وجعل خلالها انهارا وجعل لها رواسی (النمل:٦١)﴾ فمع بطلان هذا القول نقول انهم مع کونهم عقلاء لم یجزموا ببطلان مذهبه هذا بظهورا ستلزامه عذاب من هو علی الارض ولم

يورد عليهم احد ممن يخالفهم من المسلمين وسائر اهل المعقول هذا الايراد نعم اوهام العامة الجهلة الذين لاحظ لهم من العلوم العقلية تتزلزل بامثال هذا وكل هذا على تقدير تسليم حركة فلك الافلاك على الاستدارة ثم بتسليم حركة سائر الافلاك بتحريكه اياها ولنا ان نمنع حركة فلك الافلاك المعبر بالعرش فى لسان الشرع على الاستدوارة لانه لم يوجد فى الشرع دليل قطعي يوجب الظن بذلك فضلا عن ان يوجب العلم القطعي كيف ولم يثبت ذلك فى خبر قوى ولا ضعيف ان العرش يتحرك على الاستدارة۔

ويحرك ماتحته من الأفلاك بل قد ثبت فى اخبار صحيحة أن له قوائم۔ وهذا بظاهرة يابى ان يكون الفلك الذى يصفونه على ما يصفونه ولا يابى ما صح انه مقبب كالخيمة وقد ورد انه يحمل اليوم العرش اربعة من الملائكة وثمانية منهم يوم القيامة۔ قال عزوجل ﴿ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمنية (الحاقة:١٧)﴾ اى يوم القيمة وعلى هذا كيف المستقيم كون الفلك متحركا بالحركة المستديرة وما ورد فى القرآن انما هو سير الكواكب كما قال تعالىٰ۔ ﴿لاالشمس ينبغى لها ان تدرك القمر ولاالیل سابق النهار ط وكل في فلك يسبحون (يٰسين:٤٠)﴾ وقال ﴿كل يجرى الى اجل مسمى (لقمان:٢٩)﴾ وقال ما اعظم شانه ﴿فلا اقسم بالخنس۔ الجوار الكنس۔ (تكوير:١٥،١٦)﴾ وفسر بالنجوم الخمسة زحل والمشترى والمريخ والزهرة وعطارد ولئن سلم كون ذلك الفلك متحركا فلا نسلم۔ انه يلزم بتحركه تحرك سائر الافلاك لان الشرع لم يرد باتصال الافلاك فيما بينها بل ورد على انفصالها كما يظهره لمن تتبّع الاحاديث ولم يثبت كونها كروية بل وردان الارض بالنسبة الى السماء الدنيا كحلقة فى فلاة وهكذا السماء الدنيا بالنسبة الى السماء الثانية والثانية بالنسبة الى الثالثة۔ وهكذا والكل من الكرسى وما تحته بالنسبة الى العرش كحلقة فى فلاة وظاهره انها لوكانت كروية لما صح هذا التمثيل واذا لم يثبت كروية الافلاك لم يثبت حركتها على الاستدارة ولما لم يثبت الاتصال فيما بين الافلاك فمع تسليم تحرك فلك الافلاك لا يلزم تحرك ماتحته من الافلاك بل عرفت ان نفس حركة الفلك

الاعلیٰ ایضاً لم تثبت فلم یرد ما زعمه المستدل بطریق الالزام تقلیه الاوهام العامة۔

وحاصل کلامنا هذا کله ورود منوع متعاقبة مترتبة علی استدلاله بانا لانسلم کون الفلك الاعلی متحرکا ولئن سلم فلا نسلم انه متحرك علی الاستدارة ولئن سلمناه فلا نسلم ان بتحرکه یلزم تحرك باقی الافلاك لتوقفه علی اتصالها ولااتصال۔ فلا یلزم تحرکها حتی یتحقق مزعومه ولئن سلم کان ذلك فلزوم المحذورات الثلث من عدم تعین جهة الفوق له وعدم تعین النزول له وکونه فی العذاب الدائمی ممنوع مطلوب دلیله دانی له ذلك وقد عرفته مفصلا وتامل فیه بالنظر الصائب لیظهر لك مبلغ انکشافه فی علم الهیئة ودرکه فی القواعد الهندسیة ینکشف لك حقیقة دعواه من المجددیة والمحدثیة وتقوله المفتری من المسیحیة......الخ۔

سوال نمبر ۲۱...... واستدل القادیانی علی موت عیسیٰ علیه السلام بقوله تعالیٰ ﴿وما جعلنا هم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خلدین (انبیاء:۸)﴾ وتهذیب استدلاله انه لو کان المسیح حیا فی السماء لزم کونه جسدا لایاکل الطعام وکونه خالدا وقد نفی اللّٰه تعالیٰ ذالك فان مفاد الایة سلب کلی ای لاشیء من الرسل بجسد لایاکل ولا احدمنهم بخالد ومن المقرر ان تحقق الحکم الشخص مناقض لسلب الکلی والدلیل علی کون المفاد سلبا کلیا قوله تبارك وتعالیٰ ﴿وما جعلنا لبشرمن قبلك الخلد افان مت فهم الخلدون (انبیاء:۳۴)﴾ فانه صریح فی السلب الکلی فاذا ثبت الرفع والسلب کلیا بالنص ارتفع الحکم الشخص المستلزم للایجاب الجزئی المتناقض لذلك السلب المدلول بالنص فان احد المناقضین لا یجامع النقیض الاخر کما لا یرتفع معه وهذا بدیهی۔

اقول...... بتوفیقه تعالیٰ ان فی قوله تعالیٰ ﴿وما جعلنا هم جسداً......الخ (انبیاء:۸)﴾ انما ورد النفی علی الجعل المؤلف المتحلل بین المفعولین ومفعوله الثانی المجعول الیه هو قوله ﴿جسداً لا یاکلون......الخ﴾ فمدخول النفی هو الجعل المقید بهذه القیود وظاهره ان المقید ولو یالف قید لا

یتصور تحققه الا بتحقق کل مان تلك القیود التی ههناهی تالیف الجعل وکون المجعول الیه جسدا مع تقییده بعدم اکل الطعام فلا بدتحقق هذا المقید من تحقق تلك القیود الثلثة بخلاف الانتفاء۔

فانه متصور بانتفاء جزء ای جزء کان ولا یتوقف علی انتفاء جمیع الاجزاء فینتفی ذلك المدخول للنفی بوقوع غیر الجعل موقعه وبانتفاء تالیفه بان یتعلق الجعل المفرد باحدا المفعولین۔ اما بالاول فقط۔ واما بالثانی فحسب وبرفع خصوص المجعول الیه وضع امر آخر فی محله وبانتفاء قید عدم الاکل۔ ولو سلم تحقق کل قید ماعدا فرض انتفائه وبانتفاء مجموع القیود وبمعنی انتفاء کل قید وبانتفاء المقید۔ اعنی ذاتا مامع تسلیم القیود باسرها فهذه المواد والمواقع لیست الا بالامکان لابالفعل والاطلاق الا رفع القید الاخیر۔

فانه واقع بالفعل ومراد بقوله تعالیٰ ﴿ وما جعلناهم جسداً (انبیاء:۸)﴾ وتحقق ماعدا ذلك القید مسلم بل مثبت بالبراهین النقلیة القطعیتین وعدم الاکل الذی هو امر عدمی متصور بوجهین بعدم اکل شیء ما اعم من ان یکون طعاما اوغیره وبعدم اکل الطعام خاصة وان وجد معه اکل غیر الطعام وعدم ذلك الانتفاء الذی اضیف الی الامر العدمی انما یتحقق بتحقق نقیض ما اضیف الیه الانتفاء فیستلزم انتفاء ذالك العدم الذی هو فی قوة السالبة ثبوت الاکل الذی هو فی قوة الموجبة المحصلة اذ عموم الاولیٰ من الثانیة انما هو بامکان تحققها بعدم الموضوع وعدم امکان تحققه، العین عدمه لضرورة استدعائها وجود الموضوع ومن البدیهیات ان الموضوع فیما نحن فیه موجود۔

وقد تقرر فی مدارك العقلاء التلازم بین المثالیة السالبة وبین الموجبة المحصلة عند وجود الموضوع فیلزم من قوله تعالیٰ ﴿وما جعلنا هم جسداً لا یاکلون الطعام (انبیاء:۸)﴾ الذی هو بمنزلة السالبة السالبة تحقق قضیة موجبة محصلة اعنی کل رسول یاکل الطعام فیقال لمن یدعی به علی اثبات موت المسیح ابن مریم ان نسبة الاکل الی کل رسول فی هذه القضیة

هل هى بالضرورة بحسب الذات او بحسب الوصف او فى وقت ما اوفى وقت معين او بحسب الدوام ذاتا اووصفا اوبالاطلاق او بالامكان مع قيد الادوام فى ماعداالاول والخامس او مع قيد الاضرورة فى ماعد الاول فقط على راى او فى ماعدا الخامس ايضا كما على رأى آخر وان لم يكن بعض التراكيب منها متعارفا اولا يعتبر قيد الاضرورة ولا قيد الادوام الاول والخامس بديهى البطلان بوجود نقيض كل منهما وهو امكان عدم الاكل للاول واطلاقة للخامس وكذا الثانى والسادس لعدم مدخلية وصف الرسالة فى ضرورة الاكل اودوامه كما لا مدخل فيهما لمعنون ذلك الوصف وكذا لاتكون ضرورية بحسب الوقت مطلقا لا بحسب وقت ماولا بحسب وقت معين لان غاية الامر ان يكون الاكل ضروريا بشرط الجوع والجوع لما لم يكن واجبا فى وقت مالم يكن المشروط به ضروريا فى وقت ما كما صرح به فى كتب المنطق من الكتابة ليست بضرورية فى حين من الاحيان فما ظنك بالمشروط بها والضرورة بشرط الشىء غير الضرورة فى وقت ذلك الشىء والاوّل لا يستلزم الثانى كما فى تحرك الاصابع بشرط لكتابة۔

فان التحرك بشرط ضرورى۔ وليس فى وقتها بضرورى فكذلك ضرورة الاكل بشرط الجوع امر وضرورته فى وقت الجوع امر آخر لا تلازم بينهما فضلا عن الاتحاد فلذا لم يكن الاكل ضرورى فى وقت مالم تكن القضية وقتية مطلقة ولا منتشرة مطلقة فلم تكن وقتية ولا منتشرة لا ستيجاب انتفاء الاعم انتفاع الاخص وكون الاكل ضروريا بشرط الجوع لا يقتضى ان تكون القضية بشروطة ايضا اذ المشروطة مايوجد فيه الضرورة بشرط الوصف العنوانى لا بشرط اى وصف كان ومن الظاهر ان الوصف العنوانى فى القضية انما هو وصف الرسالة دون وصف الجوع فلم يبق الا ان يكون بالاطلاق اوالامكان مع قيد اللادوام او اللاضرورة او بدونه والاول من كل منهما متعين بدليل قوله تعالىٰ ﴿وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم لياكلون الطعام ويمشون فى الاسواق (الفرقان:٢٠)﴾

فيكون وجودية احد جزئيها ثابت بهذه الاية وثانيهما بما مومن

البيان وهم ان كانت مستلزمة لما عداها لاكنها......لكونها اخص احق بالأعتبار وينجل الى قولنا كل رسول ياكل الطعام بالفعل ولا شيء من الرسول ياكل الطعام بالفعل وهذه القضية لا تناقض ماذهب اليه الاسلاميون لانه يصدق قولنا المسيح ابن مريم اكل للطعام بالفعل وليس باكل بالفعل وما قررنا قيل من ان الجوع ليس بضروری لان الجوع خلو الباطن واقتضاء الطبيعه بدل ما يتحلل منه وذلك فرع التحلل ولا ارتياب فی تنوع مراتب التحلل باختلاف الاسباب الداخلية والخارجية ولا تحديد لمراتبه۔ فالتحلل الذی فی مرتبة ناقصة غير التحلل الذی فوقة يجوز سلب كل منهما عن الاخر۔ وكذالك يقال فی جميع مراتبه عيناها فهو مسلوبة عما تحتها وعما فوقها من المراتب وهما مسلوبتان عنها فهذا حكم اجمال على كل مرتبة فامكان سلبها عن جميع المراتب الاخر كامكان سلب المراتب الاخر عن تلك المرتبة وهذا فرع امكان السلب فی نفش الامراذ سلب مرتبة معينة فی مرتبة اخری سلب مقيد۔

والسلب فی نفس الامراعم من ان يكون ذلك السلب مقيدا بكونه فی مرتبة اخری اولا سلب مطلق ولا ريب فی ان امكان المقيد فرع امكان المطلق ومتاخر عنه واذا كان الامر كذلك امكن سلب التحلل راسا۔

فامكن انتفاء الجوع اصلامع بقاء الشخص بل حكم الله تعالیٰ بتحقيقی انتفاء الجوع فی القرآن ولم يكتف بمحض امكانه وقال وعزمن قائل مخاطبا لأدم عليه السلام ﴿ان لك الا تجوع فيها ولا تعریٰ وانك لا تظلمو فيها ولا تضحیٰ (طٰہٰ:۱۱۸،۱۱۹)﴾

وليس ذلك الالعدم التحلل كما ان عدم الضحی لعدم الشمس وحمله على عدم دوام الجوع او على عدم استعداده غير صحيح والالصح جميع الافعال المدخولة بحرف النفی على نفس دوامها او عدم اشتدادها۔ وامثال هذا لا تصح ولا تستقيم الالوجود ضرورة داعية وای ضرورة احوجنا الی صرف اللفظ عن الظاهر وحمله على غير الظاهر بحيث لا ينتقل اليه الذهن اصلا۔ والتمسك على وجود تلك الضرورة بقوله ﴿وقلنا

يـادم اسـكـن انت وزوجك الجنة وكلا منها رَغداً حيث شئتما ولا تقربا هذه الشـجـرة فتـكـونـا من الظلمين (البقرة:٣٥)﴾ غيـر مستـقيم وان اطلاق الاكل واباحتـه لهمـا لا يـقتـضـى الـجـوع اذ كـمـا ان الفواكـه فى الدنيا لا توكل الالحصول اللذة لا لدفع الجوع كذا طعام الجنة والافتقار اليه لحصول بدل التـحـلـل ودفع الجوع بل لا جوع ولا تحلل۔ وانما يكون اكله لحصول اللذة فقط۔

فـان لـم تـقـنـع بما قلنا فطالع التيسيرو الوجيز وكيف لا مع انه قد تـاكـد وتـايـد بـماصح ان فى الجنة بابا۔ يقال له الريان من دخل شرب ومن شـرب لا يـظـمـاء ابـدا ولا فـرق بيـن الـجـوع والظمأ فلما لا امتناع فى عدم التـعطش لا امتناع فى عدم الجوع ولا يرد على ما قلنا من انه اذا امكن سلب التـحـلـل امـكن انتفاء الجوع انه احتجاج بلا دليل اذا انتفاء العلة لا يستلزم انتـفـاء الـمعلول۔ بدليل ما تقرر عنده الاصوليين من جواز تعدد العلل على معلول واحد فلا يلزم انتفاء المعلول بانتفاء واحد منها لجواز تـحققه بـتحقق عـلة اخـرى منها كعدم صحة الاحـتجاج على الحكم۔ بان زيد الم يمت بانتفاء واحـد۔ مـن عـلـل الـمـوت كـمـا يـقـال لانــه لم يستقط من اعلىٰ الجبل فهذا الاستـدلال۔ غيـر صـحيـح اذا لـمـوت كـما يتحقق بالسقوط من اعلىٰ الجبل كـذلك بـه عـن اعـلىٰ سـطـح البيـت ومن فوق الشجرة الطويلة وبضرب من السيف والـحـجـروا مثاله وبنحو امراض يستصعب احصائها فبانتفاء واحد مـنهـا۔ كيف يجزم بانتفاء الموت اصلاً لا مكان تحققه بتحقق واحد آخر من تلك الانواع وردوه لان التحقيق ان المعلول اذا انحصر فى العلة وتكن العلة لازمة لـه وهى مفسرة فى كتب القوم بما لولاه لا متنع الحكم المعلول فانتفاء هـا يستـلـزم انتفاء المعلول اذ لا يتصور تعدى العلل بهذا المعنى حتى يمكن عـنـد انتـفـاء احـدٰهـا ثبـوتـه بـاخـرى منها فاذا لم يجز تعدد العلة وانحصر الـمـعـلـول الـواحد فى العلة الواحدة الازمة له فلو تحقق المعلول مع ارتفاع الـعـلة بهـذا الـمـعـنى لزم تحقق الملزوم بدون اللازم۔ فالاستدلال على عدم

المعلول بانتفاء العلة بهذا المعنى استدلال بانتفاء اللازم على انتفاء الملزوم ولاريب في صحته والتحلل بالنسبة الى الجوع كذالك لانه المتوقف عليه الجوع بمعنى لولاه لا متنع لا بمعنى الامر المصحح لدخول الفاء فيصح الاستدلال على امكان انتفاء الجوع بامكان انتفاء التحلل نعم الجوع علة للاكل بالمعنى الاخير ولذا لا يلزم من انتفاء الجوع انتفاء الاكل لجواز تحققه بدونه بعلة غير الجوع كاستحصال اللذة وقصد علاج ونحوه۔ وهذا واضح على من له ادنىٰ تامل۔

﴿والله يهدى من يشاء الىٰ صراط مستقيم﴾

ناقل الايات والاحاديث والتفاسير ولفقه والعبارات

القاضي غلام گيلاني الحنفي الفنجابي

ثم چهاچهي ثم الشمس آبادى عفى عنه

﴿ایسا ہی آیت فلما توفیتنی ...... الخ سے بھی پورا اور تمام لے لینا مراد ہے لیکن مسیح علیہ السلام پر جو پورا اور تماماً مقبوض ہونا صادق آتا ہے۔ تب ہی ہے کہ وہ بجسد اٹھائے گئے ہوں نہ اگر ان کی روح ہی صرف اٹھائی گئی ہو اس لئے کہ خاص روح کا اٹھایا جانا تو تمام پر قبضہ نہیں بلکہ ایک حصہ پر قبضہ ہوا۔ پھر بایں ہمہ اگر کہو گے توفی کا اطلاق رفع روحی پر حقیقی ہے تو یہ ناجائز ہے۔ ہاں اگر یوں کہہ دیں کہ توفی کا معنی لے لینا ہے۔ مگر اس طرح پر کہ وفاء سے مجرد ہے۔ خواہ یوں کہ وفا کا عدم اس میں اعتبار کیا گیا یا وفا اس میں معتبر نہیں پھر وفا اس کو کبھی مقارن ہو یا کبھی مقارن نہ ہو وفا کے عدم کا اعتبار ایک چیز ہے۔ وفا کے اعتبار کا عدم اور چیز ہے۔ بنا برآں توفی کا اطلاق رفع روحی پر صحیح ہوگی مگر پہلی صورت میں کل کا اطلاق جز پر ہوا۔ دوسری صورت میں عموماً مجاز ہوگا[1]۔﴾

---

[1] عموم مجاز اس کو کہتے ہیں کہ لفظ سے ایک ایسا معنی مراد لیا جائے کہ وہ حقیقی اور مجازی کو شامل ہو۔ جیسا کہ حضرت مصنف تقدس مآب مدظلہم نے فرمایا کہ ''اس کو وفا مقارن ہو یا نہ'' اب جہاں پر مقارن ہوگا۔ وہ حقیقی اور جہاں مقارن نہیں ہوگا وہ مجازی کہلائے گا۔ تو یہی عموم کا معنی ہے۔ ۱۲ مترجم۔

رہی یہ بات کہ کسی چیز کے عدم کے اعتبار اور اس چیز کے اعتبار کے عدم میں کیا فرق ہے سو یہ فرق ہے کہ پہلا خاص، دوسرا عام ہے، جز جو کچھ ہے، سو ہے، مگر اس میں شبہ نہیں کہ دونوں تقدیر پر یہ معنی مجازی ہے۔ نہ حقیقی لیکن مجازی لے لینا تو تب ہی جائز ہوتا ہے کہ جب کوئی ایسا قرینہ موجود ہو کہ اس کے ہوتے ہی حقیقی لینا جائز نہ ہو، ہاں یہاں اس قسم کا کوئی قرینہ نہیں ہے پھر کیونکہ یہ مجازی لے لینا کیونکر درست ہوگا۔ لہٰذا حقیقی ہی مراد لینا لازم ہوا نہ مجازی یہ ظاہر ہے کہ حقیقی ومجازی کا مدار وضع ہے۔ خواہ وہ نوعی ہوگا یا شخصی بہرحال لفظ کو جب ان دونوں میں کسی وضعی معنی میں استعمال کریں گے تو وہ حقیقی استعمال ہوگا۔ ورنہ مجازا ہوگا پس مشتقات جو ایسے مادہ اور ہیئت ترکیبی سے کہ ان میں سے پہلا بوضع شخصی موضوع ہے۔ دوسرا بوضع نوعی مرکب ہیں۔ بہ سبب اس ترکیب کے مبدء پر باعتبار مادہ بوضع شخصی اور معنی ترکیبی پر بوضع نوعی دال ہیں[1]۔

نیز جب اس طرز پر ہوں گے تو استعمال حقیقی اسی صورت میں ہوگا۔ کہ دونوں وضع متحقق ہوں نہ صرف ایک ہی متحقق ہو۔ تو پھر بھی حقیقی ہی ہوگا۔ البتہ مجاز تین صورتوں میں پایا جاسکتا ہے۔ ایک جب کہ وضع شخصی نہ رہے۔ دیکھو ناطق اس کے مبدء کا موضوع لہ دراصل بوضع شخصی ادراک کلیات وجزئیات ہے۔ جب اسے دال مراد لیں گے تو یہ استعمال مجازی ہوگا۔ ایسا ہی جب وضع نوعی کو اٹھا دیں۔ دیکھو قائلہ جب کہ اس سے مقولہ مقصود ہو۔ گو اس میں قول جو اس کا مصدر ہے۔ اپنے اصل معنی پر دال ہے۔ مگر باعتبار اس کے کہ اس میں وضع نوعی منتفی ہوا ہے۔ مجازی ہوگا اگر دونوں ع کو اٹھا دیں۔ نیز مجازی ہوگا۔ دیکھو ناطق سے جس حالت میں مدلول مراد رکھ لیں گے۔ کیونکہ ناطق مدلول کے لئے نہ تو بوضع نوعی اور نہ بوضع شخصی موضوع ہے۔ اس لئے مستفسر ہے کہ لفظ متوفیک۔ تو فیتی ان کو کسی معنی پر محمول کریں گے۔ کونسا معنی ان سے مراد لیں گے۔ اگر "پورے طور پر لے لینا" مراد ہے تو یہ روح وجسد دونوں کے اٹھائے جانے کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ استعمال حقیقی ہوگا۔ کیونکہ حقیقت کا مدار وضع شخصی اور نوعی پر ہے سو وہ پایا گیا ہے۔

---

[1] دیکھو متوفی مشتق ہے۔ اس کا اصل ماخذ وفا ہے اور یہ لفظ تو اپنے معنی پر بوضع شخصی دال ہے۔ رہی ہیئت جو حروف کے آپس میں مل جانے سے ہوگئی ہے۔ وہ اپنے معنی مرکب پر بوضع نوعی دال ہے۔ جیسا کہ کہیں کہ ہر لفظ جو متفعل کے وزن پر ہو۔ وہ تین چیزوں کے مجموعہ پر دال ہوگا۔ ایک ماخذ، دوم باب کا اقتضاء سوم نسبت الی الفاعل۔ ظاہر ہے کہ متوفی کا یہی مجموعہ ہے۔ متفعل کے وزن پر بھی ہے۔

اگر اس میں اخذ کو مراد رکھیں گے اور تمامیت کی قید مجرد سمجھیں گے۔ خواہ یوں کہ اخذ کے لئے تمامیت کا عدم قید ہے۔ یا مہمل طور پر لیں گے۔ یعنی اس کے ساتھ تمامیت کی قید لگی ہو۔ یا نہ تو ان صورتوں میں یہ استعمال مجازی ہوگا۔ اس لئے ان تقدیروں پر لفظ کا موضوع لہ بوضع شخصی سے ہٹانا تحقق ہوگا لیکن یہ بات مسلمات سے ہے کہ حقیقی معنی کو قرینہ صارفہ کے بغیر چھوڑ کر مجازی کو اختیار کرنا ناجائز ہے۔ اور قرینہ یہاں پر موجود نہیں ہے۔ پس لامحالہ حقیقی معنی ہی لینا پڑے گا۔ ہاں یہ جو تم کہتے ہو ''متوفی'' سے مارنا بھی سریع الفہم ہے۔ سریع الفہم ہونا ہی قرینہ ہے۔ نیز مسلم نہیں ہے۔ اس لئے کہ یا تو کہو گے کہ ''توفی'' سے بلاقرینہ مارنا مرنا متبادر ہے۔ سو یہ تو پہلا ہی جھگڑا ہے۔ قرآن شریف میں تو کہیں بھی توفی اور متوفی کا لفظ مرنے، مارنے میں بلا قرینہ مستعمل نہیں ہوا ہے یا کہو گے کہ نہیں توفی اور متوفی سے مرنا، مارنا بمعہ قرینہ متبادر ہے البتہ یہ مانا۔ لیکن حقیقی کی نشانی تو یہ ہے کہ وہ بلاقرینہ ہی متبادر ہوں نہ بمعہ قرینہ ورنہ سب مجازات حقیقی ہی بن جائیں گے۔

لہٰذا لفظ کی تقسیم حقیقت ومجاز کی طرف صحیح نہ ہوگی۔ کیونکہ بنا پر اس مذہب کے تو مجاز ممکن ہی نہیں ہے۔ بے شک یہ ہمارا دعویٰ کہ قرآن شریف میں کہیں بھی ''توفی'' کا لفظ بلاقرینہ موت میں مستعمل نہیں کیا گیا ہے۔ ثبوت طلب ہے۔ لیکن ثبوت تو موجود ہے۔ دیکھو یہ آیت (یتوفهن الموت) یعنی وہ مرتے ہیں۔ لیکن یہاں موت کا قرینہ موجود ہے۔ وہ ہے کہ ''توفی'' کو موت کی طرف اسناد کی گئی ہے نیز اور بھی بہت سی آیتیں ہیں کہ جن میں توفی سے موت ہی مراد ہے۔ مگر ہر ایک میں موت کا قرینہ موجود ہے۔ دیکھو یتوفاکم ملك الموت۔ ان الذین توفهم الملائكة، تتوفهم الملائكه تتوفهم الملائكة طيبين، توفته رسلنا، رسلنا يتوفونهم، يتوفى الذين كفروا الملائكة فكيف اذا توفتهم الملائكة۔ یعنی ''تم کو ملک الموت، موت کا مزہ چکھادے گا۔ وہ لوگ کہ ملائکۃ الموت نے ان کو موت کا مزہ چکھایا۔ موت کا ذائقہ ان کو ملائکۃ الموت چکھائیں گے۔ ان کو ملائکۃ الموت پاکیزگی کی حالت میں موت کا مزہ دکھائیں گے۔ ہمارے فرستادوں نے ان کو مارا ہمارے فرستادہ یعنی ملک الموت ان کو ماریں گے۔ کافروں کو ملائکۃ الموت ماریں گے کیا ہوگا۔ جس وقت کو ان کو ملائکۃ الموت ماریں گے۔

اب دیکھو ان سب آیتوں میں بلاقرینہ توفی سے موت نہیں لی گئی۔ دیکھئے قرآن پہلی آیت میں ملک الموت کی طرف توفی مسند ہے اور یہی قرینہ ہے اور باقیوں میں قابض ارواح

فرشتوں کی طرف توفی کو اسناد ہے اور یہی قرینہ موت ہے۔ ایسا ہی اس آیت میں (وتوفنا مع الابرار) جس کا معنی یہ ہے کہ "ہم کو مار کر نیکوں کے زمرہ میں داخل کر"۔ اس میں ابرار کے ساتھ کی التجا قرینہ موت ہے۔ آیت (توفنا مسلمین) کہ "اے خداوند تعالیٰ ہم کو اسلام پر مارنا" میں حسن خاتمہ کا سوال قرینہ موت ہے۔ آیت ﴿فاما نرینك بعض الذی نعدھم او نتوفینك فالینا یرجعون﴾ یعنی یارسول اکرم ﷺ یا تو ہم آپ کو وہ بعض امور "کہ جن کا ہم کافروں کو وعدہ دیتے ہیں۔ دکھا دیں گے یا موت کا ذائقہ آپ کو چکھائیں گے۔ پھر ہماری طرف لوٹیں گے۔" اس میں مقابلہ قرینہ ہے۔ کیونکہ اگر ایک میں متقابلین میں سے کسی چیز کا وجود معتبر ہو، تو دوسرے میں اس چیز کا عدم معتبر ہوتا ہے۔ کیا جانتے نہیں کہ حرکت میں جو سکون کی ضد ہے۔ بتدریج منتقل ہونا معتبر ہے۔ اور اس کے ضد میں یعنی سکون میں اس انتقال کا عدم معتبر ہے۔ پس چونکہ آیت مذکورہ میں دکھانے (ارائت) کا مقابل نتوفینك (ہم تجھ کو ماریں گے) مقرر کیا گیا ہے۔ ارائت میں زندگی کا وجود معتبر ہے تو بالضرور اس کے مقابل یعنی نتوفینک میں اس زندگی کا عدم معتبر ہوا ورنہ تقابل کیسا ہوگا؟ یہی قرینہ موت ہے۔ اسی طرح پر آیات ذیل میں قرائن موجود ہیں۔

(دیکھو ﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً وصیة لازواجھم (البقرة ۲۴۰)﴾ ﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشراً (البقرة ۲۳۴)﴾ اور جو لوگ تم میں سے بیویاں چھوڑ مریں تو ان پر ازواج کے لئے وصیت کرنا لازم ہے اور جو لوگ تم میں سے بیویاں چھوڑ مریں تو وہ بیویاں چار مہینہ اور دس دن تک عدة الموت کاٹیں۔) دیکھئے دوسری میں موت کے دو قرینے ایک بیبیوں کو چھوڑ مرنا۔ دوم عدة الموت کا کاٹنا۔ پہلی میں بھی دو قرینے ہیں۔ ایک بیبیوں کو چھوڑ مرنا دوسرا وصیت کا لازم ہونا۔ آیت ﴿ومنکم من یتوفی (النحل:۷۰)﴾ میں بھی تقابل قرینہ ہے۔ رہی آیت ﴿اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا﴾ یعنی خداوند تعالیٰ ارواح کو موت کے وقت میں لے لیتا ہے۔ ملخصاً

اس میں حین موتھا قرینہ ہے۔ یاد رکھو کہ اس آیت میں مارنا، سلانا دونوں مراد ہیں۔ مگر نہ اس طرح پر کہ اس سے حقیقی ومجازی دونوں اکٹھے مراد لئے جائیں۔ کیونکہ حقیقت ومجاز کا اجتماع ناجائز ہے۔ دیکھو کتب اصول وغیرہ۔ دوم اس لئے بھی یہاں پر جمع نہیں ہے۔ کہ مارنا یا سلانا اس میں سے کوئی ایک بھی توفی کا حقیقی معنی نہیں ہے۔ اس واسطے یہ جمع لازم نہیں آتا اور نہ توفی

سے مارنا اور سلانا عموم مجاز کے طور پر مراد ہے۔

جیسا کہ کوئی شخص قسم کھائے کہ میں فلاں مکان میں اپنا قدم نہیں رکھوں گا۔ اب یہ شخص خواہ گھوڑے پر چڑھ کر اس میں داخل ہو یا اس طرح پر جیسا کہ کہا تھا یا وہ مکان اسی کا ملک ہو یا کرایہ پر یا استعارہ کے طور پر ہو۔ بہرحال حانث ہوگا۔ یہ قول حقیقی معنی کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا۔ پس اس کا حانث ہونا اسی پر موقوف نہیں ہوگا کہ وہ گھر فلاں کا مملوک ہی ہو اور اس میں ننگے پاؤں ہی داخل ہو بلکہ بہرحال حانث ہوگا۔ ایسا ہی اس کا قول مجازی معنی کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا۔ تا کہ کہا جاتا کہ وہ جب فلانے کے غیر ملوک مکان میں یا جوتا پہن کے ہی یا سواری پر ہی چڑھ کر داخل ہوگا تو حانث ہوگا۔ نہیں تو نہیں بلکہ بہرحال حانث ہوگا۔

خواہ حقیقی معنی پایا جائے یا مجازی۔ چنانچہ گزرا آیت مذکورہ میں توفی سے سلانا' مارنا جب کہ بطریق عموم مجاز بھی نہیں۔ تو لامحالہ اس سے کچھ لے لینا مراد ہوگا۔ مثلاً جب توفی سے سلانا مقصود ہو تو اس صورت میں کہیں گے کہ روح کے تعلق سے جو بدن حساس تھا وہ تعلق مسلوب کیا گیا تو بلاشبہ یہی سلانا ہے اور اگر توفی سے مارنا مراد ہو۔

چنانچہ ایسا ہی ہے تو یوں کہیں گے کہ روح کے تعلق سے جو بدن زندہ تھا۔ وہ تعلق سلب کیا گیا ہے۔ اس صورت میں بلاشک اس کو مارنا کہا جائے گا۔ ہاں دوسرے میں جس کا سلب بھی معتبر ہے۔ جیسا کہ زندگی کا کما مر لیکن یہ خیال رکھنا کہ یہ تعلق احساس اور زندگی کے درمیان بطور ترویددائر ہے۔ جس طرح کہ کوئی امر خاص وعام کے درمیان مردد ہوتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ یہ تردد اس طرز پر ہے کہ جس طرح پر شی نقیضین کے درمیان مردد ہے۔ اسی واسطے وہ تعلق جس سے احساس کا وجود ہوتا ہے۔ دوسرے تعلق کے بغیر (یعنی وہ تعلق کہ جس سے زندگی ہوتی ہے) موجود نہیں ہوتا۔ پس یوں کہنا کہ ”ہر حساس زندہ ہے صادق ہے اور یہ کہنا کہ ہر زندہ حساس ہے۔ غلط ہے کیونکہ بعض زندہ جیسے سوئے ہوئے حساس نہیں ہیں۔“

سوال...... آپ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ مردہ میں حس باقی نہیں رہتا۔ اس لئے لازم آیا کہ وہ سنتے بھی نہ ہوں۔

جواب...... ہماری (بعض لوگ حنفیوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت صاحب فتح القدیر رحمہ اللہ وغیرہ محققین حنفیہ میں سے فرماتے ہیں کہ مردہ نہیں سنتے ہیں۔ تو اے حنفیو! تم کیوں سماع ہونے کے قائل ہو۔ حضرت مصنف فضیلت مآب نے اس کو بھی رد کیا کہ صاحب فتح وغیرہ مطلقاً سماع ہونے کے منکر ہیں۔ بلکہ قوت جسمانیہ سے سننے کے منکر ہیں نہ کہ ادراک روحانی سے بھی

انکاری ہیں) تقریر سے مردوں کا سننا ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ ان کا سننا بمعنی ادراک روحانی ہے۔ چنانچہ ادلہ قاطعہ شرعیہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس قسم کا سماع مرنے سے مرتفع نہیں ہوتا ہے البتہ مرنے کے ضمن میں وہ سماع جو قوت جسمانیہ کے ذریعہ سے ہے۔ مرتفع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس طرز کا کہ مردہ بقوت جسمانی سنتے ہیں۔ کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ لہٰذا جو مرتفع ہے وہ ثابت نہیں جو ثابت ہے وہ ناپید نہیں۔

اسی تقریر سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ موت وحیات کے درمیان ضدیت کے طور پر مقابلہ ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں وجودی ہیں حیات کا وجودی ہونا تو بالکل ظاہر ہے۔ رہی موت سو وہ بھی وجودی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ مارنا اسی کو کہتے ہیں کہ بدن سے روح کا تعلق جس سے بدن کی زندگی ہوتی ہے اٹھا دیا جائے اس کا اثر لازم مرنا ہے چونکہ مرنا اس تعلق کا منقطع ہونا ہے تو یہ بلاشبہ وجودی ہے۔ نیز اس کے وجودی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''ہم نے موت کو پیدا کیا ہے۔'' یہ صریح طور پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وجودی ہے۔ اس لئے کہ موت اگر عدمی ہوتی تو خداوند تعالیٰ کا فعل اس کے ساتھ کیونکر متعلق ہوتا؟ کیا کبھی کہا جاتا ہے کہ فلاں امر عدمی پیدا کیا گیا ہے۔ نہیں کیونکہ پیدا کرنے کا معنی موجود کر دینا ہے۔

سوال...... کیوں جائز نہیں کہ باعتبار لازم کے عدم ہو؟ کیا دیکھتے نہیں؟ کہ عدم الحیوۃ اس کو لازم ہے۔ پس اس کا عدمی ہونا موت کے عدمی ہونے کو مستلزم ہے۔

جواب...... یہ استلزام غلط ہے۔ دیکھو عدم السکون آسمان کو عند الفلاسفہ لازم ہے۔ آسمان معدوم نہیں ہے، علی ہذا القیاس اور بھی بہت مواقع ہیں کہ لازم کی عدمیت ملزوم کی عدمیت کو نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ آیت مذکورہ میں جو توفی ہے۔ وہ مارنے میں حقیقی طور پر مستعمل نہیں ہے اس لئے کہ مار دینے میں پورے طور پر لینا نہیں پایا جاتا بلکہ مار دینے میں صرف بدن سے روح الگ کر کے اٹھائی جاتی ہے۔ اور یہ گویا ایک حصہ کا لے لینا ہے۔ نہ پوری شے کا لے لینا لیکن لفظ کا بصورت عدم قرینہ حقیقی معنی پر محمول کرنا جبکہ واجب ہوا۔ تو آیت ﴿یٰعیسیٰ انی متوفیك...... الخ (آل عمران:۵۵)﴾ ہمارے لئے دلیل ہوئی نہ قادیانیوں کے لئے اس کا ہمارے لئے دلیل ہونے کو ﴿ورافعك الیّ﴾ کا اس پر معطوف ہونا قوت بخشتا ہے۔ اس واسطے کہ اس رفع سے رفع جسمانی مراد ہے۔ ورنہ خاص کر مسیح علیہ السلام سے کیا اس رفع روحی کو خصوصیت تھی جو اس آیت میں ان کی روح کا مرفوع ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

سوال...... چونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا ایمان داروں، اہل علم کے درجات کو (مرفوع) بلند

کرتا ہے۔ تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خود ایماندار اور اہل علم مرفوع نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان کے درجات مرفوع اور بلند کئے جاتے ہیں۔ پس رفع مسیح سے بھی خود مسیح کا رفع مراد نہیں ہے۔ بلکہ رفع روحی۔

الجواب...... دلیل مفید مطلب ہے کیونکہ آیت سابقہ میں خود مسیح علیہ السلام کا رفع مذکور ہے اور اس آیت میں رفع درجات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ رفع درجات اور خود شئے کے مرفوع ہونے میں غیریت ہے۔ اس لئے رفع درجات سے رفع غیر جسمانی ثابت نہیں ہوگا۔ دیکھو کہا جاتا ہے کہ میں نے زید کو اٹھالیا ہے یا میں نے زید کا کپڑا یا اور کچھ جسے زید کے ساتھ تعلق ہو اٹھالیا ہے اب اس صورت میں زید کے کپڑے کے اٹھائے جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہاں پر بھی خود زید کا رفع مراد نہ ہوا۔ بلکہ کپڑے کا مثلاً اس لئے کہ خود شئے کا رفع اور ہے۔ بناءً علیہ ثابت ہوا کہ آیت ﴿یٰعیسیٰ انی متوفیك ...... الخ﴾ میں منادا اور ضمائر کا مرجع خود مسیح علیہ السلام ہے، نہ خالی روح جب خود مسیح علیہ السلام ہی منادا اور مرجع ہوئے تو متوفی مرفوع، مطہر فائق الاتباع بھی آپ ہی ٹھہرے نہ صرف روح۔

پہلی دلیل: اب ہم اس سے پہلی شکل بنائیں گے مسیح پر بھی متوفی کا مفہوم صادق آتا ہے جس پر یہ صادق ہے۔ اسی پر ہی مرفوع کا مفہوم بھی صادق ہے۔ نتیجہ مسیح علیہ السلام ہی پر مرفوع مفہوم صادق ہے اور بعینہ وہی ہے جو ہم دعویٰ کرتے ہیں۔

دوسری دلیل: اگر مسیح علیہ السلام کی صرف روح ہی مرفوع ہوئی ہوتی تو آپ کافروں کے ہاتھوں سے کیسے بری اور مطہر ٹھہرتے بلکہ جسد لطیف تو کافروں کے ہی اختیار میں رہتا اور کافروں کا مقصود یہی تھا۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’اے مسیح علیہ السلام ہم تجھ کو کافروں کے اختیار سے الگ اور پاک کردیں گے۔‘‘ پس اگر خالی روح مرفوع ہوئی ہو تو باری تعالیٰ کا یہ ارشاد کیسا درست ہوگا؟ لہٰذا رفع روحی غلط ٹھہرا اور مسیح علیہ السلام کا بجسدہ مرفوع ہونا ثابت ہوا۔ کیونکہ جب بجسدہ رفع مراد لیں گے تو مسیح علیہ السلام بلاشبہ بالکل کافروں کے اختیار سے نکل گئے اور پاک ہوگئے اس لئے آیت مذکورہ سے رفع روحی مراد رکھ لینا بے علمی اور عجیب تر ہے۔ قادیانی اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مسیح علیہ السلام مریم علیہا السلام کے فرزند کو قتل کردیا ہے۔

حالانکہ انہوں نے نہ تو ان کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ ہاں شبہ میں ڈالے گئے ہیں۔ جن لوگوں نے اختلاف کیا وہ البتہ ان کے قتل کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

ان کو اس پر یقین حاصل نہیں ہے۔ صرف خلاف واقع کی تابعداری کرتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کو انہوں نے قتل نہیں بلکہ خداوند تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ نہیں ہے کوئی بھی اہل کتاب میں سے مگر کہ اس پر ایمان لائے گا اس کے مرنے سے پہلے وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

طریقہ استدلال قادیانی پہلی آیت میں رفع روحی مراد کہتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ اہل کتاب کا مسیح علیہ السلام کے مقتول و مصلوب ہونے میں شاک ہونا ہی ضمیر بہ کا مرجع ہے۔ موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف راجع ہے۔ اس کے بعد دو توجیہیں کرتا ہے۔

پہلی توجیہ کہ قبل موتہ میں ایمان کا لفظ مقدر ہے۔ اس (مرزا قادیانی یہ عجیب ہے کہ اور کوئی اگر مقدر کا نام لے تو اس کو محرف کہتے ہیں) تقدیر پر آیت کا معنی یہ ہوا کہ ہر ایک کتابی مسیح کی طبیعی موت جو ماضی میں واقع ہو چکی ہے۔ ایمان لانے سے پہلے آپ کے مشکوک القتل ہونے پر ایمان رکھتا ہے۔

دوسری توجیہ کہ ہر ایک کتابی یقیناً جانتا ہے کہ ہم مسیح علیہ السلام کے مقتول ہونے کے بارے میں شک میں ہیں۔ اس شک پر ان کا ایمان مسیح علیہ السلام کے مرنے سے پہلے تھا۔ گویا مسیح علیہ السلام ابھی زندہ ہی تھے کہ ان کو آپ کے مقتول ہونے میں شک تھا اور وہ آپ کے مرنے سے پہلے ہی آپ اس شک پر یقین رکھتے تھے۔ اب دیکھئے کہ استدلال پر کتنے اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

اولاً کہ رفع سے روحانی مراد لینا غلط ہے۔ اس لئے کہ اس آیت میں مسیح علیہ السلام وصف مرفوعیت میں بطور قلب اور عکس کے محصور کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن اس حصر اور قصر کے لئے اوصاف کی منافرت شرط ہے۔ مثلاً ایک شخص اعتقاد رکھتا ہے کہ زید قائم ہے۔ دوسرے نے اس سے مخاطب ہو کر کہہ دیا کہ زید قائم نہیں۔ بلکہ بیٹھا ہے۔ پس دیکھئے یہاں پر متکلم نے ایسا بیان کیا کہ وہ مخاطب کے عقیدہ کا قلب اور الٹ ہے۔ ظاہر ہے کہ کھڑا ہونا، بیٹھنا یہ دو صفتیں آپس میں منافات اور غیریت رکھتی ہیں۔ بے شک یہ منافات عام طور پر لی جاتی ہے۔ خواہ قصر و حصر کی بہتری کے لئے یا نفس حصر کے واسطے شرط ہو۔ نیز واقع میں منافات ہو یا اعتقاد میں۔ رہی یہ بات کہ وہ آیت کہ جس کا مضمون یہ ہے کہ ”انہوں نے مسیح علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خداوند تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ بطور قصر قلب کے فرمائی گئی ہے۔ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب دعویٰ کرتے تھے کہ مسیح علیہ السلام قتل کئے گئے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ان سے ان کے گمان کے

برعکس فرمایا کہ مسیح علیہ السلام تو صرف مرفوع ہوئے ہیں قتل نہیں ہوئے۔

اب ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام کو وصف مرفوعیت میں قصر و حصر کیا گیا ہے۔ مگر قلب اور عکس کے طور پر۔ پس ضرور ہوا کہ قتل اور رفع میں منافات ہو لیکن یہ منافات تو جب ہی تصور ہے کہ مسیح علیہ السلام بجسدہ مرفوع ہوئے ہوں۔ کیونکہ رفع بجسدہ بداھۃ منافی قتل ہے۔ مگر جب رفع سے روحانی رفع مراد لیں گے۔ جیسا کہ قادیانی کا بیان ہے تو وہ قتل سے منافی نہیں ہے۔ کیا دیکھتے نہیں؟ کہ جو شخص خدا کی راہ میں قتل کیا جاتا ہے تو اس کی روح مرفوع ہوتی ہے۔ پس جب کہ قتل کی حالت میں رفع روحانی پایا گیا ہے تو منافات کہاں رہی جس حالت میں یہ دونوں واقع میں بلکہ عقیدہ میں بھی مجتمع ہوئے۔ تو منافات سرے سے ہی اڑ گئی۔ بنابراں آیت میں جو قصر کے طور پر فرمایا گیا ہے۔ خود قصر ہی غلط ہوگا۔ یا بہتر نہیں ٹھہرے گا۔ نعوذ باللہ منہ

لہٰذا قادیانی پر دو باتوں میں سے ایک کا اقرار کرنا لازم ہوگا۔ یا تو کہے گا کہ آیت اہل کتاب کی تردید کرتی ہے۔ لیکن اسی صورت میں قصر القلب، قتل، رفع میں منافات کا اقرار کرنا ہوگا۔ پس مسیح علیہ السلام کا بجسدہ مرفوع ہونا بھی ماننا پڑے گا۔ یا کہہ دے گا کہ قصر القلب میں وصفین کے درمیان منافات کا ہونا ضروری نہیں۔ مگر اس صورت میں کلام عربی کے قواعد کا ہدم اور ان کے برخلاف پر ہونا لازم آئے گا۔ مختصراً قادیانی کو اس سے گریز نہیں ہوسکتا۔ یا تو مسیح کے بجسدہ مرفوع ہونے پر ایمان لانا پڑے گا یا قواعد عربیت سے منحرف ہوگا۔ پس دو میں سے جسے چاہے اختیار کرلے۔ دوسرا اعتراض پہلی ضمیر کا مشکوکیۃ القتل کی راجع کرنے سے اس ضمیر کا خود مسیح علیہ السلام کے جانب پھیرنے سے لولی نہیں ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے پھر مشکوکیۃ کو مرجع بنانا باوجود اس کے سلف خلف کے برخلاف بلا مرجح بلکہ ضعیف کو ترجیح دینا ہے۔

یہ ترجیح پہلی ترجیح سے بدتر ہے۔ مع ہذا آیت کا معنی اس تقدیر پر یوں ہوگا کہ ''ہر ایک کتابی ایمان رکھتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کا مقتول ہونا شکیہ ہے۔ ان کا مقتول ہونا یقینی نہیں ہے۔'' چنانچہ قادیانی اس بات کو خود واضح کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ معنی درست نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کا مقتول ہونا جملہ اسمیہ کے لباس میں بیان کیا ہے اور پھر اس کو مؤکد بھی کردیا ہے۔ پس یہ صراحتاً اس پر دال ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کے مقتول ہوجانے پر اذعان کر بیٹھے ہیں۔ آخر اس واسطے تو خداوند تعالیٰ نے ان کی تردید کی کہ ''انہوں نے مسیح علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا۔'' اجی! اگر ان کو مسیح علیہ السلام کے قتل ہوجانے پر اذعان نہ ہوتا تو خداوند تعالیٰ اتنا ہی فرمادیتے کہ انہوں

نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور یقیناً کی قید نہ بڑھاتے۔ پس یہ کہنا کہ ان کو یقین واذعان نہیں ہے۔ یہ صاف طور پر اس بات کا اقرار ہے کہ قرآن شریف میں یقیناً کی قید لغو ہے۔ نعوذ باللہ منہ اچھا صاحب اگر یہ دعویٰ کریں گے کہ اس آیت میں جو یقینی مذکور ہے وہ تو منفی قتل کی قید ہے تو گویا یہ نفی قتل مقید پر وارد ہوئی ہے پس یہ نفی جیسے کہ قید کے اٹھ جانے سے منتفی ہوتی ہے۔ ویسے ہی قید و مقید دونوں کے اٹھ جانے سے منتفی ہوجاتی ہے۔

یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ یقینی قتل منتفی ہے۔ اس واسطے یہ آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ان کا متیقن قتل نہیں پایا گیا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ باوجود ان لن ترانیوں کے یقیناً کی قید کا فائدہ مند ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ پھر بھی قادیانی کو اس قید کے لغو ہونے کا مقر بننا پڑے گا۔ اولاً کہ ان کی تردید کے لئے نفس قتل اور بلا قید ہی کی نفی کافی تھی۔ دوم یہ بات اکثری قاعدہ سے مخالف ہے۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ نفی جب مقید پر وارد ہوتی ہے تو وہ نفی صرف قید کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے۔ علاوہ برآں یہ کہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ جملہ ﴿انا قتلنا المسیح ..... الخ (النساء:۱۵۷)﴾ بلا اذعان ہی کہہ دیا ہے جیسا کہ دوسری ایک آیت میں بلا اذعان کہہ دینے پر دلیل موجود ہے۔ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ منافقین کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں یا محمد ﷺ کہ آپ بلاشبہ خداوند تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس یہ دعویٰ کرنا اہل کتاب نے باوجود کہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اپنے عقیدہ سے مخالفانہ کہہ دیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ کیسے بلا دلیل قبولیت کے قابل ہے۔ البتہ اگر اس پر کوئی دلیل ہوتی تو یقیناً کی قید کا لغو ہونا لازم نہ آتا۔ مگر دلیل تو ندارد ہے، اس لئے قادیانی لغو ہونے کے الزام سے نہیں بچتے۔ ہاں اس پر تو دلیل موجود ہے کہ لوگ مسیح علیہ السلام کے مقتول ہوجانے پر اذعان کر بیٹھے ہیں۔ دیکھو قرآن کی عبارت ہے۔ پہلے شاہد عدل ہے۔ دوم نصاریٰ اور فرقوں کو اسی بات کی طرف بلاتے ہیں کہ آؤ مسیح علیہ السلام کے مقتول ہونے پر ایمان لاؤ اور یہ اس گمان سے کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام امت کے گناہوں کے بدلہ قتل کیا گیا ہے۔ حال یہ ہے کہ یہ بات ان کی انجیل میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ گو تحریف کے طور پر ہی ہو۔ لیکن وہ اس پر اذعان کر بیٹھے ہیں۔ یہ وہ انجیل کو بلا تحریف مانتے ہیں۔ مع ہذا یہ کہنا کہ مسیح علیہ السلام کے قتل ہوجانے پر اذعان نہیں رکھتے ہیں کیا صریح بہتان ہے۔ باوجود اس روشن دلیل کے سب کی طرف شک کو منسوب کرنا کیونکر متصور ہے۔

شاید ایسے لوگوں کو اس آیت سے (جس کا مضمون یہ ہے کہ ''وہ لوگ کہ مختلف ہوئے

البتہ قتل کے بارے میں شک میں ہیں نہیں ان کو اس پر اذعان مگر کہ ظن کی تابعداری کرتے ہیں) وہم پیدا ہو گیا ہوگا۔ سو واضح رہے کہ شک جو اس آیت میں مذکور ہے وہ منطقیوں کے طور پر نہیں ہے۔'' منطقی تو شک اس کو کہتے ہیں کہ جس کے دونوں جانب برابر ہوں (جیسے کہ زید کے قائم ہونے کا خیال ہو۔ ویسے ہی اس کے قائم نہ ہونے کا بھی خیال ہو اور کسی جانب کو ترجیح نہ ہو اسے منطقی شک کہا کرتے ہیں) بلکہ شک سے آیت میں ضد علم مراد ہے جسے حکم جازم مطابق واقع کہتے ہیں مختصراً کہ شک سے ضد یقینی مطلوب ہے۔

پس اس لحاظ سے مسیح علیہ السلام کے مقتول ہو جانے کے بارے میں ان کے شک کنندہ اور متیقن ہونے میں منافات نہیں ہے۔ بریں تقریر آیت کا معنی یوں ہوگا کہ وہ لوگ جو مختلف ہوئے۔ البتہ قتل کے بارے میں شک میں ہیں۔ یعنی البتہ وہ ایسے خیال میں گرفتار ہیں کہ جو خلاف واقع ہے۔ گو وہ لوگ یہ حکم بزعم خود قطعاً جزماً لگاتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ دراصل مطابق واقع نہیں علم و یقین نہیں ہے۔ بلکہ شک ہے کیونکہ یقین کے لئے یہ ضروری ہے کہ مطابق واقع ہو۔ پس بلاشبہ وہ ظن کے تابعدار ہیں یعنی اس خیال اور حکم کے تابعدار ہیں جو واقع کے مطابق نہیں۔ اس لئے شک اور ظن کا مآل اور مرجع ایک ہی ہوا۔ اگر شک و ظن کو منطقیوں کی اصلاح کے موافق لیں گے تو ان دونوں کا مصداق ایک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک ظن (چنانچہ ایک شخص زید کے قائم ہونے پر غالب گمان رکھتا ہے۔ گو اس کے قائم نہ ہونے کا بھی اس کو ضعیف سا گمان ہے۔ اس کو منطقیین ظن کہتے ہیں) وہ خیال ہے کہ صرف موافق قوی ہو اور شک میں ان کے نزدیک مطلقاً رجحان نہ چاہئے۔

چنانچہ ظاہر ہے رہی بات کہ قرآن شریف میں کہیں بھی شک کے معنی برخلاف منطقیین کے لیا گیا ہے۔ سو واضح ہو کہ قرآن مجید میں یہ بات موجود ہے۔ دیکھو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم لوگ قرآن کے بارے میں ریب یعنی انکار میں پڑ گئے ہو...... الخ۔ اب دیکھو کہ اس آیت میں جو ریب بمعنی شک ہے۔ ان کے انکار ان کے حکم بالجزم پر کہ (یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ کسی بشر کا ہے۔ شعر کہانت ہے) اطلاق کیا گیا ہے اس پر خداوند تعالیٰ کا یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ ہم ان چیزوں کی قسم کھاتے ہیں جنہیں تم دیکھتے اور جنہیں تم نہیں دیکھتے ہو کہ قرآن فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کے منہ سے نکلا ہے۔ کسی بشر کا کلام شاعر کا کلام نہیں ہے۔ تھوڑے ہی لوگ ایمان لاتے

ہیں اور نہ یہ کاہن کا کلام ہے۔ تھوڑے ہی لوگ ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں یہ قرآن منزل من اللہ ہے۔ اس آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اگر قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شک کنندہ بایں معنی ہوتے کہ جو شک کا معنی منطقی کرتے ہیں۔ تو خداوند پاک تاکیدیں نہ فرماتا۔ پہلے کہ جملہ اسمیہ بیان فرمایا ان کو ذکر کیا۔ سوم قسم پس بلاشبہ یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ "ان کا انکار قرآن شریف کا کلام الٰہی ہونے سے اس حد تک پہنچا ہے کہ انہوں نے یقین کر لیا ہے کہ غیر اللہ کا کلام ہے۔ اس طرح پر ظن کا بھی اسی خیال پر جو خلاف واقع ہو" اطلاع کیا ہوا ہے۔ دیکھئے وہ آیت جس کا ماحصل یہ ہے کہ وہ صرف ظن کی تابعداری کرتے ہیں اور وہ صرف جھوٹے ہیں۔ غرضیکہ اعتراض مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر پہلی ضمیر کو شک کی طرح پھیریں گے تو یا قید کا لغو ہونا لازم آئے گا۔ یوں کہنا پڑے گا کہ یہ آیت جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اعتقاد کر بیٹھے ہیں کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر ڈالا ہے۔ اپنے ظاہر معنی پر محمول نہیں حالانکہ ظاہر پر محمول ہونے کا بھی موجب موجود ہے۔

پس جو لوگ پہلے کا التزام کریں گے تو یہ کفر ہے۔ اگر دوسرے کو اختیار کریں گے تو یہ نادانی ہے۔ اب ان دونوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کر لیں۔ تیسرا اعتراض کہ یہ توجیہ تکلف محض ہے کیونکہ جس کی طرف تم ضمیر کو راجع کرتے ہو یہ رجوع ہرگز متبادر نہیں ہے۔ نیز اس قسم کے "ارجاع" سے انتشار ضمائر لازم آتا ہے۔ قرآن شریف میں انتشار ضمائر کا قائل ہونا یہ تو بے عیب پر از فصاحت قرآن کو بٹا لگانا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے اور جب یہ سب کچھ باطل ہوا تو ہمارا دعویٰ ثابت ہوا۔ چوتھی بحث کہ جب اسی طرح پر ضمیر کا مرجع مانا جائے تو آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اہل کتاب مسیح علیہ السلام کی مقتولیت کے مشکوک ہونے پر تصدیق رکھتے ہیں اور شک و مشکوکیہ چونکہ ایک ہی بات ہے تو تصدیق کا شک سے تعلق پکڑنا لازم آتا ہے۔ یہ شک جو ایک کا تصور ہی ہے۔ اس کے لفظ کا مفہوم ہی شک سے مراد رکھ لیں گے۔ یا جس پر وہ شک صادق آتا ہے۔ وہی مقصود رکھیں۔ اس لئے کہ شک کا معنی اور اس کا مصداق دونوں تصور ہی ہیں۔ عام اس سے کہ تصدیق علم یقینی جو مطلق ادراک و تصور کا قسم ہے۔ مقصود ہو یا وہ حالت کہ بعد ادراک کے پیدا ہوتی ہے۔ جسے "دانش" کہتے ہیں۔ مطلوب ہو۔ لیکن تصدیق کا بہر حال تصور یعنی شک سے متعلق ہونا باطل ہے۔

چنانچہ یہ بات ثابت ہے۔ ہاں تصدیق کا شک سے اس صورت میں متعلق ہونا محال

ہے۔ چنانچہ یہ بات ثابت ہے۔ ہاں تصدیق کا شک سے اس صورت میں متعلق ہونا کہ تصدیق جنس تصور سے مان لیں بہت فحش ہے۔ اس صورت سے کہ تصدیق کو بمعنی دانش لیں وجہ یہ ہے کہ جب تصدیق کا تصور کا ہی قسم سمجھ کر شک سے متعلق جان لیں تو شک معلوم بن جائے گا اور پھر تصدیق کو بہ نسبت شک کے علم قرار دینا پڑے گا۔ حالانکہ دلیل سے ثابت ہے۔ کہ علم تصور وصورت علمیہ (جب انسان کا مثلاً علم حاصل ہوتا ہے تو یوں ہوتا ہے کہ اس کی ماہیت اور صورت ذہن نشین ہوتی ہے۔ پس اس صورت کو صورت علمیہ کہتے ہیں) کے معنی سے معلوم کے ساتھ متحد ہوتا ہے۔ لہٰذا لازم آیا کہ تصدیق اور شک ایک ہی بات ہو۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ کیونکر غلط نہ ہو کہ تصدیق وشک آپس میں غیرت رکھتے ہیں۔

پانچویں بحث کہ شک اصطلاحی جب ہی متحقق ہوگا کہ نسبت کے طرفین میں تردد ہو۔ یعنی یہ ایسا ہے۔ یا ایسا۔ لیکن دونوں میں سے کسی جانب کو ترجیح نہ ہو۔ بلکہ طرفین کی تجویز برابر ہو۔ پس قادیانی کی یہ تفسیر کہ ''اہل کتاب مشکوکیت قتل پر مسیح علیہ السلام کے طبعی مرنے سے پہلے ایمان رکھتے ہیں۔'' اس طرف کو راجع ہوگی کہ اہل کتاب کا اس قسم کا شک بغیر اس کے کہ ان کو مسیح علیہ السلام کی طبعی موت پر یقین ہونا موجود تھا۔ کیونکہ تقدم کے لوازم سے ہے کہ مابعد مقدم پیدا ہونے کے زمانہ میں موجود نہ ہو، نیز جب ایک شخص کی طبعی موت پر یقین ہو۔ تو اس کے مقتول ہوجانے میں شک کا ہونا محالات سے ہے۔ ظاہر تر ہے کہ مسیح علیہ السلام کے مقتول ہوجانے کے دو جانب ہیں۔ ایک یہ کہ قتل نہیں ہوئے دوم کہ قتل ہوگئے ہیں۔ پس جبکہ آپ کا قتل ہوجانا مشکوک ہے تو واجب ہوگا پر کہ نہ اس پر کہ وہ قتل ہوگئے ہیں۔ اور نہ اس پر کہ وہ قتل نہیں ہوئے۔'' یقین ہو اور نیز اس پر جو عدم القتل مندرج ہے۔ یقین نہ ہو لیکن یہ بات واضح ہے کہ طبعی موت عدم القتل میں مندرج ہے۔ ہاں یہ اندراج ایسا ہے کہ خاص عام میں مندرج ہوتا ہے اس لئے کہ عدم القتل جیسے زندگی کو شامل ہے ویسے ہی طبعی موت کو شامل ہے۔

لہٰذا لازم ہوا کہ جس صورت میں مسیح علیہ السلام کے مقتول ہوجانے میں شک ہو تو آپ کی طبعی موت پر یقین نہ ہو اور یہ بالکل بدیہی ہے۔ کیونکہ شک کے لئے جانبین کی تجویز کا برابر ہونا ضروری ہے۔ اور مع ہذا ایک جانب پر یعنی عدم القتل پر یقین کرنا محال ہے۔ چنانچہ کم

درایت والے پر بھی مخفی نہیں ہے۔ بنابراں اگر آیت سے وہی مراد ہے جو قادیانی سمجھتے ہیں تو کہتے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے کیا فائدہ ہوا اس خبر پر کون سے عوائد مرتب ہوئے۔ علاوہ براں اگر اس آیت کو قادیانی ہی مراد پر محمول کریں تو اس سے لازم آئے گا کہ اس آیت نے شک کی ماہیت کے بعض اجزاء بیان کئے ہیں لیکن یہ اس بات کا دعویٰ ہے اس نے وہ معنی بیان کئے جو قوم کے مصطلح ہیں۔ پس اس صورت میں لازم آئے گا کہ قرآن بھی کافیہ شافیہ تہذیب کی مانند ایک کتاب ہے۔ حالانکہ اس امر کا کوئی عقل مند قائل نہیں ہے۔ اس پر قادیانی کی دوسری توجیہ سوا اس پر بھی پانچویں بحث کے سواء سب ابحاث وخدشہ وارد ہوتے ہیں۔

البتہ اس دوسری توجیہ پر خاصۃً یہ بحث وارد ہے۔ وہ یوں ہے کہ "تمام اوصاف کا سبب کسی شی کے ہر ہر فرد سے کر دینا۔ پھر خاص صفت ان کے واسطے ثابت کرنا۔ جیسا کہ اسی سے لازم آتا ہے کہ وہ افراد موصوفہ اس صفت میں منحصر ہو جائیں اس طرح پر ان افراد سے خاص صفت کا سلب کر دینا۔ خواہ وہ صفت ملفوظ نہ ہو مقدر ہی ہو۔ بعد ازاں کوئی ایسی صفت جو مسلوب سے منافی ان افراد کو ثابت کرنا" اس کو چاہتا ہے کہ وہ موصوف اس مسلوب کے منافی میں منحصر ہو پہلے کا نام حصر حقیقی دوسرے کا نام حصر اضافی ہے۔ لیکن یہ دونوں موصوف کے صفت میں منحصر ہونے کے لئے دو قسم ہیں۔ اس پر صفت کا موصوف میں بطور انحصار حقیقی کے سوا اس واسطے کہ وہ صفت صرف اسی موصوف میں متحقق ہے نہ غیر میں۔ صفت کا موصوف میں بطور "انحصار اضافی" کے منحصر ہونا سو اس لئے ہے کہ وہ صفت تو اس موصوف میں پائی جاتی ہے لیکن اس کے کل اغیار سے منفک نہیں ہوتی بلکہ بعض میں پائی جاتی ہیں اور بعض میں نہیں۔ پس چونکہ بعض ہی کی طرف نسبت کر کے منحصر ہے تو یہ "حصر اضافی" اور نسبتی ہوا۔ پر ظاہر ہے کہ جس میں کوئی چیز منحصر ہو وہ اس پر جو اس میں کلیۃً منحصر ہے کلی طور پر صادق آتا ہے۔ اب دیکھئے کہ آیت (جس کا مضمون یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی ایک بھی اہل کتاب میں سے مگر وہ ایمان لائے گا۔) میں اہل کتاب صفت ایمان میں منحصر کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن یہ انحصار صفت کفر کی طرف نسبت کر کے ہے نہ اور اوصاف کے لحاظ سے۔

پس مراد اس آیت صفت الکفر کا تمام اہل کتاب سے مسلوب ہونا اور سب کے لئے صفت الایمان کا ثابت ہونا ہے۔" لاغیر اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا ہے کہ یہ انحصار اضافی ہے۔ کیونکہ اہل کتاب جو صفت ایمان میں منحصر کر دیئے گئے ہیں تو صرف ایک صفت محض کی طرف

نسبت کر کے اوصاف کے لحاظ سے لہٰذا مفاد الآیۃ یوں ہوا کہ سب اہل کتاب ایمان میں نہ کفر میں منحصر ہوں گے اور صفات ان میں پائے جائیں یا نہ۔

پس سب اہل کتاب سے وصف کفر جو مقدر ہے مسلوب کر دیا گیا۔ اس کا منافی یعنی ایمان سب کو ثابت کر دیا گیا۔ جب یہ سمجھ گئے کہ تمام اہل کتاب صفت ایمان میں منحصر ہوں گے تو لازم آئے گا کہ صفت ایمان تمام کتابیوں پر صادق آنا چاہئے جیسا کہ کہہ دیں کہ ہر ایک کتابی اس پر ایمان لائے گا۔'' اس لئے یہ قضیہ موجبہ محصورہ کلیہ بنا۔

جب کہ ہم آیت مذکور سے وہ مراد رکھ لیں جو قادیانی بیان کرتے ہیں تو اس تقدیر پر یہ معنی ہوگا کہ سب اہل کتاب مسیح علیہ السلام کے قتل کی مشکوکیت پر ان کے مرنے سے پہلے ایمان لائیں گے۔ حالانکہ یہ معنی مردود ہے گو ہم اس سے قطع نظر کریں کہ اس طرز پر صیغہ مضارع کا ماضی پر محمول کرنا لازم آتا ہے۔ اس سے بھی اغماض کریں کہ نون تاکید ثقیلہ معنی استقبال کو چاہتا ہے مگر اور طرز پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے وہ بتصریح بیان کریں گے۔ وہ یہ ہے کہ یہ حکم خاص انہی بعض اہل کتاب کے لئے ہے۔ جو مسیح علیہ السلام کے زمانہ اور آپ کی مرفوعیت سے پہلے موجود تھے لیکن یہ تو قاعدہ مذکور مسلمہ سے مخالف ہے کیونکہ قائدہ سے لازم آیا تھا کہ یہ حکم کل کتابیوں کے واسطے ہے نہ بعض کے واسطے یا یہ کہو گے کہ یہ عام اہل کتاب کے لئے ہے یعنی جو آپ کے زمانہ میں آپ کی مرفوعیت سے پہلے موجود تھے اور جو اس کے بعد قیامت تک موجود ہوتے جائیں گے مگر اس سے تو پھر اور ہی محال لازم آئے گا۔ اس لئے کہ اب یہ تجویز کرنا پڑے گا۔ کہ ایک چیز جو موجود نہیں وہ موجود ہونے کی حالت میں موجود ہو۔

اجی جب تم مسیح علیہ السلام کے مر جانے کے قائل ہو اور ادھر آیت کے معنی یہ ہوئے کہ مسیح علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ہی تمام کتابی ایمان لا چکے ہیں تو صاف لازم آیا کہ جو اس زمانے میں موجود نہیں تھے۔ موجود ہوں آخر جب سب کے لئے موت المسیح علیہ السلام سے پہلے ہی صفت الایمان ثابت کیا گیا۔ تو اس صفت کا موصوف بھی تب ہی موجود ہونا چاہئے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ صفت بغیر موصوف کے متصل ہو یہ تجویز گویا اجتماع النقیضین کو جائز کر دیتا ہے۔ نیز اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہاں مصدر کو بلا موجب ماضی پر محمول کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ یہ بناوٹ ہے۔ صاحبان فہم کے ناپسند ہے۔ رہی یہ بات کہ مستدل دو معنوں کو اپنے منہ سے اچھا کہتا ہے اور دونوں کو اپنے کشوف سے مؤید کرتا ہے۔

سو واضح رہے کہ بالضرور دو معنوں میں سے ایک تو بالکل باطل ہے سبب یہ ہے کہ دوسری توجیہ اور معنی میں زیادہ تر خصوص کا ہی احتمال ہے۔ کیونکہ اگر عموم لیا جائے تو اجتماع النقیضین لازم آتا ہے۔ چنانچہ گزرا پہلی توجیہ میں خالی عموم ہی ہے اور ظاہر ہے کہ عموم وخصوص دونوں آپس میں متغائر ہیں۔ پس اگر پہلی توجیہ کو تسلیم کریں گے تو بالضرور دوسری ندارد ہے۔ اگر دوسری کو مان لیں گے تو لامحالہ پہلی مردود ہے۔

اب کہئے کہ اگر ایک کشف کو الہام رحمانی سے ہی فرض کر لیں گے تو دوسرا بداہۃً شیطانی ہوگا۔ اس لئے اگر دونوں الہام اللہ سے ہوتے تو ان میں تخالف نہ ہونا چاہئے تھا۔ لہٰذا حق یہی ہے کہ یہ دونوں ہی رحمانی نہیں ہیں ورنہ کیوں ان دونوں پر شرعیہ اور عقلیہ اعتراضات ساطعہ وارد ہوتے لامحالہ ایسے مدعیوں کے خصائل سے یہ بات ہے کہ اگر ان کے مقابلہ پر قرآن پیش کرتے ہیں تو انجیل طلب کرتے ہیں۔ جب انجیل سامنے رکھتے ہیں تو قرآن طلب کرتے ہیں جب دونوں پیش کئے جائیں تو عقل کے طالب ہوتے ہیں پھر عقل بھی اگر پیش کی جائے تو کشف لے بیٹھے ہیں تو پھر جب اس کشف پر دلیل طلب کی جاتی ہے تو سرنگوں متحیر ہو جاتے ہیں غرض کہ وہ لوگ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ہر ایک دربار سے ان کو دھکے ملتے ہیں۔ یا یوں کہئے کہ یہ لوگ شترمرغ کے مثیل ہیں اس پر جب بوجھ ڈالنا چاہیں تو اڑنے والا جانور بن بیٹھتا ہے اگر اسے اوڑانا چاہیں تو اونٹ کہلاتا ہے۔

یا یوں کہ ایسے لوگ اس مریض کے مثیل ہیں جسے مرض الموت نے گرفتار کیا ہو، نہ وہ زندہ اور نہ مردہ ہے اور کسی نبی کے مثیل نہیں ہے۔ خیر جو ہیں، سو ہیں ہم کو اس سے کیا غرض ہے؟ ہاں ہم اب یہ بیان کریں گے کہ جس طرح پر کہ ہم اور سلف وخلف آیت ﴿انا قتلنا المسیح...... الخ﴾ سے سمجھتے ہیں اس طرز پر اعتراض مذکور میں سے ایک اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا۔ وہ یوں ہے کہ اہل کتاب نے کہا کہ ہم مسیح علیہ السلام کے مقتول ہو جانے پر یقین رکھتے ہیں۔ سو اللہ عزوجل نے ان کی تردید فرمائی کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ پس کیونکر مسیح علیہ السلام کے قتل ہو جانے پر ان کو یقین کر بیٹھنا متصور ہے۔ اس لئے کہ علم یقینی کیلئے تو یہ ضروری ہے کہ واقع سے مطابق ہو کیا ہو سکتا ہے کہ واقع سے مخالف ہو اور پھر بھی یقینی ہو۔ ہرگز نہیں۔ لہٰذا ان کا یہ دعویٰ کہ ہم قتل کے بارے میں متیقن ہیں باوجود کہ دراصل ان کو یقین حاصل نہیں ہے۔ ”بلاشبہ جہل مرکب“ ہے کیونکہ جہل مرکب کا معنی یہی ہے کہ خلاف واقع ایک حکم لگایا جائے۔

پس وہ اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ یعنی ایسے حکم میں کہ وہ خلاف واقع ہے نہیں ان کو یقین حاصل بلکہ ظن اور جہل مرکب کے تابعدار ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ یعنی قتل کا نہ پایا جانا یقینی ہے کہ یقیناً نفی ﴿ما﴾ کی قید ہے نہ منفی ﴿قتلوہ﴾ کی ﴿بل رفعہ اللہ﴾ بلکہ خداوند عزاسمہ نے مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ لیکن وہ اٹھالینا کہ وہ بجسدہ منافی قتل ہے۔ نہ وہ کہ اس کا منافی نہیں۔ یعنی رفع روحی۔ کیونکہ رفع روحانی واقعہ اور اعتقاد مخاطب میں قتل کے ساتھ مجتمع ہوتا ہے۔ ﴿وکان اللہ عزیزاً حکیما﴾ خداوند تعالیٰ کو مسیح علیہ السلام کے بجسدہ مرفوع کرنے سے کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں۔ ﴿حکیما﴾ خدا حکمت والا ہے۔ رفع کے کام میں نہیں کوئی ایک بھی ﴿من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ﴾ اہل کتاب میں سے مگر کہ مسیح علیہ السلام پر ایمان لائیں گے ان کے مر جانے سے پہلے ہی خواہ وہ ایمان ان کے لئے نافع ہی ہو جیسا کہ حالت حیات میں یا نافع نہ ہو جیسا کہ مرگ کی حالت میں اور یہ ایمان کہ جو مرگ کی حالت میں نہیں وہ اس سے عام ہے کہ مسیح علیہ السلام کے اترنے سے پہلے ہو یا ان کے اترنے کے بعد ہو پس اس معنی میں غور کرو کہ اس میں بہرحال ایمان کی حفاظت ہے۔ دیکھو ایک تو صیغہ مضارع اپنے ہی معنی پر رہا۔ نون ثقیلہ جو مدخول کے استقبال پر بالاجماع دلالت کرتا ہے۔ اپنے ہی طور پر رہا' اس معنی پر اعتراضات سابقہ میں سے کوئی اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا۔ کما ھو الظاھر بالمتامل الصادق۔ لہٰذا جو معنی ہم نے بیان کیا ہے۔ اس کو صحیح کہنا زیبا ہے اور اس کے برخلاف الہامات وکشوف کو کھنڈروں پر دے مارنا لازم ہے۔ یہی معنی تمام اشکالات کے دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس پر بالضرور منصف مزاج ایمان لائے گا۔ گو کوئی بے انصاف اور بے علم جھگڑالو اس سے انحراف کرے۔

قادیانی اپنے استدلال فاسد میں اس آیت کو موت عیسیٰ علیہ السلام میں بھی پیش کرتا ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ نہیں بنایا ہم نے پیغمبروں کو کہ وہ کھانے پینے کی طرف محتاج نہ ہوں اور نہ ہمیشہ رہنے والے۔ لیکن ہم پہلے اس استدلال کی اصلاح کریں گے اور پھر جواب دیں استدلال قادیانی کا یہ ہے کہ اگر مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ بھی مان لیا جائے تو بالضرور کہنا پڑے گا......الخ۔

الجواب...... آیت مذکورہ میں جو حرف نفی (ما) کا وارد ہوا ہے وہ جعل بسیط پر وارد نہیں بلکہ جعل مولف پر ہے۔ جس کے لوازم سے ہے کہ وہ دو مفعولوں کے درمیان پایا جائے۔ ایک کا نام مجعول دوسرا کا نام مجعول الیہ۔ دیکھو اس آیت میں انبیاء علیہم السلام مجعول اور جسد مجعول الیہ۔ جو

بغیر طعام کے فاسد ہو جاتا ہے۔ پس یہاں پر نفی ایسے جعل اور بنانے پر وارد ہوئی جو مقید ہے۔ اور بدیہی ہے کہ مقید، گو اس کے ساتھ ہزار قیدیں لگی ہوں نہیں پایا جاتا جب تک کل قیود نہ پائے جائیں۔

اب یہاں تین قیدیں ہیں: ایک جعل کا مرکب ہونا۔ دوم جسد کا مجعول الیہ ہونا، سوم، عدم الاکل کی قید۔ لہٰذا یہ جعل مقید بہ ایں قیود جب ہی موجود ہوگا کہ سب قیود پائے جائیں۔ البتہ کسی مرکب چیز کا معدوم ہونا اس کے تمام اجزاء کے نابود ہو جانے پر موقوف نہیں' بلکہ اس میں اگر ایک چیز بھی نابود ہو جائے تو اس چیز کا عدم پایا جائے گا۔ اس سے یہ بھی سمجھا ہوگا کہ بجائے جعل مؤلف کے جو مقید ہے اگر اور ہی چیز فرض کی جائے یا اس کا مرکب ہونا اڑا دیں یا بایں طور پر کہ صرف پہلے مفعول یا دوسرے کے ساتھ متعلق ہونا مان لیں یا جسد کے مقام پر اور ہی کوئی مفعول قرار دیں یا تمام قیود کا تحقق مان لیں مگر عدم اکل یا تمام قیود یا مطلق شیء کا (باوجود مان لینے تمام قیود کے) نابود ہونا فرض کر لیں۔ تو بہرحال مقید بھی معدوم ہوگا۔ لیکن یہ سب مفہومات ممکن ہی ممکن میں واقع ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی تحقق نہیں۔

البتہ ان میں سے عدم اکل کا منتفی ہونا گو ممکن ہے واقعی بھی ہے۔ ماسوا اس کے جتنے ہیں واقع میں پایا جانا دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہے۔ اس لئے ایک عدمات واقعی نہیں۔ جب یہ سن لیا تو اس کا علم بھی ضروری ہے کہ قید عدم الاکل کا پایا جانا دو طرح پر ہے۔ کہ یا کوئی چیز (خواہ طعام ہو یا اور کچھ ہو) نہ کھائی جائے یا خاص کر طعام بھی نہ کھایا جائے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ عدم الاکل کا نہ پایا جانا جب تحقق ہوگا کہ کھانا تحقق ہو پس عدم الاکل کے نہ پائے جانے کو جو سالبۃ السالبۃ ہے موجبہ محصلہ لازم ہوا اگرچہ یہ ملازمت موضوع کے موجود ہوتے ہی ہوتی ہے' لیکن یہاں تو موضوع (انبیاء علیھم السلام) امر واقعی ہی پر کیا دونوں تحقق نہیں ہوں گے۔ ضرور ہوں گے۔

اس واسطے ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ آیت مذکور ﴿وما جعلناھم﴾ قضیہ موجبہ محصلہ لازم آتا ہے کہ ہر رسول طعام کھاتا ہے۔ اب قادیانی سے مستفسر ہیں کہ اس قضیہ موجبہ میں اکل اور کھانا جو ہر رسول کو ثابت ہے تو یہ ان کے لئے ان کی ذات کی طرف سے نظر کر کے ضروری الثبوت ہے یا باعتبار کسی وصف کے یا ضروری الثبوت غیر معین یا معین وقت میں ہے یا یہ کہ وہ ذات کے اعتبار سے وصف کی جہت سے دائمی الثبوت ہے یا تین زمانوں میں کسی زمانوں میں ثابت ہے یا یوں کہو کہ اس کا ثبوت ان کے لئے ممکن ہے خواہ مع قید اللا دوام جیسا کہ اوّل اور پانچویں کے

ماسواء میں خواہ مع قید اللا ضروری جیسا کہ اول کے ماسواء میں بنا برایک رائے کے یا پانچویں کے ما سوا میں بھی عند البعض یا لاضرورۃ اللا دوام کی قید کہیں بھی تسلیم نہ کریں۔ بہر حال یہ ظاہر ہے کہ ضروریہ یعنی ہر رسول کی ذات کو طعام کھانا بالضرور ثابت ہے اور دائمہ یعنی ہر رسول کے لئے اکل الطعام دائما ثابت ہے۔ باطل ہے کیونکہ ضروریہ مطلقہ کی نقیض جو ممکنہ عامہ ہے۔ متحقق ہے۔ پس لازم ہوا کہ ضروریہ باطل ہو ورنہ اجتماع النقیضین پایا جائے گا۔

اسی طرح دائمہ کی نقیض مطلقہ عامہ متحقق ہے۔ چنانچہ کہہ دیں کہ بعض اوقات میں رسول طعام نہیں کھاتے۔ اب اس مطلقہ عامہ کو کون باطل کر سکتا ہے۔ یہ صریح صادق ہے۔ اس لئے دائمہ کاذب ہوا نہیں تو ویسے ہی اجتماع النقیضین لازم آئے گا جیسا کہ گزرا۔ ایسا ہی دوسرا اور چھٹا باطل ہے۔

اس واسطے کہ وصف رسالت ہرگز ضرورت یا دوام اکل کو نہیں چاہتا۔ علی ہذا القیاس اکل الطعام رسول کے لئے مطلق وقت میں کوئی وقت ہو اور خاص ایک وقت میں ضروری الثبوت نہیں۔ آخر یہی تو کہو گے کہ اکل طعام بشرطیکہ بھوک متحقق ہو ضروری ہے اور حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ بھوک خود ضروری الوجود نہیں پھر طعام کا کھانا جو اس کا مشروط ہے۔ وہ کیسے ضروری ہوگا۔ کیا دیکھتے نہیں کہ جب کہیں کہ زید کی انگلیاں لکھنے کی حالت میں متحرک ہیں اس وقت لکھنا چونکہ خود کسی وقت میں ضروری الثبوت نہیں تو جس کے لئے یہ شرط ہے وہ بھی کتابت کے وقت ضروری نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ کتابت چونکہ کسی وقت ضروری نہیں اور منجملہ اوقات وہ وقت بھی سہی جس میں کتابت متحقق ہے بس وہ جب آپ ہی اس وقت میں ضروری نہیں تو انگلیوں کا ہلنا کتابت کے وقت کب ضروری ہوگا۔ ویسے کھانا گو بشرط الجوع ضروری ہے۔ مگر جوع کے وقت میں ضروری نہیں۔ چنانچہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں۔

شاید کہو گے کہ جب مانا گیا کہ طعام کا کھانا بشرطیکہ بھوک لگی ہو ضروری ہے تو قضیہ مشروطہ صادق آئے گا۔ (کہ ہر رسول کے لئے بشرط الجوع اکل طعام ضروری ہے۔) حالانکہ تم کو مضر ہے۔ سو واضح ہو کہ مشروطہ ہرگز صادق نہیں آتا۔ سبب یہ ہے کہ یہ مشروطہ نہیں بن سکتا۔ کیا معلوم نہیں کہ مشروطہ میں یہ بات لازمی ہے کہ ضرورت بشرط اسی عنوان اور وصف کے ہو جس کے ذریعے سے موصوف پر حکم لگایا گیا ہو اور ظاہر ہے کہ قضیہ مذکورہ میں وصف اور عنوان رسول کا لفظ نہ بھوک کا۔ پس مشروطہ کیسے بن سکتا ہے۔ بنا بریں ماننا پڑے گا کہ قضیہ مذکورہ مطلقہ یا ممکنہ عامہ ہے

خواہ دوام یالاضرورت کی قید لگائیں یا نہ۔ ہاں مطلقہ اور ممکنہ عامہ اس آیت سے مستفادہ ہے جس کا مضمون یہ ہے (کہ یا رسول اکرم ﷺ آپ سے پہلے جتنے رسول تھے وہ طعام کھاتے تھے، بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے) کیونکہ اس آیت کا ماحصل یہی ہے کہ رسول کسی نہ کسی زمانہ میں کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے نہ یہ کہ ہر وقت میں۔

پس جیسا کہ ہر وقت میں چلتے پھرتے نہیں تھے اور یہی مطلقہ عامہ ہے۔ ایسا ہی طعام کے کھانے کا ان کے لئے امکان ثابت ہوا۔ پس جبکہ اس ممکنہ اور مطلقہ کو لا دوام کی قید لگائیں گے تو یہ قضیہ وجودیہ ایسا ہی ہو کہ پہلی جزء آیت مذکورہ سے ثابت ہوئی اور دوسری جزء یعنی لا دوام کا مفہوم ہماری سابق تقریر سے پایا ثبوت کو پہنچا۔ البتہ اس وجودیہ کو بسبب اس کے کہ یہ ایک مقید اور خاص چیز ہے ضروریہ وغیرہ لازم ہے۔

لیکن چونکہ یہ خاص ہے اور خاص زیادہ تر قابل اعتبار ہوتا ہے تو وجودیہ ہی معتبر ٹھہرے گا۔ اس واسطے اس کی جو جزء لے کر قضیہ بنائیں گے پھر دیکھیں گے۔ کہ وہ اہل اسلام کے عقیدہ سے مخالف ہے یا نہیں۔ دیکھو ہر رسول بعض اوقات میں طعام کھاتا ہے اور کوئی رسول بعض اوقات میں طعام نہیں کھاتا۔ اب غور سے دیکھو کہ یہ قضیہ ہرگز عقیدہ اسلامی سے مخالفت نہیں رکھتا کیونکہ یہ قضیہ (کہ مسیح علیہ السلام بعض اوقات میں طعام کھاتے تھے اور بعض اوقات میں نہیں کھاتے تھے۔) صادق ہے اور جو ہم نے قبل اس کے بیان کیا ہے کہ بھوک ضروری ہے سو اس کی دلیل یہ ہے کہ اندرونی اور بیرونی اسباب کے سبب سے اجزاء کیسے ہیں اور ان اجزاء کم شدہ کی ہوئی کہ قائم مقام ہونے کو بھوک کہتے ہیں۔

پس جب یہ کہنا محقق ہوگا تو بھوک بھی محقق ہوگی۔ پھر بدیہی ہے کہ تحلل یعنی اس کے اسباب مختلف ہوں گے تو بالضرور تحلل کے درجے بھی مختلف ہو جائیں گے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ تحلل کے درجہ بے شمار ہیں پس بنابراں کہ کہیں ادنیٰ اور کہیں اعلیٰ ہے۔ ہر ایک دوسرے سے سلب کیا جا سکتا ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ ادنیٰ تحلل اعلیٰ نہیں ہے۔ اور اعلیٰ ادنیٰ نہیں۔ غرض کہ جس مرتبہ اور درجہ کو مدنظر رکھیں اس سے جو ادنیٰ ہے یا اعلیٰ اسے اس درجہ معینہ سے مسلوب کرنا جائز ہے۔ ویسے ہی ان دونوں کو اس معین درجہ سے رفع کر سکتے ہیں تو گویہ اجمالاً حکم لگایا گیا ہے کہ ہر ہر درجہ کا اپنے ماسوا سب درجات سے مسلوب ہونا ممکن ہے جیسا کہ باقی درجات کا سلب اس درجہ سے ممکن ہے۔ اب واضح ہو گیا کہ یہ سلب مقید ہے۔ جب یہ ممکن ہوا تو صاف ثابت ہوا کہ واقع میں بھی سلب ممکن ہے۔ کیونکہ وہ مطلق ہے اور مقید بجز امکان مطلق کے ممکن نہیں ہو سکتا۔

خاتم النبیین لا نبی بعدی
حالات
والہامات مرزا
حضرت مولانا عبدالوہاب خانؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضلع رام پور میں قادیانی پنڈتوں کی آمد ورفت کا سلسلہ جب شروع ہوا تو تمام ہی مکاتب فکر کے علماء نے قادیانیوں کا تعاقب کرنے کے لئے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند کی زیر نگرانی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رامپور کی تشکیل کی جس کے بہتر ثمرات سامنے آئے خود قادیانی پنڈت کو بھی قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام کی توفیق نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ!

ابھی حال ہی میں مجلس کی دعوت پر جناب مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند کی تشریف آوری ہوئی اور آپ صولت لائبریری دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں موصوف کی نظر حضرت مولانا حضرت عبدالوہاب خاں صاحب بانی مدرسہ جامعۃ المعارف رامپور کی ایک ایسی قدیم تصنیف پر پڑی جو عرصہ سے نایاب ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی تصنیفات علماء رام پور کی اس موضوع پر دستیاب ہوئیں۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ماضی میں بھی جب قادیانی فتنہ نے رام پور میں سر اٹھانے کی کوشش کی ہے تو ہمارے اکابر نے بروقت اس کا تعاقب کر کے پورے علاقہ کو اس فتنہ سے پاک وصاف کر دیا تھا۔

موقع کی مناسبت سے مولانا گورکھپوری نے یہ مشورہ دیا کہ اس موضوع پر علماء رام پور کی تصنیفی خدمات کو حیات نو دینے کی ضرورت ہے۔ یہ اپنے بزرگوں کا علمی ورثہ اور قیمتی سرمایہ ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رام پور کے حق میں یقیناً یہ ایک نیک مشورہ تھا۔ مجلس نے اس کو باعث سعادت سمجھتے ہوئے قبول کر لیا اور اس کا فیصلہ کر لیا کہ اس موضوع سے متعلق علماء رام پور کی تمام تصنیفات کو منظر عام پر لایا جائے۔

الحمد للہ! آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب اسی سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ پہلی بار جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ بمطابق جنوری ۱۹۲۱ء میں مولانا محمد خلیل اللہ صاحب مہتمم مدرسہ مطلع العلوم گھیر مردان خاں کے زیر اہتمام مطبع خورشید عالم ریاست رام پور سے پانچ سو کی تعداد میں چھپی تھی جس کے رسالہ جائزہ پر کل صفحات ۳۲ تھے۔ کتاب یقیناً کام کی تھی۔ لیکن قدیم رسم الخط میں کسی کتاب کا پڑھنا آج کل کس قدر دشوار ہے یہ اہل ذوق ہی جانتے ہیں اور علامات ترقیم وغیرہ جب نہ ہوں تو یہ دشواری اور بڑھ جاتی ہے۔

میں مکرر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جناب مولانا شاہ عالم صاحب کا کہ موصوف نے کتاب کو از سر نو تازہ کر دیا۔ مولانا موصوف نے اپنی نگرانی میں نئے سرے سے کمپوزنگ، سیٹنگ، تصحیح اور علامات ترقیم وغیرہ لگا کر نہ صرف یہ کہ قابل استفادہ بنا دیا بلکہ قادیانی کتب کے حوالوں کی نئے سرے سے بذات خود مراجعت کر کے اسے مستند اور لائق اعتماد بنا دیا۔ جدید حوالوں کو قدیم حوالوں کے ساتھ ہی رکھا ہے۔ تا کہ مسلسل حواشی کی الجھن سے بچا جا سکے۔ قوسین کے درمیان ''خ'' سے مراد مرزا قادیانی کی تصنیفات یعنی روحانی خطاؤں کا وہ سیٹ ہے جسے مرزائی روحانی خزائن کے نام سے شائع کرتے ہیں اور ''ج'' سے مراد اس سیٹ کی جلدیں ہیں۔ اس طرح بعض مقامات پر جہاں حوالے نہیں تھے۔ وہاں بھی حوالوں سے کتاب کو مزین کر دیا ہے اور کتابت کی بعض فحش غلطیوں سے بھی کتاب کو پاک کر دیا ہے۔ ناگزیر مقامات پر حاشیہ لگا کر مقصد کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ تا کہ کتاب سے متعلق مرزائی کوئی نیا شوشہ نہ چھوڑ سکیں۔

خوشی کے اس موقع پر میں ممنون ہوں جناب لائبریرین ''صولت لائبریری رام پور'' کا کہ موصوف نے کتاب طباعت کے لئے فراہم فرمائی اور جناب مولانا مفتی ریاست علی صاحب استاذ مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ کا کہ موصوف نے کتاب کی طباعت میں ہر طرح سے حوصلہ افزائی فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مخلصین کی محنتوں کو اپنی رضامندی کا ذریعہ بنائے اور اس کتاب کو قبولیت سے نوازے۔ نیز اپنے اکابر کی دیگر تصنیفات کو بھی منظر عام پر لانے کے لئے وسائل واسباب مہیا فرمائے۔ آمین!

مولانا محمد اسلم جاوید قاسمی
جنرل سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رام پور

تعارف مصنف کتاب

ولادت ۱۸۹۱ء......وفات ۱۹۷۸ء

مولانا عبدالوہاب خان صاحب ولد حافظ عبدالغفار خان صاحب گھیر یوسف خاں تکیہ معماران شہر رامپور میں پیدا ہوئے۔ دینی علوم میں وقت کے فقیہ اور شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی طور پر بھی قد آور شخصیت کے مالک تھے۔ عوام وخواص میں حضرت موصوف کا زبردست احترام تھا۔ اپنے وطن میں مدرسہ جامعۃ المعارف کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا جو

آج تک تعلیمی خدمات میں مصروف ہے۔ موصوف کی اخیر عمر تک اس ادارہ سے وابستگی رہی اس ادارہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

میدان سیاست میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ ابتداء میں نواب صاحب رامپور کو بذریعہ خطوط اصلاح کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ ستمبر ۱۹۳۳ء میں ریاست میں جب پہلی سیاسی انجمن ''خدام وطن'' کے نام سے قائم ہوئی تو حضرت مولانا کو اس کا صدر منتخب کیا گیا جس کی پاداش میں آپ کو حکومت وقت کے ہاتھوں گرفتاری کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں۔ پھر ۱۹۳۷ء میں جب صولت علی خاں کی تحریک ''ذمہ دار آئینی حکومت'' قائم ہوئی تو ان کی قیادت میں شامل ہو کر دو ماہ کے لئے دوبارہ گرفتار ہوئے۔ پھر ایک بار ۱۹۳۹ء میں بھی ریاستی حکومت کے ظلم واستبداد کے خلاف اٹھی تحریک کی حمایت کرنے کی وجہ سے گرفتار ہوئے۔

۱۹۳۷ء ہی میں آپ نے ''شیعی فتنہ کی مختصر داستان'' کے نام سے فرضی نام ڈال کر ایک پوسٹر شائع کیا جس سے ریاست میں تنازع پیدا ہوا اور آپ کو قتل کرنے کی سازش رچی جانے لگی تو ۱۹۳۷ء میں ہی ''رام پور کے سیاسی حالات پر طائرانہ نظر'' کے عنوان سے دوسرا پوسٹر شائع کرنے پر آپ کے خلاف ایک مقدمہ قائم ہوا اور ایک سال کی سزا بھگتنی پڑی۔ ۱۹۴۵ء میں رام پور میں جب ایک نئی سیاسی جماعت ''انجمن تعمیر وطن'' قائم ہوئی تو آپ کو اس کا بھی صدر نامزد کیا گیا۔ پھر ۱۹۴۶ء میں ''انجمن تعمیر وطن اور پریم سبھا'' کے اتحاد سے ''نیشنل کانفرنس رام پور'' کی تشکیل ہوئی تو اس کے بھی آپ ہی صدر بنائے گئے۔ نیشنل کانفرنس قومی اور سیکولر خیالات کی علمبردار تھی کچھ دنوں بعد یہی نیشنل کانفرنس یوپی کانگریس کمیٹی میں ضم ہوگئی۔

۱۹۴۹ء میں یوپی اسمبلی کے اسپیکر اور کانگریس کے صوبائی صدر پرشوتم داس ٹنڈن جب رام پور آئے اور کانگریس کمیٹی رام پور کی تشکیل ہوئی تو اس کا بھی صدر آپ ہی کو بنایا گیا لیکن بعد میں آپ کانگریس سے مستعفی ہوگئے۔

۱۹۴۹ء میں ہی آپ نے جمعیت العلماء ہند کے ناظم عمومی مولانا سید محمد میاںؒ صاحب اور سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلویؒ کے ہمراہ مولانا ابو الکلام آزادؒ سے ملاقات کی اور رام پور ریاست کی انفرادی حیثیت برقرار رکھنے کا وعدہ لیا۔ مولانا آزاد نے یقین دہانی کرائی کہ اوّلاً رام پور کی عوام کی معاشی مشکلات کو رفع کیا جائے گا اور اس کے بعد رام پور کو کسی صوبہ میں ضم کرنے کا فیصلہ ہوگا۔ لیکن ریاستی ارباب اقتدار نے رازداری اور عجلت کے ساتھ انضمام ریاست کا فیصلہ کر ڈالا۔ بیرون ریاست بھی کانگریس قیادت میں آپ کو بلند و بالا مقام حاصل تھا۔

آپ کی تصانیف میں شیعی فتنہ کی مختصر داستان، حالات والہامات مرزا اور تفسیر تقریب القرآن علمی یادگاریں ہیں۔ ۲۲؍نومبر ۱۹۷۸ء بروز بدھ آپ کا وصال ہوا۔ گھیر مرداں خاں کی مسجد کے قبرستان میں آپ آسودہ خواب ہیں۔ (ماخوذ از تاریخ رام پور)

مفتی (ریاست علی رام پوری)
نائب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رام پور
واستاذ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ، ضلع غازی آباد یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين محمد وآله واصحابه اجمعين۔ ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين

واقعات حاضرہ کو دیکھتے ہوئے ہمارا ضمیر کسی مدعی اسلام کے مقابل قلم اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا مگر یہ جدید فرقہ قادیانی ایسے وقت پر بھی کہ اسلام کا مطلع ہر طرف غبار آلود نظر آتا ہے۔ ایسا موقع نہیں دیتا کہ کسی قوم کو یکجائی کر کے دشمنان دین کی جانب صرف کی جائے بلکہ ہمیشہ اسی فکر میں ہے کہ مسلمانوں کو راہ ہدایت سے ہٹا کر گمراہی کے گڑھے میں ڈالے اور مرزا قادیانی کے الہامات واقوال کا ایک رخ دکھا کر تفرقہ اندازی کرے۔ دشمنان دین کو اس سے اچھا موقع کیا ملے گا کہ مسلمانوں میں تفریق وتجزی ہو۔

ہمیں جس نے کھویا وہ تفریق وتجزی ہے۔ یہی وہ شی ہے جو بربادی مسلم کے درپے ہے۔ علاوہ موجودہ واقعات کے ریاست ہذا (رام پور) میں تو اس گروہ کے مقابل کسی تحریر وتقریر کی ضرورت بھی نہ تھی۔ اسی واسطے علماء شہر نے کبھی اس طرح توجہ نہ کی۔ بیرون شہر جہاں اس فرقے کے لوگ ہیں۔ وہاں ان کی سرکوبی کے واسطے علماء موجود ہیں۔ لكل فرعون موسىٰ۔ لیکن حال میں معلوم ہوا ہے کہ اس گروہ کے چند آدمی بوجود حکومت کی طرف سے ممانعت کے اپنی خفیہ سازشوں اور چرب زبانی سے اہل شہر کے عقائد وافعال پر برا اثر ڈال رہے ہیں۔ حتیٰ کہ میرے قریب تر رشتہ داروں میں مرزائی خیالات پیدا ہو گئے ہیں۔ بعض سے گفتگو انہیں خیالات پر ہوئی۔ ان کے عقائد معلوم ہونے سے سخت افسوس ہوا۔ ان واقعات نے مجھے مجبور کر دیا کہ برادران

شہرو متعلقین کے سامنے مرزا قادیانی کی کان نبوت کے وہ جواہرات پیش کروں جن کو مرزائی صاحبان عیب کی طرح چھپاتے ہیں۔

لیکن قبل اس کے کہ مرزائی ٹکسال کے کھوٹے سکے ناظرین کے پرکھنے کے واسطے پیش کئے جائیں۔ اس کا اظہار ضروری ہے کہ جمیع اہل اسلام کو عموماً اور مرزائی حضرات کو خصوصاً مرزا قادیانی کا معیار صداقت دیکھنا چاہئے۔ کہ جس سے ان کا سچا یا جھوٹا ہونا معلوم ہو سکے۔ سو آیات ذیل سے معیار صداقت اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ مدعی نبوت کی ذات اور ذاتیات میں اگر راستی معلوم ہے تو جو کچھ وہ کہے وہ سب درست ہے اور اس کا دعوائے نبوت صحیح اور اگر اس کی ذات اور ذاتیات ٹھیک نہیں تو وہ جھوٹا اور جو وہ کہے سب غلط۔

”قل انما اعظکم بواحدة ان تقوموا للّٰہ مثنیٰ وفرادیٰ ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنة (سورۃ سبا)“ ﴿ کہہ دیجئے اے نبی ﷺ کہ میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں کہ تم اکیلے اور مل کر غور کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ مجھ کو جنون نہیں۔ ﴾ دوسری آیت جو مرزا قادیانی نے بھی بطور الہام کے ذکر کی ہے۔ ”فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون (سورۃ یونس)“ ﴿ میں نے تم میں عمر کا ایک حصہ گزارا ہے کیا تم غور نہیں کرتے کہ میں جھوٹا ہوں یا سچا۔ ﴾ (البشریٰ ج۱ ص۵، نزول المسیح ص۲۱۲، خزائن ج۱۸ ص۵۹۰)

تیسری آیت: ”والنجم اذا هویٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ (پ۲۷ النجم)“ ﴿ قسم ہے ستارے کی جب وہ جھکتا ہے تمہارا مصاحب (یعنی محمد ﷺ) نہ گمراہ ہوا ہے نہ بہکا۔ ﴾

آیات مندرجہ بالا صاف بتا رہی ہیں کہ مدعی نبوت کے ذاتی احوال کا جانچنا معیار صداقت ہے۔ لہٰذا ہمارے اور مرزائی برادران کے درمیان یہی اقوال فیصلہ کن ہیں۔ اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم مرزا قادیانی کے ذاتی احوال اور الہامات کا جائزہ لیتے ہیں۔ اگر وہ اس جائزے میں پورے اترے تو وہ بالکل سچے اور ان کے دعوے صحیح اور اگر وہ جائزے میں ٹھیک ثابت نہیں ہوتے تو وہ جھوٹے اور ان کے تمام دعوے غلط۔ اس کو شخصی بحث پر محمول کر کے گریز کرنا ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ نبی کا شخصی جانچ میں ٹھیک اترنا ہی ان کے سچے ہونے کی علامت ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو خود تسلیم کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے اس جانچ میں کمزور ہونے کی وجہ سے مرزائی اس

بحث کو آئیں بائیں کر کے ٹالتے رہتے ہیں اور ان کے اصلی حالات اور الہامات تحدیدی پر جنہیں عنقریب قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں گے۔ پردہ ڈالتے ہیں۔ مگر:

ہم نظر بازوں سے تو چھپ نہ سکا جان جہاں
تو جہاں جاکے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا

ہاں دوسری قسم کے اقوال کو جن کے ذریعے سے مرزا قادیانی نے ان عقل کے دشمنوں کو دام تزویر میں پھانسا ہے ہمارے معمولی پڑھے لکھے برادران پر پیش کر کے ان کے عقائد کو فاسد کرتے ہیں اور اپنے گروہ کو بڑھانے کی کوشش میں ہمہ تن مستغرق رہتے ہیں۔

غرض یہ کہ اصول مذکورہ پسندیدہ خدا اور رسول اور نیز مرزا قادیانی کا مسلم ہے۔ لہٰذا ہم اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے ذاتی احوال اور الہامات کا کچا چٹھا برادران ملت کے پیش خدمت کرتے ہیں۔

چونکہ مرزا قادیانی کے تفصیلی حالات اور الہامات کے واسطے بڑے دفتر کی ضرورت ہے۔ اور اس کے بارے میں علماء کرام نے کتابیں بکثرت لکھی ہیں۔ نیز طبائع کا میلان زیادہ تر سہولت اور اختصار کی طرف ہے۔ لہٰذا ہم اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے مختصر حالات اور الہامات ذکر کریں گے۔ تفصیلی حالات کے واسطے افادۃ الافہام، سیف چشتیائی، شہادۃ القرآن، تاریخ مرزا، نکاح مرزا، الہامات مرزا وغیرہ ملاحظہ کریں۔

لیکن حیرت اور افسوس اس کا ہے کہ ہم لوگ اگر ایک برتن بازار سے خریدتے ہیں تو ہر طرف اس کو ٹھونک بجا کر دیکھ لیا کرتے ہیں اور دینی امور میں یہ حالت ہے کہ اگر ایک معمولی ہستی کا آدمی بھی ہمارے سامنے اپنی نبوت کا دعویٰ کرے تو بلا سوچے سمجھے اسے نبی اللہ مان کر اتباع کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت نبی ﷺ (روحی فداہ) کے بعد آپ کی نبوت کو مانتے ہوئے دعویٰ نبوت کیا۔ ایک لاکھ آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ حتیٰ کہ بہت لوگوں نے اس کے ساتھ مل کر اپنی جانیں فدا کیں۔ اسی طرح بہت سے دجالوں، کذابوں نے دعویٰ نبوت کے کئے اور لوگ ان کے تابع ہو گئے۔ بہتّر فرقہ باطلہ جن کی پیشین گوئی حضرت نبی ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔ ان کی تعداد یوں ہی بڑھی۔ لیکن اس فرقہ قادیانی کو بہتّر فرقہ باطلہ سے بھی کہنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کیونکہ ان فرقوں میں تو نبوت کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا اور مرزا قادیانی صریح طور پر مدعی نبوت ہیں۔

پس برادران اسلام کو چاہئے کہ ان کے سامنے کوئی مرزائی یا غیر مذہب والا جو علاوہ اہل سنت والجماعت کے ہو (جس کی بابت نبی علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمائی ہے کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ ایک نجات پائے گا باقی نار میں جائیں گے اور فرقہ نجات پانے والا وہ ہوگا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ سو وہ یہی فرقہ ہے کہ جس کے عقائد میں بحمد اللہ تیرہ سو سال سے کچھ تغیر نہیں آیا، نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ بڑے گروہ کی تابعداری کرو، اس لئے کہ جو جماعت سے جدا ہوا نار میں جدا کیا گیا۔ اگر اپنے پیشوا کا کوئی قول یا واقعہ نقل کرے اور اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو تاوقتیکہ علماء سے اس کی جانچ نہ کرالے ہرگز باور نہ کرے۔ ہمارے برادران کا یہ عذر کہ علماء میں خود اختلاف ہے۔ ہم کس سے دریافت کریں۔ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ علماء میں اگر بعض فروعی مسائل میں اختلاف ہے تو اس سے کوئی حرج متصور نہیں۔ اہل سنت ہونے کی حیثیت سے نیز دیگر مذاہب کے مقابل سب برابر ہیں۔ فتدبروا یااولی الابصار!

مرزا قادیانی کے جو حالات اور الہامات ذکر کئے جاتے ہیں۔ اصول مذکورہ کو پیش نظر رکھ کر ناظرین، انصاف کی عینک سے خود ملاحظہ فرمالیں کہ جس شخص کی ذاتی حالت ایسی ہے آیا وہ مجدد، مہدی، نبی، قابل اتباع ہوسکتا ہے یا نہیں۔ باقی مرزا قادیانی کی قرآن، حدیث اور اجماع امت کے ساتھ مخالفت، سوا ئے کسی اور پرچے میں بشرط ضرورت انشاء اللہ ذکر کریں گے۔

مرزا قادیانی کے مختصر حالات

مرزا قادیانی قصبہ قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان نے تاریخ ولادت کی بابت یہ لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی تاریخ ولادت صاف تو ملتی نہیں[1]۔ البتہ ان کی اپنی کتاب (تریاق القلوب ص ۶۸، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۶۱ھ مطابق تخمیناً ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ کو فوت ہوئے۔ (تذکرہ ص ۷۵۶ طبع سوئم) اس حساب سے مرزا قادیانی کی عمر ۶۵ سال سے متجاوز نہیں ہوئی۔

---

[1] ایسا اس لئے لکھا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے خود اپنے قلم سے اپنی جو تاریخ پیدائش (کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷) نامی کتاب میں ۱۸۴۰ء لکھی ہے۔ مرزائی اس کو نہیں مانتے بلکہ اپنی طرف سے قیاس آرائیاں کر کے اپنے جھوٹے نبی کی جھوٹی تاریخ پیدائش گھڑتے ہیں۔ لہٰذا مولانا امرتسریؒ نے مرزا ہی کی دوسری کتاب کے حوالے سے ۱۸۴۵ء تاریخ پیدائش لکھی ہے۔ شاہ عالم۔

حالانکہ (تذکرہ طبع سوئم ص ۶۵۳) میں ہے: لنحیینك حیوۃ طیبة ثمانین حولا او قریباً من ذالك (اور ہم تجھے پاک زندگی عطا کریں گے۔ تیری عمر اسی سال ہے یا قریب اس کے) (اشتہار و ہم جولائی ۱۸۸۷ء ازالہ اوہام ص ۶۳۵، خزائن ج ۳ ص ۴۴۳)

اور اسی البشریٰ میں ہے کہ ایک خواب میں پندرہ سال کی مزید عمر بڑھائی ہے۔ یعنی پچانوے کر لی ہے۔ (تذکرہ ص ۷۴۹۷، طبع ۳)

اب ناظرین خود انصاف کر سکتے ہیں۔ کجا اسی اور پچانوے اور کجا پینسٹھ جس کو بمشکل ۷۰ کے قریب کہا جا سکتا ہے۔ معمولی اردو، فارسی، عربی، بٹالہ میں ایک شیعہ صاحب سے پڑھ کر سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپے ماہوار کے محرر ہوئے۔ وہاں بغرض حصول دنیا مختاری کا امتحان دیا۔ فیل ہو گئے۔ لیکن ابتداء سے وجاہت (حاصل کرنے) اور کسی نئے مذہب کے اختراع کرنے کا بہت خیال تھا۔

(کتاب البریہ ص ۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰، ۱۸۱، سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۳۴، ۳۵)

طبیعت میں جدت تھی، اسی واسطے ابتداء سے مختلف مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے جیسا کہ ان کے اشعار سے جو اس بارے میں لکھے ہیں۔ ظاہر ہے۔ خوش قسمتی سے اس وقت ان کو نام آوری کا اچھا موقع مل گیا کہ آریوں اور عیسائیوں کا چرچہ تھا۔ مرزا قادیانی ان کے مقابل خم ٹھونک کر کھڑے ہو گئے اگرچہ کامیابی تو ان کے مقابل بھی نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ جب وہ لوگ وید سے کوئی حوالہ طلب کرتے تو مرزا قادیانی بوجہ وید نہ جاننے کے بغلیں جھانکتے تھے۔ لیکن مسلمانوں نے جب دیکھا کہ ہماری طرف سے یہ جان توڑ کوشش کر رہے ہیں تو ان کے قلوب مرزا قادیانی کی طرف راغب ہو گئے۔

انہوں نے مسلمانوں کا میلان اپنی طرف دیکھ کر ایک کتاب (براہین احمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ والنبوۃ محمدیہ) کا اشتہار دے دیا اور مسلمانوں کو اس کی طرف مائل کر کے پیشگی قیمت ایک ایک نسخہ کی پچیس پچیس روپئے تک وصول کر کے ایک خاصی رقم جمع کر لی اور جب کتاب طبع ہو کر نکلی تو بڑا حصہ اس میں الہامات اختراعیہ کا تھا۔ عام طبقے پر اس کا اثر جو کچھ پڑا وہ پڑا لیکن علماء اس کو دیکھ کر گھبرائے۔ حتیٰ کہ بعض نے تو کمال فراست کی وجہ سے کہہ دیا کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ کتاب اسی کا پیش خیمہ ہے۔ مگر چونکہ مرزا قادیانی آریوں سے اس وقت برسر

مقابلہ تھے اور اس کتاب میں کوئی صریح دعویٰ بھی کسی صریح نص کے خلاف نہیں کیا تھا۔ اسی وجہ سے علماء نے یہ خیال کیا کہ دشمن کو مرعوب کرنے کی غرض سے انہوں نے الحرب خدعۃ کا لحاظ کر کے اس قسم کے کلمات بولے ہیں اور بہت سے اقوال میں تاویل کر دی کہ یہ مثیل انبیاء کا اپنے کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے اس وجہ سے فرمایا کہ میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہوں گے۔

دعویٰ مسیحیت

غرض اکثر علماء یہاں تک تو مرزا قادیانی سے محبت رکھتے رہے لیکن ۱۳۰۸ھ (۱۸۹۰ء) میں فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام شائع کئے تو ان میں صاف کہہ دیا کہ اس سے پیشتر جو میں نے براہین میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا اقرار کیا ہے۔ وہ عوام کے اعتقاد کے مطابق کہہ دیا ہے اور اب مجھ پر میرے اللہ نے اس قدر روحی کی ہے کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور احادیث میں جو عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی گئی ہے وہ میں ہوں۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹، خزائن ج ۳ ص ۱۲۲)

فرماتے ہیں:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

مرزا قادیانی نے اپنے کلاموں سے تعارض دفعہ کیا ہے اور اس کو ان کے چیلے چانٹے آمنا وصدقنا کہتے ہیں۔ لیکن اہل بصیرت پر مخفی نہیں کہ مرزا قادیانی نے براہین میں یہ نہیں کہا ہے کہ مثیل اپنی طرف سے کہتا ہوں کہ بلکہ براہین میں جو کہا ہے کہ ''حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیلے گا۔ (براہین احمدیہ ص ۳۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)'' اس مقولہ کو بھی دوسرے الہاموں کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

پس جب یہ دونوں الہام ہیں تو ان دونوں میں سے اہل عقل کے نزدیک ایک ضرور جھوٹا ہے اور اگر دونوں مرزا قادیانی نے بنائے ہیں تو مرزا قادیانی خود جھوٹے ہیں اور جھوٹوں پر انہوں نے آپ لعنت کی ہے۔ فحسب۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

جب مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اپنے مجدد اور مہدی مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا، اسی وقت علماء کرام نے بالکل مرزا قادیانی سے پہلو تہی کرلی اور گفتگو اور الہامات وتہدیدی پیشین گوئیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اور ترقی کی کہ نبی بن بیٹھے۔ عربی اور اردو میں اس کے متعلق بہت سے کلمات ہمارے پاس موجود ہیں مگر ہم عام نفع رسانی کی غرض سے مرزا قادیانی کے اشتہار کی عبارت بقدر ضرورت نقل کرتے ہیں جو ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا: ''ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلیل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کرسکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں جو سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسل اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیوں کر جواب ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی بنسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے ہیں یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات جو براہین احمدیہ میں شائع ہوچکے ہیں ان میں سے ایک وحی اللہ ہے۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ۔ (دیکھو ص۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور سے اس عاجز کو رسول کہہ کر پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جری الله فی حلل الانبیاء۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص۵۰۴)

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔ محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔'' انتها بقدر الضرورة (ایک غلطی کا ازالہ ص۲،۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶،۲۰۷)

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ میری نبوت کا انکار نہ کرو کیونکہ میں واقع میں نبی ہوں۔ ناظرین چونکہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے معلوم تھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بہت سے مدعی نبوت ہوں گے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد قریب تیس کے دجال کذاب آئیں گے اور ہر ایک مدعی نبوت ہوگا۔ لہٰذا اس نے پیشتر ہی سے نبوت پر مہر لگا دی تھی۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین کے خلعت سے سرفراز فرمایا تھا اور حضرت اقدس (روحی فداہ) نے بھی ہر قسم کی نبوت کی نفی کر دی تھی کہ لا نبوۃ بعدی یعنی میرے بعد کسی قسم کی نبوت نہیں ہو سکتی۔

پس بعض دجالوں نے معنی تغیر کیا اور بعض نے لا نبی کے بعد الا ان یشاء للّٰہ بڑھا دیا۔ گو بعض بے دینوں نے تو اس کو بھی مان لیا مگر اکثر نفی کرتے رہے مرزا قادیانی نے روایت کی بھی ضرورت نہ سمجھی بلکہ اپنی طرف سے الا بروزی وظلی بڑھا دیا خوش اعتقادوں نے اسے بھی مان لیا۔ درحقیقت تو مرزا قادیانی نبوت مستقلہ کے مدعی ہیں جیسا کہ عبارت مندرجہ بالا و دیگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے مگر بچاؤ کے لئے ہے۔ آڑ پکڑ لی کہ ضرورت کے وقت جان چھڑا لینے کا موقع مل جائے۔ اس لئے اشتہار کے بعد کی عبارت میں ظلی اور بروزی کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ جس کو بوجہ طوالت ہم نے چھوڑ دیا۔ ملاحظہ ہو افادت الافہام۔ تاریخ مرزا۔

انبیاء علیہم السلام پر فضیلت

مرزا قادیانی کے مزاج میں تعلّی تو ابتداء سے تھی۔ نبی بننے کے بعد انہوں نے یہ گوارا نہیں کیا کہ میں نبوت میں بھی کسی سے کم درجہ پر رہوں سو انہوں نے کہہ دیا کہ: ''میں بعض نبیوں سے افضل ہوں۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۲۷۸ ج ۳) بعض کا لفظ بھی میں نے معلوم کن مصلحتوں سے کہہ دیا اور نہ ان کے خیالات کو تو اہل بصیرت خوب جانتے ہیں۔

معجزات سے انکار

اور چونکہ (مرزا قادیانی) مسیح موعود تو اپنے آپ کو ظاہر کر چکے تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبینا وعلیہ السلام پر اپنی فضیلت ظاہر کرنے میں بڑا حصہ لیا اس میں ایک دقت سب سے بڑی یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات قرآن وحدیث سے روز روشن کی طرح ظاہر وباہر تھے اور مرزا قادیانی (سوائے الہام گھڑ لینے کے لئے کہ احمق سے احمق بھی ایک دن میں ہزاروں کو گھڑ

سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا وقوع تو ضروری نہ تھا) ایک چیونٹی کو بھی زندہ نہ کر سکتے تھے۔ تو اب فضیلت کی کیا صورت تھی؟ مگر یہ وقت تو اہل دیانت کے نزدیک ہو مرزا قادیانی نے تو اس سے بڑے بڑے مرحلے ایک دم میں طے کر دیئے ہیں یہ تو ان کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ بکمال استقلال صاف کہہ دیا تھا کہ یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے۔ مرزائی حضرات کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کا ہرگز انکار نہیں کیا۔ میری گزارش ہے کہ معجزات کا انکار تو ان پر ضروری اور لابدی تھا۔ ورنہ مرزا قادیانی کا مرتبہ بوجہ معجزہ نہ دکھانے کے کم ہونا لازم تھا۔ آپ کے مزید اطمینان کے واسطے ہم آپ کے نبی کی اصلی عبارت ازالہ اوہام سے پیش کئے دیتے ہیں: ”یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ عمل الترب (یعنی مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔ فتدبر انہ نکتہ جلیلۃ ما یلقاھا الا ذو حظ عظیم۔“ (ازالہ اوہام ص۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۶۳)

یہ عبارت کسی زیادہ وضاحت کی محتاج نہیں اس میں صاف طور پر معجزہ کا انکار ہے۔
اب اس کے مقابل ہم دو آیتیں پیش کرتے ہیں کہ جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی کھلی ہوئی شہادت ہے۔

اول: ”وآتینا عیسیٰ بن مریم البینات“ (پ۳ سورۃ بقرۃ) ﴿اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلے ہوئے معجزے دیئے۔﴾ دوسری آیت جو صاف طور پر اس معجزے کو بتاتی ہے جس کو مرزا قادیانی مسمریزم اور کھیل کی قسم کہتے ہیں: ”واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی (پ۷ سورہ مائدہ)“ ﴿اور جب تو بناتا تھا مٹی سے جانور میرے حکم سے۔﴾

مرزائیو! کیا اس سے بھی زائد وضاحت ہوگی کیا اس سے زیادہ بھی انکار معجزات کی کوئی صورت نکلے گی۔ کیا اس کے بعد بھی تمہیں کہنے کا حق ہوگا کہ مرزا قادیانی کا کوئی بھی کلام قرآن کے مخالف نہیں۔ برادران! ذرا غور کرو نہیں بلکہ ہٹ سے باز آؤ تو ان کا کلام قرآن کے مخالف احادیث صحیحہ کے مخالف اجماع مسلمین کے مخالف خود اپنے کلام کے مخالف۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

افسوس یہ ہے کہ صرف معجزات کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ اس نبی معصوم کی یہاں تک توہین کی کہ: ''یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۰ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱، انجام آتھم خ ۲۸۹، ج ۱۱) ''اس کی تین دادیاں تین نانیاں زنا کار تھیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

ناظرین ان کفریات کو تو لکھتے ہوئے بھی قلم رک جاتا ہے اگر شرع ضرورت داعی نہ ہوتی تو ان شرم ناک واقعات کی طرف توجہ بھی نہ کی جاتی۔ ہم نے مرزا قادیانی کی بابت جو جرح کی ہے اور آئندہ بشرط ضرورت کریں گے وہ محض الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی وجہ سے ہے تاکہ ہمارے برادران ان کے احوال واقوال دیکھ کر عبرت پکڑیں اور قعر ضلالت میں نہ پڑیں۔ باقی ہدایت اور ضلالت تو خدا کے ہاتھ میں ہے ہمارا کام محض بتانا ہے۔

اگر بینم کہ نابینا وچاہ است
اگر خاموش بنشینم گناہ است

اس پر بھی تہذیب میں نہایت حزم واحتیاط سے کام لیا ہے۔ بخلاف مرزا قادیانی کے ایک وہ مشائخ اور علماء کی شان میں یہ الفاظ تحریر فرماتے ہیں جو کہ ان کی مختلف تحریروں میں موجود ہے اور کسی صاحب نے وہ جمع کئے ہیں۔ پلید، دجال، خفاش، لومڑی، کتے، گدھے، خنزیر سے زیادہ پلید، چوہڑے، چمار، غول الاغویٰ، روسیاہ، دشمن قرآن، منافق، نمک حرام، بدذات، بے ایمان، نیم عیسائیو، دجال کے ہمراہیو، دشمن اسلام۔

مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں
ان میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خودکام بھی ہیں

دعویٰ الوہیت

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

یہ تو ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے کہ مرزا قادیانی میں تعلّی وجاہ پسندی حد درجہ کی تھی۔ چنانچہ بشر ہونے کی حالت میں جو سب سے بڑا مرتبہ ہے وہ نبوت ورسالت ہے جب مرزا قادیانی یہ حاصل کر چکے اور خوش اعتقاد ٹھنڈے دل سے انہیں مان چکے تو ان کو اس پر بھی صبر نہ آیا

اور غالباً یہ سوچا ہو کہ مجددیت، مہدویت، مسیحیت، نبوت ورسالت یہ تمام مراتب خدائی مرتبہ سے کم ہیں۔ ان مراتب میں تو محکوم ہی ہونا پڑے گا جو مرزا قادیانی جیسے شخص کے واسطے باعث اہانت ہیں۔ آخر اس مرتبے کو کیوں نہ اختیار کیا جائے۔ جو سب سے برتر واعلیٰ ہے یعنی الوہیت اور اس میں انہیں خوف بھی کیا تھا۔ لحاظ اور خوف دو چیزوں کا ہوتا ہے۔ دنیا میں قوم اور حکومت کا۔ آخرت میں خدا کا۔

اوّل الذکر میں تو حکومت کا تو اس سے تعلق نہیں۔ قوم میں ایک تو بڑی جماعت ہے سو ان میں مرزا قادیانی خود بھی جانتے ہیں کہ جیسا ان کا مرزا قادیانی کی طرف خیال تھا۔ رہا چھوٹا گروہ شاذہ تو ان کے سامنے نعوذ باللہ الوہیت سے کوئی مرتبہ اوپر مانا جائے تو وہ لوگ آمنا وصدقنا کے نعرے بلند کردیں گے۔ رہا خدا کا خوف اس کی بابت مرزا قادیانی کا الہام کہ: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم ما تقدم من ذنبك وما تاخر ۔ تو جو چاہے کر ہم نے تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے۔ (البشریٰ ص۹۱، تذکرہ ص۵۱۱، ص۷۰۱، طبع سوئم)

بس اب مرزا قادیانی کی کون سی بات مانع رہی بے دھڑک دعویٰ کر بیٹھے کہ میں نے یقین کرلیا کہ میں اللہ ہوں:

سال اول شیخ بودم سال دویم خاں شدم
غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم

ہم اس کی بابت ان کی اصل عبارت نقل کردیتے ہیں۔ البشریٰ میں اردو عبارت بہت طول کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان نے جو عبارت آئینہ کمالات اسلام سے نقل کی ہے وہ مختصر ہے۔ لہٰذا اس کو ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ (رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی هو...... ثم خلقت السماء الدنیا والارض وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح)

(میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا اور میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی اللہ ہوں پھر میں نے آسمان وزمین بنائے اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا۔ (ہم بھی مرزا قادیانی کا بنایا ہوا آسمان وزمین دیکھتے تو خواب والہام کی تصدیق ہوتی ورنہ خواب والہام جھوٹے ہیں) (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

مزید وضاحت کے لئے کچھ عبارت البشریٰ سے نقل کئے دیتے ہیں۔ جو عبارت مذکور سے پہلے ہے: "ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں تو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور دیکھتا تھا کہ میں اس کی خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح ۔ پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا: اردت ان استخلف خلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔
(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۶۵)

بوجہ خوف طوالت اسی قدر حالات پر اکتفا کر کے چند الہامات بطور مشتے نمونہ از خروار پیش خدمت کئے جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے الہامات

یوں تو مرزا قادیانی کو نہ معلوم کس تعداد پر الہام ہوا کرتے تھے جن سے ان کی کتابیں پر ہیں ہم یہاں ان الہامات کو جو انہوں نے دوسروں کے مقابل اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کئے ہیں بیان کرتے ہیں۔

حضرات! ہمارا دعویٰ ہے اور دلائل نقلی اور عقلی اس پر شاہد عدل ہیں کہ نبی کی عموماً تمام پیشین گوئیاں خصوصاً وہ پیش گوئی جو مقابلانہ اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کرے ان کا بے کم وکاست وقوع ضروری ولابدی ہے۔ اگر وہ پیش گوئی بعینہ واقع نہ ہو تو اس کا مدعی جھوٹا اور اس کے تمام دعوے غلط۔ ہمارے اس دعویٰ پر انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور متحدیانہ دعوے کامل روشنی ڈالتے ہیں مگر چونکہ تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ اصول مسلم ہے۔ لہٰذا اس کی زیادہ توضیح اور اثبات کی ضرورت نہیں۔ ہاں سرگرم مدعیان اسلام کو اگر کوئی شبہ ہو تو ان کے اطمینان کے واسطے ان کے مسیح موعود (توضیح المرام ص ۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱) یا یوں کہا جائے کہ ان کے نبی (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) کی عبارت نقل کئے دیتے ہیں۔ "ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئی سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔" (آئینہ کمالات ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

بس جب انہیں بھی یہ مسلم ہے تو پیشین گوئیوں کے الفاظ اور دعوے اور ان کا وقوع دیکھ لینا چاہئے۔ یہی ہمارا اور مرزائی صاحبان کا فیصلہ ہے۔

پیش گوئی متعلقہ ڈپٹی عبداللہ آتھم

الہام مندرجہ عنوان کا شان نزول بھی البشریٰ جلد دوم حصہ اول ص ۴۴ سے نقل کرتے ہیں تا کہ مرزائیوں کو چون وچرا کا موقع نہ ملے۔

''اس الہام کی مفصل تشریح حضرت مسیح موعود کی مختلف کتب مثلاً جنگ مقدس انجام آتھم انوار اسلام سے مل سکتی ہے۔ مختصر یہ کہ اہل اسلام اور نصاریٰ کے درمیان تحقیق حق کے لئے امرتسر میں ایک مباحثہ قرار پایا۔ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے ۵ رجون ۱۸۹۳ء تک رہا جس میں اہل اسلام کی طرف سے حضرت مسیح موعود اور نصاریٰ کی طرف سے ڈپٹی عبداللہ آتھم پنشنر مباحث قرار پائے تھے۔ آخیر دن حضرت مسیح موعود نے تقریباً ساڑھے دس کے بجے کے عین مباحثے میں یہ کلام خدا کا سنایا اور فرمایا کہ آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔'' (البشریٰ ص ۴۴)

الہام کی عبارت ملاحظہ ہو جو البشریٰ کے اسی صفحہ پر شان نزول سے پہلے مرقوم ہے۔

''اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثے کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیشین گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔ (البشریٰ ص ۴۴)

پیش گوئی مذکورہ کی تشریح بھی مرزا قادیانی کے الفاظ میں سنئے: ''میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا............ زمین وآسماں ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔'' (جنگ مقدس ص ۲۱۰، خ ۲۹۲ ج ۶)

یہ پیش گوئی محتاج بیان نہیں حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی ایسے کھلے ہوئے ہیں کہ معمولی درجہ کا آدمی بھی عبارت مذکور کے الفاظ دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ عبداللہ آتھم حضرت مسیح علیٰ نبینا علیہ السلام کو خدا مانے ہوئے تھا اور مرزا قادیانی مدعی توحید واسلام تھے پس آتھم کے حق کی طرف رجوع کے معنی سوائے اس کے کہ وہ توحید کا قائل ہو کر اسلام میں داخل ہو اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ پس پیش گوئی کا مطلب صاف ہے کہ عبداللہ آتھم اگر اسلام نہ لائے گا تو پندرہ ماہ کے اندر بسزا موت حاویہ میں گرایا جائے گا۔

نتیجہ پیش گوئی کا کیا ہوا، وہی جو اس قسم کے مدعیوں کو ایسے دعوے کرنے کے بعد برآمد ہوتا ہے۔ یعنی عبداللہ آتھم اس میعاد مقرر کے بعد بھی اسی کفر پر قریباً دو سال کے زندہ رہا۔ افسوس کہ مرزا قادیانی نے خود کہا کہ: ''ہمارے صدق وکذب کی جانچ ہماری پیش گوئی ہے۔'' مگر خوش اعتقاد لوگ ان کے کہنے پر بھی عمل نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ۲۸۸)

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹا وعدہ کرتا
تمہیں منصفی سے کہدو تمہیں اعتبار ہوتا

ناظرین کو خیال ہوگا کہ ایسی صریح پیش گوئی غلط ہونے سے مرزا قادیانی اور ان کے اتباع کو بڑی ندامت اور پشیمانی ہوگی جو کہ اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ سو برادران! اگر یہ خیال ہوتا تو اس قسم کے دعوے کیوں ہوتے؟ جب اللہ سے ندامت نہ ہو جو تمام مکر وفریب سے بخوبی واقف ہے اور اس پر افتراء کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہے تو مخلوق کی کیا پرواہ۔

خصوصاً جب اس مخلوق میں بعض ایسے بھی ہوں کہ جن کے سامنے دن کو رات کہا جائے تو وہ ماننے کو تیار ہیں۔ رہا جواب اور تاویل، سوایسی تو کوئی بات ہی نہیں ہوسکتی جس کا جواب مرزا قادیانی کے پاس نہ ہو۔ ہاں غلط صحیح کی پرواہ نہیں۔ لیجئے مرزا قادانی او۔ ان کی ذریت کا جواب سنئے کہ آتھم کے نہ مرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ یعنی موت کے خوف سے شہر بشہر اور ہراساں مارا مارا پھرتا رہا اور ایک لفظ اس نے اسلام کے خلاف منہ سے نہیں نکالا۔ اس صحت اور عدم صحت کو خود ناظرین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ذرا تکلیف فرما کر پھر دوبارہ پیش گوئی کے الفاظ جانچ لیجئے۔ ہم تو کبھی مرزا قادیانی اور ان کے دعوے اور جواب کو دیکھتے ہیں اور کبھی ان کے مریدوں اور ان کے عقائد کو۔

افسوس کہ دروغ را حافظہ نہ باشد

مرزا قادیانی کی ایک اپنی تحریر میں اقرار موجود ہے کہ اگر عیسائیت کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع نہ کرے تو اندرون میعاد فوت ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ آتھم نے عیسائیت کو چھوڑا یا نہیں؟ بڑی دقت یہ ہے کہ آتھم کا عیسائیت پر فوت ہونا دنیا کو معلوم تھا ورنہ مرزا قادیانی سے یہ بھی بعید نہ تھا کہ وہ یہ کہہ دیتے کہ آتھم مسلمان ہوگیا تھا۔ رہا یہ کہ اسلام کے مقابل کوئی لفظ زبان سے نہ نکالنا، اگر اسی کا نام رجوع الی الحق ہے۔ (البشریٰ ج ۲ ص ۲۷) تو مرزا قادیانی نے جو عدالت گورداسپور میں یہ عہد کیا ہے کہ ''میں کسی کی موت اور ذلت کے بارے میں ہرگز الہام بیان نہ کروں گا۔'' تو کیا یہ اپنے ملہم ہونے سے رجوع ہے؟

دوسرا جواب کہ اسکا پریشان اور سرگرداں پھرنا بھی حاویہ میں گرنا ہے تو ناظرین سزائے موت کو اس کے ساتھ ملا کر جو کہ مرزا قادیانی کا الہام ہے خود ہی انصاف کرلیں۔ تفصیل کے واسطے ملاحظہ ہو الہامات مرزا: (مصنفہ مولانا ثناءاللہ امرتسری)

پیش گوئی بابت نکاح دختر احمد بیگ

''اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکت اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۹۹ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا اور ان کے گھر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانے میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔''

(مجموعہ اشتہارات ص ۱۵۷ تا ۱۵۸ ج ۱)

گزشتہ الہام کا فیصلہ تو مرزا قادیانی کی موجودگی میں ہو چکا تھا اور اس الہام کے بعض نمبروں کا ان کے سامنے فیصلہ ہوگیا اور بعض کی حسرت لے کر مرزا قادیانی تشریف لے گئے۔ اور خوش اعتقادوں کے بزبان حال یہ کہہ گئے کہ میرا تو یہ حال ہوا تم بھی میرے حال زار سے عبرت پکڑو۔

من نشه كردم شما حذر بكنيد

لیکن افسوس کہ انہوں نے کچھ عبرت حاصل نہیں کی۔ اس پیش گوئی کے بارے میں ان کے مرید کا نوٹ ملاحظہ ہو: "۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا۔"

(آئینہ کمالات اسلام ۲۸۰، خزائن ج ۵ ص ۲۸۰)

مرزا قادیانی پر جب اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوئی تو انہوں نے اپنی جبلی عادت کے موافق فرمادیا کہ وحی الٰہی میں یہ نہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہ جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیاہی جائے اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہو گا۔
مرزا قادیانی کی اپنی کتاب کی عبارت (الہامات مرزا) میں مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو۔
"ان میں سے وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیوں کہ اس کے اجزاء یہ ہیں۔ ا...... مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کے اندر فوت ہو۔ ۲...... اور پھر اس کا داماد اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔ ۳...... اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ کی تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ ۴...... اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو۔ ۵...... اور پھر یہ کہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔ ۶...... اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔" (شہادت القرآن ص ۸۰، خزائن ج ۶ ص ۳۷۶)

اس عبارت میں کسی وضاحت کی ضرورت نہیں داماد مرزا احمد بیگ تو غالباً اب ۱۹۲۱ء میں بھی موجود ہے۔ اور خدا کرے کہ اس کی عمر میں اور ترقی ہوتا کہ مرزائیوں کا اسے دیکھ کر دل ٹھنڈا ہوتا رہے اور مرزا قادیانی یہ کہتے ہوئے چلے گئے۔

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہو رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

اس پیش گوئی کے شکست ہونے سے مرزا قادیانی کے معتقدین نے مختلف پہلو اختیار کئے بعض تو بوجہ ولیمہ نکاح نہ کھانے کے غصے ہو گئے کہ مرزا قادیانی نے اس الہام میں غلطی کھائی۔ بعض نے کہا نکاح فسخ ہو گیا۔ حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول نے شیرینی نکاح کے ایصال ثواب کی مرزا قادیانی کی روح کو کوشش کی۔ ان کی توجیح کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ فسخ ہوا نہ غلطی۔ بلکہ مرزا قادیانی کا اگرچہ نکاح نہ ہوا مگر ان کے لڑکے در لڑکے لڑکے در لڑکے منکوحہ کی جانب لڑکی در لڑکی در لڑکی تا قیامت ان میں کبھی نہ کبھی رشتہ ضرور ہو جائے گا۔

ناظرین نے نمبر وار مرزا قادیانی کی عبارت ملاحظہ فرمالی۔ ''نمبر۶ یہ کہ پھر اس عاجز سے نکاح ہوجائے۔'' سوال یہ ہے کہ عاجز سے مراد خود مرزا قادیانی ہیں یا لڑکا در لڑکا؟ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ''یادرکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز نکاح پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بدتر ٹھہروں گا۔'' غرض کہ یہ مرزا قادیانی اپنے نکاح کی پیش گوئی کرتے ہیں اور اس کے پورا ہونے کا حتمی وعدہ کرتے ہیں اور نہ پورا ہونے پر بد سے بدتر ٹھہرنے کو تیار ہیں اور تشریف لے جاتے ہیں اور خلیفہ صاحب اولاد میں تعلق نکاح کو مرزا قادیانی کا نکاح ٹھہراتے ہیں۔ کیا کسی شخص کی اولاد کا نکاح ہونے سے یہ صحیح ہوتا ہے کہ اس کا نکاح ہوگیا؟

یہ تو مرزائیوں کے توجیہات تھے ہم اگر ایک توجیح مرزا قادیانی کے پرانے دوست مولوی ثناء اللہ صاحب کی جو بطور لطیفہ کے ''الہامات مرزا'' میں مذکور ہے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذکر کردیں تو بے جانہ ہوگا۔ درحقیقت یہ توجیہ ان تمام توجیہات سے جن سے مرزا قادیانی کی ہتک ہے بڑھ کر توجیح ہے۔ جس کا مرزائیوں کو بھی شکر گزار ہونا چاہئے۔ کہ مولانا نے مرزا قادیانی کے گرتے گرتے محل پر ٹیک لگادی۔

لطیفہ

گو یہ پیش گوئی مرزا قادیانی کے الفاظ میں غلط ہوئی تاہم وہ ایک معنی سے سچے ہیں کون نہیں جانتا کہ عورت کو سوکن کے ساتھ جو رنج ہوتا ہے وہ طبعی ہے۔ یہاں تک کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات بھی اس سے خالی نہیں اس لئے غالباً نہیں بلکہ یقیناً بات ہے کہ مرزا قادیانی کی حرم محترم اپنی سوکن کے نہ آنے کے لئے دست بدعا ہوں گی۔ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اس لئے یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ ولایت گھر کی گھر میں ہی رہی۔ خاوند نہیں تو بیوی ہی ولی سہی۔ مرزا قادیانی کے دوستو! مرزا قادیانی کی الہامی شکست کے باعث زیادہ تر ان کی حرم محترم ہیں کوئی اور نہیں۔ کیا سچ ہے۔

نگاہ نکلی نہ دل کی چور لف عنبری نکلی
ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

ہمارا تو اس پر صاد ہے نہ معلوم مرزائی برادران بھی اس کی داد دے کر اپنے پرانے محسن کے شکر گزار ہوتے ہیں یا نہیں۔

پیش گوئی بابت مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ

یہ پیش گوئی البشریٰ ج ۲ ص ۵۰ پر عربی عبارت میں مذکور ہے۔ ہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے اشتہار ۲۱ رنومبر ۱۸۹۸ء الہامات مرزا قادیانی سے بعینہ نقل کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''میں نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے اور وہ دعا جو میں نے کی ہے یہ ہے کہ اے پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں بار بار مجھ کو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی نے جو اس اشتہار میں جو ۱۰ رنومبر ۱۸۹۷ء کو چھاپا ہے۔ میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو اے میرے مولا اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ماہ کے اندر پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن میرے آقا میرے مولا میرے منعم میری نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں میں جو پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں گے شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور جنہوں نے میرے ذلیل کرنے کے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار دے۔ دنیا میں رسوا کر۔ غرض یہ لوگ اگر تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار اور میں کذاب و مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں میری وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا اور ضربت علیهم الذلة کا مصداق کر آمین ثم آمین۔''

یہ دعا تھی جو میں نے کی اس کے جواب میں الہام ہوا کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کروں گا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا اور چند عربی الہامات ہوئے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

''ان الذین یصدون عن سبیل اللّٰہ سینالهم غضب من ربهم ضرب اللّٰہ اشد من ضرب الناس انما امرنا اذا اردنا شیئاً ان نقول له کن فیکون اتعجب لا مری انی مع العشاق انی انا الرحمٰن ذوالمجد والعلاء یعض الظالم علی یدیه ویطرح بین یدیه جزاء سیئة بمثلها وترهقها ذلة مالهم من عاصم

فاصبر حتیٰ یاتی اللّٰہ بامرہ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون“
یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ ان دونوں فریق میں جس کا ذکر اس اشتہار میں ہے یہ خاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور مولوی ابوالحسن تبتی دوسری طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں۔ان میں سے جو کاذب ہے ذلیل ہوگا یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بناء پر ہے۔اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ ان پر کھولے گا۔اب ہم ذیل میں شیخ محمد حسین کا وہ اشتہار لکھتے ہیں جو جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے نام پر شائع کیا گیا ہے تا کہ خدائے تعالیٰ کے فیصلے کے وقت دونوں اشتہارات کے پڑھنے سے طالب حق عبرت اور نصیحت پکڑ سکیں اور عربی الہامات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں۔خدا ان کو ذلیل کرے گا اور میعاد پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے تیرہ مہینے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور چودہ دسمبر ۱۸۹۸ء تک جو دن ہیں وہ توبہ اور رجوع کے لئے مہلت ہے۔“ (اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۶۰ تا ۶۲)

اشتہار مندرجہ بالا کو دیکھ کر تو ناظرین بھی حیران ہوں گے کہ تیرہ ماہ کے اندر نامعلوم مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے رفیقوں پر کسی قسم کا سخت ترین عذاب نازل ہوا ہوگا اور جانے ان بے چاروں کی کیا حالت ہوئی ہوگی؟ لیکن مولوی محمد حسین صاحب کا مرزا قادیانی سے ساڑھے گیارہ سال بعد انتقال ہوا اور ان کے دونوں رفیق غالباً ابھی حیات ہیں۔(خدائے تعالیٰ ان کی عمر میں اور ترقی کرے کہ مرزائی صاحبان انہیں دیکھ کر خوش تو ہوں) مرزا قادیانی کے جوابات کی بابت گزارش ہے کہ گھر کی ٹکسال ہے۔فوراً ڈھال کر پیش کر دیئے ملاحظہ ہوں:

۱...... مولوی محمد حسین نے ڈس چارج کا ترجمہ غلط سمجھا یہ اس کی بے عزتی کا موجب ہے۔
۲...... اس نے اپنے فتوے کو منسوخ کر دیا یعنی اب میرے حق میں وہ کفر کا فتویٰ نہیں دے گا۔
۳...... اس کو زمین مل گئی زمیندار ہو گیا۔یہی ذلت ہے۔

اسی طرح اور بھی لغویات ہیں ہم ان کا جواب ذکر کرنے میں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔تفصیل جوابات الہامات مرزا قادیانی میں ملاحظہ ہو۔لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ کیا تمہارے کرشن گوپال (مرزا قادیانی کا فرمان ہے میں مسلمانوں کے لئے مسیح موعود ہوں اور ہندوؤں کے لئے کرشن گوپال۔(لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸)۔تمہارے نبی کی ایسے

عجز وانکساری کی دعا کا ''جس کا خدا نے بھی جواب دیا تھا کہ:''فاصبر حتی یاتی اللہ بامرہ (البشریٰ ج۲ ص۵)'' کا اثر مرتب ہوا؟ کہ مولوی صاحب ڈسچارج کا ترجمہ غلط سمجھے۔ کیا انبیاء علیہم السلام نے کسی قوم کے عذاب کی دعا کی ہے تو خدائے جبار رب قہار کا یہی عذاب نازل ہوا ہے کہ اس قوم نے کسی دوسری زبان کے الفاظ سمجھنے میں غلطی کی ہے۔

''آئی ایم کورلز'' کے معنی جو کشفی طور پر مرزا قادیانی نے دیکھا تھا اور معنی نہ سمجھے تھے تو عذاب الٰہی تھا؟ (دیکھو البشریٰ ص۷۱، تذکرہ ص۵۵) اور زمینداری تو واقعی سخت عذاب ہے اگر مرزا قادیانی حیات ہوتے تو ہم بھی اس پیش گوئی کی بابت درخواست کرتے۔ مرزا قادیانی نے اپنے حرم محترم کے نام جو پانچ ہزار روپے کی جائیداد غیر منقولہ رہن کی تھی تو کیا ان بے چاری کو خود ہی عذاب میں مبتلا کیا تھا؟ شاید انہیں اس پیشین گوئی کی خبر نہ ہوگی ورنہ تو بڑی دقت واقع ہوتی۔ آئے دن جھگڑتیں کہ تم نے مجھے عذاب میں مبتلا کیا۔

آخر میں مرزائیوں سے التماس ہے کہ مرزا قادیانی کے حالات والہامات اظہر من الشمس ہیں۔ ہم نے جس قدر ذکر کئے ہیں وہ انہی کی کتابوں سے مع حوالہ صفحہ منقول ہیں جس طرح تاریخ مرزا اور الہامات مرزا میں جن کی مرزا قادیانی اور ان کے حواریین نہ تردید کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔ الہامات میں جس قدر توجیہات رکیکہ کی ہیں وہ مجملاً رسالہ ہذا میں ذکر کر دی ہیں۔

برادران! اگر مرزا قادیانی کی ذات میں درستگی ہوتی اور ان کے اقوال کلام الٰہی و احادیث نبوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والتسلیم کے مخالف نہ ہوتے تو کسی مسلم کو ان کے ماننے میں کچھ عذر نہ ہوتا مگر جب ان کی ذات اس بارے میں کمزور نہیں بلکہ مفلوج ثابت ہوئی تو آپ لوگ اکیلے اور مل کر غور کریں۔ اور آیات بینات کے مقابل توجیہات رکیکہ اور روشنی کے سامنے اندھیرے سے کام نہ لیں اپنی ہٹ سے باز آئیں کہ یہ امور دین میں نہایت قبیح ہے۔ اور کجی کو چھوڑ کر راہ مستقیم، گروہ شاذہ کو چھوڑ کر بڑی جماعت کا اتباع اختیار کریں وہ قوت جو ہدایت وحق کے مقابل صرف کی جاتی ہے۔ ضلالت سمجھیں اور آفتاب پر خاک ڈالنے کا قصد کریں تو بے تہذیبی سے جو کہ ایک اخلاقی جرم ہے اگر احتراز کر کے قلم اٹھایا جائے اور اپنے نبی اور ان کے حواریین کی سنت سیۂ سے پرہیز کیا جائے تو انسب ہے آئندہ آپ لوگ مختار ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

حررہ محمد عبدالوہاب عفی عنہ التواب

خاتم النبیین لا نبی بعدی
احمدیوں کی
ملک و مذہب سے
غداری
جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

ہر دن ہم کو نئے نئے اور خوفناک ثبوت ایسے ملتے ہیں۔ جو احمدی ایجنٹوں کی عام طور سے اسلامی عقائد کے خلاف اور خصوصاً ان کے ہم وطنوں کے خلاف زبردست سازش اور بے انتہا دغا بازی اور ان کی انگلستان کے مکمل غلامی کو صاف طور سے ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اپنے پہلے پمفلٹ "دی احمدیہ سیکٹ وانگارڈ آف برٹش امپیریل ازم" میں بتایا ہے کہ ان کا خاص مقصد اسلام کی اس دفاعی قوت کو پوری طرح سے مفلوج کرنے کا ہے۔ جو اپنے متبعین کو آزاد اور خودمختار قوم بننے کا اور کسی حالت میں بھی کسی غیر ملکی جوئے کے آگے نہ جھکنے یا کسی ظالم حکومت کے آگے خواہ وہ اپنی ہی ہو سر تسلیم خم نہ کرنے کا حکم دیتی ہے۔

ہمارے اس مواد پر ایک نظر جو ہم اس دوسرے پمفلٹ میں پیش کررہے ہیں۔ پڑھنے والے کو سخت گناہ اور بزدلی کا قائل کردے گا جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور تمام ملک میں پھیل گئے ہیں۔ تاکہ مذہب اسلام کے نام سے تمام دنیا کو سلطنت انگریزی کی وفاداری کا وعظ کریں۔

ہماری رائے ناقص میں یہ ہر جرمنی شہری اور حکومت جرمنی کا فرض ہے کہ باوجود ان سخت مصائب کے جن میں آج کل جرمن قوم مبتلاء ہے۔ بلاتوقف فرقہ احمدیہ کے ہر شعبہ کی اصلی سرگرمیوں کی مکمل اور دقیق تحقیقات کا حکم صادر کرے نہ صرف اپنے بہت سے مشرقی مہمانوں کی خاطر جنہوں نے جرمنی میں پناہ لی ہے اور اب تک امن اور میل جول سے رہے ہیں بلکہ خاص کر اپنے ہم اغراض کے لئے۔ احمدیہ فرقہ کی تعلیم بموجب جس کی وہ سرگرمی کی ہر جگہ اشاعت کرتے ہیں۔ یہ فرض بطور ایک مذہبی فرض کے ان پر عائد ہے کہ ہر مصیبت کے وقت یا بغاوت کے وقت۔ جو گورنمنٹ انگریزی یا اسکے اغراض کے خلاف صورت پذیر ہو تو ان کو جس طرح بھی ہو اس کو فرو کرنا ضروری ہے۔ اس کا تعلق صرف ہندوستان سے ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں دیگر ممالک بھی شامل ہیں۔ ہم نہایت ادب سے جرمن پارلیمنٹ کے تمام ممبروں کی توجہ تحریک احمدیہ کے اہم فطرہ کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ اس معاملہ کو گہری نظر سے ملاحظہ فرمائیں۔ ڈاکٹر منصور ایم رفعت۔ برلین۔ شوٹمبرگ۔ محررہ: ۱۴ر ستمبر ۱۹۲۳ء

تاریخ جس پر انگریزی فوجوں نے قتل الکبیر پر خوفناک قتل عام کے بعد مصر پر دغا بازی کر کے قبضہ کرلیا۔

احمدی بطور جاسوس اور
ہم ذیل میں محب وطن اور بہادر موپلوں کے اس مظلومیت اور بدقسمتی کا بہت ہی مختصر اور درد انگیز حال بیان کرتے ہیں جو ان کو غیر ملکی جوا اتار پھینکنے کی کوشش میں برداشت کرنی پڑی۔ وہ وحشیانہ سلوک جو ان کو برطانوی راہزنی کے ہاتھوں برداشت کرنا پڑا اور وہ ذلیل پارٹ جو احمدیہ فرقہ نے کیا جو فوراً اپنے آقاؤں کی مدد اور اعانت کو آئے۔ ان ہی کے ایک سردار کے الفاظ میں اسلامک ریویو کے صفحات ۳۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱ میں حسب ذیل بہت خوب تحریر ہے۔

موپلے وہ لوگ ہیں جو جنوب ہند میں کالی کٹ کے قریب ملابار کے ضلع میں رہتے ہیں۔ وہ قدیمی عرب سوداگر اور وہ ہندو ہیں جن کو انہوں نے مسلمان کرلیا ہے۔ وہ بہت محنتی ہیں اور ضلع کے اعلیٰ درجہ کی پیداوار ان ہی کی وجہ سے ہے ۱۸۹۱ء میں ان کی تعداد کل صرف ۵۶۰۰۰۰ تھی۔ جنگ عالم کے اختتام پر انگریزوں نے مسلمانان ہند سے وعدہ خلافی کی جو سچے مسلمان تھے وہ ترکی اور خلافت کی قسمت پر بہت ہی رنجیدہ تھے۔ تحریک عدم تعاون کی بے چینی کے زمانہ میں جو تمام ہندوستان پر پھیل گئی تب موپلوں نے جنگ آزادی کا اعلان کر دیا۔ جو ایک سال تک رہی۔

باوجود دشمن کی قوت کے جس کے مظالم اور سختیاں وہ اس وقت تک برداشت کرتے رہے تھے بہادر موپلوں نے اپنے آپ کو اجنبی سے اور اس کی مقامات مقدسہ میں ناقابل برداشت مداخلت سے آزاد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

انجام کار ان کا ستیاناس کر دیا گیا۔ ان کے دیہات جلا کر راکھ کر دیئے گئے۔ ہزاروں قتل کیئے گئے بہت سے طویل مدت کے لئے جیل خانہ میں ڈالے گئے۔

سو پہلے ریل کی ایک خوب بند گاڑی میں بند کر دیئے گئے اور باوجود ان کی مصیبت اور چیخوں کے ان کی پرواہ نہ کی گئی تو جب گاڑی کھولی گئی اسی سے زائد مرے ہوئے یا مرتے ہوئے پائے گئے۔ مسلمانوں کے بے رحم دشمن نے جن مظالم کا ارتکاب کیا ہے۔ وہ بے شمار ہیں اور تواریخ میں لاثانی ہیں۔

۱...... احمدی اور موپلے

"پچھلے تین یا چار سال کے تخلیل زمانہ میں احمدی جماعت کی پکی نمک حلالی اور غیر متزلزل وفاداری ایک یا دو دفعہ سے زیادہ سخت آزمائش میں ڈالی گئی اور ہر مرتبہ کھری اتری۔ وفادار ہم ہیں اور وفادار اس حکومت کے ہم رہیں گے۔ جس کی پناہ میں ہم رہتے ہیں لیکن نہ اس

وجہ سے کہ ہم تعداد میں بہت کم ہیں جیسا کہ ہم کو الزام دینے والے سمجھتے ہیں اور نہ اس وجہ سے کہ ہم خوشامدی اور چاپلوس ہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ہم کو اپنے حاکموں (انڈیا ان دی بیلنس میں کمال الدین کے الفاظ کو ملاحظہ کیجئے) سے وفادار اور صادق رہنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور مقدس رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔

مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے رات و دن دیرا اور سویرا اپنی تقریروں اور تحریروں سے اپنے متبعین کو برٹش گورنمنٹ کے وفادار رہنے اور بوقت، ضرورت اس کی ہر ممکن مدد کرنے کی ترغیب دلائی اور نیز احمدی فرقہ میں داخلہ کی دس شرطوں میں گورنمنٹ کی وفاداری کو شامل کیا۔ اس لئے کتنا ہی دباؤ ہمارے اوپر ڈالا جائے۔ کوئی ترغیب خواہ وہ کتنی ہی دلربا ہو اور کوئی ایذا رسانی کتنی ہی دل شکن ہو۔ ہم کو گورنمنٹ کے خلاف دشمنی اور سڈیشن پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ ہمارا اقرار وفاداری خالی خولی شیخی اور صرف زبانی دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ ہمارے دل ہمارے الفاظ کی مطابقت کرتے ہیں۔ جب کبھی موقع ہوا ہم نے اپنی جانوں، عزت اور مال کا نقصان اٹھا کر گورنمنٹ کا ساتھ دیا۔ ہمارے اس زبانی دعوے وفاداری کے عملی طور پر اظہار کا موقع ۱۹۱۹ء کے موسم بہار میں آیا جب کہ رولٹ بٹ کے خلاف بطور زبردست احتجاج کے مسٹر گاندھی نے بلا تشدد مقابلہ شروع کیا اور تمام ہندوستان میں ۶/اپریل کو مکمل ہڑتال منائی گئی۔ احمدی پبلک نے عموماً اور احمدی تاجروں اور طالبعلموں نے لاہور کے مختلف کالجوں میں تعلیم پاتے تھے۔ خصوصاً اپنے آپ کو ایجی ٹیشن کرنے والوں سے علیحدہ رکھ کر ممتاز کیا۔ باوجود اس کے کہ ہمارے دکانداروں کو سوشل بائیکاٹ کی (جس نے بعض جگہ عملی صورت اختیار کر لی۔) دھمکی دی گئی۔ انہوں نے اپنی دکانیں کھلی رکھیں۔ طالب علموں نے بھی اپنے امام کی آرزو کو پورا کیا۔ ان کی تحقیر کی گئی۔ ان کو لعنت ملامت کی گئی اور اکثر حالتوں میں بہت سختی سے برا بھلا کہا گیا اور گالیوں سے پیش آیا گیا مگر وہ پرنسپلوں اور دیگر ممبران سررشتہ کے حسب اطمینان اپنی جماعتوں میں حاضر ہوتے رہے اور دنیا کو دکھا دیا کہ ان کا لیڈر قادیان میں تھا نہ کہ مسٹر گاندھی۔''

۲......گاندھی اور احمدی

''چند یوم کے بعد مسٹر گاندھی کی نام نہاد گرفتاری عمل میں آئی جس نے سارے پنجاب کو ایک سرے سے دوسرے تک ایک زبردست طوفان کے بگولے سے بھر دیا۔ مقام صدر (قادیان) سے تمام احمدیوں کو گورنمنٹ کے ساتھ رہنے اور افسروں کو ہر قسم کی مدد پہنچانے کے جن

کی ان کو ضرورت ہو سخت احکام جاری ہوئے اور تمام مبلغوں کو جو ملک کے مختلف مقامات میں کام کر رہے تھے اپنے معمولی کاموں کو روک دینے اور وحشیانہ ایجی ٹیشن کو دبانے میں حکام کی مدد کرنے کے احکام پہنچ گئے۔ علاوہ اس کے جماعت نے غلط اور بدنیتی سے ضدی ایجی ٹیشن کرنے والوں کی پھیلائی ہوئی افواہوں کی ہزاروں کی تعداد میں اپنے خرچ سے اشتہارات شائع کر کے تردید کی اور ان بھولے جاہل لوگوں کے سامنے جو آسانی جوش میں آجاتے ہیں اصلی واقعات پیش کئے اور بھی بہت سے طریقے گورنمنٹ کو اس کی سخت ضرورت کے وقت مدد پہنچانے کے استعمال کئے گئے اور یہ سب اپنی جانیں عزت اور مال کو جوکھوں میں ڈال کر کیا۔ پہلی دفعہ مسیح موعود کی چودہ برس پہلے کی پیشین گوئی (حکومت برطانیہ پر ایک وقت آئے گا جب کہ صرف بحیثیت جماعت صرف میری جماعت گورنمنٹ کا ساتھ دے گی اور اس کی وفادار رہے گی) قابل قدر طریقہ سے پوری ہوئی؟؟

۳...... گورنمنٹ انگلشیہ کا احمدیوں کی عزت افزائی اور اعتراف خدمات کرنا

''پنجاب گورنمنٹ نے ان کی زبردست خدمت کو علی الاعلان اور صفائی سے تسلیم کیا جو تاج برطانیہ کی سب سے زیادہ وفادار رعایا نے امن اور نظام قائم رکھنے کے لئے انجام دیں۔ ہم ذیل میں اپنے قارئین کے مطالعہ کے لئے پنجاب گورنمنٹ کے شائع کردہ پریس کمیونک کا مطلب درج کرتے ہیں:''پنجاب گورنمنٹ کو فسادات کو دبانے اور تمام ان خلاف قانون ایجی ٹیشنوں میں جنہوں نے پنجاب کو بدنام کر دیا ہے۔ ہر قسم کی شرکت سے علیحدہ رہنے کے متعلق قادیان کی احمدی جماعت کی سرگرمی کی ایک رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ جماعت اپنے ساتھیوں کو اس تحریک سے کوئی واسطہ نہ رکھنے کی ترغیب دلاتی رہی ہے۔ اور ان کی کوششیں نہایت کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔''

افسر لاہور سول ایریا تحت مارشل لاء نے جماعت احمدیہ کی قیام نظام کے لئے کوششوں کا ذیل کے خط میں اعتراف کیا ہے جو اس کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح کے ایک سیکرٹری کو بھیجا گیا۔

''مجھ کو افسر کمانڈنگ لاہور سول ایریا سے ہدایت ملی ہے کہ آپ کی چٹھی مورخہ ۱۲ر ماہ حال کے پہنچنے کا اعتراف کروں اور آپ کو اطلاع دوں) کہ افسر کمانڈنگ نے اس کی جماعت کے کام کی کیفیت کو جو وہ گورنمنٹ کے خلاف موجود ایجی ٹیشن کو رفع کرنے میں کر رہی ہے۔ نہایت دلچسپی اور قبولیت سے پڑھا ہے۔ انہوں کا خیال ہے کہ ایجی ٹیشن کو نہایت خطرناک صورت اختیار

کرنے سے روکنے کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں وہ بالکل موزوں ہیں اور یہ کہ اس طرح جو مدد آپ گورنمنٹ کی کر رہے ہیں وہ نہایت بیش بہا ہے۔

آپ کی جماعت کو بھروسہ رکھنا چاہئے کہ وہ گورنمنٹ کی پوری حفاظت حاصل کرتی رہے گی اور اس کو جب تک وہ اس حفاظت میں ہے۔ آپ کے مذہبی اور سیاسی مخالفوں سے کوئی خوف نہ کرنا چاہئے۔

افسر کمانڈنگ ان احمدیوں کی مدد حاصل کر کے بہت خوش ہوگا۔ جو لاہور رقبہ سول کے حدود کے اندر رہتے ہیں۔ اور اس کو انجمن احمدیہ لاہور کے سیکرٹری یا امیر سے مل کر نہایت خوشی ہوگی جب کبھی ان دونوں صاحبوں میں سے کسی کو اس سے ملنے آنے کا موقع ملے۔"

ایک مرتبہ اور مسیح موعود کی متذکرہ بالا پیشین گوئی کی صداقت عیاں ہوتی ہے۔ موپلوں نے کھلم کھلا للکارا اور گورنمنٹ کے حکام کو چیلنج دیا اور قریب قریب کل ملیبار ایک زبردست بغاوت کے مصائب میں لوٹ رہا ہے۔ بموجب اطلاع اخبارات موپلے ہندوؤں کو ان کے زبردستی بنا مسلمان رہے ہیں اور تاج کے وفادار موپلوں[1] اور دوسری وفادار رعایا کو ستا اور تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ ملیبار میں ہماری تعداد بہت ہی قلیل ہے پھر بھی انہوں نے اپنے فرض سے بے پرواہی نہیں تھی کہ وہ احمدیہ روایت وفاداری گورنمنٹ پر صادق ثابت ہوئی۔ پاہیر کے نام ایک تار مورخہ ۱۸ ستمبر رقم طراز ہے۔ "جونہی بغاوت شروع ہوئی۔ کناہ دور کڈوالی اور کالی کٹ کے مسلمانان جماعت احمدیہ نے احمدیوں کی بے زوال وفاداری پر قائم رہنے کے حکام ضلع وقسمت کے پاس خطوط بھیجے اور ہر قسم کی خدمت کے لئے جو ان سے نظام کو دوبارہ درست کرنے کے لئے مطلوب ہو خدمات پیش کیں۔"

غلام فرید............(ریویو آف ریلیجن ج ۲۰، ستمبر ۱۹۲۱ء)

غلام مرتضیٰ کے ذلیل حالات زندگی

مرزا غلام کا بدنام باپ نام نہاد مسیح موعود۔ قادیان ہند

(ماخوذ از کتاب احمد، دی مسینجر آف دی لیٹر ڈیز حصہ اول، لاہور ۱۹۱۷ء)

"نونہال سنگھ، شیر سنگھ اور دربار کے زمانہ میں غلام مرتضیٰ متواتر جنگی خدمت میں لگا

---

[1] یہ ایک بالکل خاص اور مکروہ افتراء ہے اور نہایت مضحکہ انگیز کذب ہے۔ یہ تحریک موپلا بالکل غدار اور بے رحم فرنگی یعنی

رہا۔ ۱۸۴۱ء میں وہ جنرل ونیٹورا کے ہمراہ منڈی اور کلو میں بھیجا گیا۔ ۱۸۴۳ء میں ایک پیدل رجمنٹ کے کمانڈر پر پشاور بھیجا گیا۔ اس نے بوقت بغاوت۔ ہزارہ، نزارہ میں اپنے آپ کو ممتاز کیا اور جب ۱۸۴۸ء کی بغاوت ہوئی تو وہ اپنی گورنمنٹ کا وفادار رہا اور اس کی طرف سے لڑا۔ اس موقع پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے بھی عمدہ خدمات سرانجام دیں۔ جس وقت دیوان مل سنگھ کی مدد کے لئے بھائی مہاراج سنگھ اپنی فوج لے کر ملتان کو جارہا تھا۔ غلام محی الدین نے معہ دیگر جاگیرداران لنگر خاں ساہیوال اور صاحب خاں ٹوانہ کی مسلمان آبادی کو ابھارا۔ اور مصرا صاحب دیال کے لشکر سے باغیوں پر حملہ کیا اور ان کو مکمل شکست دی۔ ان کو چناب میں دھکیل دیا جہاں پر چھ سو سے زائد ہلاک ہو گئے۔

"الحاق کے وقت خاندان کی جاگیریں لے لی گئی تھیں۔ لیکن غلام مرتضٰی اور اس کے بھائی کے لئے سات سو روپیہ کی پنشن مقرر کی گئی تھی اور قادیان اور قرب و جوار کے دیہات پر ان کا حق مالکانہ قائم رہا تھا۔ خاندان نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں لاجواب خدمات انجام دیں غلام مرتضٰی نے بہت سے آدمی بھرتی کرائے اور اس کا لڑکا غلام قادر اس وقت جنرل نکلسن کے لشکر میں کام کررہا تھا۔ جس وقت اس افسر نے ۴۶ نمبر کی ہندوستانی پیدل فوج کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگ گئے تھے۔ تریموگھاٹ پر برباد کیا۔ جنرل نکلسن نے غلام قادر کو اس مضمون کا ایک سرٹیفکیٹ (سند) دیا کہ ۱۸۵۷ء میں ضلع میں قادیانی خاندان نے سب سے زیادہ وفاداری کا اظہار کیا۔"

"غلام مرتضٰی ۱۸۷۶ء میں مر گیا اور اس کا جانشین اس کا بیٹا غلام قادر ہوا۔ یہ مقامی حکام کو مدد دینے میں ہمیشہ سرگرم رہا اور ان حکام کے بہت سے سرٹیفکیٹ حاصل کئے جن کا تعلق انتظام سے تھا۔ گورداسپور ضلع کے دفتر میں اس نے کچھ عرصہ بطور سپرنٹنڈنٹ کام کیا۔ اس کا اکلوتا بیٹا بچپن ہی میں مر گیا۔ اور اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ (گود لیا) کرلیا جو ۱۸۸۳ء غلام قادر کی موت کے وقت اپنے خاندان کا سربراہ سمجھا گیا ہے۔ مرزا سلطان احمد گورنمنٹ کی ملازمت میں بطور نائب تحصیلدار کے شامل ہوا اور اب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہے۔

بیٹا اپنے باپ کے قدم بقدم کس طرح چلا

"سڈیشن ایکٹ نے مذہبی جھگڑوں کے متعلق کوئی شرط نہیں لگائی اور اس کے پاس ہونے کے وقت گورنمنٹ نے کسی ایسی شرط کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ لیکن جس نکتہ کو مدبران سیاسی نے چھوڑ دیا اس کو مسیح موعود نے اپنے گوشۂ تنہائی سے دیکھ لیا۔ لہٰذا اس نے ۱۸۹۷ء میں ایک

میموریل تیار کر کے ہز ایکسیلنسی لارڈ ہلکن وائسرائے وقت کی خدمت میں روانہ کیا۔ جو چھاپ کر عام طور پر شائع بھی کیا گیا تھا۔ جس میں اس نے وائسرائے کو بتایا تھا کہ کس طرح تمام بدنظمیوں اور تکالیف کی جڑ مذہبی جھگڑے ہیں۔ مذہبی نزاعات پبلک کے قلوب میں جوش پیدا کر دیتے ہیں اور شریر لوگ اس جوش سے فائدہ اٹھاتے اور اس کو حکومت کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ لہذا مسیح موعود نے رائے دی کہ مذہبی مباحثوں میں بدزبانی کو قانون کی حد میں لانا چاہئے اور تجویز کیا کہ ایک قانون بنایا جائے جو ہر مذہب کے متبعین کو اپنے مذہب کی خوبیوں کو بیان کرنے میں آزاد چھوڑ کر کسی مخالف آئین پر حملہ کرنے سے روکے واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان میں تمام مصائب کی جڑ مذہبی اختلاف میں واقع ہے جو بحث کے ایک عجیب اور ہوشیاری کے طریقہ سے بذریعہ شریر لوگوں کے حکومت کے خلاف بطور ایک آلہ کے استعمال کئے جاتے ہیں اس طرح جب کبھی ایک مذہب پر جس کو اس کے متبعین بے انتہا عزیز رکھتے ہیں کوئی کمینہ حملہ کیا جاتا ہے تو گورنمنٹ سے جاہل مجمع کو بدگمان کرنے کے لئے شریروں کے مقصد کو یہ کہنا کافی ہوتا ہے کہ یہ سارا قصور گورنمنٹ کا ہے جو اس قسم کی زیادتیوں کی اجازت دیتی ہے۔ اس پر مجمع اصلی مجرم کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور گورنمنٹ سے ناخوش ہو جاتے ہیں۔

سیاسی ایجی ٹیشن کی طرف اس کا طرز عمل

''ستمبر ۱۹۰۷ء میں اس کا بیٹا مبارک احمد ساڑھے آٹھ برس کی عمر میں بموجب پیشین گوئی کے مر گیا جو اس کی پیدائش کے وقت کی گئی تھی۔ اسی سال میں مختلف قصبات میں صدر انجمن کی شاخیں قائم کرنے کے لئے قدم اٹھائے گئے۔ اسی سال تمام پنجاب میں زبردست سیاسی ایجی ٹیشن تھا۔ بعض اضلاع بغاوت کے لئے بالکل آمادہ تھے۔ ان حالات میں اس نے اپنے متبعین کے نام اس مضمون کا ایک نوٹس جاری کیا کہ وہ گورنمنٹ کی وفاداری میں مستقل رہیں اور اس کی ہدایت کی تعمیل میں اس کے متبعین نے بہت سی بدنظمی کو دبانے کیلئے آزادی سے اپنی خدمات پیش کر دیں۔''

ایک افغانی الٹی میٹم

ترجمہ چٹھی ۱۸۱۶ از سفیر افغانستان متعینہ جرمنی لیسنگ اسٹرا سے نمبر ۹ برلین مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۳ء بنام ڈاکٹر منصور ایم رفعت برلین ڈبلیو نمبر ۵۰۔

آپ نے اپنے پمفلٹ موسومہ ''دی احمدیہ سیکٹ'' جو آپ نے ماہ اگست ۱۹۲۳ء میں

شائع کیا اور ایک آرٹیکل بعنوان "کھلی چٹھی بنام نمائندہ افغانی گورنمنٹ متعینہ جرمنی" مجھ کو خطاب کر کے لکھا ہے۔ جو بوجہ آپ کی غلط فہمی کے مجھ کو بے انتہا تعجب میں ڈالتا ہے۔ آپ اس میں لکھتے ہیں کہ میں براہ راست یا بالتوسط جماعت احمدیہ کے ایجنٹوں کو سہارا دیتا ہوں اور اس کا ثبوت مسجد کی رسم سنگ بنیاد پر میری موجودگی میں دیکھتے ہیں۔ مجھ کو افسوس ہے کہ آپ حق سے بہت دور چلے گئے ہیں اور ایسی لچر اور فضول دلیل کا سہارا پکڑتے ہیں۔

ہمارے مقدس مذہب کے قوانین کے بموجب ایک مسجد سچے ایماندار کے لئے خدا کی عبادت کی ایک سادہ تعمیر اور جگہ ہے۔ اچھا تو بانی مسجد کا مسلمان ہونا یا غیر مسلم ہونا مسجد کی بزرگی اور پاکی کو کم نہیں کرتا۔ ہمارے قرآن مجید نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا کہ ایسی مسجد میں جس کو کسی کافر نے بنایا ہو نماز کی ممانعت ہے یا یہ کہ وہ مقدس نہ سمجھی جائے۔ برخلاف اس کے ایسے خیالات رکھنے والے عالمان قرآن کے نزدیک قابل نفرت ہیں۔ پھر مسجد کی بنیادی رسم کے موقع پر بحیثیت ایک مسلمان کے میرا موجود ہونا جس کو خالص اسلامی نظر سے سمجھنا چاہئے۔ کس طرح آپ کے ذاتی نکتہ چینی کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے اور اس کے دوسرے معنی لگائے جاسکتے ہیں۔

میں یہ یقین نہیں کرتا کہ تمہارے سیاسی خیالات اور ارادوں نے تم کو نیک اور مذہبی کاموں کے دائرے سے خارج کر دیا ہے۔ اور یہ کہ تمہارے خیالات مقدس مذہب اسلام کی ہدایت کے مخالف ہوگئے ہیں۔ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ تعمیر مسجد کسی طرف سے وہ ہو اسلام کے لئے سب سے بہتر پروپیگنڈہ ہے۔ اس کے برخلاف نہیں۔ ہماری چشم بینا اور ایک صحیح رائے قائم کرنا ذاتی اغراض کی بناء پر ترک نہ ہونی چاہئیں۔ یہاں سیاست کا کوئی[1] دخل نہیں ہے۔ مسلمانوں کی عبادت گاہ کی بنیاد رکھتے وقت موجود ہونا بطور سہارے یا اعانت کے نہیں سمجھا جاسکتا۔ لیکن صرف بطور ادائیگی فرض مذہبی کے۔

---

[1] مسجد پٹنی میں عید کے موقع پر بموجب تتمہ اخبار ہند مجریہ ۱۸؍اگست ۱۹۳۲ء ہزاکس لینی سفیر افغانستان متعینہ لندن، سردار عبدالہادی خاں نے اپنی تقریر میں چند زبردستی ریمارک کیئے۔ اس نے کہا کہ خواہ وہ قادیانی احمدیوں کے دعاوی کو مانے یا نہ مانے وہ بہت خوش تھا کہ دنیا کے مختلف حصص کے مسلمانوں سے ملنے کا اس کو موقع ملا۔ اس نے آخر میں کہا کہ جبکہ مذہب اس کی پوری توجہ کا مستحق ہے۔ پھر بھی مسلمان اس سیاسی پیچ کی طرف سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ جن سے اسلامی سلطنتوں کو ٹکرانا پڑا۔

مجھ کو واقعی افسوس ہے کہ تم نے معاملہ کو بہت کوتاہ بینی اور ایک رخ سے دیکھا ہے اور علاوہ ازیں تم حدود اخلاق اور مسلمانوں کے دستور سے بہت آگے چلے گئے اور افغانوں جیسی ایک قابل وقعت قوم پر حملہ کر بیٹھے میں اس کو خالص تمہاری ذات کی طرف سے ایک جلد بازیانہ اور سوچے سمجھے حملہ سمجھتا ہوں اور تمہارے نہ رکنے والے قلم کی کوشش جو ٹوٹ جانے کے قابل ہے۔

بعض کوتاہ بین اور خود پسند مسلمانوں کے اس قسم کی لچر گفتگو کا یہ نتیجہ ہے کہ عالم مسلمانی منتشر اور ذلیل ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کی زبردست قوم خاک ذلت میں مل گئی ہے اور اجنبیوں کی اطاعت میں جا پڑی ہے۔

مجھ کو یقین ہے کہ میرے خط کے وصول ہونے اور مطالعہ کرنے کے بعد تم اپنے خیالات بدل دو گے اور یہ کہ تم میرے اصلی خط کو معہ اپنی رائے کے تبدیلی کے اور احمد یہ پمفلٹ میں شریف افغان قوم پر جلد بازانہ اور قابل نفرت حملہ کرنے کی معافی کے شائع کر دو گے۔ ورنہ میں دوسرے طریقوں اور زیادہ تیز صورتوں میں آپ کی ناسمجھی کے اظہارات کی تردید کو مسلمان بھائیوں کے روبرو پیش کرنے میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہوں

آپ کا نیاز مند

دستخط غلام صدیق خاں

ہز مجسٹی امیر افغانستان کا سفیر اور اکسٹرا آرڈینیزی منسٹر

اپیل بحضور ہز مجسٹی امیر امان اللہ خاں۔ شاہ افغانستان

جناب والا!

چند یوم قبل مجھ کو اپنے پمفلٹ کی ایک کاپی (نسخہ) حضور والا کی خدمت میں حاضر کرنے کی عزت حاصل ہوئی۔ جس میں آپ کے سفیر متعینہ جرمنی، ہز اکس لینی غلام صدیق خاں کے نام نہایت خلوص دوستانہ اور صاف الفاظ میں لکھی ہوئی ایک کھلی چٹھی ہے۔ اس خطرہ پر آگاہ کرنے کی کوشش میں جو عام طور سے اسلام کے لئے اور خاص طور سے افغانستان کے لئے احمدی ایجنٹوں کی ایمان فروشانہ سرگرمیوں سے لاحق ہے۔ ان کے (سفیر صاحب) کی طرف سے ایک بھونڈا الٹی میٹم انعام میں وصول کر کے مجھ کو سخت تعجب ہوا اس لئے میں اس کو اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ بوجہ احمدیوں کے ساتھ مذہبی ہمدردی کے جنہوں نے حکومت افغانی ان کے ایجنٹوں کے قتل کا بدنما الزام لگایا۔ ان کو (سفیر صاحب) بالکل ترک کر دوں اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اسلام اور

تمام مشرقیوں کے غداروں کے مقابلہ میں اپنی بے خوف اور بے پرواہ جنگ جاری رکھوں اور اپنا معاملہ اللہ صاحب قوت اور عادل اور حضور والا کے حضور میں پیش کر دوں۔ برلین ۱۰ر ستمبر ۱۹۲۳ء

ایک احتجاجی نوٹ بخدمت سفیر گورنمنٹ افغانی متعینہ جرمنی

بوجہ چند یوم کے لئے شہر سے باہر ہونے کے میں آپ کے سخت خط یا شدید الٹی میٹم مورخہ ۶ر ماہ حال کو کل صبح سے پہلے وصول نہ کر سکا۔ نتیجتاً میں جلدی میں چند الفاظ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں نہ آپ کے زہریلے حملہ اور جھوٹے الزامات سے اپنے اور اخلاق کی بچاؤ کی غرض سے بلکہ خالص افغانستان کے اپنے اغراض کی اور اسلام کی حمائیت میں۔

بحث شروع کرنے سے پہلے میں یہ بتانا پسند کروں گا کہ آپ یہ خیال کرتے معلوم ہوتے ہیں کہ آپ گویا اپنے محل میں ایک بلند تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے ہیں اپنے نوکروں میں سے ایک ادنیٰ ملازم سے خطاب فرما رہے ہیں اور جبکہ آپ میری کھلی چٹھی میں آپ کے نام بزعم خود بد اخلاقی کی شکایت فرماتے ہیں۔ آپ کے الٹی میٹم میں ہر شخص تمام اخلاق اور آداب سے ایسا لاثانی تجاوز دیکھ سکتا ہے جو کبھی کسی ذمہ دار شخص نے نہ کیا ہوگا۔

ایک جھوٹا الزام

جو شخص میرے پمفلٹ متعلق "دی احمدیہ سیکٹ" میں میرا خط آپ کے نام مطالعہ کرے گا وہ مان لے گا کہ آپ کا مجھ کو قوم افغان کی توہین کرنے کا الزام غلط اور فضول ہے۔ میں نے تو شروع ہی میں افغانوں کی بہادری اور ان کی حب وطنی کی اعلیٰ صفات کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں کی ہے: "قوم افغان کا لحاظ اس کی ان بہادرانہ اور بے نظیر حب وطنی کی صفات کے جو اس نے سلطنت برطانیہ کی زبردست فوجوں اور سازشوں کے مقابلہ میں میدان جنگ میں اپنے ملک اور قومی عزت کو محفوظ رکھنے میں نمایاں کی ہیں۔ سالہا سال سے سرگرم ہمدرد اور مداح ہونے کی وجہ سے میں آپ کی توجہ ایسے معاملات کی طرف مبذول کرانے کی جرأت کرتا ہوں اگر فوراً صاف نہ کیا گیا تو وہ ضرور غلط فہمی پیدا کرے گا اور مسلمانوں کی نظر میں آپ کی گورنمنٹ کی نیک نامی کے زائل ہونے کا باعث ہوگا۔"

اسی خط میں آگے چل کر میں نے شائستگی سے آپ کو خاص طور سے اس حقیقت کی طرف سے توجہ دلائی ہے کہ وہ ہر قسم اور فرقہ کے احمدی ایجنٹ جن کی آپ مدد کر رہے ہیں ایسی نقصان دہ خبروں کے پھیلانے اور شائع کرنے میں مشغول ہیں جو آپ کے بادشاہ اور ملک کے

اغراض کے لئے بے انتہا خطرناک اور مضر ہیں۔ خصوصاً جہاں وہ آپ کی گورنمنٹ کا ان کے ''معصوم'' جاسوسوں کے قتل کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں میں اپنے پہلے خط کے الفاظ بجنسہ درج کرتا ہوں: ''شریف افغان قوم کا نمائندہ کس طرح ان احمدی ایجنٹوں کو جرمنی میں مدد پہنچا سکتا ہے؟ جو نہ صرف برطانی شہنشاہیت کے ہمنوا بنانے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اپنے اعلانات میں ایسی رپورٹیں شائع کرتے ہیں جن کا مقصد حکومت اور قوم افغان کی نیک نامی کو برباد کرنا ہے۔ جو انہوں نے سپاسنامۂ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز منجانب جماعۃ احمدیہ'' (طبع ثانی جولائی ۱۸۲۲ء طبع کردہ این مکرجی آرٹ پریس کلکتہ ویلنگٹن اسکوائر) صفحے پر لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے: ''محرف یہی نہیں ہے جو جماعت احمدیہ کے ممبروں نے اپنے امن پسندی اور عقیدہ وفاداری (سلطنت وحکومت برطانیہ سے) کی اشاعت کے بدولت برداشت کیا ہے۔ جہاں ان کے مخالف زیادہ طاقت ور تھے۔ وہاں ان کو خوف ناک مصائب کا شکار ہونا پڑا۔ مثلاً جماعت کے دو ممبر افغانستان میں اس وجہ سے تکلیف دہ موت سے مارے گئے کہ بموجب ان کے مقدس بانی کی ہدایات کے وہ جہاد[1] (مذہبی جنگ) کے جواز کے قائل (معتقد) نہ تھے۔

ان میں سے ایک تو افغانستان میں بڑے عالموں میں سے تھا اور اس قدر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کہ وہ رسم تاج پوشی امیر حبیب اللہ مرحوم کے لئے انتخاب کیا گیا تھا۔ وہ اسی امیر کے حکم سے نہایت بے رحمی سے سنگسار کر کے مار ڈالا گیا یہ بھی بجز مذکور بالا وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے۔'' دوسری طرف میں نے آپ کی توجہ لوکل انزیجر مجریہ ۱۹؍ جون ۱۹۲۳ء کے اس نہایت اہم اور تحریری آرٹیکل کی طرف بھی مبذول کرائی تھی جو آپ کے مع اپنی تمام شان وشوکت، اپنے عملی اور نیز جوان افغان طالب علموں کے رسم میں شرکت کرنے سے کئی ہفتہ پہلے شائع ہوا تھا۔ یہاں میں پھر اپنے خط سے لوکل انزیجر کے الفاظ نقل کرتا ہوں۔

''احمد (مرزا) کے دعاوی اور تعلیم کا سینکڑوں اسی قسم کی جگہوں میں سے ایک حوالہ: ''تو یاد رکھو کہ گورنمنٹ انگریزی تمہارے لئے ایک رحمت اور برکت ہے۔ یہ ایک ڈھال ہے جو تمہاری حفاظت کرتی ہے لہٰذا تم کو بھی اس ڈھال کی دل وجان سے قدر کرنی چاہئے۔ انگریز مسلمانوں سے جو تمہارے سخت مخالف ہیں۔ ہزار درجہ بہتر ہیں۔'' کیا مسجد زیر بحث کی رسم میں مدد دینے سے

---

[1] احمدی انگلستان کی ظالم حکومت کے خلاف ہر جنگ کو نہایت چالاکی سے مجرماً مذہبی جنگ قرار دیتے ہیں تا کہ اس کے فرو کرنے میں حصہ لے سکیں۔

پہلے ہزا کسیلنی غلام صدیق خاں سفیر حکومت افغانستان نے مذکورہ بالا آرٹیکل کے مضمون کی پوری طرح تحقیقات فرمانے کی کوئی تکلیف گوارا فرمائی؟

یہ بے انتہا افسوس ناک ہے کہ ان واقعات اور حالات کی موجودگی میں آپ نے ایک مسلم حکومت کے نہایت مقتدر نمائندے کی حیثیت سے ایسے موقع پر بخوشی حصہ لیا۔ اب اگر ان امور سے عدم علم کا اظہار فرمائیں تو یہ اور بھی بہت ناک ہے اور اگر آپ نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے تو یہ بد سے بدتر ہے۔

مزید برآں آپ کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ نہ تو سفیر ایران نہ قائم مقام حکومت ترکی نہ جماعت اسلامیہ اور نہ اعلیٰ طبقہ کے تعلیم یافتہ جرمن گئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے بیان کی صداقت نے کہ آپ براہ راست اور خفیہ طور سے احمدی ایجنٹوں کی مدد کر رہے ہیں۔ آپ کو بالکل سٹ پٹا دیا اور یہ کہ آپ بے قصور لوگوں پر جھوٹے الزام عائد کرنا چاہتے ہیں۔ اب میں صرف آپ کی رسم کے وقت موجودگی اور اس تقریر ہی کو جو آپ نے کی آپ کی مدد دینے کے لئے پیش نہ کروں گا۔ بلکہ اور دوسرے اہم واقعات کو جن کو میں اپنی کھلی چٹھی میں تحریر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جناب من! کیا آپ ان احمدی ایجنٹوں کو فیاضی سے روپیہ کی مدد نہیں کر رہے ہیں اور کیا آپ اپنے سفارت خانہ پران کی شاہانہ طریق پر تواضع (مہمانداری) نہیں کر رہے؟

اسلامی معاملات سے بالکل لاعلمی

اب اگر ہم سوال کے مذہبی پہلو کا جواب دیں تو یہ قابل افسوس امر ہے کہ آپ بالکل ہی کھوئے جاتے ہیں۔ اس معاملہ میں جو غایت درجہ کی لاعلمی جو آپ نے ظاہر کی ہے۔ وہ لاثانی ہے۔ آپ کی حیثیت کے لوگوں کے لئے جو مسلم گورنمنٹ کے قائم مقام بنائے جاتے ہیں۔ علم سے اس قسم کی بالکل بے حرمتی نہایت تعجب خیز ہے۔ مختصر یہ کہ جو شیخی آپ بگھار رہے ہیں۔ اس کا ایک لفظ بھی صحیح نہیں ہے۔ آپ نے اپنی چٹھی میں تحریر کیا ہے:

”ہمارے مقدس مذہب کے قوانین کے موجب مسجد ایک عمارت ہے اور سچے ایمانداروں کے لئے خدا کی عبادت کرنے کی ایک جگہ۔ اب بانی مسجد مسلمان ہو یا غیر مسلم یہ امر مسجد کی تقدیس اور پاکی کو کم نہیں کرتا۔ ہمارے قرآن مجید نے ایسا حکم نہیں دیا کہ کسی کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز ہے یا اس کو مقدس نہ سمجھنا چاہئے۔ برخلاف اس کے عالمان قرآن کے نزدیک ایسے خیال ظاہر کرنے والے قابل نفرت ہیں۔ پھر کس طرح ایک مسلمان کی حیثیت میں مسجد کی رسم بنیادی میں میری موجودگی میں جس کو خالص اسلامی نکتہ نظر سے سمجھنا چاہئے۔ آپ

کی شخص نکتہ چینی کے لئے پیش ہو سکتی ہے اور اس کو اور معنے پہنائے جا سکتے ہیں؟"

عجیب منطق..........اپنے مددگاروں کو بھی اپنی مدد کے لئے لے آیئے اور اب اس سب سے بڑے حاکم کا فیصلہ سننے کے لئے تیار ہو جایئے۔ جس کے حضور میں ہر شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔ ہمارا مقدس قرآن اس معاملہ زیر بحث کے لئے بالکل صاف ہے۔ گویا کہ آیت اسی موقع کے لئے نازل ہوئی تھی۔

سورہ توبہ۔ قرآنی آیات (۱۰۷،۱۱۰)

۱۰۷...... اور وہ جنہوں نے نقصان پہنچانے کے لئے اور کفر کرنے کے لئے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اور اس کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے لڑ چکا ہے بطور جائے پناہ کے ایک مسجد ضرار بنائی اور وہ یقیناً قسمیں کھائیں گے کہ ہماری غرض بجز بھلائی کے کوئی دوسری نہیں ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

۱۰۸...... اس میں کبھی نہ کھڑے ہونا۔ بے شک مسجد جس کی بنیاد شروع دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہونا۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ وہ صاف ستھرے رہیں اور اللہ صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

۱۰۹...... تو وہ شخص بہتر ہے جو خدا کے خوف اور اس کی خوشنودی پر بنیاد رکھے یا وہ شخص جو پھسپھسے کھوکھلے کگارے کے کنارے پر اپنی بنیاد عمارت قائم کرے۔ پس وہ اس کو جہنم کی آگ میں لے گرے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

۱۱۰...... جو عمارت انہوں نے تعمیر کی ہے وہ ہمیشہ کے لئے ان کے دلوں کی بے چینی کا باعث رہے گی۔ مگر یہ کہ ان کے دلوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور اللہ جاننے والا صاحب تدبیر ہے۔

آپ مجھے یہ کہہ کر بھی مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ عالم اسلامی میرے جیسے لوگوں کی کوششوں سے منتشر ہو گیا۔ لیکن برخلاف اس کے اس کا باعث منافقین ہیں جو ہر فرقہ وارانہ جماعت کا یہاں تک کہ اس کا بھی ساتھ دیتے ہیں جو صاف طور سے اسلام کے مخالف ہیں گویا کہ ان ہی میں ہے۔ یہ لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی حالت ابتر کر دی ہے۔ حالانکہ ہمارے یہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے اس خوبصورت کلام میں اسلام کی سچی شان ظاہر ہوتی ہے:

"تم میں سے جو شخص کسی منکر کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ ہاتھ سے درست کر کے (روک دے) لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کو اپنی زبان استعمال کرنا چاہئے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اپنے دل سے (کم سے کم وہ اسے ناپسند تو کرے) اور یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی،

ابن ماجہ اور مسند احمد) آپ دیکھتے ہیں کہ منکر کو درست کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور اس کو منافقانہ عمل نہ کرنا چاہئے۔

احمدی اور خلیفہ

غالباً آپ کو علم ہوگا کہ آپ کی گورنمنٹ کا ترکی گورنمنٹ کے ساتھ دلی اتحاد ہے اور آپ کی گورنمنٹ خلیفہ کی اطاعت کرتی ہے تو افغان گورنمنٹ کے قائم مقام کا ہر قسم و فرقہ کے احمدی ایجنٹوں کی مدد کرنا جو موجودہ خلیفہ کو نہیں مانتے کس طرح ممکن ہے کیونکہ وہ اپنا خلیفہ ہی نہیں بلکہ مکہ اور مدینہ بھی الگ رکھتے ہیں۔ میں ان ہی کے ایک پمفلٹ (دی اسلامک ریویو) جو ماریشس میں طبع ہوا ہے نقل کرتا ہوں: "یہ سب جانتے ہیں کہ غیر احمدی سلاطین ترکی کو تمام عالم اسلامی کا روحانی سردار مانتے ہیں۔ لیکن احمدی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس کا دعویٰ خلافت جھوٹا ہے اور کسی صورت میں بھی اس کی وفاداری سے انکار کرتے ہیں۔ (از اسلامی سوومنٹ احمدیہ)

الزام دہندہ کون ہے

یہ نہایت عجیب ہے کہ بذریعہ دھمکیوں کے مطالبہ کرتے ہیں کہ مجھ کو آپ سے معافی مانگنی چاہئے۔ لیکن یہ ہماری دنیا پر عیاں ہے کہ آپ کو نہ صرف تمام مسلمانوں سے معافی مانگنی چاہئے بلکہ اپنی گورنمنٹ سے بھی جس کی آپ نے احمدی ایجنٹوں کو جو اسلام کے پردہ میں ہمارے سب سے بہتر ایمان اور محبوب آزادی کی بربادی کے خوفناک آلہ ہیں۔ براہ راست اور بالتوسط سہارا دے کر توہین کی ہے۔ آخر میں آپ نے مجھ کو ہمارے مسلمان بھائیوں کے سامنے کھلم کھلا کھول کر پیش کر دینے کی دھمکی دی، میں آپ کا اس شروعات کرنے پر بے حد مشکور ہوں گا۔ میں نے جو کچھ کیا ہے اس پر میرے دل اور ضمیر کو اطمینان ہے۔ ڈاکٹر منصور ایم رفعت ا

احمدیوں اور ان کے حمایتوں پر ایک زور کا چانٹا

چھوٹی جیل سے بڑی جیل میں: "میں یرودا جیل کی کنجی چاہتا ہوں"

مولانا محمد علی سے ملاقات کی گئی۔

"مجھ کو کچھ کہنا نہیں ہے کیونکہ مجھ میں کوئی بات نئی نہیں ہے۔ میں حال میں ایک چھوٹی جیل سے بڑی جیل میں چھوڑا گیا ہوں۔ لیکن میں اپنی رہائی سے ذرا بھی خوش نہیں ہوں۔ کیونکہ یہاں گاندھی بھی ایک جیل میں ہیں۔ میں اس وقت تک آرام نہ کروں گا۔ جب تک مجھ کو مہاتما کے آزاد کرانے کے لئے یرودا جیل کی کنجی نہ مل جائے۔ میں جیل میں سے بلا کسی قسم کی پشیمانی کے اور

ان ہی جرموں کے ساتھ آیا ہوں جن کے ساتھ میں داخل ہوا تھا اور مجھ کو اس میں دوبارہ داخل ہونے کا کوئی خوف نہیں ہے۔ میں مہاتما کے پروگرام بلاتشدد و عدم تعاون اور ہندو مسلم اتحاد پر قائم ہوں۔

ایک عمدہ ثبات

مولانا محمد علی رہا کر دیئے گئے اور ان کی پہلی پبلک تقریر ان کے شایان شان تھی۔ مہاتما گاندھی اور اس کے سیاسی طریقوں کے بے حد احترام میں علی برادرز نے ایک ایسی مثال قائم کی ہے کہ جی چاہتا ہے۔ مہاتما کے ہندو ہم وطن بھی نقل کرنے کی طرف توجہ کریں۔ یہ امر کہ ہندوستان کو موجودہ سیاسی تقسیم کے تحت مہذب شہریوں کے اصلی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ محمد علی کے اس جملہ میں کہ میں ابھی ایک چھوٹی جیل سے بڑی جیل میں نکل آیا ہوں۔ بہت اثر پذیر سے ادا کیا گیا ہے۔ یہ اصل وقت تھا کہ کوئی ممتاز مسلمان لیڈر ہندوستان کو آگاہ کرتا کہ نورین کے صلح نامہ نے خلافت کے مسئلہ کو کس قدر کم طے کیا ہے۔ جب تک کہ جزیرۃ العرب غیر مسلم ہاتھوں میں ہے۔ مسئلہ خلافت باقی ہے اور ایسی گورنمنٹ سے موالات ناممکن ہے۔ جو اپنے شہریوں کی ایک بڑی اور بااثر جماعت کے گہرے مذہبی خیالات کی پرواہ نہیں کرتی۔

دی ''انڈین نیشنلسٹ'' ستمبر ۱۹۲۳ء

نوٹ: مسئلہ خلافت کے متعلق ''انڈین نیشنلسٹ'' کے ایماندارانہ اور دوراندیشانہ خیال کے ہم دل سے موافق ہیں ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خلافت کی حقیقی حفاظت اور نیز مذہب اسلام کی صرف فاسد برٹش اثر اور سازشوں کو عرب کے تمام حصص سے ہی اٹھا دینے میں نہیں ہے بلکہ مصر اور فلسطین سے برٹش سپاہیوں کو چلتا کرنے میں بھی ہے۔ جب تک کہ یہ اہم مسئلہ بغیر حل کے باقی ہے۔ اس وقت تک ہند مصر یا باقی ماندہ مشرق اور تمام اسلامی دنیا کو نہ خوشی ہوگی۔ نہ پناہ یا امن نصیب ہوگا۔ اور اس پر بھی احمدیہ ایجنٹ اندھے ہو کر بلا شرم کے انگلستان کی وفاداری کا وعظ دنیا کو کئے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کی خدمت میں اپیل!

بے نیازی ہو چکی اے قوم مسلم کب تلک ہم کہیں گے حال دل اور تو یہ فرمائے گی۔ کیا؟

حضرات! آپ کو اخبارات سے معلوم ہوا ہوگا کہ حضرت مولوی محمد عبدالجبار صاحب الخیری ایم اے دہلوی نے ۱۹۱۹ء سے برلین میں علم توحید نصب کیا۔ جب کام بڑھ گیا تو انہوں نے خواجہ کمال الدین صاحب (قادیانی) سے اعانت چاہی مگر خواجہ صاحب نے ان کو جواب تک نہ دیا۔

مولانا خیری کے خطوط اور نیز دیگر ذرائع سے ان کو جرمنی میں اشاعت اسلام کا حال معلوم ہوا۔ وہ جرمنی گئے برلین میں حالات کا مشاہدہ کیا۔ واپس آ کر امیر جماعت محمد علی صاحب (مرزائی) کو لاہور خط لکھا۔ یہاں سے ایک مبلغ عبدالمجید صاحب (مرزائی) فوراً بھیجے گئے اور کچھ عرصہ کے بعد صدرالدین صاحب (مرزائی) بھی پہنچ گئے۔ جماعت اسلامیہ برلین نے جس کے بانی مولانا خیری ممدوح ہیں۔ صدرالدین صاحب کی خدمت میں ایک وفد بسرکردگی جناب ترکی جنرل فیلڈ مارشل رمزے پاشا بدیں غرض بھیجا کہ اشتراک عمل کی کوئی صورت پیدا ہو جائے اور متحد ہو کر اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام ہو، تاکہ لوگوں کو ہنسنے کا موقع نہ ملے، اور نہ کام میں رکاوٹ پیدا ہو۔ مگر جب سے یہ احمدی پارٹیاں گئی ہیں کسی جرمن کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

حالانکہ پہلے ہر ہفتہ قریب قریب آتی رہتی تھی۔ افسوس کہ اس سمجھوتہ کو صدرالدین صاحب نے بری طرح ٹھکرا دیا۔ اس کی وجہ قارئین رسالہ ہذا سے مخفی نہ رہے گی۔ ایک باعث شان اسلامی کو قائم کرنے اور رکھنے میں کوشاں ہے اور وہ سیدھے اور سچے اسلام کی اشاعت و تبلیغ کر رہی ہے۔ اس کو نہ انگریزوں سے واسطہ ہے۔ نہ جرمنوں سے تعلق۔ دوسری جماعت کا مطمع نظر استحکام سلطنت برطانیہ ہے۔ جن کے داخلہ جماعت کے دس اصولوں میں سے ایک اصول استحکام سلطنت برطانیہ ہو وہ اس سے کسی طرح غافل رہ سکتے ہیں۔

چنانچہ اس کی کوششوں کا یہ رسالہ شاہد ہے اور خواہ کمال الدین صاحب کا ایسے نازک موقعوں پر دوبارہ بغرض مکہ معظمہ جانا اور شریف یا شاہ حجاز کا مہمان ہونا بھی اپنی خاموش زبان سے ہماری توجہ کو اپنی طرف مبذول کرا رہا ہے۔ اب کوئی بتائے کہ اس قسم کی دو جماعتوں میں اتحاد اور اشتراک عمل کس طرح ہو سکتا ہے؟ ہمارے ان کے مذہب میں فرق ہماری ان کی سیاست میں زمین آسمان کا تفاوت۔ ہندو سیاسیات میں ایک حد تک ہمارے ہم آہنگ ہیں۔ ان سے ان میں (سیاسیات) ایک حد تک سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ مگر وہ جماعت جو سیاسیات میں مظلوم ہندوستانیوں کے خلاف گورنمنٹ کو اپنی خدمات پیش کرے اور مذہب میں افغانستان میں جا کر جہاد کی لغویت اور ناجائز ثابت کرنے کا پروپیگنڈہ کرے۔ کس طرح ہم سے اتحاد کر سکتی ہے۔

برادران اسلام! ایسی زبردست تحریک سے جو اسلام کی حقانی اور روحانی قوت کو خاک میں ملانے والی ہو بچنا اور بچانا آپ کا فرض ہے اور جماعت اسلامیہ برلین کو مدد دے کر اتنا قوی بنا دینا کہ وہ اپنی اشاعت کے کاموں میں ان لوگوں سے دب کر نہ رہنے پائے۔ آپ کی آئندہ فلاح و بہبودی کا باعث ہے۔ یورپ میں اسلام کو بدنام کرنے والوں نے پہلے ہی سے بہت بدنام کر رکھا

ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ یورپ کو مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ حضرت مولانا خیری مدظلہ نے برلین میں اپنی تحریر، تقریر اور عملی نمونہ سے اس طرح اسلام کو پیش کیا کہ علماء جرمنی گرویدہ ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ یہ ڈاکٹر شونیس جن کا ذکر خیر اس رسالہ میں ہے اور آج کل بمصداق مثل ''جس کی ہنڈیا ڈوئی اس کا ہر کوئی۔'' قادیانی پارٹی کی حمایت میں ہیں۔ حضرت مولانا خیری کی سادہ زندگی اور اخلاقی قوت کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

(ملاحظہ ہو اخبار مسلم دہلی مجریہ ۲۰ / مارچ ۱۹۲۳ ترجمہ از اخبار کرانیکل)

حضرات اگر ہم نے جماعت اسلامیہ کو مدد دے کر تقویت پہنچائی تو علاوہ بیشی تعداد کے جماعت کے طفیل یورپ میں حاصل ہوگی ہم کو حسب ذیل فائدے اور بھی پہنچیں گے۔

۱...... سلطنت ترکی و دیگر سلطنت ہائے اسلامی کی تقویت مادی۔

۲...... خدمت کی مضبوطی اور استحکام۔

۳...... یورپ کو ہم دور افتادہ بحالت کسمپرسی مسلمانوں سے ہمدردی اور اخوت مذہبی۔

۴...... اقوام عالم میں ہماری قوت اور منزلت۔

۵...... آئے دن کے غیر ملکی چندوں سے نجات۔

۶...... مقامات مقدسہ کی مکمل حفاظت۔

۷...... اغیار کی دھمکیوں کا سدباب

اگر آپ چاہتے ہیں کہ خاموشی سے ان فوائد کو حاصل کر لیں تو آپ کے لئے دو امور ہیں ایک تو آپ جماعت اسلامیہ برلین کو تقویت پہنچائیے تاکہ یورپ میں آپکی آواز سنی جائے اور آپ کے مصائب پر آنکھیں نم ہوں۔ دوسرے اپنی حالت کو سدھارنے کے لئے تنظیم کیجئے اور جماعت اسلامیہ برلین سے ملحق جماعۃ المسلمین کا افتتاح فرمائیے اور ایسی جماعت بنائیے جو واقعی جماعت کہلانے کے لائق ہو۔ خاموشی سے ٹھوس کام کیجئے۔ سب سے بڑی نعمت سب سے زبردست طاقت اتفاق ہے۔ جس قوم نے یہ حاصل کر لیا اس نے ہر نعمت حاصل کر لی۔ یاد رکھئے کہ آپ کو اپنی حالت درست کرنی ہے۔ ''دھن تو اپنی دھن اور کی دھن سے باپ نہ پن۔''

آخر میں ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ جماعت اسلامیہ کے پریذیڈنٹ حضرت خلیل پاشا امیر داغستان۔ اور سیکرٹری محمود شوکت الپانی ہیں۔ اس جماعت میں ۴۱ مختلف ممالک کے مسلمان ممبر ہیں۔

الخادم الاسلام...... محمد عبدالغفار الخیری

پھاٹک حبش خاں دہلی

انکشاف حقیقت

(احمدی اسلام)

جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس مترجم

میں چاہتا تھا کہ ترجمہ ادب اردو کا نمونہ ہو اور چونکہ میں خود کم علم ہوں۔ اس لئے تقریباً ترجمہ میں ادب کے چٹخارے تو نہ ہوں گے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ مطلب خبط اور فوت نہ ہوگا میری بے بضاعتی اور کثرت مشاغل عدیم الفرصتی نے اتنی مہلت نہ دی کہ جلد ترجمہ ہدیہ ناظرین کو دیتا ادھر ڈاکٹر منصور ایم رفعت نے دوسرا رسالہ بھیج دیا۔ جس کی وجہ سے اور تاخیر ہوگئی کہ دونوں ایک ساتھ ہی شائع ہو جائیں۔ اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ یہ ترجمہ قیمتاً روانہ ہوگا مگر اس کی اشاعت عام کو ضروری سمجھ کر کوئی قیمت مناسب نہ سمجھی گئی۔ اللہ کے بندے جن کے پہلو میں دل اور دل میں درد اور جوش اسلامی ہوگا یوں بھی جماعت اسلامیہ برلین کی اعانت کو ہاتھ بڑھائیں گے۔ لہٰذا اس کی قیمت بھی ہے کہ ایک مرتبہ شروع سے آخر تک پڑھیئے اپنے دوست واحباب کو بھی دکھایئے یا پڑھ کر سنایئے اور صاحب وسعت اصحاب اس کو چھپوا کر مفت تقسیم کریں۔

خاکسار نے جو مضمون اخبارات میں دیا تھا اس پر قادیانی پارٹی مجھ سے سخت ناراض ہے۔ چنانچہ اپنے اخبار الفضل مورخہ ۲۶ راکتوبر ۱۹۲۳ء، ۳۰ راکتوبر ۱۹۲۳ء میں نہایت سخت وست لکھا ہے۔ قارئین رسالہ ہذا خود دیکھ لیں گے کہ جو ثبوت ڈاکٹر منصور رفعت نے ان ہی کی کتب وغیرہ سے دیئے ہیں۔ ان کی بناء پر یہ ہر دو پارٹیاں قادیانی اور لاہوری مورد الزام ہیں یا نہیں۔ مجھ کو تو گالیوں کا جواب دینا نہیں آتا نہ مجھ کو میرے خدا نے یا اس کے رسول ﷺ نے قولاً یا فعلاً اس قسم کا حکم یا تعلیم دی پس ایسوں کا جواب خاموشی ہی ہو سکتا ہے۔

اخبار میں تو اس رسالہ کا ذرا سا اقتباس شائع ہوا تھا جو بمنزلہ پٹاس کے پٹاخے کے تھا مگر اب دیکھیئے اس جنگی توپ کے چلنے پر قادیان سے ہمارے لئے کیا ڈالی لگ کر آتی ہے۔

نالہ لب تک بھی پہنچا کہ اثر دکھلایا
گولی لگتی ہے نشانے پہ صدا سے پہلے

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اپنا کام آپ سنبھالئے۔ دوسروں پر کام چھوڑنے سے دوالے ہی کی امید ہو سکتی ہے۔ اس رسالہ کے پڑھنے والے جان لیں گے کہ یہ پارٹیاں کیسا کام کر رہی ہیں اور کہاں تک مسلمانوں کی اعانت کی مستحق ہیں اور وہ جو خاموشی سے دین متین کی

خدمت میں کمربستہ ہیں۔ ان کی مدد نہ کر کے ہمارے ہی ہاتھوں اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔ کاش مسلمان اب بھی اپنے فرض کو پہچانیں۔ فقط!

خادم اسلام۔ محمد عبدالغفار الخیری، عفاءاللہ عنہ پھاٹک حبش خان دہلی

فرقۂ احمدیہ

برٹش شہنشاہیت کا ہراوّل دستہ اور اسلام کے لئے سب سے بڑا خطرہ

ان کے فریب کا ثبوت بیّن

مؤلفہ و مصنفہ جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت

پریذیڈنٹ مصری کلب (جنیوا اور سوئزرلینڈ) اور ایڈیٹر ''دلاپٹیری انجکشن'' اعتباہ بابت اس پروپیگنڈے کے جو قوم کے لئے کے نہایت مقدس جذبات پر اثر کرتا ہے اور اکثر مہلک ہے۔

میں ایک لحہ کے لئے اپنی کمزور آواز اس بیرونی پروپیگنڈے کے خلاف بلند کرنے میں توقف کرتا ہوں جو قوی قلوب کو آج کل برباد کر رہا ہے۔ اس پروپیگنڈہ کا منبع سلطنت برطانیہ خاص طور سے ہے یہ ہماری خبروں کے ذرائع تک کو آلودہ کرتا ہے۔ یہ انسان کے نہایت مقدس جذبات پر اثر کرتا ہے اور اکثر بنی نوع انسان کے سب سے زیادہ مقدس مقصد کا مدعی بنتا ہے وہ عوام تک پہنچتا ہے۔ شہری اور تجارتی انجمنوں، نسوانی کلبوں، مطبعوں اور منبروں تک پہنچتا ہے۔ اس کا اظہار اکثر خبروں کے پیرایہ میں ہوتا ہے اور بسا اوقات ہمدردانہ اور مذہبی اپیل کی شکل میں۔

ماخوذ از تقریر سنٹر میرم بانسن۔ از اخبار کیلک امریکن نمبر ۳۱ نیویارک ۴ اگست ۱۹۲۳ء

تنبیہ

بدقسمتی سے بعض مقامی اخبارات نے غلط خبر کی بناء پر شائع کر دیا ہے۔ کہ جماعت اسلامیہ فی برلین دو مختلف حصوں میں منقسم ہوگئی ہے ایک کا نام انہوں نے موافق انگریز اور دوسری کا مخالفت انگریز رکھا ہے۔

مزید برآں یہ بھی درج کیا ہے کہ فریلیہز پلاز میں عنقریب دوسری پارٹی بمقابلہ پہلی کے ایک مسجد تعمیر کرنے والی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جماعت اسلامیہ برلین کے تمام ممبر باہم متحد ہیں

اور سب احمدی ایجنٹوں کی تحریکات اور ان کی تمام تجاویز اور معاملات کو نہ ماننے اور برا سمجھنے میں متفق ہیں۔

علاوہ ازیں وہ ہر دو احمدی سرگروہوں کی فاسد تحریکات سے پبلک کو متنبہ کرتے ہیں جو دراصل ایک ہی ہیں۔ باوجود اس کے کہ ان سرگروہوں میں سے ہر ایک الگ الگ نام سے اپنے کو ظاہر کرتا ہے۔ ایک نے تو وزلیھن میں تعمیر مسجد شروع کر دی ہے اور دوسرا فریلیھز پلاز میں عنقریب بنیاد ڈلنے والا ہے۔ کھلے ہوئے اسباب کی وجہ سے ایک اپنے آپ کو انگریزوں کا دوست اور دوسرا انگریزوں کا مخالف ظاہر کرتا ہے۔ جرمنی کے تمام مسلمان اس مسجد پر قانع تھے جو جرمن گورنمنٹ نے بمقام وارٹروف نزد برلین ۱۹۱۴ء میں تعمیر کرائی تھی۔

دیباچہ

اگرچہ تحریک احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اس تحریک کو ہند میں نومبر ۱۹۰۰ء کو جاری کیا۔ لیکن میں نے کبھی اس کی تعلیم اور بنیادی اصولوں پر توجہ نہیں کی تھی جب تک کہ مجھ کو برلین میں اس کی تحریک کے ایک لیڈر سے ملنے اور اس موضوع پر کئی بار دلچسپ گفتگو کا موقع نہ ملا ان کو مجھے احمدی بنا لینے کا اس قدر یقین تھا کہ انہوں نے مجھ کو اپنے ایک رسالہ کا جو ابھی تک زیر طبع ہے اور جس کو فرانسیسی زبان میں وہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پروف شیٹ بغرض اشاعت دیا۔ اس وجہ سے مجھ کو برمحل اس تحریک کو مطالعہ کرنے کا زریں موقع مل گیا۔ علاوہ ازیں مجھ کو اس موضوع پر اور بھی کئی رسالے مل گئے اور میں نے نہایت غور و تامل سے ان کو پڑھا۔ سب سے پہلی چیز جس نے میری توجہ کو مبذول کیا اور شبہ پیدا کیا اور احمدیوں کی پارٹی پروگرام کی انگلستان کے شہنشاہیت اور نوآبادیات کی آرزو اور پالیسی سے مکمل مطابقت تھی۔

اگرچہ لیڈرز (سرکردہ) نے مجھ کو بار بار یقین دلایا کہ یہ بالکل مذہبی ہے اور اس کو سیاسیات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن ان کو بکثرت اعلانات میں جو وہ ہر جگہ تقسیم کرتے ہیں۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ ان کی تحریر اور تقریر کی ہر سطر میں انگلستان کی مکمل اور اندھی وفاداری کا وعظ ہوتا ہے اور وہ اس کو اپنے اعتقاد کا جزو اوّل کہتے ہیں۔

دوسری چیز جس پر عمل کرنے کے لئے بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے وہ عقیدہ جہاد کو اسلام سے بالکل اڑا دینا ہے۔ یعنی مسلمانوں کی مذہبی جنگ کو اگرچہ یہ جہاں بالکل دفاعی ہے اور مطلق

جارحانہ نہیں ہے جیسا کہ بہت سے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کیونکہ اس کا حکم اس وقت ہے جبکہ دشمن ہمارے ملک ملت یا مذہب پر حملہ کرے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کی اخلاقی اور روحانی قوت کا جس سے انگلستان بہت خائف ہے اور جن مردانہ اور عمدہ صفات کو وہ باوجود اپنی سالہا سال کی زبردست سازشوں اور خراب کرنے کی کوششوں کے مسلمانوں سے جدا نہ کرسکا۔ خاتمہ کردیں۔ ان کے پروگرام میں تیسری سب سے بھیانک بات مسئلہ خلافت ہے۔ کیونکہ فرقہ احمدیہ کے بانی نے نہ صرف خود ایک مقدس اور ممتاز رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ بلکہ تمام زیر نگرانی وحفاظت حکومت انگریزی مسلمانوں کے لئے ایک خلیفہ ہونے کا بھی جس کو اس کے متبعین بہت مضبوطی سے سہارے ہوئے ہیں۔

یہ امر عجیب ہے کہ اس وقت جب کہ تمام انگلستان کی شاہی فوجیں پورے زور وشور سے اسلامی قوموں کو غلام بنانے میں اور مسلمانوں کے مقدس مقامات مکہ مدینہ کو اپنے زیر اثر لانے میں منہمک ہوں تو مسلمان یا ایک گروہ جو مسلمان ہونے کا مدعی ہو۔ ایسی قوت سے دوستانہ تعلق رکھے جو اسلام کو مٹانے اور اس کی تعلیم کی تخریب پر تلی ہوئی ہے۔ کوئی سچا مسلمان گلیڈسٹون کے اسلام پر سخت اور وحشیانہ حملوں کو نہیں بھول سکتا جواب تک حکومت انگلشیہ کا خاص مقصد بنی ہوئی ہیں۔ کس طرح ایک مسلمان انگلستان کی تعدی اور ظلم کو بھول سکتا ہے جو وہ ہندوستان، ایران اور مصر میں آئے دن کرتا رہتا ہے۔ ایک شخص کے لئے انگلستان کے اس متواتر اور باقاعدہ آرمئی پروپیگنڈہ پر نظر ڈالنا کافی ہے۔ جو صرف اسلام کو زیر کرنے اور اسلامی تعلیم کی تخریب کرنے کے لئے تمام دنیا میں ہورہا ہے۔ یا اس کھلی اور خفیہ کارروائی پر نظر ڈالنا جو ابھی حال میں انگلستان نے دوران جنگ ترکی و یونان اور قبضہ قسطنطنیہ یہودیوں کے فلسطین حوالہ کرنے اور جزیرۃ العرب کی تقسیم کرنے سے ظاہر کی۔

تاریخ اسلام کے اس نازک موقع پر سب سے زیادہ مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں سے حملہ آوروں کو نکال دیں۔ اس کام کو سرانجام وہ صرف تعمیر مساجد سے نہیں کرسکتے۔ بلکہ قوی جماعتیں بنانے اور اعلیٰ درجے کی جدید تعلیم سے کرسکتے ہیں۔ تاکہ وہ ہمارے دشمنوں کو ترکی بترکی جواب دے سکیں۔ ہمارے نبی محمد ﷺ نے خود فرمایا کہ ایک گھنٹہ کا تخیل ہزار گھنٹہ کی عبادت سے بہتر ہے وہ اور کونسی چیز ہے جو اپنے ملک کی آزادی اور اس کے باشندگان کی مظلومانہ

حالت سے زیادہ مستحق تخیل ہو۔ قرآن ہم کو تعلیم دیتا ہے۔ ''جو تم کو ایذاء پہنچائے تم کو اس کی مخالفت کرنے کی اجازت ہے۔''

جماعت اسلامیہ برلین کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ امر یہ ہے کہ مقامی مطابع کا ایک حصہ سیاسی وجوہات سے مسلمانوں کو دو مختلف گروہوں میں منقسم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان میں سے ایک کا وہ رفقائے انگلستان اور دوسرے کا دشمن انگلستان نام رکھتا ہے۔ درحقیقت تمام مسلمان انگلستان سے بالاتفاق متنفر ہیں۔ کیونکہ وہ اس کو اسلام اور تمام ایشیاء کے لئے عذاب تصور کرتے ہیں اور فرقہ احمدیہ کو سچے مسلمان تو درکنار مسلمان ہی نہیں ہیں۔

ڈاکٹر منصور ایم رفعت...... برلین شلونے برگ۔ ۱۵ راگست ۱۹۲۳ء

نوٹ: میں تعمیر مساجد یا تعمیر گرجا کا مخالف نہیں ہوں۔ جب کبھی جائز ہو۔ برخلاف اس کے میرا اس پر پکا اعتقاد ہے کہ بنی نوع انسان کی سچی نجات صرف مذہبی اصولوں پر سختی سے پابندی کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔

بہرحال یہ امید ہوسکتی ہے کہ تمام سمجھ دار مرد و عورت اس گروہ کو لعنت ملامت کرنے میں ہمارے ہم نوا ہوں گے جو دنیوی اور بے کار وجوہات کے لئے ایسے مقدس عبادت گاہوں کا نام بدنام کرتے ہیں تاکہ ہماری توجہ ہمارے مظلوم ممالک کی نجات اور خدائے بزرگ و برتر کی عبادت سے ہٹادیں۔

پروفیسر جبار خیری سے ملاقات

اپنے بیانات میں زیادہ واقعات درج کرنے اور پراثر کرنے کے لئے میں جماعت اسلامیہ برلین کے امام پروفیسر جبار خیری سے ملا جو اسلامی علوم سے بخوبی واقف ہیں اور اپنے ملک ہندوستان کی حالت کو خوب جانتے ہیں۔ میں نے ان سے بہت سے اہم سوالات متعلق بنیاد فرقہ احمدیہ کے کئے اور مجھ کو بڑی خوشی ہے کہ حسب ذیل نہایت دلچسپ مواد مجھ کو حاصل ہوا۔ فرقہ احمدیہ کے دونوں پارٹیوں کے متعلق جو عنقریب برلین میں مساجد بنانے کا ارادہ کررہے ہیں۔ صاف صاف اور مختصر جواب دینا آسان کام نہیں ہے۔ لیکن چونکہ آپ مجھ سے اس معاملہ پر روشنی ڈالنے کے لئے مصر ہیں۔ میں بالاختصار بیان کرتا ہوں۔

۱...... ابتداء فرقہ

یہ ایک عجیب بات ہے کہ فرقہ احمدیہ کی خاص کارروائی کو ہند میں لارڈ کرزن کے عہد

حکومت سے تعلق ہے۔ اس وائسرائے کے دوران حکومت میں مجاہدین (ہندوستانی مذہبی جنگجو) کے حملے بشمول سرحدی اقوام درمیان افغانستان و ہند بہت کثرت اور تند ہونے لگے۔ اس وجہ سے لارڈ کرزن نے ہند کے اس حصہ پر بہت سی انتظامی تبدیلیاں کر کے خاص توجہ مبذول کی جس کے لئے ان کو خاص پروپیگنڈہ کی ضرورت ہوئی۔

چونکہ انگریزوں نے ہند کی حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی ایک تعداد سرگرم جنگ کرنے والوں کی جن کو مجاہدین کہتے ہیں۔ سرحدی اضلاع کو ہجرت کر گئی جن کو وقتاً فوقتاً نئے مہاجرین سے تقویت پہنچتی رہی۔ یہ مجاہدین عقیدہ جہاد (مذہبی جنگ) پر کامل اعتقاد رکھتے ہیں اور بموجب تعلیم قرآنی انگریزوں کو اس جگہ سے نکالنے میں کوشاں ہیں۔ جہاں سے انگریزوں نے ان کو نکالا ہے۔ (قرآن ۲، ۱۹۱) یہ عقیدہ جہاد پر خاص عمل کرنا انگریزوں کے لئے ہے۔ باعث صد زحمت تھا۔ انگریزوں کے لئے اس تکلیف کے ذریعہ کو رفع کرنا نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ علاوہ بریں اسی زمانہ میں ایک نئی تحریک ہندوؤں میں شروع ہوئی جو آریہ سماج کہلاتی ہے۔ یہ تحریک بھی انگریزوں کے موافق نہ تھی۔

ایسی حالتوں میں ایک ایسے شخص کی صورت میں انگریزوں کو غیبی مدد ملی جس کے باپ، چچاؤں اور دیگر اقرباء نے ۱۸۵۷ء کی عظیم جنگ میں انگریزوں کی شاندار خدمات انجام دے کر امتیاز حاصل کیا تھا۔ جب کہ انگریزوں کی حکومت ہند میں متزلزل تھی۔ (دیکھو سپاسنامہ پرنس آف ویلز از جماعت احمدیہ) اس شخص کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ اس نے مسیح موعود مہدی (رہبر المسلمین جن کے بارے میں اعتقاد ہے کہ اغیار کی غلامی سے نجات دلائیں گے) اور اوتار کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس نے ان دعوؤں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے الہام خصوصی پر رکھی۔ جس نے اس کو خدا کا رسول بھی ظاہر کیا۔ اس اسناد کے ساتھ اس کو امید تھی کہ وہ مسلمانوں اور ہندوؤں کی پوری اطاعت حاصل کر لے گا۔

۲......فرقہ کے اصول

باوجود ان عظیم الشان دعوؤں کے وہ اسلام کو چھوڑنے کی جرأت نہ کر سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسلام کی تمام تعلیم کو تسلیم کیا۔ صرف تمام عالم کے علماء کے خلاف نئے اور ایرپھیر کے معنی کئے۔ لیکن بحیثیت ایک آزاد نبی کے اس نے نہایت زور اور سرگرمی سے حسب ذیل تعلیم دی جو اس کے فرقہ یا پیشین گوئی کے امتیازی امور ہیں۔

۱...... وہ نہ صرف مسیح موعود مہدی اور اوتار کرشن ہی تھا بلکہ خدا کا ایک آزاد نبی رسول تھا جس میں تمام انبیاء کی صفات مجتمع تھیں۔ اس طرح اس نے اپنی شخصیت کو قائم کر کے تعلیم دی۔

۲...... کہ حکومت انگلشیہ ایک برکت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور اس کی نبوت کی خاص علامت ہے۔ اس کی تعلیم کا بنیادی اصول گورنمنٹ انگریزی کے احکام کی پوری پوری اطاعت ہے۔ انگریزوں کے خلاف ہر قسم کی تحریکیں۔ جھگڑے، سڈیشن، ایجی ٹیشن، خدائی الہام کے ذریعہ سے ممنوع ہیں۔ اس معاملہ کو جماعت (احمدیہ) نے پرنس آف ویلز کے ایڈریس خیر مقدم میں خاص زور سے پیش کیا ہے کہ باوجود ان کے ہم وطنوں کے زور ڈالنے کے دوران جنگ اور بعد جنگ کے سخت زمانہ میں بال برابر بھی انگریزوں کی وفاداری سے نہیں ڈگمگائے۔ انہوں نے سخت سے سخت تکالیف برداشت کیں۔ مگر خدا کے حکم کی نافرمانی نہ کی۔ سالہا سال کے لئے انگریزی حکومت کو ہندوستان میں مستحکم (قیام پذیر) کرنے کے لئے اس نے اپنا عقیدہ جہاد (جنگ مذہبی) کے خلاف تقریر تحریر سے مخالفت کی۔

اس کی ان تعلیمات نے خاص طور سے انگریزوں کی نظر میں وقعت حاصل کی۔ اس کے پاس بہت سے خطوط خوشنودی کے اور اس کی نبوت کے اسناد پہنچے۔ سرحد افغانستان کے قسمت پشاور کے ایک کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ سر فریڈرک کننگھم اس کی تعلیم کی توجیہات کو نہایت روشن توجیہات اسلامی خیال کرتا ہے اور زور دیتا ہے اس کی تصانیف اور فتویٰ مخالف جہاد سرحدی علاقہ جات میں بکثرت تقسیم کئے جائیں تا کہ مجاہدین کے پے در پے حملوں اور جہاد سے خلاصی ہو۔ یہی اس کی تعلیمات کا مغز ہے۔ اس صورت میں اس نے اس کی جماعت نے گورنمنٹ کی رہنمائی اور پوری حمایت پر ہمیشہ بھروسہ کیا۔

۳...... فرقہ کی مختلف پارٹیاں

تحریک کے شروع میں اس کی تعلیمات کو مقدس قوت دینے کے لئے اس کی شخصیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا۔ بحیثیت مسیح موعود مہدی اور اوتار کرشن یقیناً یہ ظاہر کرنا تھا کہ اس کے کئی معجزے بھی ہیں۔ اس کو بطور اللہ کے رسول کے ماننا تھا۔ جس نے اس کو ایسا نہ مانا وہ کافر تھا۔ جو لوگ احمدی ہو گئے تھے ان کو غیر احمدیوں سے قطع تعلقات ضروری تھا۔ مسلمانوں کے رسومات تجہیز و تکفین میں احمدیوں کو شرکت کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ احمد نے کہا کہ ”وہ ایک کافر کی اللہ سے سفارش کس طرح کر سکے گا“ ہر مال کے گاہک ہوتے ہیں تو اس کو بھی خصوصاً طبقہ ادنیٰ میں اور ان

لوگوں میں جو انگریزوں کی نظر میں وقعت حاصل کرنا چاہتے تھے مل گئے۔ ہاں کہیں کہیں ان کے علاوہ بھی ہیں۔ تمام علماء اسلام نے بالاتفاق اس کو اور اس کے متبعین کو ملحد اور کافر قرار دیا۔ کیونکہ کلام الٰہی اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کی تعلیم مندرجہ حدیث کے بموجب محمد ﷺ کے بعد جو خاتم النبیین تھے کوئی دوسرا اللہ کا رسول نہیں آسکتا۔ احمدیوں نے قرآن کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔

ان لوگوں نے جو احمدیوں میں ہوشیار تھے۔ اپنے اصولوں میں تبدیلی کرنی مفید سمجھی تا کہ ان کا دائرہ اثر وسیع ہو سکے۔ لہٰذا انہوں نے بانی کی شخصیت کو پس پشت ڈالا۔ جب کبھی ان کو مفید معلوم ہوا بعض وقت انہوں نے اس سے قطعی انکار کیا۔ بایں ہمہ انہوں نے بانی کے بنیادی اصولوں پر زور دیا اور برابر انگریزوں کی مکمل اطاعت عقیدہ جہاد کی تقویت اور مخالفت وسڈیشن وغیرہ کے گناہ ہونے پر وعظ وغیرہ کرتے رہے۔ اس طرح فرقہ احمدیوں کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ کھلی[1] پارٹی جو بانی کی شخصیت پر زور ڈالتی ہے اور اس کی تعلیم کی لفظ بلفظ اتباع کرتی ہے۔ یہ پارٹی یہاں (برلین) میں بہ ماتحتی مبارک علی ہے۔ جس نے کل قیصر ڈیم میں مسجد کا بنیادی پتھر نصب کیا۔ خفیہ[2] پارٹی جو نہ صرف تعلیم ہی پر اشد زور دیتی ہے۔ بلکہ خاص کر دو بنیادی امور، انگریزوں کی وفاداری اور ترک جہاد پر بھی ووکنگ انگلستان میں بر ماتحتی کمال الدین ہے۔ کمال الدین کی بابت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شریف مکہ کو توڑ لیا اور اس طرح آخری صلیبی جنگ میں فتح یاب ہونے میں انگریزوں کی مدد کی۔ جس میں تمام مقدس مقامات مسلمانوں کے حلقہ سے نکل گئے۔ یہ آج کل بمراہی لارڈ ہیڈلے۔ ایک انگریز جن کو کہا جاتا ہے کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ مصر میں سازشوں میں مشغول ہیں۔

اب لیجئے چونکہ جنگ عالم نے انگریزوں کو اسلام کا دشمن ثابت کر دیا۔ مسلمان عام طور سے اب انگریزوں کو پسند نہیں کرتے۔ وہ انگریزوں کی وفاداری کے وعظ سنتے سنتے تھک گئے ہیں۔ اسی طرح کمال الدین کی خفیہ پارٹی کا اثر بہت سے مسلمانوں پر سے جاتا رہا ہے۔

ان وجوہات سے ایک نئی شاخ ضروری ہوئی یہ تیسری پارٹی اپنے فرقہ احمدیوں کی تعلیم پر پورا اعتقاد رکھتے ہوئے موقع اور وقت کے لحاظ سے علانیہ اپنے اظہار خیالات میں بہت محتاط ہیں۔ اس وجہ سے ان کو ڈبل خفیہ کہنا زیبا ہے۔ یعنی وہ اپنے بانی کی شخصیت اور بعض وقت تعلیم کو

---

[1] اقتباس پمفلٹ موسومہ ''اے پریذیڈنٹ ٹو ایچ آر ایچ دی پرنس آف ویلز'' ملاحظہ ہو۔

[2] اقتباس کتاب موسومہ ''انڈیا ان دی بیلنس'' ملاحظہ ہو۔

بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے لفظ منافقین استعمال کیا گیا ہے حقیقتاً احمدیوں کی کھلی پارٹی اس گروہ کو منافقین کی پارٹی کہتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہوشیار ہیں وہ عام طور سے اپنے آپ کو باوجود باضابطہ احمدیہ جماعت سے تعلق رکھنے کے معمولی مسلمان ظاہر کرتے ہیں[1]۔ اکثر احمدی ہونے سے انکار کر دیتے ہیں۔ انگریزوں کے اسی قدر وفادار خادم ہو کر بھی جتنے دیگر احمدی ہیں وہ بعض اوقات انگریزوں کے خلاف بول دیتے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ ایسے طریقوں سے کام کرتے ہیں گویا کہ وہ انگریزوں کے دوست نہیں ہیں۔

یہ فرقہ کی سب سے زیادہ خطرناک پارٹی یہاں برلین میں زیر صدر الدین ہے جو کمال الدین کے ایجنٹ ہیں۔ صدر الدین نے ساڑھے تین برس تک ووکنگ انگلستان میں اس زمانہ میں کام کیا ہے۔ جبکہ کمال الدین دوران جنگ میں گئے ہوئے تھے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ باوجود طریق کار میں ظاہری مخالفت کے رہنمایان خفیہ طور پر ملے ہوئے ہیں۔ تاکہ اگر ایک پارٹی ناکام ہو تو دوسری کامیاب ہو جائے۔ پس صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اصل اسلامی تحریک کو پامال کرنے کے لئے ایک بڑی سازش ہو رہی ہے۔ یہ بھی قابل نوٹ ہے کہ یہ مختلف قسم کے احمدی خاص کر انہیں مقامات پر پہنچتے ہیں جہاں بکثرت مسلمان طلباء بغرض حصول تعلیم وغیرہ جمع ہوتے ہیں۔

۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء کو شمال مغرب سرحدی صوبہ کے خان محمد عجب خان ساکن زائدہ نے کہا کہ: ''بعض وقت ہم کو ایسے آدمیوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے کہ جو آپ کے دعوؤں سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ کیا ہم ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟'' مہدی کا جواب ملاحظہ ہو۔ مسیح موعود نے جواب دیا: ''مجھ کو کسی ایسی جگہ کا علم نہیں، جہاں میری تعلیم اور دعوے نہ پہنچے ہوں گے اور اگر کہیں ایسے لوگ ہوں تو اپنا عقیدہ ان کے سامنے پیش کرو۔ اگر وہ قبول کر لیں تو وہ تم ہی میں سے ہیں اور تم ان کے ساتھ نماز ادا کر سکتے ہو۔ ورنہ نہیں۔ اس حالت میں اپنی نماز الگ

---

[1] ہند کے جماعت احمدیہ کے صدر نے بمبئی کرانیکل مجریہ ۲۴ر نومبر ۱۹۲۲ء میں ایک خط مورخہ ۱۸/۱۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء شائع کرلیا جس میں تحریر ہے:

احمدیوں نے اشاعت اسلام کے کام کو جرمنی تک وسعت دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور خدا کے فضل سے احمدیوں کی چھوٹی سی لاہوری پارٹی برلین دو مشنریوں کو بھیجنے کے قابل ہو گئی ہے۔

پہلی کے نمائندے کمال الدین ہیں اور دوسری کے صدر الدین ہیں۔ جن کا کام ووکنگ میں ساڑھے تین سال تک بطور امام کے محتاج بیان نہیں ہے۔

پڑھو۔ اللہ ایسے لوگ پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جو اس کے نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہوں۔ پھر کیوں عمداً ان لوگوں سے ملو جن سے وہ تم کو الگ کرنا چاہتا ہے۔"

جبکہ ایک بڑی جماعت مختلف ملکوں اور پیشوں کے مسلمانوں کے برلین میں امن اور محبت کی زندگی بسر کر رہی تھی تو بدقسمتی سے صرف احمدیوں کی کارروائیوں اور سازشوں کی بدولت پبلک کو مسلمانوں میں اختلافات کے سننے کا موقع علاوہ وحشیانہ اور برا سلوک جو کچھ احمدیوں نے ایک ایسے مصری کے ساتھ جس کو دعوت دی تھی کیا نہایت افسوس ناک ہے۔ ایسے لوگوں نے اس کو دھکے دیئے جو بزبان خود مذاہب امن ورواداری کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ نام نہاد مسجد کے موقع پر احمدیہ مشن کی اول اشاعت کی یہ بہت اچھی ابتداء تھی۔ آخر میں جماعت اسلامیہ جرمنوں کی اس مہمان نوازی پر جو انہوں نے برتی شکریہ ادا کرتی ہے اور سب کو یقین دلاتی ہے۔ کہ ان کو کبھی یہ محسوس کرنے کا موقع نہ ملے گا کہ اس مہمان نوازی سے بے جا فائدہ اٹھایا گیا۔

احمدیوں کی وفاداری انگلستان کے ساتھ انہی کی الفاظ میں

ماخوذ از پمفلٹ مسمیٰ بہ "اے پریذیڈنٹ ٹو ہز رائل ہائینس دی پرنس آف ویلز فرام احمدیہ کمیونٹی کنٹریبیوٹڈ ٹو بائی ۵۲۲۰۸ ممبرز آف دی کمیونٹی"

دوسرا ایڈیشن...... جولائی ۱۹۲۲ء

طبع کردہ این مکرجی بی اے آرٹ پریس، آئی ویلنگٹن اسکوائر۔ کلکتہ

۱...... ہم نمائندگان جماعت احمدیہ نہایت ادب سے حضور والا کی ہندوستان میں تشریف آوری پر حضور والا کی خدمت میں تہ دل سے خیر مقدم پیش کرتے ہیں۔ حضور والا ہم کو اس تعلق کے اظہار کے لئے جو قلبی طور پر ہم آپ کے شاہی خاندان کے ساتھ رکھتے ہیں۔ الفاظ نہیں ملتے۔ لیکن ہم حضور والا کو یقین دلاتے ہیں کہ جب کبھی شہنشاہ کو ہماری خدمات کی ضرورت ہوگی تو حضور والا ہم کو بلا امید کسی انعام کے اپنی جانیں اور مال تک شاہی حکم پر قربان کرنے کے لئے تیار پائیں گے۔

۲...... حضور والا! بوجہ ہمارے ان خیالات کے ہمارے ہم وطن ہم کو اپنے ملک کا غدار کہتے ہیں اور ہم کو خوشامدی سمجھتے ہیں۔ بعض ہم کو کوتاہ اندیش اور زمانہ ساز کہتے ہیں۔ لیکن اے عالی جاہ شہزادے! ہم لوگوں کی خاطر خدا کو نہیں چھوڑ سکتے۔

۳...... ازکیمپ شہزادہ ویلز۔انڈیا

بخدمت ذوالفقار علی خاں۔ایڈیشنل سیکرٹری۔قادیان پنجاب۔

نمبر ۹۳۸ پی　　　　　　مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء

مجھ کو جناب من ہز رائل ہائینس شہزادہ ویلز نے حکم دیا ہے کہ خیر مقدم کے اس اڈریس کی رسید شکریہ کے ساتھ ارسال کروں جو بذریعہ گورنمنٹ پنجاب جماعت احمدیہ کے ممبروں سے وصول ہوا ہے۔

۴...... ہز رائل ہائینس نہایت سرگرمی سے امن وفاداری کے احساس کو پسند فرماتے ہیں جس نے اتنے ہزار آپ کے ہم مذہبوں کو اس ہدیہ کے پیش کرنے پر آمادہ کیا اور اس نشان وفاداری کے حصول پر ان کی خوشی بے انتہا ہے۔ کیونکہ ان کو ہز اکسیلینسی گورنر پنجاب سے معلوم ہوا ہے کہ تمام دوران جنگ میں اور اس کے بعد جو مشکل زمانہ ہوا اس میں احمدیہ جماعت تخت وتاج دونوں کی مستقل مزاجی سے وفاداری رہی ہے۔ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ آپ کو یقین دلاؤں کہ اس کارنمایاں کی بناء پر جماعت کو ہز رائل ہائینس کے سرگرم توجہ پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

میں ہوں جناب

ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کا چیف سیکرٹری

۵...... میں جماعت احمدیہ کے ہر ممبر کی طرف سے حضور والا کو ہند میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ حضور والا کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سرتاپا تاج برطانیہ کی وفادار ہے اور انشاء اللہ ایسی ہی رہے گی۔

۶...... یہ کہ ایک ویسی ہی پیش کش ہے جیسا کہ تحریک احمدیہ کے مقدس بانی نے حضور والا کی دادی صاحبہ ہماری بادشاہ ہز میجسٹی کوئن وکٹوریہ کو ان کے ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر پیش کیا تھا اور جس کو انہوں نے نہایت مہربانی سے قبول اور منظور کیا تھا۔ آپ کی خدمت میں بھی آپ کے ہند میں اس تشریف آوری کے موقع پر ان کی طرف سے پیش کیا جائے۔ دولت منداور غرباء نے اس تحفہ کی پیش کش میں حصہ لینے کے لئے برابر کی سرگرمی کا اظہار کیا اور سب حاضرین کے دل اس خیال پر خوشی سے لبریز تھے کہ اگرچہ وہ یہ امید نہیں کر سکتے کہ حضور ان کے گھروں پر تشریف لاکر عزت افزائی فرمائیں۔ وہ آپ کو اس تحفہ کے ذریعہ سے ہمیشہ اپنی صداقت یاد دلانے کے قابل ہوں گے۔

۷...... یہ جماعت شروع قیام سے ہی گورنمنٹ کی وفادار رہی ہے اور اس کے ممبر ہر قسم کے فساد اور گڑبڑ سے الگ رہے ہیں۔ مقدس بانی تحریک نے جماعت میں ایک بنیادی شرط امتیاز رکھی ہے کہ ہر ممبر کو اس گورنمنٹ کی پوری اطاعت کرنی چاہئے جو بذریعہ قانون قائم ہو اور تمام طریقوں سے الگ رہنا چاہئے جو بغاوت کی طرف رہنمائی کرتے ہوں۔ اس حکم کی تعمیل میں اس جماعت کے ممبر ہمیشہ ہر قسم کے ایجی ٹیشن اور جھگڑے سے الگ رہے ہیں اور نیز لوگوں کی ایک بڑی تعداد پر روکنے والا اثر بھی ڈالا ہے۔

۸...... اور ان کے دلوں میں گورنمنٹ کی طرف سے کسی قسم کی بدخواہی نہیں ہے جو اگرچہ اس کا مذہب جماعت کے مذہب کا مخالف ہے۔ سیاستاً ایک پرامن حکومت ہے۔ انہوں نے اس کی بھلائیوں پر نظر ڈالی اور غلطیوں کو نظر انداز کیا تا کہ ہم آہنگی کی ایک روح ان میں قائم ہو۔

۹...... اس زمانہ میں کہ مارشل لاء کا پنجاب میں دور دورہ تھا اور موقع پر خطر تھا یہاں تک کہ آفیسران گورنمنٹ بھی اپنے عہدوں سے الگ ہونے اور دوسری جگہ امن تلاش کرنے کے لئے بسا اوقات مجبور کئے گئے تھے تو اس جماعت کے ممبر نہ صرف خود وفادار رہے بلکہ بکثرت لوگوں کو بھی وفادار رہنے کی ترغیب دلائی۔ بعض مقامات پر فسادیوں نے ممبران جماعت کو جسمانی اور مالی نقصان پہنچانا چاہا۔ مگر وہ ان کو وفاداری سے متزلزل نہ کر سکے۔

۱۰...... ایذاء رسانی کی ایک نئی موج اس کے بعد آئی اور بعض جگہ احمدیوں سے ایک مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ ہوا۔ ان کو غیر احمدیوں سے کرایہ پر مکان لینے کی اجازت نہ تھی اور نیز مایحتاج زندگی بھی ان کو نہ ملتی تھیں۔ دکان اناج اور دیگر ضروریات ان کے ہاتھ بیچنے سے انکار کر دیتے تھے اور ان کو پبلک کنوؤں سے پانی کھینچنے کی اجازت نہ تھی۔ دھوبیوں کو ان کے کپڑے دھونے سے منع کیا گیا اور بھنگیوں کو ان کے گھروں کو صاف کرنے اور حفظان صحت کا اہتمام کرنے کی اجازت نہ تھی۔

بائیکاٹ اس سختی سے کیا گیا تھا کہ بعض حالتوں میں چھوٹے بچوں کو کئی دن تک بھوکا پیاسا رہنا پڑا۔

۱۱...... اس پر بھی اس جماعت نے امن اور سکون کے طریق کو نہ چھوڑا۔ اور بال برابر بھی بلا معاوضہ وفاداری کے راستے سے نہ ہٹے۔ نیز آج کل بھی اس کو مختلف طریقوں سے تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔ پھر بھی وہ اپنی بھرپور کوشش ہز میجسٹی کی گورنمنٹ کو قوت پہنچانے کے لئے کرتی ہے اور انشاء اللہ کرتی رہے گی۔

۱۲...... شہزادہ عالی مقام یہ تحفہ ایک ایسی جماعت کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ جس نے حضور والا کے والد بزرگوار کے تخت کی حفاظت میں ہر قسم کی ایذا رسانی اور تکلیف کو قبول کر کے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا ہے اور جس کی سچائی اور خلوص دنیا میں خون کے حرفوں سے لکھے ہوئے ہے۔

۱۳...... ایام غدر میں جب کہ تمام ملک خصوصاً پرانے خاندان تک خلاف تھے۔ اس نے گورنمنٹ کی اس حد تک امداد کی کہ جو اس کی قوت سے بھی زیادہ تھی۔ اس نے گورنمنٹ کو پچاس سوار پیش کروائے۔ اور اس کے بڑے بیٹے یعنی احمد تحریک کے مقدس بانی کا بڑا بھائی جس نے اپنی خدمات پیش کر دیں اور جنرل نکلسن کی ماتحتی میں لڑا۔ اس افسر کو تریموں گھاٹ پر باغیوں کو منتشر کرنے میں ایسی باثر کی مدد کی کہ اس کو کہنا پڑا کہ صوبہ کے اپنے حصہ میں خاندان قادیان نے گورنمنٹ سے وفاداری کا بیش از بیش ثبوت دیا۔

۱۴...... جب لوگوں نے ان نشانیوں کو دیکھا وہ بکثرت احمد یہ تحریک میں شریک ہوئے۔ ایک واقعہ نے تحریک کی اشاعت میں بڑی مدد کی۔ جب ہندوستان میں طاعون پھیلا تو اس نے اعلان کیا کہ اس کے متبعین میں سے بہت ہی تھوڑے اس سے ہلاک ہوں گے اور یہ کہ قادیان اس کا گاؤں تباہ کن طاعون سے محفوظ رہے گا اور یہ کہ اس کے گھر میں رہنے والوں میں سے ایک بھی اس سے فوت نہ ہوگا۔

اس نے اپنے مخالفوں کو بھی چیلنج دیا کہ وہ بھی اگر وہ جیسا کہ دعویٰ کرتے ہیں۔ خدا کے برگزیدہ ہیں۔ اسی طرح کا اعلان کریں۔ لیکن چند ہی نے اس کی جرأت کی اور جنہوں نے ایسا کیا وہ بہت جلد طاعون سے مر گئے۔

۱۵...... بہر حال اس کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اس کے گھر میں ایک آدمی کیا ایک چوہا[1] بھی نہ مرا اور در آں حالیکہ چار برس تک آس پاس کے مکانات میں طاعون سے لوگ مرتے رہے۔ پھر قادیان اس کے تباہ کن حملوں سے محفوظ رہا اور اس کے متبعین میں سے بہت ہی کم مرے۔

---

[1] کس قدر افسوسناک امر ہے کہ ایک شخص مدعی نبوت اس حد تک معجزے دکھانے کے قابل کہ طاعون کے خوفناک اثر سے اس کے گھر کے چوہے بھی نہ مریں اپنے ہم وطنوں کی اور نیز باقی بنی نوع انسان کی اس سب سے زبردست انسانی مصیبت کو دنیا سے ناپید کر کے سب سے زیادہ شاندار خدمت انجام دینے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔

جماعت اسلامیہ کی صدائے احتجاج

جماعت اسلامیہ نے آج کے (۷راگست ۱۹۲۳ء) مقامی اخبارات میں ایک بیان اس رسم کا پڑھا ہے جو اس مسجد کی بنیاد رکھنے کے موقع پر ادا کی گئی۔ جس کو احمدیہ تحریک کے متبعین کا وزلیبن برلین میں بنانے کا ارادہ ہے۔ (جماعت کا کوئی نمائندہ وہاں نہ تھا)

جماعت نے اس افسوس ناک واقعہ کو خاص طور سے محسوس کیا ہے جو دوران تقاریر میں جماعت اسلامیہ برلین کے مشہور اور باعزت ممبر کو پیش آیا۔ جو (صدر تحریک کی طرف سے بلائے گئے تھے) ایک باقاعدہ طریقے سے صدر کی تقریر کا جواب دینا چاہتے تھے تاکہ وہ اپنے ہم مذہبوں کو اور نیز دوسروں کو جو تحریک کی اصل غرض سے واقف نہ تھے۔ احمدیہ جماعت کے اصول وتعلیم سے آگاہ کردیں۔

لہٰذا جماعت اسلامیہ نے پریس میں (اخبارات) بھیجنے کے لئے حسب ذیل ریزولیوشن (تجویز) پاس کی ہے: "جماعت اس بدسلوکی پر جو جماعت اسلامیہ کے مذکور بالا ممبر کے ساتھ کی گئی۔ جو غلط فہمیوں اور سازشوں کا شکار ہوا۔ صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔"

"جماعت مسلمانان عالم کو آگاہ کرتی ہے کہ وہ اس گڑھے میں نہ گریں جس کو متبعین احمدیہ نے جو مختلف صورت میں کھلی اور خفیہ میں ظاہر ہوتے ہیں تیار کیا ہے۔ اس فرقہ کی تعلیم ہر صورت میں تمام دنیا میں قبول شدہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے۔"

"جماعت ان مسلمانوں کا جو جرمنی میں رہتے ہیں ایک عام جلسہ اس غرض سے منعقد کرے گی کہ جو مختلف طریق کے احمدی متبعین کی تعلیم اصول اور دعوؤں اور مقاصد پر پوری طرح سے غور کیا جائے اور ان کو جانچا جائے تاکہ حقیقت سب کو روشن ہوجائے۔

احمدیوں کا مسلمانوں کو انگریزوں کی موافقت کے لئے ترغیب دینا

ماخوذ از کتاب: "انڈیا ان دی بیلنس" حکومت برطانیہ اور خلافت

مصنفہ: خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی امام مسجد ووکنگ

باب سوم

مسلمانان ہند کا طریق ماضی وحال

۱۹۱۲ء تک مسلمانان ہند بال برابر بھی گورنمنٹ کی حمایت سے نہ ہٹے تھے۔ قرآن کی کھلی ہوئی تعلیم اور مقدس رسول کے نصائح نے ان میں حکومت برطانیہ کی سچی وفاداری کی روح

پھونک دی تھی[1]۔ زمانہ لارڈ کرزن میں تقسیم بنگال سے اس صوبہ میں بڑی بے چینی پیدا ہوگئی تھی۔ سارا صوبہ بغاوت کے جوش میں تھا۔ یہاں تک کہ پایہ تخت حکومت کلکتہ سے دہلی کو تبدیل کرنا پڑا۔ اس وقت بھی گورنمنٹ کے کاموں میں مسلمانوں ہی نے مدد دی۔

جماعت اسلامیہ لاہور۔ پایہ تخت گورنمنٹ پنجاب کے رہنماؤں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو مناسب حدود میں رکھنے کے لئے ہاتھ پیر ہلانا ضروری سمجھا۔ مجھ سے درخواست کی گئی کہ میں اس موضوع پر جو دربار کے زمانہ میں مسلمان لیڈروں کو جوش دلا رہا تھا۔ ایک سلسلہ لیکچروں کا شروع کروں۔ مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاہئے؟

ہر لیکچر میں میں نے مضمون کے ایک خاص پہلو پر بحث کی۔ آخری لیکچر کا مبحث جس کو نہایت توجہ سے قریباً پانچ ہزار آدمیوں کے مجمع نے سنایا تھا۔ ’’گورنمنٹ برطانیہ تول مسلم وغیر مسلم کے ساتھ مسلمانوں کا طرز عمل۔‘‘ لیکچر ہند کے ایک اخبار میں شائع ہوا۔ اور میں ذیل میں اس کا اقتباس یہ ظاہر کرنے کے لئے درج کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کو اطاعت حکومت کا کس قدر احساس تھا۔ ’’مولوی ان آیات کو جو مقدس رسول ہر خطبہ میں ممبر سے پڑھا کرتے تھے نہیں بھولے ہیں اور اسی وجہ سے آج تک پڑھی جاتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے: ’’بے شک اللہ حکم کرتا ہے انصاف کا، اعزاء کے ساتھ سلوک کرنے کا اور نیک کاموں کا اور وہ فاحشات، منکرات اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔‘‘ .... اس آیت کے دوسرے حصہ پر توجہ کرنے سے تم کو معلوم ہوگا کہ اس میں ان ہی تین معاملات کا ذکر ہے جن کی طرف مذکورہ بالا قانون توجہ دلاتے ہیں۔

آیت میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔ فاحشہ ہے جن کا تعلق ان برے کاموں سے ہے۔ جو انسان کے اپنے اخلاق پر اثر کرنے والے ہیں۔ دوسری ممنوع شئے منکر ہے۔ یعنی ایسے کام جن کی برائی کا اثر اور لوگوں پر پڑتا ہے۔ آخر میں ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم حکومت کے قوانین کی مزاحمت نہ کریں۔ جو رعیت کے حقوق کی نگہداشت کے لئے بنائے گئے ہیں۔ لفظ ’’بغی‘‘ (بغاوت) ایک جامع لفظ ہے جس میں صرف لفظ ’’سڈیشن‘‘ ہی کے معنی نہیں نکلتے۔ بلکہ

---

[1] یہ شخص باوجود امام ہونے کے ہمارے سامنے کھلے ہوئے سفید جھوٹ سے یہ کہہ کر کہ قرآن پاک اور احادیث محمد رسول اللہ ﷺ متبعین اسلام کو شاہی حکومت انگریزی کی اندھی اور مکمل وفاداری کا پابند کرتے ہیں۔ احتراز نہیں کرتا۔ گویا کہ یہ حکومت اپنی موجودہ حالت میں اوائل اسلام سے موجود رہی ہے۔

اس کا اطلاق تمام ان امور پر بھی ہوتا ہے جن کا تعلق ایک ایسی حکومت کے استحکام کو متزلزل کرنے سے ہو جو کسی ملک میں بذریعہ قانون قائم ہو۔

آیت کے پہلے حصہ کے متعلق جس میں تین اخلاقی قوانین پر عمل پیرا ہونے کا حکم ہے۔میں نے حکومت سے ان کا تعلق ظاہر کرنے کے لئے حسب ذیل بیان کیا۔

"اگر ہم حکومت کے قانون کی عزت کرتے ہیں اور قانونی ٹیکس ادا کرتے ہیں تو حکومت پر کوئی احسان نہیں کرتے۔حکومت نے ہمارے لئے قانون وضع کئے اور ہمارے جان ومال وآبرو کی حفاظت کی...... قرآن مقدس ہم کو اتنے ہی پر اکتفا کرنے کو نہیں کہتا بلکہ اس سے بھی زیادہ کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ہم کو گورنمنٹ کے ساتھ اپنے تعلقات میں بھلائی برتنی چاہئے۔ ہم کو حکومت کے بارے میں حصہ لینا چاہئے۔جب اس کو مصائب کا سامنا ہو تو فوراً اس کی مدد کو لپکنا (دوڑنا) چاہئے۔اس کے لئے آسانیاں بہم پہنچانی چاہئیں۔اس کے دشمنوں کو سزا دینی چاہئے۔ اور جب اس کو بڑی مہمات پیش آئیں تو ہم کو اپنی خدمات پیش کردینی چاہئیں۔

بلکہ قرآن پاک چاہتا ہے کہ ہم اس سے بھی زیادہ بلند ہوں۔...........دکھاتے ہوئے کہ نیکی کی خالص شکل جو کوئی شخص اپنے قربت دار کے ساتھ برتتا ہے۔(آخری اصول زندگی جس کا آیت میں ذکر ہے۔)...........جب کہ ایک ماں اپنے بچے کی نگہداشت کرتی ہے تو وہ ایسا بخیال کسی خواہش ذاتی یا استحسان نہیں کرتی۔حکومت کے ساتھ اس سب سے بڑے حسن سلوک کو ہم کریں گے۔اگر ہم بلا اظہار اور بغیر کسی قسم کے معاوضہ کے خدمات کریں......"

پنجاب کی ۱۹۰۷ء کی بے چینی کے متعلق میں نے حسب ذیل تقریر کی۔

"اے ہزاروں انسانو جو اس جلسہ میں جمع ہو اور اس شہر کے رہنے والے ہو۔میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں ۱۹۰۷ء میں کوئی باغیانہ روح پائی جاتی تھی اور کیا تم ایسے بے وفا تھے کہ حکام کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔کیا تم اطاعت اور وفاداری کے متعلق قرآن کی تعلیم بھول گئے؟ کیا وہ آیت جو جمعہ کو منبر پر سے پڑھی جاتی تھی۔تمہاری یاد سے محو ہو گئی......؟

تم مسلمان ہو اور کوئی مسلمان دغا بازی کا ملزم نہیں ہوسکتا۔تم ایماندار ہو اور کوئی ایماندار بادشاہ کا بدخواہ نہیں ہوسکتا۔تم قرآن پاک کے متبع ہو اور قرآن پاک اپنے متبعین کو حکومت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔"

اس زمانہ میں مسلمانوں کے طرز عمل کے متعلق میں نے کہا: ”ہندوستان کا شاید ہی کوئی حصہ ہوگا جو پچھلے چند برسوں میں سیاسی ایجی ٹیشن اور سازشوں سے محفوظ رہا ہو۔ بغاوت مختلف صورتوں میں ہویدا ہوئی۔ ہر زیر اثر ضلع میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ مشرقی بنگال میں جس کے بعض حصے سیاسی بے چینی کا مرکز تھے مسلمان ہندوں سے زیادہ ہیں...... پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ سازشوں، بلووں، ڈکیتیوں، چوریوں اور ہنگاموں میں جو پچھلے چند سالوں میں ہندوستان کے ہر حصہ میں رائج تھے۔ کسی مسلمان نے شرکت نہیں کی۔ یہ اسلام اور اس کے مقدس بانی کی وجہ ہے.......... کہ درحقیقت مسلمانوں کے اپنے اجنبی بادشاہ کے ساتھ قابل تحسین طرز عمل کے لئے قابل ستائش ہیں۔

عام مسلمانوں کے متعلق احمدیوں کی نو احمدیوں کو ہدایت

کیا کسی احمدی کو کسی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کرنی جائز ہے؟

ماخوذ از سوانح مسیح موعود جو رسالہ ماہواری قادیان میں شائع ہوئے: صفحات ۱۸۲، ۱۸۶

۲۰ رفروری ۱۹۰۱ء کو اس سوال کے جواب میں کہ ”کیوں اپنے متبعین کو غیر احمدی امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے سے منع کیا۔ مسیح موعود نے جواب دیا: ”میرا رد کرنا گویا خدا کے احکام اور محمد رسول پاک ﷺ کی ہدایات کا رد کرنا ہے۔“

”میں اس کو اپنی طرف سے نہیں کہتا میں صدق دل سے سچ سمجھ کر اظہار کرتا ہوں کہ میرا رد کرنا تمام قرآن کا انکار کرنا ہے۔ وہ (جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا۔) زبان سے اقرار نہ کرے لیکن اس کا عمل شاہد ہے۔ میری ایک وحی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔:

میرے انکار سے اللہ کا انکار لازم ٹھہرتا ہے۔ اور مجھ کو مان لینا گو اللہ اور اس کی ہستی پر ایمان کا مکمل ہونا ہے۔ پھر میرے نہ ماننے سے یہ مراد ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کیا۔ اور اس لئے جب کوئی شخص مجھ کو نہ ماننے کی جرأت کرے تو اس کو خوب اچھی طرح غور کر لینا چاہئے کہ وہ کس سے انکار کر رہا ہے۔“

”میں دوبارہ علی الاعلان کہتا ہوں کہ میرا انکار کرنا آسان کام نہیں ہے۔ جو شخص مجھ کو

قرآن مقدس اور احادیث کا تارک کہتا وہ خود ہی تارک ہوجائے گا۔ قوانین اسلام کا تصدیق کرنے والا ہوں اور وہ شخص ہوں جو بموجب گذشتہ کتب مقدس آیا ہوں میں گمراہ نہیں ہوں۔ میں مہدی ہوں جو ہدایات دیا گیا ہے۔ میں کافر نہیں ہوں میں ایمان لانے والوں میں اول اور مسلمان ہوں۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ بموجب وحی کے ہے۔ لہٰذا جو شخص اللہ قرآن شریف اور رسول پاک پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو میرے دعوے مجھ سے سن کر اپنی زبان قابو میں رکھنی چاہئے۔ لیکن جو شخص بدزبان اور گستاخ ہے اس کا کوئی علاج نہیں۔ اللہ ہی اس سے سمجھے گا۔"
۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو نجف کے ایک عرب سید عبداللہ نے جو قادیان سے اپنے ملک کو جانے والا تھا۔ مسیح موعود سے پوچھا کہ میں کسی غیر احمدی کے پیچھے جو مسیح موعود کے دعاوی اور تعلیم سے واقف نہ ہو نماز پڑھ سکتا ہوں۔" تو اس نے جواب دیا ایسے لوگوں سے اللہ کا کلام جو مجھ پر نازل ہوا ہے بیان کرو۔ اگر وہ اس کو مان لیں اور ایمان لے آئیں تو اس کے ساتھ تم نماز ادا کرسکتے ہو۔ ورنہ نہیں۔"

ان صاحب (عرب نجف) نے پھر کہا کہ ان کے ہم وطن تند مزاج اور شیعہ مذہب کے ہیں۔ "مسیح موعود نے کہا۔ "تو اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردے جو ان لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ جن کا حساب اس کے ساتھ پاک صاف ہے۔ کتاب مقدس بتاتی ہے کہ جو لوگ ایمان نہیں لاتے اور انکار کرتے ہیں وہ مستحق عذاب ہیں۔ اس لئے میرے شایان نہیں ہے کہ میرے متبعین میں سے کوئی فرد بھی ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔ کیا کوئی زندہ شخص مردوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔؟ تو یاد رکھو کہ جیسا اللہ نے مجھ کو بتایا ہے۔ تمہارے لئے حرام قطعی حرام ہے۔ کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھو۔ جو مجھ کو کافر کہتا ہے۔ یا میرا مکذب ہے یا میری طرف سے متردد ہے۔

کھلی چٹھی بنام ہز اکسیلنسی غلام صدیق خاں

سفیر حکومت افغانستان متعینہ جرمنی

جناب من! چونکہ میں عرصہ دراز سے افغان قوم کا بوجہ اس کی بہادرانہ اور اعلیٰ حب وطن خصوصیات کے جو اپنے ملک اور عزت کی مخالفت میں بمقابلہ سلطنت برطانیہ کے بے شمار فوجوں اور سازشوں کے میدان جنگ میں ظہور پذیر ہوئیں۔ ہمدرد اور مداح ہوں۔ اس لئے میں آپ کی توجہ ایک ایسے معاملہ کی طرف مبذول کرانے کی جرأت کرتا ہوں جو اگر جلد صاف نہ کیا گیا۔ تو وہ ضرور غلط فہمی پیدا کرانے کا باعث ہوگا اور مسلمانوں کی نظر میں آپ کی حکومت کی نیک

نامی کو برباد کردے گا۔

وہ معاملہ یہ ہے کہ آپ علانیہ اور خفیہ بہت سے احمدی ایجنٹوں موجودہ جرمنی کو مدد پہنچاتے ہیں۔ اس کا بیّن ثبوت آپ کی موجودگی اور وہ تقریر ہے جو آپ نے اس مسجد کی رسم بنیاد رکھنے پر کی جو وہ برلین میں بموقعہ قیصر ڈیم بنانا چاہتے ہیں۔

عام مسلمانوں کے ساتھ طرز عمل رکھنے اور سلوک کرنے کے متعلق جو اس شخص کی اپنے متبعین کو ہدایات ہیں۔ ان کی ہر سطر سے تکبر اور انانیت کا اظہار ہر شخص کے لئے قابل غور ہے۔ اس خود پسند فریبی کے خلاف اس کے اپنے ہی لفظوں سے اور کوئی صورت الزام کی نہیں ہوسکتی۔

یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ تمام ایشیاء والوں کے قلوب نے اور خصوصاً ان کے جو حکومت انگریزی کے ظالمانہ برتاؤ سے بے چین ہیں۔ انگلستان پر آپ کی حال کی شاندار فتح کو اپنی فتح سمجھا اور ان کو افغانی سنگینیوں کے دباؤ سے ظالم حملہ آوروں کے آخری نشانات زائل ہوتے ہوئے دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی جس کے لئے آپ کیٹل اور ہر دل عزیز امیر امان اللہ خاں قابل شکریہ ہیں۔

اس بناء پر تعجب اور افسوس کے ساتھ پوچھا جاسکتا ہے کہ کس طرح ایک ایسی قوت کا نمائندہ جو کل تک حکومت انگلشیہ کے ظالمانہ اثر کے پنجہ میں تھی مذکورہ حکومت کے استحکام کے پروپیگنڈے میں روپیہ پیسہ سے مدد کرسکتا ہے۔

شریف افغان کا نمائندہ کس طرح ان احمدی ایجنٹوں کو جرمنی میں اپنی مدد پہنچا سکتا ہے۔ جو نہ صرف برطانوی شہنشاہیت کے ہمنوا بنانے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اپنے اعلانات میں ایسی رپورٹیں شائع کرتے ہیں جن کا مقصد حکومت وقوم افغان کی نیک نامی کو برباد کرنا ہے جو انہوں نے سپاسنامہ جنرل ہائینس پرنس آف ویلز منجانب جماعت احمدیہ طبع ثانی جولائی ۱۹۲۲ء طبع کردہ این مکرجی آرٹ پریس ولنگٹن اسکوائر کلکتہ میں لکھا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے: ”صرف یہی نہیں ہے جو جماعت (احمدیہ) کے ممبروں پر ان کی امن پسندی اور عقیدہ وفاداری (سلطنت اور حکومت برطانیہ سے) کی اشاعت سے گزرا ہے۔ جہاں ان کے مخالفین زیادہ طاقتور تھے۔ وہاں ان کو خوفناک مصائب برداشت کرنے پڑے۔ مثلاً جماعت کے دو ممبر افغانستان میں اس وجہ سے تکلیف دہ موت سے مارے گئے کہ بموجب ان کے مقدس بانی کی ہدایات کے باوجود وہ جہاد کے جواز کے قائل اور معتقد نہ تھے۔ ان میں سے ایک تو افغانستان میں بڑا عالم تھا اور اس قدر باعزت

تھا کہ امیر حبیب اللہ خان مرحوم کی تاج پوشی کی رسم ادا کرنے کے لئے اسی کا انتخاب کیا گیا وہ نہایت ظالمانہ طور پر سنگسار کر دیا گیا۔ اسی امیر کے حکم سے صرف اسی مذکورہ بالا وجہ سے۔

جناب سے یہ دریافت کئے بغیر بھی نہیں رہا جا سکتا ہے کہ "لوکل انزیجر" نمبر ۲۸۳ مورخہ ۱۹؍جون ۱۹۲۳ء آپ کے ملاحظہ سے گزرا یا نہیں جس میں بعنوان "ایک مسجد معہ انتظامات ہوٹل قیصر ڈیم پر ایک عجیب تعمیر" ایک نہایت اہم آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ آرٹیکل زیر بحث کے مصنفوں برلین میں احمدی ایجنٹوں کے اصلی پروگرام اور ارادہ پر پوری روشنی ڈال کر ان کے بہت سے اشتہارات میں سے ایک کا ایک جزو تحریر کیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

"احمد (مرزا قادیانی) کے دعاوی اور تعلیمات کے کئی سو اسی قسم کی عبارات میں سے صرف ایک حوالہ تو دل نشین کر لو کہ حکومت انگریزی تمہارے لئے ایک رحمت اور برکت ہے وہ ایک ڈھال ہے جو تمہاری حفاظت کرتی ہے۔ پس تم کو بھی اس ڈھال کی دل و جان سے قدر کرنی چاہئے۔ انگریز مسلمانوں سے جو تمہارے جانی دشمن ہیں ہزار درجہ بہتر ہیں۔" کیا حکومت افغان کے نمائندے ہز ایک سلینی غلام صدیق خاں نے مسجد زیر بحث کی رسم میں مدد دینے سے پہلے مذکورہ بالا آرٹیکل کے بیانات کی پوری تحقیق کے لئے کوئی تکلیف نہیں فرمائی۔"

فرقہ احمدیہ کی سرگرمی اور تدابیر کو پیش نظر رکھ کر جو اس پمفلٹ اور اس کے علاوہ شائع ہو چکی ہے۔ ہماری دلی تمنا ہے حکومت افغان کے سفیر سب سے پہلے شخص ہوں گے جو ایسے غیر مستحق اور نقصان دہ گروہ سے اپنے تعلقات قطع کر لیں گے اور اپنی سرپرستی ہٹا لیں گے۔ ورنہ ہم کو نہایت افسوس سے افغانستان اور ان کے باشندوں کو نہ صرف انگلستان کا ماتحت بلکہ تمام ان ایشیائی قوموں کے غلام بنانے میں ایک سرگرم حصہ دار تصور کرنا پڑے گا۔ جو انگریزوں کے وحشیانہ مظالم میں مبتلا ہیں۔

ڈاکٹر منصور ایم رفعت

خطبہ بنام اڈیٹر انچیف (اخبار) بی زیڈ ایم مٹاگ برلین

برلین ۹؍اگست ۱۹۲۲ء

مہربان من

میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا اگر آپ اپنے قیمتی اخبار میں حسب ذیل تصحیح کو شائع فرما دیں گے۔ آپ کی رپورٹ متعلق اس واقعہ کے جو پچھلے دوشنبہ کو احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھنے کے موقع پر

وقوع پذیر ہوا۔ بی زیڈ ۲۱۳ مجریہ ے ماہ میں پڑھ کر ضروری خیال کرتا ہوں کہ چند الفاظ میں پیش کروں۔

جو شخص آپ کا اخبار پڑھے گا وہ یہی سمجھے گا کہ سخت لڑائی ہوئی اور اگر پولیس مداخلت نہ کرتی تو حالت اور زیادہ خطرناک ہو جاتی۔ مجھ کو یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ پولیس مین جو موجود تھا اور نیز دیگر گواہ بھی مجھ کو یقین ہے میرے بیان کی تائید کریں گے۔

معاملہ حسب ذیل تھا۔ برلین میں فرقہ احمدیہ کے نمائندہ مسٹر مبارک علی نے مسجد کی بنیاد رکھنے کی رسم میں شرکت کی۔ مجھ سے بار بار درخواست کی تھی۔ علاوہ اس کے اس موقع کے لئے مجھ کو دعوتی کارڈ بھی میرے نام کا ملا تھا یہ ہے ثبوت۔ اس امر کا کہ نہ تو میں ناپسند مہمان تھا نہ میں امن میں خلل ڈالنے کیلئے وہاں آیا تھا۔ جیسا کہ بعض اخبارات نے غلط خبروں کی بناء پر شائع کر دیا ہے۔

متعلق اس مشتری کے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قطعہ زمین جس پر مسجد بننے والی ہے اس کی ملک ہے تو میں اس کی بابت کچھ نہیں جانتا اور مجھ کو یقین تھا کہ قطعہ زمین فرقہ احمدیہ کے ایجنٹوں کا ہے۔

اس حال میں رسم کے وقت بشمول دیگر مہمانوں کے موجود تھا۔ جہاں میں مشہور معروف ماہر علوم شرقیہ پروفیسر کفائر سے ملا اور اس تحریک (احمدی) کے اصولوں اور تعلیمات پر ہم دونوں گفتگو کرنے لگے۔ کیونکہ مجھ کو بہت سے پمفلٹ جو فرقہ احمدیہ نے تقسیم کیئے تھے۔ جمع کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ اور ان کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ یہ تحریک بے انتہا خطرناک تھی اور یہ ضروری ہے کہ پبلک کے روبرو اس کی اصلیت بیان کر دی جائے ہماری گفتگو کے دوران میں مسٹر شومیٹس، استاد مشیر و مسٹر مبارک علی یکایک آیا اور گفتگو میں دھنس پڑا جب اس کو جلسہ میں میرے تقریر کرنے کا ارادہ معلوم ہوا تو اس نے لرزتے ہوئے اور سرگری سے اس تحریک کے متعلق تقریر کرنے سے روکنے کی کوشش کی اور میں نے نہ مانا۔

اس پر تھوڑی دیر کے لئے ہم سے الگ ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ مسٹر مبارک علی سے مشورہ کر رہا تھا۔ اس کے بعد وہ ہمارے پاس بہت غصہ و جوش میں واپس آیا۔ اور مجھ کو دھمکی دی کہ اگر میں نے ایک لفظ بھی تحریک کے خلاف بولنے کی جرأت کی تو میں فوراً گرفتار کر لیا جاؤں گا۔

قدرتاً میں نے اس دھمکی کو کوئی اہمیت نہیں دی اور مجمع پبلک کو تحریک کے اصلی اغراض سمجھانے کے لئے بے خوف و خطر پہلے موقع سے مستفید ہونے کا ارادہ کیا۔

میں مسٹر مبارک علی کی افتتاحی تقریر پر بہت متعجب ہوا۔ کیونکہ بانی تحریک کی تعلیم کے خلاف اس نے جلسہ میں اعلان کیا کہ مسجد تمام مسلمانوں کے لئے جو جرمنی میں موجود ہیں کھلی رہے گی۔ نیز ان لوگوں کے لئے بھی احمدیوں کے خیال کے خلاف اسلامی خیال رکھتے ہیں۔ میں یہاں ایک احمدی پمفلٹ موسومہ اقتباس قرآن مقدس، مطبوعہ احمدیہ پریس ہند سے ایک حصہ بطور اس بیان کی شرح کے نقل کرنے کی جرات کرتا ہوں۔

۱۹۲۲ء، ص ۱۸۱ نئے احمدیوں کے لئے کچھ ہدایات :

چونکہ مسیح موعود اللہ کا ایک پیغمبر تھا۔ اللہ کے رسولوں کو جھٹلانا بڑی خطرناک دلیری ہے اور ایک آدمی کو ایمان سے خارج کر دیتی ہے۔ لہٰذا قرآن، احادیث، خاتم النبیین اور مسیح موعود کے فرمانوں کے بموجب یہ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اس کو صرف احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔ لیکن ان مقامات میں جہاں احمدی امام نہ مل سکیں تو اس کو تنہا نماز ادا کر لینی چاہئے اور اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ اس کو اپنی جماعت دے دے کیونکہ ایک سچا ایماندار کبھی اکیلا نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح احمدیوں کو اپنی بیٹیوں کی شادی غیر احمدیوں سے بھی کرنی ممنوع ہے۔ کیونکہ عام طور پر بیویوں پر ان کے شوہروں کا اثر پڑتا ہے اور اس طرح ایک جان کو مرتد بنانا ہے۔ اس طرح احمدیوں کو غیر احمدیوں کے جنازوں میں بھی شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے ایک ایسے شخص کے لئے سفارش کرنے کے برابر ہے جس میں مسیح موعود کا انکار کرنے اور اس کی مخالفت کرنے سے اپنے آپ کو دشمن ثابت کر دیا ہے۔ یہ ان کا مذہبی دستور العمل ہے۔ لیکن ان کا سیاسی پروگرام اس سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ وہ انسان کے ساتھ بلاشرط اطاعت اور بغیر تزلزل وفاداری کی تلقین کرتے ہیں۔ یہاں میں دوبارہ انہی کے الفاظ درج کرتا ہوں۔ جن کو میں ایک پمفلٹ سے اخذ کرتا ہوں۔ جس کا نام ہے جماعت احمدی کی طرف سے ایچ۔ آر۔ ایچ شہزادہ ویلز کی خدمت میں تحفہ مصدقہ ۵۲۲۰۸ ممبر، طبع ثانی ۱۹۲۲ء۔

۱...... ”ہم نمائندگان جماعت احمدیہ حضور والا کے ہندوستان میں تشریف لانے پر نہایت ادب سے آپ کی خدمت میں تہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ حضور والا! ہم پورے طور سے اپنے خالص اور قلبی تعلقات کے اظہار کرنے کے لئے جو آپ کے شاہی خاندان سے ہم کو کوئی الفاظ نہیں ملتے۔ لیکن ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ جب کبھی شہنشاہ کو ہماری خدمات کی

ضرورت پیش آئے۔ حضور ہم کو شاہی احکام کی تعمیل میں بلاامید کسی انعام کے جان و مال تک قربان کرنے کے لئے مستعد پائیں گے۔"

۲...... "حضور والا! ہمارے ہم وطن ہم کو انہی خیالات کی وجہ سے وطن کا غدار کہتے ہیں اور ہم کو خوشامدی سمجھتے ہیں۔ بعض ہم کو کوتاہ بین اور زمانہ ساز تصور کرتے ہیں۔ لیکن اے عالیجاہ شہزادے ہم لوگوں کی خاطر خدا کو نہیں چھوڑ سکتے............"

۳...... "از کیمپ شہزادہ ویلز۔ انڈیا

بخدمت ذوالفقار علی خان۔ ایڈیشنل سیکرٹری قادیان پنجاب۔

نمبر ۹۳۷ پی مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء

جناب من! مجھ کو ہز رائل ہائینس شہزادہ ویلز سے حکم ہوا ہے کہ میں جماعت احمدیہ کے ممبروں کے سپاسنامہ کی رسید جو بذریعہ گورنمنٹ پنجاب موصول ہوا ہے۔ شکریہ کے ساتھ ارسال کردوں۔"

۴...... اسلام تحریک احمدیہ۔

......مذہب کے لئے مقدس جنگ بذریعہ تلوار (جہاد) کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جانا چاہئے۔

۵...... "سب احمدیوں پر گورنمنٹ برطانیہ کا وفادار رہنا مذہباً فرض ہے۔ ذاتی اغراض مذہب کے لئے جگہ دینی چاہئے۔ اس گورنمنٹ اور اس کے عدل کا عطا آزادی پر شکریہ ہمارے مخالف ہمارے پروپیگنڈہ کو بزور نہیں دبا سکتے۔ جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم کو حکومت برطانیہ کے تحت میں جو کچھ حاصل ہے وہ دوسری کسی گورنمنٹ میں میسر نہیں ہوسکتا۔ اللہ نے چاہا کہ اسلام کے زوال کے وقت ایک منتخب جماعت قائم فرمائے۔ اس نے اس کو ایک حلیم گورنمنٹ کے ماتحت میں رکھا۔ حکومت انگریزی ایک برکت ہے اور اگر کسی کو ان الفاظ میں شبہ ہے تو پھر لازم ہے کہ کسی دوسری گورنمنٹ کے ماتحت رہے۔ کسی اسلامی گورنمنٹ کے تحت میں۔

جماعت کو اس گورنمنٹ کی قدر کرنی چاہئے اور بذریعہ اس کی وفاداری اور اطاعت کے اپنی شکرگزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔ لہٰذا جو ہمارا مقصد ہے۔ اس کو یہ ہماری آخری وصیت سمجھنا چاہئے اور مرتے دم تک اس پر عامل رہنا چاہئے۔"

میں خیال کرتا ہوں کہ اب یہ بالکل صاف ہوگیا ہے کہ باوجود رسم کے پروگرام میں

ابتری نہ پھیلانے کے حق اور قانون اور اپنی نیک نیتی کا احترام کرنے کے لئے میں قصداً حق گوئی سے روک دیا گیا تھا۔

جرمنی میں تحریک احمدیہ پہلی آزمائش کو بھی برداشت نہ کر سکی اور چونکہ اس نے اپنی کمزوری کو محسوس کر لیا اس نے تمام معاملہ کا عقلمندی سے اس طرح انتظام کر کے پولیس کے پیچھے پناہ لی کہ پولیس وقت مناسب پر مداخلت کر سکے۔ تاکہ ان کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

اس لئے اگر کسی کو بدسلوکی اور فساد کی شکایت کا حق ہے تو وہ میں ہوں نہ کہ اس قطعہ زمین کا مالک جو کوئی بھی ہو جس پر مسجد بنائی جائے گی۔

ڈاکٹر منصور ایم رفعت

برلین ۹ راگست ۱۹۲۳ء   خط بنام ایڈیٹر انچیف داروِرٹس۔ برلین

جناب من! میں بہت ممنون ہوں گا کہ اگر آپ اپنے اخبار میں حسب ذیل تصحیح شائع فرمائیں گے[1] کہ پچھلے دوشنبہ کو قیصر ڈیم پر مسجد قادیانیہ کی رسم بنیادی کے موقع کے حالات داروِرٹس نمبر ۳۳۶ مورخہ ۷ ماہ حال میں پڑھنے کے بعد میں ضروری سمجھتا ہوں کہ چند الفاظ تشریح کے لئے تحریر کروں۔

---

[1] داروِرٹس کے قابل ایڈیٹر نے باوجود اس درخواست کے صحیح اور درست ہونے کے منظور نہیں کیا۔ اپنے پرچہ میں شائع کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مذکورہ بالا اخبار کا چیف ایڈیٹر جبکہ اپنے آپ کو سوشلزم کا پیش اور حمایتی ظاہر کرتے ہیں۔ ابھی تک اسی غلط خیال پر قائم ہیں کہ شاہی برٹش گورنمنٹ کسی صورت سے بھی بنی نوع انسان کے ایک بڑے حصہ کی تنزل اور مصیبت میں ایک بڑا اور اہم حصہ نہیں لے رہی ہے کیونکہ وہ اس کے مخالفوں کو سیاسی مجنوں کہتا ہے۔ میرے لئے یہ بالکل بعید از عقل ہے کہ اس قسم کے سوشل ازم اور انگریزی شہنشاہیت کے درمیان ایک بڑا تعلق معلوم کروں کیونکہ میں ابھی تک داروِرٹس کے چیف ایڈیٹر کے اعلان کو جو اس نے مجھ کو دوران جنگ میں ۱۹۱۸ء دیا۔ بھول نہیں سکا کہ ''انگلستان رفیق سوشلزم ہے۔'' اور نیز اپنے اخبار میں ایک مشہور آرٹیکل بعنوان ''ہنزے اینٹی انگلیشر کرز'' نکالا......

اس وقت جو چیز ہماری دلچسپی کا باعث ہے وہ مسٹر اِسٹمفر کا جرمنی میں فرقہ احمدیہ کے ایجنٹوں کے ساتھ غیر معمولی نرم طرز عمل ہے۔ کیونکہ یہ کہنا تعجب خیز ہے کہ داروِرٹس ایک اکیلا اخبار جس نے ان زیر بحث اصحاب (احمدی) کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ وہ بانی فرقہ کو ''زمانہ حال کا مصلح اسلام لکھتا ہے۔ اور اس کے متبعین کو راست باز کہتا ہے جو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آپ جو احمدیہ تحریک کے بانی کے متعلق شائع کرتے ہیں جس کو آپ ''مصلح اسلام[1]'' کہتے ہیں۔ بجائے اس کو حقیقت میں ایک کاذب قرار دینے اور برٹش شہنشاہیت کے لئے اسلام کو جھٹلانے والے کے اس بدقسمت خیال کا یہ کافی جواب نہ ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) تحریک کی حمایت اور اشاعت میں اپنی آمدنی کا دس فیصدی ادا کرتے ہیں۔''

دار ورلس کے چیف ایڈیٹر کو ضرور آزادی ہے کہ جس گروہ کی حمایت کرنا چاہے۔ اس کے ساتھ ہمدردی یا نفرت کرے۔ مگر یہ امر ہم کو بملامت یہ سوال کرنے سے نہیں روک سکتا۔ آیا وہ بوجہ اپنی محبت اسلام ایسا کرتا ہے یا کسی دوسری وجہ سے۔ جرمن پریس کے قارئین کو یہاں مسٹر اسٹفر کاٹرکی اور اسلام پر نالائق اور سخت حملہ یاد دلانا کافی ہے جو اس نے ۱۹۲۱ء میں خلعت معاملہ کے وقت کیا اور ٹلیرین، قاتل کو حق بجانب ٹھہرایا۔ اس کے اسلام کے خلاف آرمنی مدامی پراپیگنڈہ میں سرگرم حصہ لینے کو چھوڑ دیجئے۔ جن میں عصری قومی پارٹی کے ممبروں کے ساتھ دار ورلس کے ایڈیٹر کے مخالفانہ اور بدتہذیبانہ طرز عمل کو پچھلے مارچ میں یاد کرنا چاہئے جن کا قصور دار ورلس کے ایڈیٹر کی نظر میں صرف یہ تھا کہ وہ سب سے پہلے لوگ تھے جنہوں نے بدقسمت باشندگان روہر گیبٹ (علاقہ روہر) کے ساتھ اپنی ہمدردی اور حمایت کا اظہار کرنے کے ہوٹل اسپلنڈ میں ایک جلسہ منعقد کرنے میں پہل کی تھی۔ یہ ایک ایسا کام تھا جو باوجود مدد اور حمایت جو جرمنی نے ان کے ساتھ کی اس کے (ایڈیٹر) آرمنی دوستوں کو آج تک بھی کرنا نصیب نہ ہوا کچھ بھی ہو ہم تو دار ورلس کے ایڈیٹر کو بوجہ اس کے احمدیہ ایجنٹوں کے معاملہ میں پورے عبور کے مبارکباد دیں گے۔ وہ لکھتا ہے کہ احمدی مسجد ایک جرمن کاریگر کا کام ہے جس کو جرمن لوگ بنائیں گے۔!

مسٹر مبارک علی اپنے ہمراہ ایک گروہ ہندوستانی یا انگریز مزدوروں کا لانا بھول گئے کہ ان کے تعمیر مسجد میں مدد کرتے۔'' دار ورلس کی رپورٹ سے یہ معلوم ہوگا کہ ایڈیٹر ہندوستانیوں، مصریوں کے اور دیگر ایشیائی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی تحریکوں کے مقابلہ میں انگریزی شہنشاہی پروپیگنڈے کو جرمنی میں ترجیح دے گا۔

[1] یہ صفت یعنی ''مصلح اسلام'' جس کو دار ورلس کا ایڈیٹر غلطی سے فرقہ احمدیہ کے بانی پر چسپاں کرتا ہے اس شخص نے نہیں مانی ہے۔ دیکھو پمفلٹ موسومہ (اقتباسات قرآن کریم ص ۱۵۳)

مگر میں ان معنوں میں نبی نہیں ہوں یعنی یہ کہ میں اپنے آپ کو اسلام سے الگ کروں یا کسی اسلامی حکم کو منسوخ کر دوں۔ میری گردن اسی جوئے کے نیچے ہے جو اسلام ہم پر رکھتا ہے اور کسی کو کسی اسلامی حکم کو منسوخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

میں آپ کی تحریر متعلق "مصری ڈاکٹر" کی بھی مخالفت نہیں کروں گا جس کو آپ "سیاسی مجنوں" سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اگر پسند کرتے ہیں کہ ایک شخص کو جو غیر ملکی جوئے سے اپنے ہم وطنوں کو بلا لحاظ فرقہ یا جماعت حتی الامکان نجات دلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ "سیاسی مجنوں" کہیں تو میں اس کو "مصری ڈاکٹر کے لئے سند عزت سمجھوں گا۔"

کسی مسلمان یا غیر احمدی ایشیائی نے ڈاکٹر کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں نکالا۔ وہ سب جو اس کو پبلک کے سامنے اپنے دستاویزات پیش کرنے سے منع کرنا چاہتے تھے نہ مسلمان نہ ایشیائی۔ ان میں سے ایک مسٹر مبارک علی برلین میں فرقہ احمدیہ کے ایجنٹ کا استاد ہے۔"

برلین ڈبلیو ۵ گیز برگرز۔۴۰ ڈاکٹر منصور رفعت

مسجد مع انتظام ہوٹل
قیصر ڈیم پر ایک عجیب تعمیر

(لوکل انزیجر مجریہ ۱۹ر جون ۱۹۲۳ء۔ اشاعت صبح)

"چند یوم قبل پریس میں ایک اعلان بھیجا گیا کہ قیصر ڈیم پر قریب رنگ ریلوے اسٹیشن وزلبین کے برلین کی اسلامی جماعت کے لئے ایک مسجد کا بنیادی پتھر رکھا جائے گا اور مزید برآں یہ مسلمانوں کی عبادت گاہ فرقہ اصلاح اسلام کے متبعین اور سفرا بنائیں گے۔ جو اپنے آپ کو مصلح کے نام پر احمدی کہتے ہیں۔ یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ مذہبی مقصد کے ساتھ ایک سیاسی مقصد بھی تھا اور خصوصاً بشمول ہندوستانی اور اسلامی تحریک کے اس کے عقب میں ایک انگریزوں کے خلاف مقصد بھی تھا۔

مگر باوجود اس کے واقعات بالکل اس کے خلاف تھے۔ مسلمانان جرمنی کے تمام طبقوں میں نیز ترکوں، عربوں اور ہندی مسلمانوں میں نہ صرف اس تحریک سے مکمل علیحدگی ہی ہے۔ بلکہ وہ اس پر بے انتہا مشتبہ نظر ڈالتے ہیں۔ جماعت اسلامیہ نے احمد (مرزا قادیانی) کی تعلیمات سے کسی قسم کے بھی تعلق رکھنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ ان میں تعلیمات قرآن کے قصداً اور جان بوجھ کر غلط بیانی کی ہوئی پاتے ہیں۔

ادھر احمدی اعلان کرتے ہیں کہ ہر وہ مسجد جہاں مرزا مسیح موعود مصلح عالم نہ مانا جائے

عبادت کے لئے صحیح جگہ نہیں ہے۔ مگر احمدی مشن جو منجملہ اور چیزوں کے ایک جرنل اسلامک ریویو کے بذریعہ سے اشاعت کرتی ہے جو لندن کی دوکنگ مشن سے شائع ہوتا ہے۔ انگلستان کی حد درجہ غلامی میں سرشار ہے۔ احمد (مرزا قادیانی) کے دعاوی اور تعلیمات کا جو سینکڑوں ایسے ہیں صرف ایک حوالہ۔

''تو دلنشین کرلو کہ انگریزی گورنمنٹ تمہارے لئے ایک رحمت ہے اور برکت۔ یہ ایک ڈھال ہے جو تمہاری حفاظت کرتی ہے۔ لہٰذا تم کو بھی دل وجان سے اس ڈھال کی قدر کرنی چاہئے۔ انگریز مسلمانوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں جو تمہارے سخت مخالف ہیں۔''

احمدیہ تحریک کی اصلی مقاصد کے لئے زیادہ صفائی کی ضرورت نہ ہوگی۔ انگریزوں کی حکومت کو ہندوستان اور تمام اسلامی ممالک میں مستحکم کرنے کے لئے یہ تحریک ہے۔ تاکہ انگریزوں کے خلاف تحریک کو اسلام کے تحت میں ہی دبا دیا جائے۔ احمدیہ تحریک کھلم کھلا کوشش کرتی ہے قرآن سے ثابت کرنے کی کہ پیغمبرﷺ نے ہر ایک مذہبی جنگ (جہاد) اور بغاوت کو منع فرمایا ہے۔

تحریک احمدیہ جو اپنے مبلغین اور اعلانات کے ذریعے سے پوری قوت کے ساتھ کام کرتی ہے۔ اپنے ساتھ انگریزوں کی مخالف عالم اسلامی کے طبقوں میں اختلاف لے جاتی ہے وہ اختلاف کرتی ہے۔

اس خطرناک انگریزی مخالف کام پر قدرت پانے کے لئے یہ تحریک احمدیہ کی کھلی پارٹی جس کا مرکز قادیان اور جس کا خلیفہ محمود ہے اور برلین میں مبارک علی اس کے کارکن ہیں۔

ایک خفیہ پارٹی بھی ساتھ ساتھ رکھتی ہے۔ اس کا خاص مرکز لاہور میں ہے جہاں خلیفہ محمد علی رہتا ہے۔ برلین میں اس کا اہتمام صدرالدین کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ وہ پکے غدار ہیں۔ کیونکہ دنیا سازی کے لئے صرف ظاہری عزت حاصل کرنے اور تعلقات قائم کرنے کی غرض سے وہ اس احمدیہ تحریک کے ساتھ جس کو انگریزوں سے بلاشبہ مالی مدد ملتی ہے، ملے ہوئے ہیں۔ لیکن جہاں ان کو مفید مطلب ہوتا ہے۔ وہاں وہ ان سے تعلقات کا انکار کر دیتے ہیں۔

انگریزوں کی غرض اس تعمیر سے یہ ہے کہ اس (انگلیکنزیا) کو بالکل بے ضرر کر دیں جو مسلمان یہاں پڑھنے کے لئے آتے ہیں وہ بلا خیال احمدی اثر میں آجائیں گے۔ اس مقصد کو پورا

کرنے کے لئے مسجد کے ساتھ ہوٹل ہونا ضروری ہے جہاں رہنے۔ سوسائٹی اور مطالعہ کرنے کے لئے ہر مناسب صورت پیدا کی جائے گی۔ جس میں ہر رہنے والے کو ایک تحریری اعلان خلیفہ محمود کو دینا ہوگا۔ احمدیوں کی تعلیم پر عامل ہونے کی ایک نقل اس اقرار نامہ کی ہر احمدیہ اشتہار کے ساتھ منسلک ہوتی ہے۔

ان سب وجوہات سے یہ صاف دکھائی دیتا ہے کہ قیصر ڈیم پر مسجد بنانے کا مقصد ایک عبادت گاہ بنانے سے بالکل علیحدہ ہے۔"

۴راگست کو برلین میں مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھنے کی رسم پر اخبارات کی رپورٹیں اور رائیں۔

(ڈش ڈوچ) ٹگز زیٹینگ ۔ ۷راگست صبح

برلین میں پہلی مسجد

مقرر کا پلیٹ فارم چاروں طرف شاہ بلوط (اوک) سے سجے ہوئے۔ کہیں سے گھرا ہوا تھا جس کی چوٹی پر جرمنی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ رسم کے شروع پر مقامی اسلامی احمدیہ کے کارکن (ڈائریکٹر) مبارک علی نے قرآن کی پہلی سورۃ تلاوت کی۔ دوران تقریر میں مشہور مصری آزادی کے جنگ آزما ڈاکٹر منصور رفعت مصری قومی پارٹی سے تعلق رکھنے والے بہت سے آوازے کسے مثلاً "یہ مسجد نہیں ہوگی بارگیں ہوگی۔ یہ انگریزی روپیہ سے ادا کی گئی ہے۔ انگلستان برباد ہوا جرمنی زندہ باش! یہاں تک کہ وہ بالکل ہٹا دیا گیا۔ یہ حقیقت کہ متبعین احمدیہ تحریک انگریزوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ باعث مخالفت ہوئی۔ ایک جستی صندوق مع آج کے تمام جرمن اخبارات، تعمیر کے متعلق مبارک علی اور معمار ہرمن کی دو رپورٹوں، چند جرمن، انگریزی اور ہندوستانی سکوں کے اور نیز معہ ایک فہرست حاضرین جلسہ کی بنیاد میں رکھا گیا اور اس پر اینٹیں چنی گئیں جس پر مبارک علی نے ہتھوڑی سے حسب دستور ضربیں لگائیں۔

ڈش زیٹنگ ۷راگست شام۔

باوجود اس کے کہ احمدیہ تحریک کے نمائندے مبارک علی نے ہم کو یقین دلایا جیسا کہ ہم رپورٹ کر چکے ہیں کہ اس خدا کے گھر مسجد کے بنیادی پتھر رکھنے میں کسی قسم کے سیاسی اغراض پوشیدہ نہ تھے۔ یہ خیال علیحدہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں مسلمانوں کی نماز کے لئے ایک خدا کا گھر

بنانے کی خواہش سے کچھ زیادہ بھی ہے۔ میں نے مسجد کے بنانے کے لئے موافقت میں فیصلہ دیا ہے۔ جیسا کہ ہم کو ایک واقف کار حال سے معلوم ہوا ہے۔ انگلستان کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اس لئے (انگلستان نے) ایک بہت بڑی رقم مسجد کی تعمیر کے چندہ میں دی ہے۔ پس یہ خطرہ کہ سیاست اس معاملہ میں صرف ایک حصہ ہی نہیں بلکہ بیش از بیش حصہ لے رہی ہے۔ اگر چہ ہم انجینئر (ہارمن) کے ان الفاظ کے موافق ہوں کہ ''خدا ہی کا مشرق ہے اور خدا ہی کا مغرب'' تاہم جا ملک ہمارا ہونے سے اتنی دور نکل گیا ہے کہ اب اور زیادہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اجنبی حکومت ہم پر حاوی ہو جائے۔

اگر اسلامی تحقیقات کی جرمن سوسائٹی کے ممبر ڈاکٹر شوکمبس مسجد کی تعمیر کے متعلق زور دار الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ ہم کو لوگوں کے ساتھ اس وقت تک رواداری برتنی اور ان کا اعتبار کرنا چاہئے۔ جب تک کہ وہ کذب بیانی کے مجرم نہ قرار دیئے جائیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم کو یہ عیاں ہے کہ یہ زمانہ جرمنوں کے لئے صداقت مان لینے کا نہیں ہے۔ ہم اس لئے اس غیر سیاسی مسجد کی بنیاد کے خلاف اپنے اظہارات کا حق چھوڑنا نہیں چاہتے۔

داشینٹے زٹنگ۔ ۷راگست۔ ۱۹۲۳ء صبح

یہ مسجد احمدی فرقہ کی طرف سے بنائی جائے گی جو زیر حفاظت انگلستان کے اسلامی خیالات کو شائع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ احمدیہ فرقہ کے قائم مقام مبارک علی نے زبان اور انگریزی میں مہمانوں کو خوش آمدید کہہ کر مسجد کے اغراض بیان کر کے کہا کہ یہ مسجد تمام دنیا کے اور ہر فرقہ کے مسلمانوں کے لئے خدا کا ایک گھر ہوگی۔ شروع ہی سے دوران تقریر پر وہ کئی مرتبہ الفاظ میں ''پھنس پھس'' سے روکا گیا اور اس نے ختم ہی کیا تھا کہ بہت سے مصری (پوڈیم) مڈیر پر کودے اور ''جاسوس''۔ انگریزی کرایہ کے کا غل ہوا اور مسجد کو اسلامی تحریک کی قبر ہونا بیان کیا۔ جب تک کہ پولیس نے ان مداخلت کرنے والے کو نہ ہٹایا۔ اس وقت تک رسم کو ملتوی کرنا پڑا۔

جب نظام قائم ہو گیا تو اسلامی تحقیقات کے لئے جرمن سوسائٹی کے ایک نمائندے نے کہا کہ قوم جرمن بحیثیت قوم کے مذہبی تحریکوں کو خوشی سے خوش آمدید کہتی ہے اور اس تحریک کو بھی بڑی سے بڑی ممکن مدد دے گی۔ انگلستان کے اس تعلقات کے متعلق بعض امور اب تک صاف نہیں ہوئے ہیں۔ مسجد کے دو مینار ہوں گے۔ اور رہنے کے لئے مکان۔ مینار ۶۳ میٹر بلند

ہوں گے اور مکان اس بلندی کا ایک ثلث اونچا ہوگا۔ دوسری منزل پر خاص خدا کا گھر ہوگا۔ (اصل مسجد) نیچے کے کمرے کچھ تو رہنے کے لئے ہوں گے اور کچھ تمام ہوں گے۔ اکیلی عورتوں کے رہنے کے لئے بھی وہاں کمرے ہوں گے۔ مبارک علی نے جلسہ میں بیان کیا کہ تعمیر کا خرچ تین ہزار پونڈ اسٹرلنگ ہوگا۔ جس میں سے پانچ سو سامان کے لئے۔

برلینیر لوکل۔ انیز نجر۔ ۸/اگست۔ اشاعت صبح

قیصر ڈیم شار لائمبرگ میں احمدیہ فرقہ کی طرف سے مسجد کی تعمیر کی وجہ سے مخالف انگریز مسلمانان ساکنان جرمنی کی طرف سے جو مخالفت ہوئی ہے۔ اس کا ذکر ہم اپنے کالموں میں کر چکے ہیں۔ ذیل کا اعلان اس کو واضح کرتا ہیں۔

"احمدیہ تحریک میں وہ ہندوستانی اور انگریز آپس میں مجتمع ہوتے ہیں جو خالص انگریزی نو آبادیات کی سیاسیات پر کام کرتے ہیں۔ ایسے مذہبی اتحادوں میں سرگرمی کر کے انگلستان اسلامی دنیا پر ایک زبردست اثر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اچھا ہے کہ احمدی پارٹی یا زیادہ موزوں حکومت انگریز برلین میں ایک مسجد تعمیر کرائے جس میں پان، انگلش پروپیگنڈہ کیا جائے گا۔ بحیثیت قومی اور مسلمان ہونے کے ہم اس نہایت خطرناک تحریک کے خلاف اشتباہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہم سب انگریزی جہنم میں جا پڑیں گے۔

مصری قومی پارٹی کی کمیٹی۔ برلین

دی ریڈ فلیگ (روے کھلنے) ۸/اگست اشاعت صبح

انگریزی ایجنٹ برلین میں

کل شار لائمبرگ اسٹراسے میں ایک مسجد کی سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی گئی جو مقامی مسلم طبقوں میں ایک تحت سیاسی جنگ کا موضوع ہے۔ اس رسم کے موقع پر نام نہاد "احمدیہ تحریک" کے لیڈروں ایک شخص مسٹر مبارک علی نے ممتاز حصہ لیا۔ برلین کی مصری قومی پارٹی کے لیڈر ڈاکٹر منصور رفعت کی جانب سے بذریعہ "تم انگریزوں کے تنخواہ دار ہو۔ انگلستان غارت ہو" کی آوازوں کے رسم کی تقریر میں کئی بار رخنہ ڈالا گیا۔ آخر کار مسٹر رفعت کو زبردستی ہٹایا گیا۔ احمدیہ فرقہ درحقیقت انگریزی شہنشاہیت کی خدمت میں ہے اور مسلمانوں پر تعدی کرنے میں انگریزوں کو مدد دیتی ہے۔

رفعت نے بحیثیت ان مسلمانوں کے نمائندے کے جن کو انگلستان نے ستایا ہے۔ ان انگریزوں کے غلاموں کے خلاف جو اسلام کا نام لے کر بولتے ہیں۔ بجا طور سے صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ یا شاید نہیں ایسے رسم پر طبقہ حکومت کے سرکاری قائمقام بھی موجود تھے۔ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ منجملہ ڈاکٹر فرید اینڈ سیکرٹری آف اسٹیٹ اور ڈاکٹر میلیر۔ برونبرگ ضلع کے چیف پریذیڈنٹ موجود تھے۔ کیا اس کے معنی مطیع اقوام مشرق کے خلاف جرمنی کی انگلستان کے ساتھ ہم آہنگی ہے۔ جرمنی مزدور پیشہ (ورکنگ کلاس) جماعت اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ ہم جرمن تابعدار لوگوں کی اور ان مشرقی غلام لوگوں کی یکساں حالت ہے جو انگلستان کی گرفت میں ہیں۔ اور (ہم) غلامان انگلستان سے کسی قسم کا بھی تعلق رکھنے سے انکار کرتے ہیں۔

ڈش الگیمینی زیٹنگ ۸/اگست ۱۹۲۵ء صبح

قیصر ڈیم میں مسجد کی بنیاد رکھنے کا معاملہ جس کے بارے میں ہم نے کل خبر درج کی تھی۔ پبلک دماغوں کو مشغول کرنے میں ناکامیاب نہ ہوگا۔ احمدیہ تحریک کے متعلق جس نے مسجد بنائی ہے۔ مختلف مضامین میں جو حال میں برلین کے پریس (اخباروں) میں شائع ہوئے ہیں۔ بہت کچھ سچ اور جھوٹ کی آمیزش ہے۔ احمدیوں میں دو مختلف گروہ ہیں۔ ایک کا صدر مرکز ووکنگ میں لندن کے جنوب مغرب میں ہے۔ (دی ووکنگ مشن) اس میں بہت انگریز بطور ممبر کے ہیں۔ منجملہ جن کے لارڈ ہیڈلے خاص پارٹ کرتے ہیں۔ اس ووکنگ مشن کا لیڈر خواجہ کمال الدین ہے۔ جو آج کل لارڈ ہیڈلے کے ہمراہ مصر اور مکہ کی سیاحت پر ہیں یہ پارٹی اسلامک ریویو نکالتی ہے اور اپنی احمدیت پوشیدہ رکھتی ہے یہ نہ تو بانی فرقہ غلام احمد القادیانی کے متعلق کچھ کہتی ہے نہ اس کے دعوے مسیح موعود اور مہدی کی بابت لب کشائی کرتی ہے۔

دوسری پارٹی احمدیوں کی وہ ہے جو اپنا حال بیان کر دیتی ہے۔ دونوں پارٹیاں برلین میں اپنی بنیاد قائم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ پہلی پارٹی کے لئے پچھلے سال کمال الدین نے جب وہ یہاں تھا موقع دیکھا تھا۔ بعد ازاں اس نے برلین میں مستقل رہائش کے لئے صدر الدین اور عبدالمجید کو بھیجا۔ دوسری کھلی پارٹی کا قائم قام سید عا اور ذاتی طور پر ہمدرد مبارک علی ہے۔ اس پچھلے نے قرآن کی دو سورتیں تلاوت کرنے کے ساتھ پچھلے دن رسم کا افتتاح کیا اور اس کے بعد بحیثیت

ایک مسلمان مبلغ کے انگریزی میں ایک مختصر تقریر کی۔ اسلام ایک خدا کی پرستش اور تمام بنی نوع انسان کی برادری کا اعلان کرتا ہے۔ یہ ایک امن کا پیغام ہے جو برلین جرمنی میں جو فرقہ پروٹسٹنٹ کا گھر ہے سنا جانا چاہئے۔ جو نہ صرف جرمنی کا قلب ہے۔ بلکہ تمام یورپ کا ہے اور یہ مرکزی مقام ہونا چاہئے۔ جہاں سے یہ پیغام امن چمکے گا۔

یہ کہا جانا چاہئے کہ بڑی تعداد مسلمانوں کی جو برلین میں رہتی ہے۔ احمدی تحریک کے نزول کو نہ صرف احتیاطی اور مشتبہ نظر سے دیکھی ہے بلکہ نیز کھلی ہوئی دشمنی کی نظر سے۔ اس طرز عمل کے اسباب کچھ مذہبی ہیں۔ اور کچھ سیاسی، احمدی لوگ انگلستان اور انگریزی حکومت سے خاص دوستی کو مانتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو اس تحریک کی تواریخ سے واقف ہیں یہ ماننا طبعی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی جاننا چاہئے کہ صرف اس سبب سے یہ خاص مسلم حلقوں میں منافرت پیدا کرتی ہے۔ جس نے سنگ بنیاد رکھنے کی رسم کے وقت بلا روک اپنا اظہار کیا۔ مشرقی لوگ رسم میں جرمنوں سے بھی کم بہت ہی قلیل تعداد میں تھے۔ جماعت اسلامیہ برلین اس واقعہ سے بالکل الگ رہی۔ خاص کر ہندوستانی تھے۔ منجملہ ان کے ایک تعداد ہندوؤں کی تھی۔ مصری اور ترک رسم کے وقت تقریباً ایک بھی نہ تھا۔ صرف ترکی سفارت کے امام[1] امام شکری بے سیر دیکھنے کو موجود تھے۔

متعلق احمدیہ تحریک

ڈش ایلگم مجریہ ۱۶ اگست اشاعت صبح کے ایک آرٹیکل کا اقتباس

تحریک احمدیہ پر انگریزوں کا تنخواہ دار ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ (ای ڈی یعنی ایڈیٹر)

کسی احمدی کو ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے جو اس کا فرقہ کا نہ ہو۔ غیر احمدی کو اس کی لڑکی عقد نکاح میں نہ دینی چاہئے۔ غیر احمدی کی تجہیز و تکفین میں ایک احمدی کو حصہ نہ لینا

---

[1] اگرچہ ہم ترکش سفارت کے امام شکری بے کو ایک سیدھا مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس کی موجودگی صرف اس وجہ سے سمجھی جا سکتی ہے کہ وہ آج کل برلین میں افغان سفارت کے لئے بھی امام کا کام کر رہے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ افغانی سفیر نے جو اس فرقہ سے دوستانہ مراسم رکھنے میں مشہور ہیں۔ اپنے ہمراہ رسم میں چلنے کو کہا ہے۔

چاہئے۔ (احمد مصلح عالم۔ اس کے دعاوی اور ہدایت اسی کے الفاظ میں سکندر آباد ۱۹۴۰ء ص ۵۴۔
احمدیوں کے نزدیک جو مسلمان فرقہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے وہ حقیقتاً کافر ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ شروع ہی سے اس قسم کا اختلاف احمد (مرزا قادیانی) اور اس کے متبعین کے خلاف مسلمانی حلقوں میں سخت مخالفت پیدا کرتا ہے۔ اس مخالفت کو اس خاص مقصد سے اور بھی زیادہ تقویت پہنچتی ہے۔ جو احمد (مرزا قادیانی) اور اس کے پیروؤں کو انگلستان کی طرف ہے۔ بحال ہونے والا اسلام انگلستان کو اپنا جانی دشمن پاتا ہے۔ ہندوستان مشرقی قریب اور مصر کے مسلمان ہر اجنبی اور سب سے اول انگریزی حکومت کو اپنے اوپر سے بلاشرط دھتکارتے ہیں اور اپنا سہارا اور قوت اس قومی تحریک میں پاتے ہیں جو اسلام میں اٹھ رہی ہے۔ مرزا غلام احمد جو ایک خدا کی حکومت امن کی جو مذہبی اور اخلاقی قوتوں سے پیدا ہوتی ہے۔ تبلیغ کرتا ہے۔ شروع سے جہاد کرنا ناجائز کہتا ہے۔ اس پناہ اور آزادی نے جو اس کی مذہبی تحریک کو اس کے دشمنوں کے سخت سے سخت ایذا رسانی کے مقابلہ میں انگریزی قانون کی بدولت حاصل ہے۔ اس کی نظر میں ہندوستان میں حکومت انگریزی کو ''رحمت اور برکت'' قرار دیا۔ (گیم بک مندرجہ بالا ص ۳۷) گورنمنٹ انگریزی کی بے چون و چرا اطاعت تحریک احمدیہ کا واضح طور پر بیان کیا ہوا آج تک اور ہمیشہ کے لئے ایک بنیادی اصول ہے۔ بہت سے مقامات مذکورہ بالا کتاب کے اور خاص کر ایک چھوٹی سی کتاب موسومہ ''اے پریذیڈنٹ ڈاڈریس ٹو ایچ۔ آر۔ ایچ دی پرنس آف ویلز فرام دی احمدیہ کمیونٹی '' کلکتہ ۱۹۲۲ء صفحات ۱ تا ۵ وغیرہ) اگر احمدی بجان و مال شاہی احکام کی تعمیل کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ اے پریذیڈنٹ وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ''جب کبھی ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت لاحق ہو۔'' تو ہر شخص اس بے اعتباری کی وجہ دیکھ سکتا ہے جو موجودہ حالت میں ان پر جاتی ہے۔ اور انگلستان کی بڑی بیوقوفی ہوگی۔ اگر وہ ایسے آلہ کا وقت پر استعمال نہ کرے احمدیہ تحریک اس لئے اسی اثناء میں بڑھ گئی ہے۔

صدر مقام قادیان میں ہے جہاں ''مقدس نبی'' متولی نے مولوی نورالدین کو خلیفہ مقرر کیا جس کی جگہ موجودہ دوسرا خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود کام کرتا ہے...... یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ تعمیر ہونے والی مسجد کا خرچ پوری طرح سے دولت مند احمدی مستورات برداشت کریں گی جو سونا اور جواہرات پیش کرتی ہیں۔ (احمدی تبلیغی پرچہ ''مسلم سن رائز۔ شکاگو ج ۴ ص ۲،۲)

مختلف شاخوں کی ایک حد تک یہ کیفیت ہے کہ جن کے وسائل انگلستان استعمال کرتا ہے۔ طبعی طور پر وہ احمد (مرزا قادیانی) کے خاص ارشادات جن کی اس کے متبع علانیہ اور کھلے دل سے حمایت کرتے ہیں۔ اکثر باعث مشکلات ہوئے ہیں۔ اس احمدیہ فرقہ کے ایک خاص شعبہ میں جس کا مرکز لاہور۔ ہندوستان میں اور ووکنگ لندن جنوب مغرب (انگلستان) میں ہے۔ ان مشکلات کو رفع کر دیا گیا ہے۔ اس جماعت میں ایم محمد علی (لاہور) اور خواجہ کمال الدین (ووکنگ) بڑا حصہ لے رہے ہیں۔ یہ جماعت احمدیہ کے ارشادات پر سے خاموشی سے گزر جاتی ہے۔ اور اپنے آپ کو عام مسلمان ظاہر کرتی ہے اور اپنے آپ کو احمدیہ تحریک سے بالکل الگ رکھتی ہے۔ اس جماعت کی احمدی شان اس شخص پر نمایاں ہے جو بنظر تامل دیکھتا ہے اور نیز اس قرآن سے جس کو محمد علی نے شائع کیا ہے۔ اس کا خاص اخبار اسلامک ریویو ہے۔

خواجہ کمال الدین دور دراز کے تبلیغی سفر کر چکے ہیں۔ من جملہ ان کے ڈچ انڈیز کو بھی گئے ہیں۔ جنگ عالم کے شروع میں جب کہ مکہ کے شریف حسین کو ترکی سے توڑ کر انگلستان کا ساتھی بنانے کا مسئلہ پیش تھا۔ خواجہ کمال الدین مکہ میں تھے۔ اب اس وقت جب کہ عربستان میں معاملات انگلستان کے غیر مفید صورت اختیار کر رہے ہیں۔ خواجہ کمال الدین دوبارہ مکہ میں ہیں۔ احمدیہ کی اس شاخ میں بہت سے انگریز شامل ہو گئے ہیں۔ منجملہ جن کے خاص طور سے لارڈ ہیڈلے پیش پیش ہیں۔ لارڈ ہیڈلے خواجہ کمال الدین کے ساتھ مصر اور مکہ کو گئے ہیں۔ برلین میں جہاں یہ آشکارا ہے کہ ایک بڑی تعداد مشرقیوں خصوصاً ہندوستانیوں اور مصریوں کی رہتی ہے۔ احمدیہ کی اس شاخ کے قائمقام صدر الدین اور عبدالمجید ہیں۔ جن کے پاس روپیہ بکثرت ہے۔ وہ بھی یہاں فریبلیر پلاز پر ایک مسجد بنوانا چاہتے ہیں۔

فریڈ ریکس نمبر ۳۳ بابت اگست ۱۹۲۳ء

وزلیھن اسٹیشن پر شارلاٹھبرگ میں سنگ بنیاد رکھنے کی ایک رسم مزاحمتوں سے ممنوع ادا ہوئی اسلامی احمدیہ فرقہ ایک مسجد دو گنبدوں اور دو پتلے اونچے میناروں والی بنانے والا ہے۔ سنگ بنیاد کی رسم کے وقت بہت سے شبہ کرنے والے پاکباز موجود تھے۔ منجملہ ان کے ڈاکٹر فرے انڈ سیکرٹری آف سٹیٹ اور ڈاکٹر میٹر ضلع برنڈ برگ کے چیف پریذیڈنٹ تھے۔ احمدی فرقہ کے لوکل قائمقام نے اپنی افتتاحی تقریر میں جو انگریزی زبان میں تھی۔ نہایت خوبصورتی سے بیان کیا کہ احمدیہ فرقہ نے دنیا کے تمام حصص میں خالص اسلام کا مذہب تلقین کرنا اپنا مذہب ٹھہرایا ہے۔ نئی

مسجد کی تعمیر کی ضرورت اس وجہ سے تھی کہ ''ایماندار کے لئے خدا کا ایک گھر اور دوسرے مذہب والوں کے لئے ایک بیت العلم دیا جائے۔'' لیکن یکا یک ایک واقعہ پیش آیا۔ ایک مصری نے تقریر کی اجازت مانگی اور وہ یہ ثابت کرنے کے لئے تیار تھا کہ احمدی انگریزوں کے تنخواہ دار ہیں اور مسجد انگریزی روپیہ سے بنائی جارہی ہے۔ مخالف کو خوشی منانے کی جگہ سے ہٹا لے جانے کے لئے ایک پولیس مین کو بلانے کی وجہ سے یہ خلاف امید نظارہ ختم ہوگیا جو جرمن موجود تھے وہ فوراً رسم کی جگہ سے چلے گئے۔ کیونکہ ان کی رائے یہ تھی کہ جرمنی دلچسپی اور ہمدردی آج کل مظلوم اقوام کی طرف ہونی چاہئے اور رسم میں مدد کرنا بطور شان بڑھانے والوں کے ایک ایسے مقصد میں جوان لوگوں کی تحریک آزادی کیخلاف ہو جن کو انگلستان نے ستا رکھا ہے اور جن کے ممبر برلین میں رہ رہے ہیں۔ جرمنوں کی شان کے خلاف ہے۔

بدقسمتی ہے سرکاری جرمن نمائندے جو اس رسم میں شریک تھے۔ اس خیال کے نہیں معلوم ہوئے کیونکہ وہ نہ صرف وہاں موجود ہے بلکہ شام کے انتظام کے دوران کہا جاتا ہے کہ ''جرمن پبلک کی جانب سے'' اسٹوڈینن ڈائریکٹر ڈاکٹر شومبس نے تقریر بھی کی۔ یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ صاحب کسی صورت سے بھی برلین آبادی کی طرف سے پیش ہونے کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔ اسی اثناء میں یہ عیاں ہوگیا کہ قیصر ڈیم پر یہ مسجد پان انگلش مقصد کہتی ہے۔ اور ہر شخص کو مصری قومی پارٹی کی برلین کمیٹی کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمارے پاس حسب ذیل اعلان بھیجا۔

''احمدی تحریک۔ میں خالص انگریزی نو آبادیات کی سیاست کو عمل میں لانے کے ہندوستانی اور انگریز مجتمع ہوئے ہیں۔ ایسی مذہبی متحد جماعتوں میں سرگرمی سے انگلستان اسلامی دنیا پر زبردست اثر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اچھا ہے احمد یہ پارٹی یا زیادہ موزوں برطانی گورنمنٹ برلین میں ایک مسجد بنائے جس میں پا انگلش تبلیغ (پروپیگنڈہ) کا کام کیا جائے۔ بحیثیت نیشنلسٹ اور مسلمان ہونے کے ہم اس نہایت خطرناک تحریک کے خلاف ہوشیار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں ورنہ ہم سب کے سب جہنم میں پڑیں گے۔

بالکل صحیح ہے اور ہم اس سے کسی حالت میں بھی اتفاق نہیں کر سکتے۔ خصوصاً جب کہ جرمنی کی قسمت میں فرانس کی نو آبادی ہونا لکھا ہے۔

احمدیہ تحریک

بانی احمد القادیانی دنیا کے لئے زمانہ حال کا موعود پیغمبر جس کو خدا موجود زمانہ مادیت میں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا۔ (دیکھو پمفلٹ موسومہ "اکٹر یکٹ فرام ہولی قرآن ص ۱۸۰)

"وہ مسلمانوں کے نئے مسیح موعود اور مہدی ہے۔"

"وہ عیسائیوں کے لئے اور یہودیوں کے لئے موعود شفیع (نجات دہندہ) ہے۔"

"وہ ہندوؤں کے لئے کالکی اوتار اور کرشن کا اوتار ہے۔"

"وہ زرشتیوں کے لئے سوشیانت ہے۔"

"مختصر یہ ہے کہ یہ وہی دنیا کی پچھلی قوموں کے نبیوں کی قوتوں اور روحانیوں کا مجموعہ لسانی پیغمبر ہے۔ جس کا بے حد شوق سے انتظار تھا اور تلاش تھی۔" یہ منجملہ ان خاص صفات کے ہیں جس سے اس عجیب العمل شخص نے اپنے میں ہونا دنیا کے سامنے بیان کیا ہے۔ اگرچہ وہ اور اس کے متبعین علی الاعلان بیان کرتے ہیں کہ اس کی آمد سے تمام مسلمانوں۔ عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں میں امن اور خوشی کا دور دورہ ہوتا تھا۔ مگر ہم سخت افسوس سے دیکھتے ہیں کہ یہ تمام نفیس وعدے بالکل قابل افسوس ناکام ثابت ہوئے۔ اس کے کہنے کی ضرورت نہیں جبکہ مصیبت زدہ انسان ہمیشہ زیادہ مصیبت اور گڑبڑ میں پھنس گیا۔ پر فدائین!

......کی تدابیر کا شکریہ۔ انسانوں کا خون چوسنے والا۔

ٹلکو ر انگریزوں کو گوشت خوار قرار دیتا ہے۔

ہندوستان کو ایک خط میں جو اخبار پراہاشی کلکتہ میں شائع ہے ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹگور نوبل پرائز مین انگریز کی صفت یوں بیان کرتے ہیں:

"جب سے میں لندن میں آیا ہوں اس قدر لوگوں سے گھرا رہتا ہوں کہ خط و کتابت قریب قریب ناممکن ہوگئی ہے جو کچھ میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں اس سے میں اب ایک بات واضح طور سے سمجھتا ہوں ایسی واضح کہ کبھی پہلے نہ تھی کہ فی الحال ہم پوری طرح اور بری طرح سے گوشت خوار انگریزوں کی ایڑیوں کے نیچے ہیں۔ وہ بے انتہا طاقتور ہیں۔

پچھلے سال پنجاب میں نہایت خوف ناک انگریزی مظالم کے وقت میں نے یہ خیال کیا کہ وہ بالکل اتفاقی ہوں گے۔ جن کی خالص وجہ صرف ناگہانی خوف ہوگا۔ لیکن اس موضوع پر پارلیمنٹ بالکل اتفاقی ہوں گے جن کی خالص وجہ صرف ناگہانی خوف ہوگا۔ لیکن اس موضوع پر

۱

پارلیمنٹ کی مباحثوں کی سرکاری رپورٹ سے میں اب اچھی طرح جان گیا ہوں۔ کہ وہ وحشیانہ سنگدلانہ بے رحمی ان کی رگوں میں بہنے والے خون کے ہر ذرہ میں داخل ہے اور پکی طرح ان کی ہڈیوں کے گودے میں بھرے ہوئے ہیں۔ یہاں بعض ان انسانی ہستیوں کے جنرل ڈائر کے خون آلود کارناموں کو بطور اعلیٰ درجہ کی بے رحمی کے سراہا[1] ہے۔

اسی کے سلسلہ میں انگلستان کی عورتوں میں بھی خون آشام خونخواری کی باغیانہ علامات پر مجھ کو بے انتہا دھکا لگا۔ وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم کو پوری طرح سے مان لینا چاہئے کہ برٹش گورنمنٹ اور برٹش لوگوں سے کسی قسم کی کوئی امید نہ رکھنی چاہئے۔ ان سے کسی قسم کی توقع نہ رکھنی اپنی توہین کرتی ہے۔ ہم اب تک اس امید کے فریبی آسیب کے نشہ آور جادو میں مبتلاء رہے کہ وہ دینگے اور ہم لیں گے۔ ان کا کام دینا تھا۔ اور ہم بھکاری۔ لیکن ہم درحقیقت خوش قسمت ہیں کہ وہ عطایا کے قابل ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ عطیات کمزوروں کو بہ نسبت دھوکہ بازی کے دیر یا سویر برباد ہی کر دیتے ہیں۔ اگر ہم مضبوط ہوتے۔ اگر ہم طاقت ور ہوتے تو قبول عطیات کو ہم کو چھوٹا نہ بناتے۔ ہماری روحوں کو خراب نہ کرتے۔ ہر بڑی قوم دوسروں سے عطیات قبول کرتی ہے۔ یہ مثل ٹیکس وصول کرنے کے ہے۔ بھرا ہوا ہمیشہ بھر جاتا ہے۔ بادشاہ ہمیشہ وصول کرتا ہے مگر بھکاری کبھی نہیں۔ تو ہمارے لئے اس سے موت بہتر ہے کہ ہم انگریز جیسے لوگوں سے بخشش حاصل کرنے کو ہاتھ پھیلائیں۔

---

[1] قتل عام کے دام۔ اس کے پنجاب (ہند) کے ہزاروں غیر مسلح بے پناہ بے قصور مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی کامیاب کارروائی کی وجہ سے (فرقہ احمدیہ کا مرکز جنرل ڈائر کو اس کی عمر درازی کے لئے کافی انعام مل چکا ہے۔ مارننگ پوسٹ کی خبر کے بموجب انگریزوں نے ۱۶ ہزار پونڈ سے زائد ایک فنڈ کھولا ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستان کے مالیہ سے ڈائر کو ۶۵۰ پونڈ سالانہ ملے گا۔ اس وقت کے بعد پنشن پر وہ ۸۰۰ پونڈ سالانہ کی پنشن کا مستحق ہوگا۔

کوئی تعجب نہیں کہ سلطنت برطانیہ میں بیشمار قاتل اور پھانسی دینے والے پھرتے ہیں۔ برٹش پارلیمنٹ اخبارات اور پبلک نے ڈائر کو بطور بطل وقت کے سراہا ہے اور اس کے ہندوستانیوں کے خون میں ہاتھ رنگنے کے کام پر اپنی مہر پسندیدگی ثبت کر دی ہے وہ کہتے ہیں یہ تورات کی غلطی تھی اور ہندوستانیوں کے جانوں کے مال کی جرمانہ میں حکومت برطانیہ قاتل کی جیب بھرنے کے لئے لوگوں سے کھینچ رہی ہے۔

مرزائیوں کے کافرانہ عقائد

حضرت مولانا غلام ربانی جوہرآبادیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

برادران محترم یہ چند تحریرات "مرزائیوں کے کافرانہ عقائد" کے عنوان سے صرف اس لئے قلم بند کئے ہیں تا کہ بے خبر مسلمان مرزائیوں کے خطرناک عقائد اور مقاصد سے مطلع ہو کر اپنے اور اپنے متعلقین کے ایمان کی حفاظت کر سکیں۔ مرزائی یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم بڑے بااخلاق ہیں............اس مختصر تحریر میں آپ پر واضح ہو جائے گا۔ کہ مرزا غلام احمد نے تمام مسلمانوں کے لئے وہ گندی زبان استعمال کی ہے کہ کوئی شریف آدمی سن ہی نہیں سکتا۔ بولنا اور لکھنا تو در کنار مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ جو میری نبوت کو نہیں مانتے وہ کتے خنزیر ولد الحرام (حرامی) اور لعنتی ہیں اور پکے کافر ہیں۔

مرزا قادیانی نے کبھی محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور کبھی مجدد ہونے کا اور کبھی مہدی ہونے کا اور کبھی عیسیٰ ہونے کا اور کبھی عین محمد ﷺ ہونے کا اور پھر بد بخت نے مستقل نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا چونکہ جھوٹے کے پیر نہیں ہوتے۔ قلابازیاں کھاتے ہوا اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پھر اس بد بخت نے اللہ پاک کی شان میں شرم ناک توہین کی کہ کوئی شریف انسان سن ہی نہیں سکتا۔ مرزا نے لکھا کہ خدا نے میرے ساتھ قوت رجولیت آزمائی (یعنی میرے ساتھ وہ کام کیا جو مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے) مسلمانو! انصاف کرو۔ کیا یہ مرزائی پاکستان میں رہنے کے قابل ہیں۔ کیا اس قابل نہیں کہ ان کو کسی اسرائیل میں بھیج دیا جائے جہاں کی یہ پیداوار ہیں۔ آخر میں مارشل لاء حکومت سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ فوج جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی کرتی ہے کیا مرزائیوں سے بڑھ کر نظریہ پاکستان کا کوئی اور دشمن ہو سکتا ہے۔ کیا کسی ملک کے بنیادی نظریہ کے بدترین دشمنوں کو اس ملک کے اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا جا سکتا ہے۔ کیا ملک کے اور اسلام کے دشمنوں کو بڑے بڑے عہدے دینا خود ملک دشمنی نہیں ہے؟ وقت کے حکمرانوں سے قوم اس بنیادی سوال کا جواب مانگتی ہے۔

مؤلف: حضرت مولانا مفتی غلام ربانی

۱۶/اپریل ۱۹۸۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعده

ما کان محمدا ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النّبیین (القرآن)

قرآن عزیز کی اس آیت کے بعد کب کوئی گنجائش باقی رہتی ہے کیا یہ آیت واضح طور پر یہ نہیں بتا رہی ہے کہ حضور خاتم النّبیین ہیں اور حضور ﷺ نے خود احادیث میں اس کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ: "انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی"

دوسری دلیل قرآن میں جب عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب فرمایا حضور ﷺ کے بارے میں تو یوں فرمایا: "یاتی من بعدی اسمه احمد" چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضور ﷺ نے آنا تھا اس لئے من بعدی فرمایا اور جب اللہ پاک نے حضور ﷺ سے خطاب فرمایا تو سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات میں یوں فرمایا: "والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك" "وہ مومن وہ لوگ ہیں کہ جو ایمان لاتے ہیں اس کلام پر جو آپ سے پہلے نازل ہوا اور اس کلام پر جو کہ آپ کی طرف نازل ہوا"

پس چونکہ نبوت ختم ہو چکی تھی آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا۔ اس لئے "الیك" پہ بات ختم فرما دی اور "من بعدك" نہیں فرمایا۔ نمونہ کے لئے یہ دو آیات کریمہ پیش کر دیں۔ ورنہ قرآن عزیز کی بہت سی آیات سے ختم نبوت ثابت ہے۔

احادیث میں ہے: "انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷، ترمذی ج ۲ ص ۴۵)" عنقریب میری امت میں ۳۰ کے قریب جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں لیکن میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ایک اور حدیث میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: "ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی (ترمذی ج ۲ ص ۵۳، کنز العمال ج ۱۵ ص ۳۶۷)" "رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے۔ میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔ یہ دو احادیث پاک بطور نمونہ کے پیش کیں ورنہ بے شمار احادیث سے حضور ﷺ کی ختم نبوت ثابت ہے۔

آپ ناظرین کرام خود غور فرمائیں کہ حضور کے واضح ارشادات کے بعد کوئی بھی اگر

نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا کذاب اور دجال نہیں ہوگا؟ تو اور کیا ہوگا اب مرزا غلام احمد کی جھوٹی تحریروں کو ملاحظہ فرمالیں۔

خدائی کے دعوے اور خدا کی توہین

☆...... ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔''
(آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً، کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

☆...... ''مرزا غلام احمد خدا کا اعلیٰ نام ہے۔'' (تذکرہ ص۳۹۲ طبع سوم)

☆...... ''انت منی بمنزلة اولادی (اے مرزا تو مجھ سے میرے اولاد جیسا ہے)''
(اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

☆...... ''تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

☆...... ''اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن!'' (البشریٰ ج۱ ص۴۹، الہامات مرزا قادیانی)

☆...... ''خدا قادیان میں نازل ہوگا۔'' (تذکرہ طبع سوم ص۴۳۷، مجموعہ الہامات مرزا قادیانی)

☆...... ''خدا کی مانند'' (حاشیہ اربعین نمبر۳، ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

☆...... ''یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام (اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔ یعنی انسانی مظہر (مرزا) کے ذریعے اپنا جلال ظاہر کرے گا)''
(حقیقت الوحی ص۱۵۴، خزائن ج۲۲ ص۱۵۸)

☆...... ''اعطیت صفت الافناء والاحیاء من رب الفعال (مجھے خدا کی طرف سے مارنے اور زندگی کرنے کی صفت دی گئی۔)'' (خطبہ الہامیہ ص۲۳، خزائن ج۱۶ ص۵۶)

☆...... ''اے مرزا تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو کن کہہ دے تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔''
(حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

☆...... ''اللہ تعالیٰ نے مرزا سے کہا ''میں نماز پڑھوں گا' اور روزہ رکھوں گا' جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔'' (الہامات مرزا قادیانی، تذکرہ طبع سوئم ص۳۶۰)

☆...... ''خدا نے فرمایا: میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا۔ میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔'' (الہامات مرزا قادیانی، تذکرہ طبع سوئم ص۳۶۲)

☆...... ''اے چاند! اے خورشید تو مجھ سے ظاہر ہوا ہے اور میں تجھ سے۔''
(حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)

☆...... ”تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ (بزدلی) سے۔“

(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵)

☆...... ”خدائے تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے۔“

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۹۷، حقیقت الوحی ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷)

☆...... ”مرزا قادیانی کن فیکون کے خدائی اختیارات کا مالک ہے۔“

(تذکرہ طبع سوئم ص۵۱۷)

☆...... ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

☆...... ”مرزا خدا سے ہے اور خدا مرزا سے ہے۔“ (تذکرہ ص۴۳۶)

خدا کی شرم ناک توہین

”مرزا غلام احمد خدا کی روح ہے۔“ (تذکرہ طبع سوئم ص۷۴۳)

”مرزا غلام احمد خدا کا بازو ہے۔“ (تذکرہ ص۲۱۹)

”مرزا قادیانی خدا کی توحید وتفرید ہے۔“ (تذکرہ طبع سوئم ص۶۶)

”مرزا مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ............ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ”رجولیت“ کی قوت کا اظہار فرمایا۔“ (ٹریکٹ نمبر۳۴، اسلامی قربانی ص۱۲)

انگریزی نبی کے انگریزی الہامات

مرزا قادیانی لکھتا ہے۔”یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا۔“

(چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

دوسری جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ”زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی وغیرہ۔“

(نزول المسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸، ص۴۳۵)

انگریزی میں وحی

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ I Love you

I am with you	میں تمہارے ساتھ ہوں۔
Yes I am happy	ہاں میں خوش ہوں۔
I shall help you	میں تمہاری مدد کروں گا۔
Life is pain	زندگی دکھ ہے۔

(تذکرہ ص ۶۳، ۶۴، طبع سوم)

حضور انور ﷺ کی گستاخی و توہین

”رسول کریم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“ (الفضل ۲۲ر فروری ۱۹۲۴)

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (اخبار الفضل ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲)

”حضرت مسیح موعود (مرزا) علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔“

(قادیانی مذہب ص ۲۶۶، رسالہ ریویو آف ریلجنز قادیانی ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار پیغام صلح ۱۴، ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

”اس کے (حضور انور) لئے (صرف) چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (گرہن) کا۔“ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

”حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا محمد ﷺ زندہ ہوا خدا کی توحید زندہ ہوئی۔“ (اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ ص ۸۹، مورخہ ۱۴ر مئی ۱۹۲۴ء)

”مرزا غلام احمد کی ٹھیک وہی شان وہی نام وہی رتبہ وہی منصب ہے جو آنحضرت کا تھا۔“ (اخبار الفضل ۱۶ر نومبر ۱۹۶۵ء)

”چودھویں صدی سے تمام انسانوں کے لئے رسول مرزا غلام احمد ہے۔“

(تذکرہ ص ۳۵۲ طبع سوم)

"مسیح موعود (غلام احمد) خود محمد رسول اللہ ہے۔"
(کلمۃ الفصل ۱۵۸ مندرجہ ریویو بابت مارچ اپریل ۱۹۱۵ء رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد ہے تذکرہ ص ۳۸۵ طبع سوم)
"خاتم الانبیاء مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔" (مرزائی اخبار الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)
"وہ (مرزا) وہی فخر الاولین والآخرین ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ العالمین بن کر آیا۔" (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)
"آنحضرت ﷺ کے زمانہ کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح (بے نور) اور مرزا غلام احمد کے زمانہ کا اسلام چودھویں کے چاند کی طرح تاباں و درخشاں ہے۔"
(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۱)
"آنحضرت کے معجزات تین ہزار تھے۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)
"مرزا غلام احمد کے معجزات تین لاکھ سے بھی زائد ہیں۔"
(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)
"مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے اقویٰ اور اکمل اور ارشد۔"
(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۱)
"زمانہ آنحضرت ﷺ کی پیروی مدار نجات نہیں بلکہ صرف مرزا غلام احمد کی پیروی سے نجات ہوگی۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵ حاشیہ)
"خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام نبیوں نے اس (مرزا) کی تعریف کی ہے۔" (نزول المسیح ص ۴۸، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۶)
"مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔" (کلمۃ الفصل رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۸۵ ج ۱۴ نمبر ۳)
"خدا نے میرا نام محمد احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا۔"
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۸ مرزا قادیانی، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)
"قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تاکہ اپنے وعدے کو پورا کرے۔"
(کلمۃ الفصل رسالہ ریویو ص ۱۰۵ ج ۳)
"خدا کے نزدیک اس (مرزا) کا ظہور مصطفیٰ کا ظہور مانا گیا۔"
(خطبہ الہامیہ ص ۲۰۰، خزائن ج ۱۶ ص ۲۹۷)

''آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرائیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے آئے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۰ مرزا قادیانی، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۸)

''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔'' حقیقت الوحی ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کا دعویٰ

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ۔

''انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے کہ سب سے بڑے ہوں۔'' (الفضل قادیان ج ۸۵، ۲۹ را پریل ۱۹۲۴ء)

آدم پر فضیلت کا دعویٰ

''آدم ثانی حضرت ثانی حضرت مسیح موعود جو آدم اول سے شان میں بڑا ہوا۔''

(ملائکۃ اللہ ص ۶۵)

حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

''خدا تعالیٰ نے میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلائے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۳۷ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

''پس اس امت کا یوسف (مرزا غلام احمد) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔''

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۷۶، خزائن ج ۲۱ ص ۹۹ مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

''یسوع (عیسیٰ) اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے یہ شخص عیسیٰ شرابی کبابی ہے اور خراب چلن۔'' (حاشیہ ست بچن ص ۱۷۲، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۶)

''آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کر جدی مناسبت درمیان ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

''مسیح ابن مریم مجھ میں سے اور میں خدا میں سے ہوں۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۱۱۸)

''مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۴)

''آپ یسوع مسیح علیہ السلام کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی گستاخی وتوہین

''حضرت ابوبکر وعمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔'' (ماہنامہ المہدی جنوری، فروری ۱۹۱۵ء ص ۵۷ نمبر ۲، ۳)

''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا ہے وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۶)

بے شرم مرزا قادیانی کی، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ جگر گوشہ رسول کی توہین

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے: ''ایک دن جب میں (مرزا) عشاء کی نماز سے فارغ ہوا۔ اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی اونگھ رہا تھا۔ اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے۔ بلکہ میں بیداری میں تھا۔ اچانک سامنے ایک آواز آئی آواز سے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آرہے ہیں۔ بے شک یہ پنجتن پاک تھے۔ یعنی علی ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے بعد دیکھتا کیا ہوں کہ فاطمۃ الزہرا نے میرا سر اپنی ران پر رکھ دیا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

امت محمدی کے تمام اولیاء کرام اور علماء کرام کو مرزا غلام احمد کی گالیاں

مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

''میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۳۵ مرزا غلام احمد، خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

مرزا کی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی کو گالیاں

"میرے مقابل بیٹھ جائے۔ تا ور دیکھو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔" (ص ۲۲ نزول المسیح، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۱)

"پیر گوہ کھاتا اے جاہل بے حیا۔" (ص ۶۴، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۰)

"خبیث بچھو کی طرح نیش زن اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت ملعون کی سبب ملعون ہو گی۔ فرومایہ کمینہ گمراہی کے شیخ دیو بدبخت"

(اعجاز احمدی ص ۷۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸)

"خبیث طبع" (ص ۶۴، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۶)

"نجاست پیر صاحب کی منہ میں میں کھلائی۔" (ص ۷۰، خزائن ج ۱۸، ص ۴۴۸)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کو گالیاں

"کتا" (اعجاز احمدی ص ۴۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۶)

"کتے مردار خور" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹)

مولانا علی الحائری لاہوری مجتہد شیعہ کو گالیاں

"جاہل تر۔ حسین علیہ السلام کی عبادت کرنے والا۔ وہ کھولی آنکھ والا یک چشم۔"

(اعجاز احمدی ص ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۶)

علماء کو گالیاں

"بدبخت، مفتریو نہ معلوم یہ وحشی قوم کیوں شرم و حیا سے کام نہیں لیتی۔ مخالف مولویوں کا منہ کالا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

"اے بدذات فرقہ مولویاں" (انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

"اے مردار خور مولویوں اور گندی روحو۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)

"بعض مولوی دنیا کے کتے۔" (استفتاء ص ۱۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۱۲۸)

حضرت علیؓ کی گستاخی و توہین

"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت اور ایک زندہ علی (مرزا) تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علیؓ کی تلاش کرتے ہو۔"

(اخبار الحکم قادیان نومبر ۱۹۱۳ء، ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۱۴۲)

''حضرت علیؓ یا دیگر اہل بیت کامل طور پر آنحضرت کے علوم اور معارف کے وارث ہوتے اور ضرورت زمانہ متقاضی ہوتا تو ضرور وہ بھی نبوت کا درجہ پاتے۔''
(اخبار الفضل قادیان ج ۳ ص ۱۰۷، ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

''بے شک جسمانی طور پر فاطمۃ الزاہراؓ اور حضرت علیؓ سے ایک نسل چلی لیکن کامل واکمل روحانی وجسمانی فرزند سب سے بڑا فرخندہ گوہر علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے روحانی کمالات کا اتم اور اکمل طور پر وارث ایک ہی ہوا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا) ہیں۔''
(اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱۲۳ مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۴۰ء)

حضرت امام حسینؓ پر فضیلت کی جسارت

''میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔''
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸، ص ۴۷۷)

''اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی (نجات دینے والا) ہے کیوں کہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔''
(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

''بخدا اسے (یعنی حضرت حسینؓ) کو مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔''
(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

''کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود (مرزا) حسین سے افضل ہے۔''
(نزول المسیح ص ۴۹، خزائن ج ۱۸، ص ۴۲۷ مرزا قادیانی)

''کیا تو اس حسینؓ کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے اور یہ تو بتاؤ کہ اس سے دینی فائدہ کیا پہنچا؟''
(اعجاز احمدی ص ۶۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۰)

''تم نے اس کشتہ (حسینؓ) سے نجات چاہی جو نو امیدی سے مر گیا۔''
(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

تمام مسلمانوں کو گالیاں

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''
(نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

''یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹)

''جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام (حرامی) بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱ مرزا غلام احمد قادیانی)

''میرے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولا دنہیں مانتے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۸، مرزا غلام احمد)

''جو شخص محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

''غیر احمدی (مسلمان) تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔'' (انوار خلافت ص ۹۳)

''اے بے حیا قوم۔'' (ص ۶ سراج منیر، خزائن ج ۱۲ ص ۸)

''خبیث طبع لوگ۔'' (ص ۶ سراج منیر، خزائن ج ۱۲ ص ۸)

''اے نادانو عقل کے اندھو۔'' (ص ۴۶ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸)

''کوئی نرا بے حیا نہ ہو تو اس کے لئے اس سے چارہ نہیں کہ میرے دعویٰ کو اس طرح مان لے جیسا اس نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کو مان لیا۔

(تذکرہ الشہادتین ص ۳۸، خزائن ج ۲۰ ص ۴۰)

''مخالفوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔'' (نزول المسیح ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۶)

''بعض کتوں کی طرح بعض بھیڑیوں کی طرح بعض سوروں کی طرح بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مارتے ہیں۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۵۵، خزائن ج ۱۶ ص ۲۳۸)

یہ تو تھی وہ گالیاں جو مرزا قادیانی نے تمام مسلمانوں کو دیں اب قادیانی اخبار کی وہ تحریر دیکھیں جس میں خود مرزا کو نبی ماننے والوں کو یعنی مرزائیوں کو درندے اور سور قرار دیا گیا ہے۔

''حضور (مرزا) نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے ارد گرد بہت سے درندے ہیں سور وغیرہ ہیں۔'' اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں؟

(قادیانی اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۷ / اپریل ۱۹۳۴ء)

جہاد اور مرزائی

''آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۰۲)

''اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔'' (ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۷)

''مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
دشمن ہے خدا کا جو اب کرتا ہے جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

مرزائی اور انگریزی حکومت

''میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے۔''

(ستارہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

''اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہو سکتا ہے نہ قسطنطنیہ۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۱ ص ۴۶)

''میں ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کا پکا خیر خواہ ہے۔''

(کتاب البریہ ص ۴، خزائن ج ۱۳ ص ۴)

''گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام و اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔'' (برکات خلافت ص ۶۵)

''ہم اس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے ہر حالت میں ہماری حفاظت کی ہے۔''

''میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے حکام عالی مرتبہ توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔''

(کشف الغطا من مرزا غلام احمد، خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۷)

''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں اس سے بھر سکتی ہیں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

پہلے ختم نبوت کا اقرار تھا

''فی الحقیقت نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔''

(کتاب البریہ ص ۲۰۰، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۸)

''اللہ تعالیٰ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے۔''

(آئینہ کمالات ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ۳۷۷)

''نبی محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۲۱)

اور بعد میں ختم نبوت کا انکار کیا دوسرا رخ اور خود نبوت کا دعویٰ کیا: ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱ مرزا غلام احمد)

''میں خدا کے موافق نبی ہوں۔''

(خط مرزا اخبار عام لاہور ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)

''اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

''آپ مرزا روحانی حقیقت کے اعتبار سے وہی خاتم الانبیاء محمد رسول ہیں جو زمین حجاز ۱۹۱۵ء میں اب سے تیرہ برس پہلے پیدا ہوئے تھے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۵۵)

''مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء اس شخص (مرزا) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)

''یہ خیال کہ رسول کریم کے بعد دروازہ نبوت بند ہو چکا ہے۔ بالکل باطل اور لغو خیال ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان نمبر ۵۰ ج ۱۹، مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

مرزا قادیانی اپنے قلم سے

کافر' مرتد' جھوٹا' پاگل' منافق' لعنتی' بدذات' مخبوط الحواس خبیث' ملعون مجنون' بدبخت' مفتری' زندیق' دشمن قرآن' بے شرم' اسلام سے خارج کافروں کی جماعت سے ملا ہوا جاہل' دنیا میں سب سے بڑا کافر' شرارتی بے حیا' اپنے آپ کا مخالف انسانوں کی عار بشر کی جائے نفرت وہ

(شخص) بڑا خبیث اور ملعون اور بدذات ہے جو خدا کے برگزیدہ اور مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ (البلاغ المبین ص۱۹ مرزا کا آخری لیکچر لاہور)

''ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)

اور پھر خود نبوت کا دعویٰ کیا۔ (مؤلف)

''مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی کافر خبیث ہے۔''

(انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ ص۲۸)

خود نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے مسیلمہ کذاب کا بھائی کافر خبیث بنا (مؤلف)

''جھوٹ بولنا مرتد سے کم نہیں۔'' (اربعین نمبر۳، خزائن ج۱۷ ص۴۰۷)

اور پھر خود نبوت کا دعویٰ کیا اور مرتد بنا (مؤلف)

''جھوٹے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۷۵)

جیسا کہ مرزا غلام احمد کے کلام میں ہے۔ (مؤلف)

''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۸۴، خزائن ج۲۲ ص۱۹۱)

''ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں ایسے طریقہ سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔'' (ست بچن ص۳۱، خزائن ج۱۰ ص۱۴۳)

''کسی عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ملا دیتا ہے۔ اس کا کلام بے شک متناقض ہوتا ہے۔'' (ست بچن ص۳۰، خزائن ۱۰ ص۱۴۲)

جیسا کہ مرزا غلام احمد کے کلام میں کھلا تناقض ہے۔ (مؤلف)

''کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرے۔''

(انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۷۷)

تو مرزا غلام احمد بدبخت اور مفتری ہوا۔ (مؤلف)

''میں جانتا ہوں کہ وہ ہر چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب والحاد و زندقہ ہے۔''

(حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

جیسا کہ خود مرزا کا کلام (مؤلف)

''اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النّبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو! خدا سے شرم کرو۔'' (آسمانی فیصلہ ص ۲۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵)

لیکن مرزا خود بے شرم اور دشمن قرآن بنا نبوت کا دعویٰ کر کے (مؤلف)

''مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے ملوں جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ اپنی بزرگی کی پڑی جمنا اس میں سمجھتے ہیں کہ بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں۔'' (ست بچن ص ۸، خزائن ج ۱۰ ص ۱۲۰)

جیسا کہ مرزا غلام احمد (مؤلف)

''اگر تم اسے کفر سمجھتے ہو تو مجھ جیسا کافر تم کو دنیا میں نہیں ملے گا۔''

(اخبار الفضل ج ۲۱ ص ۱۳۸ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۴ء)

''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائیں تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتماد نہیں رہتا۔'' (کتاب چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

مرزا غلام احمد کی ساری پیش گوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں۔ (مؤلف)

''مختلف فرقوں کے بزرگوں، پادریوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجے کی خباثت اور شرارت ہے۔'' (براہین احمدیہ ص ۱۰۲، خزائن ج ۱ ص ۹۲)

تو مرزا قادیانی نے بزرگوں کی توہین کر کے اپنے آپ کو خبیث اور شریر ثابت کیا (مؤلف)

''جب انسان حیا کو چھوڑتا ہے تو جو چاہے بکے کون اس کو روکتا ہے۔''

(اعجاز احمدی ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۹)

''میں ایسے شخص کا سخت مخالف ہوں جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر کہے کہ میں خدا ہوں۔'' (مرزا کا خط مکتوب احمدیہ سوم ص ۱۱۸)

اور پھر خود خدائی کا دعویٰ کیا۔ (مؤلف)

''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اعتقاد نہیں رکھتا کہ آنحضرت ﷺ کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا اس کے فیضان سے پایا...... وہ لعنتی ہے اور خدا کی لعنت اس پر اور اس کے انصار پر اور اس کے پیروؤں پر اور اس کے مددگار پر'' (مواہب الرحمٰن ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۲۸۷)

مرزا غلام احمد کا مشہور شعر جو قادیانی اخبار الفضل ۱۰ جنوری ۸۴ کے صفحہ ۸ پر چھپا۔

(براہین احمدیہ ص ۹۷ خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

کرم خاکی ہوں پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی بیماریاں ان کے اپنے قلم سے

''مدت سے مجھے یقین رہا ہے کہ میں نامرد ہوں۔''

(مکتوب احمدیہ ج ۵ خط نمبر ۱۴، ۲۲ فروری ۱۸۸۷، جلد پنجم نمبر ۲)

''دو مرض میرے لاحق حال میں ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرا بدن کے نیچے کے حصے میں اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب اور دونوں مرضیں اس زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰)

''میں ایک دائم المرض ہوں۔ بعض اوقات سو سو دفعہ رات میں یا دن کو پیشاب آتا۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر ۴ ص ۴، خزائن ۱۷ ص ۴۷۱)

''میرا حافظہ بہت خراب ہے۔'' (مکتوب احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ ص ۲۱)

''آپ (مرزا) کو شیرینی سے بہت پیار تھا اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے اس زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اس جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔'' (مسیح موعود کے مختصر حالات ص ۶۷، ملحقہ براہین احمدیہ چہار حصص)

پیش گوئی جو پوری ہوئی اور عبرت ناک ہیضہ سے موت

مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ: ''ہمارے صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

''کسی انسان کا اپنی پیشین گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔'' (تریاق القلوب ص ۱۰۷، خزائن ج ۱۵ ص ۳۸۲)

پیش گوئی

مرزا غلام احمد نے ۱۵ ار اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' شائع کیا تھا۔ اس اشتہار میں مرزا مولانا کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی ہی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیرے جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ مہلکہ سے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)

مرزا بدبخت کے مندرجہ بالا الفاظ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد، مولانا ثناء اللہ صاحب کے لئے طاعون اور ہیضہ کی دعا کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا رخ مولانا ثناء اللہ کی بجائے خود جھوٹے نبی کی طرف پھیر دیا۔ ہیضہ نے مرزا کو آدبوچا اور ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ سمیت جہنم رسید ہو گیا۔ مرزا غلام احمد کے خسر میر ناصر نواب خود نوشت سوانح حیات میں تحریر کرتے ہیں۔ ''حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے کہا میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔''

(حیات ناصر ص ۱۴، ۱۵ تاریخ اشاعت دسمبر ۱۹۲۷ء)

آخری گزارش مرزائیوں سے

میں ان تمام بھولے بھٹکے مرزائیوں سے عرض کروں گا کہ وہ کھلے دل سے اس کو پڑھیں اور غور و فکر کریں جب حقیقت آپ کے سامنے کھل گئی تو حق کو قبول کر لینے میں اپنی عافیت سمجھیں اور اپنے غلط نظریات سے توبہ کرتے ہوئے اپنا دامن خدا کے آخری رسول حضور ﷺ سے وابستہ کر لیں۔

صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النّبیین وامام المتقین وسید الاولین والآخرین۔

قیامت خیز افسانہ ہے پر درد وغم میرا
نہ کھلواؤ زبان میری نہ اٹھاؤ قلم میرا

غلام ربانی
صدر مجلس عمل ختم نبوت ضلع خوشاب
خطیب جامع مسجد بلاک نمبر ۴ جوہر آباد
۲۱ راپریل ۱۹۸۴ء

قادیانی گروہ

جناب شیخ خضر حسینؒ پروفیسر جامعہ ازہر مصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

محمد ﷺ دنیا میں ایک واضح اور روشن شریعت لے کر تشریف لائے جس میں کوئی الجھاؤ یا ابہام نہیں ہے اور جو ایسی پختہ ہے کہ شبہات اس سے قریب نہیں پھٹکتے، جن پاک باز ہستیوں نے اسے حضور ﷺ سے لیا۔ ان کی بصیرت صاف وشفاف تھی اور خیر و بھلائی کی راہوں کو سمجھنے میں ان کی عقل وفراست انتہائی باکمال تھی۔ انہوں نے آئندہ آنے والی نسلوں تک اسے جوں کا توں پہنچایا اور اس کی راہ میں جان و مال کی قربانی پیش کرنے میں کوئی دریغ نہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ دنیا میں فتح یاب وسرخرو ہوئے۔ یہ ان ہی کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ تھا کہ دنیا میں دین حق مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گیا اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ وہ دنیا میں ایسا محفوظ دین ہے کہ لوگوں کی ہوا پرستی اور چال بازی اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ دین کی اس طور حفاظت کا سہرا سراسر اللہ کی کتاب پاک اور اس کے رسول ﷺ کی صحیح سنت کے سر ہے۔ اس لئے کہ ان ہی دونوں نے ہر زمانہ میں ایسی عقلمند ہستیوں کو جنم دیا اور ہمیشہ جنم دیتی رہیں گی۔ جو ہر کجی سے پاک اور ہر خواہش پرستی سے بے داغ نظر سے ان پر غور وفکر کرتی رہیں اور اسی لئے وہ بہت حقائق کی تہہ تک پہنچ جاتی ہیں اور حقائق کے ساتھ انہیں وہ دلائل بھی نظر آتے ہیں جو ان حقائق میں شک وشبہ کرنے والی ہر زبان کو کاٹ ڈالتے اور ہر مکار و دغا باز کی قلعی کھول ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون (حجر:۹)“ یعنی ہم نے یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

صحیح تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانہ میں دین حنیف کو کچھ ایسے بدطینت لوگوں سے سابقہ پڑتا رہا ہے جن کا ذہن کجی اور گمراہی کو پسند کرتا اور اس کی طرف لپکتا ہے۔ اس لئے وہ حقائق سے پہلو تہی کرتے ہوئے دین میں تحریف کی کوشش کرتے اور سیدھی راہ چلنے کے بجائے ٹیڑھی راہوں میں بھٹکتے اور سرگرداں رہتے ہیں۔

یہ کجی اور گمراہی صرف ان ہی لوگوں تک محدود نہیں رہتی جو جاہل ہونے کے باوجود دین کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر غور رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں جیسا کہ سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے بعض باطل فرقوں کے سربراہوں کا حال تھا۔ بلکہ یہ کجی اور گمراہی آگے بڑھ کر کچھ ایسے لوگوں کو بھی دنیا کے سامنے لاتی ہے جو یہ تک دعویٰ کرنے لگتے ہیں کہ ان پر آسمان سے وحی اترتی ہے اور یہ کہ وہ اپنی زبان سے جو اول فول بکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک اور رسول کریم ﷺ کی حدیث کے واسطہ کے بغیر خود خدا کا ان کے دلوں میں ڈالا ہوا ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والے بعض تو ایسے ہوتے ہیں جن کا سلسلہ ان ہی تک محدود رہتا ہے۔ اور آگے نہیں بڑھتا جیسے حارث بن سعید جس کا ظہور عبدالملک بن مروان کے عہد میں ہوا اور عبدالملک بن مروان نے اسے قتل کیا۔ دنیا میں اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ اسی طرح ایک شخص اسحاق اخرس نامی تھا جو سفاح کے زمانہ خلافت میں منظر عام پر آیا اور بہت سے لوگ اس کے پیرو ہو گئے۔ وہ جونہی قتل ہوا اس کا فتنہ ہمیشہ کیلئے دب گیا۔ تاہم بعض مدعیان نبوت ایسے بھی تھے جن کی دعوت کا اثر ان کی موت کے بعد بھی باقی رہا جیسے حسین بن حمدان خصیبی جس نے حماۃ اور لاذقیہ کے کوہستانوں میں اس باطل فرقہ کی اشاعت کی جس سے آج بھی نصیری تعلق رکھتے ہیں۔ قادیانی فرقہ کا بانی مرزا غلام احمد اسی دوسری قسم سے تعلق رکھتا ہے۔

ہمیں عرب اور غیر عرب ممالک، جیسے امریکہ سے اس مضمون کے متعدد خطوط موصول ہوئے کہ اس فرقہ کی حقیقت اور اسلام سے اس کے تعلق کو واضح کیا جائے۔ خطوط کا یہ سلسلہ اس وقت خاص طور پر شروع ہوا جب ''قاہرہ'' کے ماہنامہ ''نورالاسلام'' (جلدا شمارہ ۵) میں ہمارا وہ مضمون شائع ہوا جس میں ہم نے بہائی فرقہ کی نقاب کشائی کی تھی۔ بعض خطوط میں اس فرقہ کے مبلغین کی بعض عجیب وغریب آراء کا ذکر کر کے یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ ان آراء پر تنقید کی جائے اور مسلمانوں کو ان کی ہلاکت آفرینیوں سے بچانے کی کوشش کی جائے۔ آج تک جو ہم نے اس فرقہ سے متعلق کچھ لکھنے سے احتراز کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمارے پاس اس فرقہ کی اصل کتابیں اتنی نہ تھیں کہ ان سے اس کی بنیاد کو سمجھا جا سکے۔ اور لوگوں کو بتایا جا سکے کہ جن لوگوں نے اسے گھڑا ہے۔ ان کی حالت درحقیقت کیا ہے؟

آج ہمیں اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد اور دوسرے مبلغین کی اتنی کتابیں فراہم ہوگئی ہیں جنہیں پڑھ کر اس کی حقیقت کو بآسانی سمجھا اور سمجھایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہم پڑھنے والوں کے سامنے اس فرقہ کے باطل نظریات ودعاوی سے متعلق چند ابواب رکھتے ہیں تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ اس کے بانی کی نشوونما کن حالات میں ہوئی اور وہ کن گمراہ کن دعووں کو لے کر میدان میں اترا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج اس فرقہ کے جو مبلغین مسلمان ممالک میں جگہ جگہ اپنا زہر پھیلاتے پھر رہے ہیں۔ ان کا واحد مقصد مسلمان نوجوانوں کے دلوں میں فتنہ برپا کرنا ہے اور سب جانتے ہیں کہ فتنہ قتل سے بڑھ کر تباہ کن ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد ...... خاندان، پیدائش، نشوونما اور تربیت

مرزا غلام احمد نے اپنا سلسلۂ نسب لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد کا وطن سمرقند تھا، پھر وہاں سے کوچ کر کے ہندوستان آئے اور ''قادیان'' کو اپنا وطن بنایا۔ اس علاقہ میں انہیں اقتدار بھی حاصل ہوا پھر ان کے حالات نے کروٹ لی اور مصیبتوں سے دوچار ہوئے۔ ان کا اقتدار جاتا رہا اور ساری دولت دوسروں نے چھین لی۔ (تریاق القلوب ص۶۴، خزائن ج۱۵ ص۲۷۳ حاشیہ ملخص) اس کے بعد مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''پھر برطانیہ کے عہد حکومت میں خدا نے میرے والد کو ان کے چند گاؤں واپس دلا دیئے۔''

مرزا غلام احمد ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ جب تعلیم کی عمر کو پہنچے تو انہوں نے قرآن اور بعض فارسی کتابیں پڑھنا شروع کیں۔ جب دس سال کے ہوئے تو عربی زبان سیکھنا شروع کی۔ سترہ سال کی عمر میں ایک استاد سے رابطہ قائم کیا اور اس سے صرف ونحو، منطق اور فلسفہ کی تعلیم لی اور ساتھ اپنے والد سے طب بھی سیکھتے رہے۔ دینی علوم کسی سے نہیں سیکھے۔ صرف ان کا از خود شوقیہ طور پر مطالعہ کرتے رہے۔[1]

ابھی ان کی تعلیم کسی خاص مرحلہ تک نہ پہنچی تھی کہ انگریزوں کی سلطنت بڑھتے بڑھتے پنجاب تک پہنچ گئی۔ دوسرے نوجوانوں کی طرح غلام احمد کے دل میں بھی شوق پیدا ہوا کہ آگے بڑھ کر کوئی سرکاری ملازمت حاصل کی جائے۔ چنانچہ وہ سیالکوٹ گئے اور وہاں کے ڈپٹی کمشنر کے

---

[1] مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا محمود کی کتاب ''احمد پیغمبر آخر الزمان'' بزبان انگریزی۔

دفتر میں ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ ابھی انہیں ملازم ہوئے چار برس ہوئے تھے کہ ان کے والد کو اپنے ذاتی کاروبار میں ان کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ والد کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے وہ ملازمت چھوڑ کر قادیان واپس آگئے۔

۱۸۷۶ء[1] میں ان کے والد بیمار ہوئے۔ اس موقع پر انہوں نے دعویٰ کیا کہ مجھے از روئے وحی بتایا گیا ہے کہ میرے والد مغرب کے بعد وفات پا جائیں گے۔ قادیانیوں کے دعویٰ کے مطابق یہ سب سے پہلی وحی تھی جو مرزا قادیانی پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد وہ آئے دن طرح طرح کے خیالات ظاہر کرنے لگے۔ اور اس دعویٰ کے ساتھ یہ کہ سب باتیں انہیں بذریعہ وحی بتائی جاتی ہیں۔ مسلمان ان میں سے کوئی بات تسلیم نہ کرتے تھے اور انہیں جھوٹ قرار دیتے تھے۔

مرزا قادیانی پنجاب کے ایک دوسرے شہر لودھیانہ گئے اور پہنچتے ہی ایک اشتہار شائع کیا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں جس کا مسلمان انتظار کر رہے تھے۔ علماء نے ان کے اس دعویٰ کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کیا اور اسے بھی جھوٹ قرار دیا۔ اس موقع پر جن علمائے دین نے مرزا قادیانی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ان میں ایک ماہنامہ ''اشاعۃ السنۃ'' کے ایڈیٹر مولانا محمد حسین بٹالوی تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی سے مناظرہ کے لئے بہت سے علماء کو لودھیانہ بلایا۔ لیکن وہاں کے انگریز ڈپٹی کمشنر نے جو ہر طرح سے مرزا قادیانی کی حمایت کر رہا تھا۔ مناظرہ کرنے کی اجازت نہیں دی اور مولانا محمد حسین سمیت تمام علماء کو نوٹس دیا کہ اس روز شہر سے نکل جائیں۔

پھر مرزا قادیانی دہلی آئے اور اپنے خیالات کا پرچار کیا۔ علماء نے سخت مخالفت کی اور مرزا قادیانی کو مناظرہ کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے یہ بھی طے کر لیا کہ مناظرہ میں مسلمانوں کی طرف سے صرف مولانا نذیر حسین صاحب محدث ہی بولیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے مناظرہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ البتہ جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں۔ انہوں نے مولانا نذیر حسین صاحب کو مباہلہ کی دعوت دی یعنی یہ کہ وہ قسم کھائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اس کے بعد اگر وہ ایک سال تک زندہ رہیں اور اس عرصہ میں ان پر کوئی آفت نازل نہ ہو تو سمجھ لیا جائے گا کہ مرزا قادیانی اپنے دعوائے نبوت میں جھوٹے ہیں۔ لیکن مولانا نذیر حسین صاحب اور

---

[1] مرزا غلام احمد اپنی کتابوں میں چونکہ انگریزی تاریخ ہی استعمال کرتے ہیں اس لئے ہم بھی یہی تاریخ استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔

دوسرے علماء اصرار کرتے رہے کہ حق و باطل کو جاننے کے لئے مناظرہ ضروری ہے اور مرزا قادیانی کی پیش کردہ دعوت مباہلہ محض میدان سے بھاگنے کی ایک چال ہے جسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے بعد دہلی کے مسلمانوں نے مولانا محمد بشیر صاحب کو مرزا قادیانی سے مناظرہ کے لئے بھوپال سے بلایا۔ اس کا ذکر مرزا قادیانی کے صاحبزادہ مرزا محمود نے کیا ہے۔ اور پھر صرف اتنا لکھا ہے کہ "یہ مناظرہ شائع کیا گیا۔"

۱۸۹۲ء میں مرزا قادیانی پھر لاہور گئے۔ وہاں ان کے اور ایک عالم دین مولانا عبدالحلیم صاحب کے درمیان مناظرہ ہوا۔

اس مناظرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی مرزا قادیانی کے صاحبزادہ مرزا محمود نے کچھ نہیں بتایا کہ مناظرہ کیسا رہا اور اس میں کامیاب کون رہا؟ ۱۸۹۶ء میں لاہور میں ایک "مذہبی کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں کئی مذاہب کے نمائندے شریک ہوئے۔ مرزا محمود کہتے ہیں کہ اس کانفرنس کی تجویز خود مرزا قادیانی نے پیش کی تھی اور اس تجویز سے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے اپنے پیغام کی حقیقت واضح کریں۔ قادیانی حضرات کا کہنا ہے کہ جب مرزا قادیانی نے اپنا وہ مقالہ لکھنا شروع کیا جسے کانفرنس میں پڑھنا چاہتے تھے تو انہیں سخت دست آنے لگے۔ لیکن انہوں نے اسے مکمل کر کے دم لیا۔ قادیانی حضرات کے دعویٰ کے مطابق مرزا قادیانی کو بذریعہ وحی بتایا گیا کہ ان کا مقالہ کانفرنس میں پڑھے جانے والے تمام مقالوں سے برتر ہوگا۔ قادیانی یہ بھی کہتے ہیں اس وقت مرزا قادیانی کے ماننے والوں کی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی۔

۱۸۹۷ء میں ترکی کے سفیر حسین کامی نے مرزا غلام احمد کو ملاقات کی دعوت دی۔ لیکن مرزا قادیانی نے یہ دعوت قبول نہ کی تو حسین کامی ازخود ان سے ملاقات کے لئے پہنچ گئے۔ مرزا قادیانی نے ان کے سامنے بھی دعویٰ کیا کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ واپس آنے کے بعد حسین کامی نے لاہور کے بعض اخبارات میں مضمون شائع کرایا۔ جس میں مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کی سخت مخالفت کی۔ اس مضمون کا یہ اثر ہوا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں مرزا قادیانی کی مخالفت اور شدت اختیار کر گئی۔

اسی سال "الصلح خیر" کے نام سے مرزا قادیانی نے ایک اشتہار شائع کرایا۔ جس میں علماء کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ دس سال تک ان کی مخالفت کرنے اور انہیں برا بھلا کہنے سے باز

رہیں۔ کیونکہ اگر وہ جھوٹے ہوئے تو اس عرصہ میں ان کی قلعی از خود کھل جائے گی اور اگر سچے ہوئے تو اتنا عرصہ اس چیز کے لئے کافی ہوگا کہ علماء حق ان کو پہچان کر اس عذاب سے بچ جائیں جو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے دشمنوں اور رسولوں کو جھٹلانے والوں پر نازل کرتا ہے۔

لیکن علماء اتنے بھولے اور سادہ لوح نہ تھے کہ ان پر مرزا قادیانی کی یہ مکاری چل جاتی۔ انہوں نے مرزا قادیانی کی یہ تجویز ماننے سے انکار کر دیا اور ان کی مخالفت کرنے اور مسلمانوں کو ان کے مکروفریب سے باخبر کرنے کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔

اسی سال مرزا قادیانی کو ایک چال اور سوجھی جس سے مخالفین کا منہ بند کیا جاسکے اور پھر اپنی تبلیغ کا سلسلہ اطمینان سے جاری رکھا جاسکے۔ انہوں نے وائسرائے کے حضور درخواست دائر کی کہ ہندوستان میں جو بے چینی اور فسادات کی کیفیت جاری ہے اس کی اصل وجہ مذہبی بنیادوں پر تفرقہ بازی اور آئے دن کے جھگڑے ہیں۔ اس لئے ایک ایسا قانون جاری کرنا ضروری ہے جو ہر مذہب کے ماننے والوں کو یہ حق دیتا ہو کہ وہ عام لوگوں کو اپنے مذہب کے حقائق سے باخبر کرسکیں اور دوسروں کی دخل اندازی اور غوغا آرائی سے بھی محفوظ رہیں۔

۱۸۹۸ء میں انہوں نے اپنے ماننے والوں کے لئے یہ قانون جاری کیا کہ ان میں سے کوئی شخص اپنی بیٹی کسی ایسے شخص کے نکاح میں نہ دے جو ان کی نبوت کی تصدیق نہ کرتا ہو۔ اسی سال انہوں نے قادیان میں ایک اسکول بھی قائم کیا جس میں نوجوانوں کو احمدیت کے اصولوں پر تربیت دی جاسکے۔

۱۹۰۰ء میں انہوں نے قادیان میں ایک مسجد تعمیر کی لیکن ان کے بعض رشتہ داروں نے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے چنگل میں پھنسنے سے محفوظ رکھا۔ اس مسجد کے عین سامنے ایک دیوار بنا ڈالی۔ اس دیوار کی موجودگی میں مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو مسجد تک پہنچنے کے لئے لمبا چکر کاٹنا پڑتا تھا، چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے ان رشتہ داروں کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ انگریز جج نے فیصلہ دیا کہ مسجد کے سامنے سے اس دیوار کو ہٹا دیا جائے۔

اسی سال انہوں نے اپنے ماننے والوں کو خطبہ دیا جس کا نام ''خطبہ الہامیہ'' رکھا اور جسے قادیانی حضرات مرزا قادیانی کے معجزات میں شمار کرتے ہیں۔ آگے چل کر ہم اس بکواس اور بے سروپا باتوں کا ہلکا سا تذکرہ کریں گے جو اس ''الہامی خطبہ'' میں پائی جاتی ہیں۔

۱۹۰۱ء میں انہوں نے اپنے ماننے والوں کو مردم شماری اور رجسٹر میں نام درج کرنے کا حکم دیا۔ ان کے بیٹے محمود بشیر کہتے ہیں۔ ''یہ سال ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تفریق کا سال تھا۔''

۱۹۰۳ء میں انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے ایک ماہانہ رسالہ کا اجراء کیا جس کا نام انہوں نے ''ادیان'' رکھا۔

اور وہ انگریزی اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔ اس کے بعض مضامین وہ خود لکھتے تھے۔

اسی سال قاضی کرم الدین نامی ایک شخص نے ان پر ''ہتک عزت'' کا مقدمہ دائر کردیا اور مرزا قادیانی کو اس کی پیروی کے لئے جہلم طلب کیا گیا۔ لیکن عدالت نے انہیں بری قرار دے دیا۔

۱۹۰۳ء میں کابل میں ان کے ایک مبلغ ''عبداللطیف'' کو دین سے نکل جانے کے الزام میں قتل کردیا گیا۔ اسی سال مرزا قادیانی نے ایک مضمون لکھا جس میں جناب کرم الدین کو خوب گالیاں دیں اور یہاں تک لکھا کہ یہ شخص انتہائی جھوٹا اور کمینہ ہے۔ جناب کرم الدین نے ان پر ہتک عزت کا دوبارہ مقدمہ دائر کیا۔ اس مقدمہ کی پیروی کے لئے مرزا قادیانی کو گورداسپور طلب کیا گیا۔ عدالت نے ان پر پانچ سو روپے جرمانہ عائد کیا۔ مرزا قادیانی نے امرتسر کی عدالت میں اپیل دائر کی۔ جج چونکہ انگریز تھا اس لئے اس نے پہلے عدالتی فیصلہ کو بدل کر مرزا قادیانی کو بری قرار دے دیا۔

اس کے بعد اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے وہ لاہور اور سیالکوٹ گئے۔ علماء نے اشتہار شائع کیا کہ کوئی شخص ان کی تقریر نہ سنے۔ صرف ایک مرتبہ انہیں تقریر کرنے کی جرأت ہوئی۔ لوگوں نے سخت مخالفت کی اور ان پر کنکریاں مارنے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ ایسے تمام مواقع پر وہ پولیس کی حفاظت اور گھیرے میں ہوتے تھے اس لئے بچ کر نکل گئے اور گاڑی میں سوار ہو کر قادیان پہنچ گئے۔

۱۹۰۵ء میں انہوں نے قادیان میں ایک عربی دینی مدرسہ قائم کیا تاکہ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے مبلغین تیار کئے جاسکیں۔ اسی سال وہ دہلی گئے جہاں علماء ان کے مقابلہ کے

لئے نکل آئے اور انہیں ایک جگہ بھی تقریر کرنے کا موقع نہ دیا۔ البتہ وہ جس گھر میں ٹھہرے تھے وہاں انہوں نے چند لوگوں کو بلا کر تقریر کی اور اپنے مذہب کے باطل اصولوں کو روشناس کرایا۔ یہاں بھی بعض سننے والوں نے ان کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ انہیں ناکام ہو کر دہلی سے بھاگ جانا پڑا۔

دہلی سے واپسی میں امرتسر کے ایک ہال میں تقریر کرنے کا پروگرام بنایا۔ علماء نے لوگوں کو ان کی تقریر سننے سے منع کیا۔ مرزا قادیانی جب ہال میں داخل ہوئے اور تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو ان کے ایک ماننے والے نے چائے کی پیالی پیش کی۔ حالانکہ یہ جلسہ رمضان میں دن کے وقت ہو رہا تھا۔ جونہی انہوں نے پیالی منہ کو لگائی۔ حاضرین نے شور مچا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں مسافر ہوں اور مسافر کو روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے لیکن ان کی بات کسی نے نہیں سنی اور ایسا ہنگامہ برپا ہوا کہ تقریر چھوڑ کر پولیس کی نگرانی میں ہال سے نکلنا اور اسی وقت شہر سے بھاگنا پڑا۔

۱۹۰۵ء میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کا آخری وقت آپہنچا ہے اور اسی موقع پر انہوں نے اپنی وہ کتاب لکھی جسے قادیانی حضرات ''وصایا'' (الوصیت) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد بھی وہ تین برس تک زندہ رہے۔ اسی موقع پر انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ انہیں خدا کی طرف سے ایک قبرستان بنانے کا حکم بذریعہ وحی دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو شخص اس قبرستان میں دفن ہونا چاہتا ہے۔ مال کا چوتھائی حصہ جماعت کے خزانے میں جمع کرائے۔

۱۹۰۷ء میں پنجاب میں انگریزوں کے خلاف ایک قومی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی تو مرزا قادیانی نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ حکومت سے اپنی وفاداری کے اظہار کے لئے ایک اشتہار شائع کیا جس میں اپنے تمام ماننے والوں کو انگریزوں کا وفادار رہنے اور قومی تحریک کو کچلنے میں ان کی ہر طرح سے مدد کرنے کا حکم دیا اور یہی ماننے والوں نے کیا۔

اسی سال لاہور میں تمام مذاہب کی مشترکہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں تمام مذاہب کے نمائندے شریک ہوئے۔ کانفرنس میں پڑھے جانے کے لئے مرزا قادیانی نے ایک مضمون لکھ کر بھیجا۔ جب ایک قادیانی یہ مضمون پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو بہت سے لوگوں نے اس پر آوازے کسے اور اس کا مذاق اڑایا۔

۱۹۰۸ء میں وہ لاہور گئے۔ جب وہاں پہنچے تو مسلمانوں نے ان کی آمد پر سخت احتجاج کیا۔ جس مکان میں ان کا قیام تھا اس سے باہر میدان میں ہر روز عصر کے بعد علماء جمع ہو کر تقریریں کرتے اور لوگوں کو خبردار کرتے کہ اس شخص کے تمام دعوے باطل ہیں۔ ان کے دھوکہ میں نہ آئیں۔

مرزا غلام احمد کو مرض اسہال کی شکایت تھی۔ قیام لاہور کے دوران ان کا یہ مرض شدت اختیار کر گیا اور اسی سبب سے ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ میں وبائی ہیضہ سے ان کا خاتمہ ہو گیا ان کی لاش قادیان لائی گئی اور وہیں دفن کی گئی۔ ان کے بعد ان کے ماننے والوں نے حکیم نورالدین کو اپنے مذہب کا پہلا خلیفہ منتخب کیا۔

۱۹۱۴ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو بانی سلسلہ مرزا غلام احمد کے بیٹے بشیرالدین محمود کو دوسرا خلیفہ چنا گیا اور اب تک وہی چلے جا رہے ہیں۔

مرزا قادیانی کی طرف سے وحی، نبوت اور رسالت کا دعویٰ

مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ ان پر وحی نازل ہتی ہے۔ اپنے الہامی خطبہ میں کہتے ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کا ایک حصہ رب العباد کی طرف سے مجھ پر کسی عید میں وحی کیا گیا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ طاعون کے نزول سے پیشتر میرے رب کی طرف سے مجھے وحی کی گئی۔ ''ان اصنع الفلك باعيننا ووحينا'' (کشتی نوح ص ٹائٹل پیج، خزائن ج۱۹ ص ایضاً) یعنی ہماری حفاظت اور ہماری وحی سے کشتی بناؤ۔

صحابہ کرام اور دوسرے سلف صالحین میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے۔ اگر مرزا قادیانی صرف وحی آنے کا دعویٰ کرتے...... تو ہم کہتے...... کہ شاید وحی سے ان کی مراد الہام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے''واوحىٰ ربك الى النحل ان اتخذى من الجبال بيوتاً (النحل:٦٨)'' ﴿یعنی اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی یا الہام کیا کہ پہاڑوں میں اپنا گھر بنائے﴾ اس وقت صرف یہ دیکھا جاتا کہ ان پر ہونے والا الہام کیسا ہے؟ اگر وہ دینی نصوص واحکام کے مطابق ہوتا تو ہم خاموش رہتے اور اگر ان میں سے کسی چیز کے خلاف ہوتا تو ہم اسے ٹھکرا دیتے اور ماننے سے انکار کر دیتے۔ لیکن وہ تو اپنی کتابوں میں صاف اور بار بار اعلان کرتے ہیں کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ اپنے نام نہاد

''الہامی خطبہ'' میں کہتے ہیں: سوچو تو سہی اگر میں خدا کی طرف سے ہوا اور پھر تم نے مجھے جھوٹا قرار دیا تو اے جھٹلانے والو! تمہارا کیا حشر ہوگا؟ پھر کہتے ہیں:

تم دیکھتے ہو کہ لوگ کیسے عیسائی بنے اور اللہ کے دین سے مرتد ہو گئے۔ پھر بھی تم یہی کہے جاتے ہو کہ خدا کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔ سوچو یہ تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟ آگے چل کر لکھتے ہیں: چنانچہ خدا نے اس امت یعنی امت اسلام پر یہ انعام کیا کہ اس میں عیسیٰ کا مثیل بھیجا۔ کیا اس کے بعد بھی اندھوں کے سوا اور کوئی انکار کر سکتا ہے؟ مزید کہتے ہیں عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے علم تھے اور اے ظالمو! میں تمہارے لئے علم ہوں۔

ایک اشتہار جو انہوں نے اپنے ماننے والوں کے لئے شائع کیا تھا اس کا عنوان ہے۔ ''جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی شرطیں'' اس میں وہ لکھتے ہیں: مسیح موعود مراد ہیں خود مرزا غلام احمد، خدا کا بھیجا ہوا تھا اور خدا کے بھیجے ہوئے رسولوں کا انکار کرنا اتنی بڑی جسارت ہے کہ ایمان تک سے محروم کر سکتی ہے۔

ایک قادیانی مبلغ ابوالعطاء جالندھری کہتے ہیں: خدا نے احمد یعنی غلام احمد سے ان تمام ذرائع سے کلام کیا جن سے وہ اپنے انبیاء سے کلام کرتا ہے۔ اس لئے کہ انبیاء وصف نبوت میں یکساں ہوتے ہیں۔ (اسلامی احمدی خوشخبری)

قرآن وسنت اور اجماع امت تینوں سے بے پرواہ ہو کر مرزا غلام احمد نبوت ورسالت کا دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ قرآن سنت اور اجماع امت تینوں میں واضح دلیل موجود ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''**ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين** (احزاب:۴۰)'' ﴿یعنی محمد تم مرد لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔﴾

اور اگر خاتم کو دوسری قرأت کے مطابق ت کی زیر کے ساتھ یعنی خاتِم پڑھا جائے تو یہ محمد ﷺ کا ایک وصف ہوگا۔ یعنی آپ نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا اور آپ کے بعد کوئی شخص مقام نبوت پر سرفراز نہ ہو سکے گا۔ اب جو شخص اس کا دعویٰ کرے گا۔ ایک ایسی چیز کا دعویٰ کرے گا جس کی کوئی دلیل نہیں۔ ت کی زبر کے ساتھ قرأت یعنی خاتَم بھی یہی مطلب ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے

کہ خاتم اور "خاتم" میں سے ہر لفظ دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہی بات ماہرین لغت نے لکھی ہے۔ اس کو تمام محقق علمائے تفسیر نے اختیار کیا ہے اور یہی مطلب سنت صحیحہ میں بیان کیا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے۔ ایک نبی وفات پا جاتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" (بخاری ج ۱ ص ۴۹۱، مسلم ج ۲ ص ۱۶۲)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے کہ آخر اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸) (یعنی میرے آنے سے نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ جسے پر کرنے کے لئے کوئی آئے)

امام احمدؒ نے اپنی سند سے حضرت ابو الطفیلؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں، صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔ عرض کیا گیا۔ "اے اللہ کے رسول بشارت دینے والی وہ باتیں کیا ہیں؟" فرمایا: اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب۔"

اسی طرح نبی ﷺ کی متعدد دوسری احادیث اور صحابہ کرام کے متعدد آثار سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس بارے میں پوری امت کا شروع سے اب تک اجماع چلا آرہا ہے اور ہر مسلمان، چاہے وہ عالم ہو یا غیر عالم، سے دین کے بنیادی مسائل میں شمار کرتا ہے۔ جس کے جانے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ آیت میں لفظ "خاتم النبیین" کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اس کے رسول ﷺ نے اپنی متواتر سنت میں بتایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ آپ کے بعد جو بھی شخص اس مقام کا دعویٰ کرے گا وہ انتہائی جھوٹا، مکار، دجال اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہوگا۔"

امام آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ "محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی

خبر قرآن میں بھی دی گئی ہے سنت میں بھی اسے دوٹوک الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کے خلاف دعویٰ لے کر اٹھے گا اسے کافر قرار دیا جائے گا۔"

کسی مسلمان کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ وہ قرآن اور سنت صحیحہ کی اللہ و رسول کے منشاء کے خلاف تاویل کرے تا کہ ہوا پرستی اور دل میں بیٹھے ہوئے بت کی تسکین کر سکے۔ اب دیکھئے کہ مرزا غلام احمد اور ان کے ماننے والوں نے آیت "خاتم النبیین" اور اس باب میں قطعی اور دوٹوک احادیث میں من مانی تاویل کرنے میں کیا ٹامک ٹوئیاں ماری ہیں اور محض اس کے لئے کہ "قادیان" کے ایک شخص نے ہدیٰ (ہدایت و بھلائی) پر ہوئی (خواہش پرستی) کو ترجیح دی۔ چنانچہ اس نے دعویٰ کر ڈالا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا نبی ہوں اور پھر بکواس کرنے، مکر و فریب سے کام لینے، جھوٹ بولنے اور کافر حکمرانوں کی چاپلوسی کرنے میں اس نے اپنی حد تک کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" کی تاویل اس شخص نے یہ کی کہ آپ کے بعد کوئی نبی آپ کی امت کے علاوہ کسی دوسری امت سے نہیں آئے گا۔

دراصل اس حدیث کی یہ مضحکہ خیز تاویل ایک دوسرے جھوٹے نبی کی خوشہ چینی ہے جس کا نام "اسحاق اخرس" (اس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے) تھا اور جو عباسی خلیفہ سفاح کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے پاس دو فرشتے آئے اور انہوں نے اسے نبی ہونے کی بشارت دی۔ اس نے ان فرشتوں سے پوچھا: لیکن میں نبی کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں؟ فرشتوں نے جواب دیا آپ سچ کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اس خبر دینے کا مطلب یہ تھا کہ آپ محمد ﷺ صرف ان انبیاء کے سلسلہ کے آخری نبی ہیں جو آپ کی ملت اور آپ کی شریعت پر نہ ہوں گے۔

قادیانیوں کے نزدیک ایک وحی کا دائرہ صرف اپنے پیشوا اور بانی مذہب تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ان کا دعویٰ ہے کہ اس کے ماننے والوں پر بھی وحی کا نزول ہوتا ہے۔ ان کے موجودہ خلیفہ نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ جس کا ترجمہ عبدالمجید کامل نامی ایک شخص نے عربی میں کیا ہے۔ اور وہ مصر میں طبع ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے "لوگوں کے سامنے وحی کا راستہ بند نہیں کیا جا سکتا۔" اسی پمفلٹ میں دوسری جگہ یہ عبارت آئی ہے۔ ہندوستان کے ایک شہر قادیان میں

مہدی اور مسیح کا ظہور ہو چکا ہے جس کے ماننے والوں میں اب بھی ہزاروں ایسے افراد موجود ہیں جو وحی الٰہی کو سنتے ہیں۔

غلام احمد نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان پر وحی ہوئی انی جاعلك للناس امام "(رسالہ دعوت قوم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵)" ینصرك رجال یوحیٰ انهم "(تذکرہ ص ۵۰، طبع سوم) یعنی میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کی طرف ہم وحی کریں گے۔

معلوم نہیں یہ لوگ کس زبان سے وحی کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ اگر آپ مرزا قادیانی کے مضامین اور پمفلٹوں پر ایک نظر ڈالیں تو آپ کو ان میں ایسی بے تکی باتیں جگہ جگہ ملیں گی جن کا حکمت ودانائی سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور جن میں جھوٹ صاف صاف عیاں ہے۔ ان میں بمشکل تمام کوئی معقول بات نظر آتی ہے تو یہی اور ان جیسی باتیں بہت سے دوسرے لوگ نے کہی ہیں بلکہ ان سے بہتر کہی ہیں۔ لیکن ان کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں گزرا کہ یہ وحی ہے جو خدا نے ان پر نازل کی ہے یا اسے لے کر روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) آئے ہیں۔ مرزا قادیانی کی بکواس اور خبط الحواسی کا یہ حال ہے کہ وہ قرآن پاک سے بعض آیات یا چند جملے نقل کر لیتے ہیں اور پھر اپنی کتابوں میں اسے گڈمڈ کر کے دعویٰ کر ڈالتے ہیں کہ یہ ان پر بذریعہ وحی نازل کی گئی ہیں۔

قادیانی نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اس پر ایسے ایسے شکوک وشبہات کا اظہار کرتے ہیں جو اہل علم کی نظر میں پرکاہ کا وزن بھی نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر وہ آیت "الله یصطفی من الملائكة رسلا ومن الناس (حج:۷۵)" ﴿اللہ فرشتوں میں سے رسولوں کا انتخاب کرتا ہے اور لوگوں میں بھی﴾ سے استدلال کرتے ہیں اور استدلال کی ساری بنیاد یہ بتاتے ہیں کہ یصطفی کا لفظ مضارع کا صیغہ ہے اور مضارع حال کی طرح مستقبل کے لئے بھی ہوتا ہے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن پاک میں ایسے اور بھی کئی مقامات ہیں جہاں بلاغت کے پیش نظر ماضی میں ہونے والے فعل کی تعبیر مضارع کے صیغہ سے کی گئی ہے۔ ایسے مقامات پر بلاغت کے کئی پہلو ملحوظ ہوتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ معنی میں تعجب اور غرابت پائی جاتی ہے۔ مضارع میں جو حال کا پہلو ہوتا ہے۔ بلیغ کلام میں اسے کسی انوکھے واقعہ کو اس طور پر سامنے لانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے گویا وہ حال ہی میں واقع ہو رہا ہے تاکہ

مخاطب کے تعجب میں مزید اضافہ ہو جبکہ وہ تصور کرے کہ گویا واقعہ کو اپنے سامنے ہوتے دیکھ رہا ہے۔اس کی دوسری مثال قرآن پاک میں یہ آیت ہے:

"ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (ال عمران:۵۹)" ﴿اللہ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی سی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور پھر اس سے کہا ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔(مراد ہے ہو گیا)﴾ یہاں فعل مضارع یعنی "یکون" استعمال ہوا ہے۔اگرچہ بظاہر یہ مقام فعل ماضی کا ہے۔اس لئے کہ بغیر باپ کے کسی انسان کا پیدا ہونا اپنی نوعیت میں عجیب وغریب واقع ہے۔ایسی حالت میں بلاغت کا تقاضا ہے کہ اس کی تعبیر مضارع سے کی جائے تا کہ مخاطب کے ذہن میں پورا واقعہ اچھی طرح حاضر کیا جا سکے۔گویا وہ اسے اپنی آنکھوں سے ہوتا دیکھ رہا ہے۔

ماضی میں ہونے والے واقعہ کی فعل مضارع سے تعبیر میں اس طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ فعل ماضی میں مسلسل اور بار بار ہوتا رہا ہے اور یہ بلاغت کا وہ پہلو ہے جسے عربی زبان کے ماہرین اظہار بلاغت کے لئے اکثر استعمال کرتے ہیں۔اس کے لئے اگر ماضی ہی کا فعل استعمال ہو تو اس میں بلاغت کا پہلو ختم ہو جاتا ہے۔پھر آیت: "اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس (حج:۷۵)" میں جو ماضی میں ہونے والے واقعہ کی تعبیر مضارع سے کی گئی ہے تو اس میں اصل معنی "انتخاب کرنے" سے زائد ایک اور معنی بھی پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ ماضی میں رسولوں کے انتخاب کئے جانے کا کام صرف ایک یا چند مرتبہ نہیں بلکہ بار بار ہوتا رہا ہے۔رہا وہ قرینہ جو بتایا ہے کہ اس آیت میں انتخاب سے مراد وہ انتخاب ہے جو ماضی میں ہوتا رہا ہے۔وہ ہے آیت "وخاتم النبیین" اور وہ متواتر اور ان گنت احادیث جو بتاتی ہیں کہ نبوت ورسالت کا دروازہ اب ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔

ماضی کی جگہ مضارع کا استعمال عربی زبان کے ماہرین کے ہاں اس قدر ہوا ہے جس کا شمار ممکن نہیں۔پھر قرآن کی بعض آیات دوسری آیات کی تفسیر کرتی ہیں اور سنت بھی قرآن کی تشریح کرتی ہے۔مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ وہ رسول ہیں اور حدیث میں ابن مریم کے نازل ہونے کا جو واقعہ آیا ہے اس سے مراد قطعی طور پر وہ خود ہیں۔اس بناء پر انہوں نے اس حدیث کے الفاظ کی انتہائی بھونڈی اور بے تکی تاویل شروع کر دی۔پھر آگے چل کر اپنے نام نہاد "الہامی خطبہ" میں

انہوں نے اپنے ماننے والوں کواحادیث نبویہ پر عمل کردینے سے روک دیا اور قرآن کریم کی بہت سی آیات میں تحریف کر کے انہیں اپنے اس دعویٰ کی تائید کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی کہ ان کا نزول ان (یعنی مرزا غلام احمد) کے ظہور کی خبر دینے اور ان کا اشتہار دینے کے لئے ہوا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ تحریم میں جو یہ آیت آئی ہے: "ومريم ابنة عمران التي احصنت فرجها فنفخنا فيه من روحنا" ﴿یعنی اللہ اہل ایمان کے معاملہ میں عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی﴾ اس کی تفسیر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد کہتے ہیں۔ 'اس میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ اس امت اسلامیہ میں مریم صدیقہ کے درجہ کا ایک آدمی ہوگا اور پھر اس آدمی میں عیسیٰ کی یہ روح پھونکی جائے گی تو مریم سے عیسیٰ نکلے گا یعنی آدمی اپنی مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہوگا گویا اس کے مریم ہونے کی حالت نے اس کے عیسیٰ علیہ السلام ہونے کی حالت کو جنم دیا۔ اس معنی میں وہ شخص ابن مریم کہلائے گا۔" (خطبہ الہامیہ ص ۱۹۰، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۳)

اس موقع پر ہم ان بکواسوں اور لغویات کا اس سے زیادہ ذکر نہیں کرنا چاہتے۔ آگے چل کر اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اس باطل گروہ کی کچھ دوسری لغویات کا ذکر کریں گے۔

غلام احمد نے نبوت ورسالت کا دعویٰ تو کر دیا۔ لیکن انہیں اپنی ناکامی کا احساس برابر رہا۔ یہاں تک کہ وہ ان عوام کو بھی اپنے فریب میں نہ لا سکنے سے ڈرتے تھے جو جاہل ہونے کے باوجود اس کے لئے تیار نہ تھے کہ اسلام کو چھوڑ کر ایک ایسے مذہب کو اختیار کر لیں جو کہتا ہے کہ میں نے اسلامی شریعت کو منسوخ کر دیا۔ چنانچہ ایسے نام نہاد "الہامی خطبہ" میں وہ کہتے ہیں۔ "لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں نہ مسیح کی ضرورت ہے اور نہ مہدی کی۔ ہمیں صرف قرآن کافی ہے اور ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ قرآن کریم کو صرف پاکیزہ ہستیاں ہی چھو سکتی ہیں۔ چنانچہ ایک ایسے ذہین مفسر قرآن کی ضرورت تھی جسے اللہ کی تائید حاصل ہو اور عقل وبصیرت والوں کے زمرہ میں اس کا شمار ہوتا ہو۔

اس عبارت سے ان کا مقصد جاہل عوام کو اپنی طرف مائل کرنا تھا۔ ایک طرف وہ اپنی دلی خواہش پورا کرنا چاہتے تھے اور دوسری طرف یہ بھی جانتے تھے کہ ایسی باتوں کی قرآن وسنت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تو انہوں نے سنت کو بطور ماخذ شریعت رد کرنے کی کوشش کی اور اس

کے بعد قرآن میں تحریف وتاویل کا دروازہ کھولا یا بالکل وہی دروازہ جوان سے پہلے باطنیوں نے کھولا تھا۔اب انہیں یہ دعویٰ کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ وہ کوئی الگ شریعت لے کر آئے ہیں۔ کیونکہ ان کے اور ان کے ماننے والوں کے سامنے کوئی ایسی رکاوٹ نہیں تھی جو انہیں من مانی کرنے سے باز رکھتی۔ان سے اگر یہ کہا جاتا کہ آپ کی فلاں بات شارع کی فلاں نص سے ٹکراتی ہے تو وہ نص کو صحیح ماننے سے انکار کر دیتے، یا اس کی تاویل کے لئے مکروفریب کا وہی دروازہ کھول لیتے جوان سے پہلے باطنیوں نے کھولا تھا۔

معجزات ودلائل کا دعویٰ

مرزا قادیانی اپنے ''الہامی خطبہ'' میں کہتے ہیں اگر تم میری صداقت کے دلائل شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔لیکن ہمیں ان دلائل کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔سوائے اس کے کہ ان کے خلاف ہتک عزت کے جو مقدمات دائر کئے گئے۔ان میں بری کر دیئے گئے اور وہ بھی انگریز ججوں کے فیصلہ کی رو سے یا یہ کہ وہ چند مرتبہ عوام کی گرفت سے بچ کر نکل گئے اور وہ بھی صرف اس لئے کہ انگریزی حکومت کی مسلح فوج انہیں پوری طرح اپنی حفاظت میں لیے ہوتی تھی۔اپنی صداقت کی ایک دلیل انہوں نے یہ بھی گنائی ہے کہ بعض اغراض پرست اور راہ حق سے ناواقف لوگوں کو ان کی تبلیغ نے متاثر کر دیا۔چنانچہ اپنے ''خطبہ الہامیہ'' میں وہ کہتے ہیں: ہمارا سلسلہ تبلیغ اگر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کے پرخچے اڑ چکے ہوتے اور ہم پر زمین وآسمان کی لعنت پڑ چکی ہوتی۔اور خدا میرے دشمنوں کو ان کے ارادوں میں کامیاب کر چکا ہوتا۔''

ان کی تبلیغ کی طرح ان کے جھوٹے دعوؤں کو بھی کچھ ایسے افراد مل گئے جن کے دلوں میں جہالت وگمراہی گھر کر چکی تھی۔اس لئے نبوت ورسالت کے مقام کو سمجھنا اور اس کی قدر کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی اور نہ ہی اس کے لئے یہ ممکن تھا کہ اس کا سچا یا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کے درمیان تمیز کر سکتے۔۔اگر کچھ لوگوں میں بعض خیالات کے رواج پا جانے کو ان کے حق ہونے کی دلیل سمجھ لیا جائے تو بہائیت جیسے باطل فرقہ کو بھی ایک سچا مذہب ماننا پڑے گا۔جسے تمام مسلمان نیز قادیانی بھی باطل مذہب قرار دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر باطل کو کچھ نہ کچھ کھیل کھیلنے کا موقع مل جاتا ہے۔لیکن جونہی اہل علم لوگ حق کی راہ میں مدافعت کا عزم کرتے اور اس کے لئے صحیح ذرائع سے کام لیتے ہیں تو باطل کا

منہ مڑ جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ یا تو سرے سے ناپید ہو جاتے ہیں یا اس کا دائرہ صرف چند سر پھرے لوگوں تک محدود رہتا ہے جنہیں اندھیروں میں بھٹکتا چھوڑ دینے میں ہی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حکمت ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی اپنی کتابوں میں مباہلہ کا ذکر کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ جونہی میرے اور میرے بعض مخالفین کے درمیان مباہلہ ہوا یہ مخالفین شکست کھا جائیں گے اور فتح میری ہوگی۔ بدقسمتی سے انہوں نے یہ نسخہ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آزمانا چاہا تو ان کے مباہلہ کا سارا پول کھل گیا اور ان کے جھوٹا و مکار ہونے کا جیتا جاگتا ثبوت بن گیا۔ لیکن اسے کیا کہیئے کہ باطل کے پرستاروں میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے کانوں پر اللہ نے مہر لگادی ہوتی ہے۔ اور وہ سننے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے جب مرزا قادیانی کے مختلف دعووں کا کچا چٹھا کھولنا شروع کیا تو مرزا قادیانی کا دماغ کھول گیا۔ کچھ عرصہ جواب دیتے رہے لیکن بالآخر جب مولانا کی علمی گرفت اور لاجواب تنقید سے تنگ آگئے تو ایک تحریر شائع کی جس میں خدا سے آخری دعا کی اور مولانا کو خطاب کرتے ہوئے لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

یستنبئونك احق ھو ای واللہ انہ لحق

بخدمت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب! اسلام علی من اتبع الہدیٰ

ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچے (اہلحدیث) میں مردود و کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا...... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچے میں یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام و ہلاک ہو جاتا ہے...... میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے...... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی

میں مجھے ہلاک کردے...... مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو وہ مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو ہلاک کر مگر انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ مہلک امراض سے...... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کردے۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ (الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد، المسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ، مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ موافق ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

مرزا قادیانی کی یہ دعا اس انداز سے قبول ہوئی کہ ایک ہی سال بعد یعنی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی کی موت واقع ہوگئی (اور وہ وبائی ہیضہ سے جس کا ذکر انہوں نے اپنی اس دعا میں جھوٹے کی علامت کے طور پر کیا ہے اور قدرتی طور پر اس کی توقع وہ مولانا ثناء اللہ کے لئے رکھتے تھے)

مولانا ثناء اللہ صاحب اب بھی زندہ سلامت موجود ہیں اور دین حنیف کی خدمت کررہے ہیں قادیانی ٹولے کے مکروفریب سے مسلمانوں کو بچار ہے ہیں[1]۔

مرزا قادیانی کو معلوم تھا کہ ان کے پاس اپنی نبوت کی نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جسے کسی حد تک بھی دلیل کہا جاسکے۔ پنجاب میں جب ایک مرتبہ طاعون کی وبا پھیلی تو انہوں نے اسے سادہ لوح اور جاہل عوام کو اپنے دام میں پھنسانے کا ایک عمدہ موقع تصور کیا اور دعویٰ جڑ دیا کہ ان پر وحی ہوئی ہے کہ اس طاعون سے وہ شخص محفوظ رہے گا جو خالص دل سے ان پر ایمان رکھے گا یا کم از کم ان کی ایذاءرسانی اور مذمت سے باز آئے گا اور دل سے ان کی عظمت کا قائل ہوگا۔ (ملاحظہ ہو "تعلیمات مسیح موعود" شائع کردہ قادیانی گروہ)

یہ دعویٰ انہوں نے اس لئے کیا کہ سادہ لوح اور غبی قسم کے لوگ جو ہر اس شخص کی دھمکی

---

[1] مصنف کی یہ تحریر غالباً ۱۹۴۸ء سے پہلے کی ہے کیونکہ اس وقت تک مولانا ثناء اللہ واقعی زندہ سلامت تھے اور دین حنیف کی خدمت کررہے تھے، مولانا کی وفات ۱۹۴۸ء میں یعنی آنجہانی مرزا کے مرنے کے ۴۰ سال بعد ہوئی۔ قدس اللہ روحہ (مترجم)

میں آجاتے ہیں جو ان سے کسی مصیبت سے نجات دلانے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وان یعدھم الا غروراً

مرزا قادیانی کا غرور نفس اور بعض جلیل القدر انبیاء سے اپنے آپ کو افضل قرار دینے کا دعویٰ

مرزا قادیانی غرور نفس اور تکبر کے اس درجہ شکار تھے کہ خود ہی اپنے ایسے نہایت اعلیٰ قسم کے القاب گھڑتے اور ان کی اشاعت کرتے۔ اپنی کتاب ''استفتاء'' میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ خدا نے ان سے یوں خطاب کیا: ''انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی'' (الاستفتاء ص ۵، خزائن ج ۲۲ ص ۶۲۵) ''انت منی بمنزلة عرشی'' (تذکرہ ص ۵۱۰، طبع سوم) ''انت منی بمنزلة ولدی'' (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹) (یعنی تم میرے لئے میری توحید ویکتائی کی منزلت میں ہو۔ تم میرے لئے میرے عرش کا مرتبہ رکھتے ہو۔ میرے نزدیک تمہارا درجہ میرے بیٹے کا درجہ ہے)

عربی میں شائع شدہ ایک کتاب ''احمد رسول العالم الموعود'' میں ان کا ایک مضمون ہے جس میں وہ کہتے ہیں ''واقعہ یہ ہے کہ خدائے قدیر نے مجھے بتایا ہے کہ سلسلہ اسلامیہ کا مسیح موسویہ کے مسیح سے عظیم تر ہے۔'' سلسلہ اسلامیہ کے مسیح سے ان کی مراد اپنی ذات ہے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں، ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ خدا نے ان سے خطاب فرمایا: ''میں نے تمہیں عیسیٰ کے جوہر سے پیدا کیا تم اور عیسیٰ ایک ہی جوہر سے ہو اور ایک ہی چیز کی طرح ہو۔'' (حمامة البشریٰ ص ۱۵، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

مجھے قادیانی حضرات کی ایک اور کتاب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جس کا قادیانی نے عربی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ اس میں مرزا قادیانی نے وحی پر بحث کی ہے اور ایک ایسے مقام کا ذکر کیا ہے: جس میں خدا بندے سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اس کے باطن سے بولتا ہے۔ اس کے دل کو اپنا عرش بناتا ہے اور اسے ہر وہ نعمت عطا کرتا ہے۔ جو اس نے پہلے لوگوں کو عطا کی تھی۔ آگے چل کر وہ لکھتے ہیں: میں اپنے بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر اس گھڑی میں یہ اعلان نہ کروں کہ میں اس روحانی مقام تک پہنچ چکا ہوں جس کی صفت میں نے یہاں بیان کی ہے۔ خدا نے مجھے ہم کلامی کا وہ مرتبہ عطا کیا ہے جسے میں نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

مولانا ثناء اللہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اردو اور فارسی کتابوں سے ان کے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک جگہ مرزا قادیانی کہتے ہیں: ابن مریم کا ذکر چھوڑ و اس لئے کہ غلام احمد اس سے بہتر ہے۔" (دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۱) ایک اور جگہ وہ کہتے ہیں: خدا نے ہر نبی کو جو چیزیں الگ الگ دی ہیں وہ سب چیزیں مجھے ایک ساتھ دیں۔ (نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷) ایک اور جگہ ان کا کہنا ہے: خدا نے مجھ سے فرمایا کہ تیری شان یہ ہے کہ جب تم کسی چیز سے کہو ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸) حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی بکواس اور لغویات سے مرزا قادیانی کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

مرزا قادیانی کی طرف سے ان کے مخالفین کی تکفیر

مرزا قادیانی ان تمام مسلمانوں کو جو ان کی دعوت قبول نہیں کرتے کافر قرار دینے اور انہیں یہودیوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اپنے نام نہاد "الہامی خطبہ" میں وہ کہتے ہیں: ہمارے نبی مصطفی ﷺ کی مانند تھے۔ اسلامی خلافت کا سلسلہ کلیم (موسیٰ) علیہ السلام کی خلافت کے سلسلہ کی طرح تھا۔ اس تقابل اور مماثلت کا لازمی تقاضا تھا کہ اس سلسلہ کے آخر میں سلسلہ موسویہ کے مسیح کے مانند، ایک مسیح کا ظہور ہو اور ایسے یہودی ظاہر ہوں جو ان یہودیوں کی طرح ہوں۔ جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تکفیر و تکذیب کی۔ اپنی بہت سی دوسری عبارتوں میں وہ بار بار اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام ہے اور اور اپنی دعوت کو نہ ماننے والے مسلمانوں کو یہودیوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔

احمدیت میں داخلہ کی شرائط نامی ایک چھوٹے سے پمفلٹ میں قادیانی صاف صاف کہتے ہیں کہ جو مسلمان غلام احمد کی تکذیب کرتے ہیں۔ ان کا درجہ منافقین سے بھی پست ہے۔ ان کی اصل عبارت یوں ہے۔" اور اسی طرح کسی احمدی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی غیر احمدی کی نماز جنازہ پڑھے کیونکہ اس طرح وہ گویا خدا کے حضور ایک ایسے شخص کی شفاعت کرے گا جو مسیح کی مخالفت کرتا رہا اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی حالانکہ خدا منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ کجا کہ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے جس نے ایک مامور من اللہ کو کافر قرار دیا۔"

مرزا قادیانی مسلمانوں کے بارے میں بار بار کہتے ہیں کہ وہ ان کے اہل مذہب کے دشمن ہیں۔ اپنے ایک مضمون میں وہ اپنے ماننے والوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں: سنو! انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی

طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور ہمارے مخالفین جو مسلمان ہیں۔ انگریز ان سے ہزار ہا درجہ بہتر ہیں[1]۔

غلام احمد کو معلوم تھا کہ علماء ہی وہ لوگ ہیں جو ان کی حقیقت جاننے کی وجہ سے ان کی پردہ دری کر سکتے ہیں۔ اور لوگوں کو ان کے فتنہ سے بچنے کی تلقین کر سکتے ہیں۔ اس لئے وہ سب سے زیادہ گالیاں علماء ہی کو دیتے رہے اور اپنے ماننے والوں کو ان سے نفرت کرنے پر ابھارتے رہے۔ ''تعلیمات مسیح موعود'' نامی ایک کتاب میں وہ کہتے ہیں: ''میں اپنے تمام ماننے والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان مولویوں سے سخت نفرت کا برتاؤ کریں جو مذہب کا لبادہ اوڑھ کر انسانی خون بہاتے ہیں اور تقویٰ کے پردہ کے پیچھے انتہائی گھناؤنے گناہوں کا ارتکاب کرنے میں۔ میرے ماننے والوں کا فرض ہے۔ کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی قدر کریں اور اس کے سامنے شکر گزاری اور احسان مندی کا اظہار کریں! اور اسے اپنی وفاداری اور اطاعت گزاری کا یقین دلائیں۔''

رسول آخر الزمان غلام احمد مسلمانوں سے اپنی دوری و علیحدگی کو ایسی نعمت گردانتے ہیں جو شکر گزاری کی مستحق ہے۔ برلن سے ڈاکٹر زکی کرام نے جادہ کے ایک اخبار ''حضر موت'' کو ایک مضمون اشاعت کے لئے بھیجا جو اس میں بتاریخ ۸ محرم ۱۳۵۱ھ شائع ہوا۔ اس مضمون میں وہ لکھتے ہیں کہ: ''برلن میں قادیانی حضرات نے جو مسجد تعمیر کی ہے۔ میں اور شکیب ارسلان اس کے امام سے ملنے گئے۔ اس امام نے جو مرزا قادیانی کی ایک کتاب ہمیں دکھائی۔ امیر شکیب ارسلان نے اس کے کچھ فقرے اپنے پاس نقل کر لئے۔ اس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ وہ یعنی مرزا قادیانی اس بات پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ وہ انگریزوں کے جھنڈے تلے اور مسلمانوں سے دور پیدا ہوئے۔''

قادیانیوں کے دو گروہ

مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ حکیم نور الدین کے زمانہ تک تمام قادیانیوں کا ایک ہی مذہب تھا۔ لیکن حکیم نور الدین کے آخری دنوں میں ان کے درمیان اختلافات پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ جب نور الدین کا انتقال ہوا تو وہ دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ ''قادیان'' میں تھا جس کے سرغنہ غلام احمد کے بیٹے مرزا محمود قادیانی تھے۔ اور دوسرا گروہ ''لاہور'' میں قائم ہوا

---

[1] یہ قول قادیانیوں کی عربی میں شائع کردہ کتاب ''احمد رسول العالم الموعود'' سے لیا گیا ہے۔

اوراس کے سرغنہ محمد علی ہوئے جنہوں نے انگریزی میں ترجمہ قرآن شائع کیا۔ قادیانی گروہ اپنے اس عقیدہ پر قائم رہا کہ مرزا قادیانی اللہ کے بھیجے ہوئے رسول تھے لیکن "لاہوری" گروہ نے اپنا عقیدہ یہ قرار دیا کہ مرزا قادیانی نبی یا رسول نہیں تھے لیکن اس کا کیا علاج کہ خود قادیانی کی کتابیں نبوت ورسالت سے بھری پڑی ہیں؟

لاہوری گروہ بہت سی گمراہیوں کا شکار ہے جو اس کی شائع کردہ کتابوں میں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کے منکر ہیں۔ محمد علی صاف صاف کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ (نعوذ باللہ) اور پھر وہ قرآن کی بہت سی آیات کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ ان کا عقیدہ صحیح ثابت ہو سکے[1]۔

یہ لاہوری گروہ ووکنگ (برطانیہ) سے ایک انگریزی ماہنامہ **Islamic Review** شائع کرتا ہے اس میں ایک مرتبہ ڈاکٹر مارکوس کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں وہ کہتا ہے "محمد علیہ السلام نے تصریح کی ہے کہ یوسف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا۔ اس پر رسالہ کے ایڈیٹر کی طرف سے کوئی نوٹ نہیں دیا گیا کیونکہ ڈاکٹر مارکوس کی یہ بات ان کے عقیدہ کے عین مطابق تھی۔

اسی طرح محمد علی نے اپنے ترجمہ قرآن میں لفظی ترجمہ کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ لیکن حاشیہ میں وہ اپنے لفظی ترجمہ کی اپنے عقیدہ کے مطابق تاویل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ آل عمران کی آیت "انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وابری الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ (ال عمران:۴۹)" کی معجزات کے منکرین کی طرح تاویل کرتے ہیں اور قرآنی مفہوم کے ساتھ ایسا کھیل کھیلتے ہیں جس سے ہرگز پتہ نہیں چلتا کہ قرآن واضح عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔

قادیانیوں کی مخالفت کرنا اور عام مسلمانوں کو ان کے فتنے سے بچانا ضروری ہے

قادیانی حضرات اپنے مذہب کی تبلیغ میں انتہائی سرگرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ چونکہ اپنے مذہب کی بنیادی اسلام ہی کی بعض تعلیمات پر رکھتے ہیں۔ اس لئے بڑی آسانی سے دعویٰ کر بیٹھتے ہیں کہ وہ اسلام ہی کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ خصوصاً لاہوریوں کے لئے تو یہ دعویٰ کرنا یوں بھی آسان ہے کہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نبی نہیں۔ بلکہ ایک مصلح اور مجدد تھے چنانچہ جو لوگ

---

[1] ملاحظہ ہو ان کی کتاب عیسیٰ ومحمد ص ۸ بزبان عربی

اس مذہب کی حقیقت سے واقفیت نہیں رکھتے وہ اس غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں کہ شاید یہ لوگ واقعی اسلام ہی کی تبلیغ کر رہے ہیں اور بسا اوقات ان کی کوششوں کو سراہتے اور لوگوں کو ان کے مکر وفریب سے بچانے والوں کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنی تبلیغ کا کام غیر مسلموں تک محدود رکھتے تو شاید اتنے خطرناک نہ ہوتے اور ہم بھی انہیں چھوڑ کر دوسرے ضلالت الحاد پسند گروہوں سے نپٹنے کی سوچتے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ انہوں نے شکار کے لئے خاص طور پر ان مسلمان قوموں کو تاکا ہے جو قرآن وسنت کے درس وتدریس کا اہتمام کرتی اور انہیں اپنے لئے مشعل راہ بناتی ہے۔ قادیانیوں کا مقصد یہ ہے کہ ایسی قوموں میں جو خاص طور پر غلام احمد کی رسالت کا عقیدہ رائج کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے مصر، شام، فلسطین، جدہ، عراق اور بہت سے دیگر مسلمان ممالک میں اپنے مبلغین بھیجے اور مقام افسوس ہے کہ بہت سے نوجوان جن کے والدین نے ان کی اسلامی تعلیم وتربیت کا اہتمام نہیں کیا تھا۔ ان کے جال میں پھنس گئے۔

قادیانی حضرات لوگوں کو بتاتے ہیں کہ چین، ہندوستان، ایران، عراق، جدہ، شام، فلسطین اور مصر ہر جگہ ان کے مبلغین کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں ان کی طرف سے شائع کردہ ایک کتاب میں ہم نے پڑھا ہے کہ مصر میں ان کا مبلغ شیخ محمود احمد قاہرہ کی فلاں سڑک پر رہائش پذیر ہے۔ آپ نے دیکھا کہ ہندوستان کے علماء نے اس باطل گروہ کی کیونکر مخالفت کی اور اب تک کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ شام کے بعض علماء بھی اس کام میں ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے قادیانیت کی تردید اور مسلمانوں کو اس کی ضلالت سے باخبر کرنے کے لئے بعض کتابیں بھی شائع کی ہیں۔ جن میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح قادیانیت سے متاثر ہو کر ذہن پر چڑھتے سورج کی پوجا کرنے اور ہر دشمن اسلام طاقت کی ایجنٹی کرنے لگتے ہیں۔

ہم نے اپنا یہ مضمون اس مقصد کے تحت لکھا ہے کہ مصر اور دوسرے مسلمان ممالک کے لوگوں کو بہائیت کی طرح اس باطل گروہ کے فتنہ سے بھی بچایا جائے۔ ہمیں پوری امید ہے کہ ہمارے علماء اور واعظ حضرات ان دونوں باطل مذاہب کے مبلغین کا نوٹس لیں گے اور اسلام سے متعلق جو شکوک وشبہات اور وساوس یہ لوگ عام مسلمانوں کے ذہنوں میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا

موت قادیانی

حضرت مولانا ابو المنظور عبد الحق کوٹلی سرہندیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہار الحق

اوروں کے مارنے کے جو رہتے تھے مدعی
ہر روز چھاپتے تھے جو دعوے نئے نئے
مرزا قادیانی کذاب الغرض
دنیا سے آپ بھی بصد ارمان چلے گئے

بسم الله الرحمن الرحيم ۰ الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ ۰ اما بعد !واضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی موت سے بوجہ مرزا قادیانی کو اپنے مخالفین کی موت سے لگاؤ و دلچسپی رکھنے کے مرزا قادیانی کے مخالفوں اور عوام کو بھی خاص لگاؤ و دلچسپی ہے۔ کیونکہ من حفر حفر یعنی چاہ کن راچاہ درپیش مثل مشہور ہے۔ اس جگہ یہ فقیر سلسلہ تحریر معاذ اللہ بطور لغو واستہزاء نہیں چھیڑتا بلکہ بنیت اظہار حق نصحاً للہ حق طور پر شروع کرتا ہے۔

پس ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں سے مرنے جینے کا پالا لگا رکھا تھا آپ اپنی آخری تصنیف حقیقت الوحی کے ص۳۰۰، خزائن ج۲۲ ص۳۱۳ پر لکھتے ہیں کہ: ’’میں (مرزا نے) اپنے مخالف مولویوں کو مباہلہ کی دعوت دی اور کہا کہ اگر مباہلہ کرو گے تو یہ ہوگا وہ ہوگا۔ پھر اگرچہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پس پشت گالیاں دیتے رہے..... پھر مولوی قصوری تک پہنچ کر لکھا حالانکہ انہوں نے ابھی مسنون طور پر مباہلہ نہیں کیا تھا۔‘‘ اس تحریر میں جو مرزا قادیانی نے ٹھوکریں کھائی ہیں ان کی تشریح کی طوالت میں اپنے آپ کو ڈالنا چہ ضرور۔ مگر اتنا ظاہر کرنا ضروریات سے ہے کہ مرزا قادیانی لفظ مسنون لا کر اپنی رائے میں نہایت دور بینی سے اپنے آپ کو طعنہائے (مخالفین سے بچنے کی کوشش کی اور ازراہ بددیانتی اس نے اپنے آپ کو اس امر میں کامیاب ظاہر کیا۔ کیونکہ کسی مباہل (لا فقیر) نے اس کو سنت طور پر

مباہلہ کرنے کی دعوت نہیں دی۔ مگر بحکم فللّٰہ الحجۃ البالغۃ اس فقیر نے سنت کے قدم بقدم مرزا کو دعوت مباہلہ دی اور اس کا الٹی میٹم آخری (اعلان) دے کر جھوٹے کو گھر تک پہنچایا اور اس کی اس حجت کو پاش پاش کیا اور چند بار بذریعہ تحریرات مطبوعہ اور اخبارات اس کی اس بے ایمانی کا اظہار ہوا، مرقع قادیانی بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء بھی ملاحظہ ہو۔

قبل اس کے کہ یہ فقیر اس دعوے کا ثبوت ناظرین کے پیش کرے سنت کی تعریف ناظرین کے پیش کرتا ہے تاکہ ناظرین خود اپنے کانشنس میں اندازہ لگالیں کہ فقیر کا دعویٰ ٹھیک ہے یا نہیں؟ اصول حدیث میں سنت آنحضرت کے فرمان عمل اور ملاحظہ کئے ہوئے امر کو کہتے ہیں۔ فی الجملہ بحکم ربانی: ''قل تعالوا ندع ابناءنا ونساءنا وابناءکم ونساءکم انفسنا وانفسکم'' آنحضرت ﷺ معہ حسنؓ و حسینؓ و فاطمہؓ و علیؓ عازم میدان مباہلہ ہوئے۔ مگر فریق ثانی نے گریز کیا۔

اب آپ بہ نظر انصاف نہ بہ نظر تعصب و رعایت فقیر کی دعوت مباہلہ کو معہ الٹی میٹم کے ملاحظہ کریں اور داد انصاف دیں وہ یہ ہے: ''پس اب مرزا قادیانی کو چاہئے کہ اس تحریر کو پڑھ کر بہ نیت رفع تردد و انتظار خلق بحکم آیت مباہلہ معہ ابناء و نساء میدان مباہلہ میں آئیں اور یہ احقر بھی تفاولاً اتباعاً للسنہ جیسے آنحضرت ﷺ پنجتن پاک کے ساتھ مقابلہ نصاریٰ میں نکلے تھے۔ بایماء فی الجملے نسبتے بتو کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است پنجہ الماس یعنی پنجتن اول نفس خود دوم زوجہ خود سوم وچہارم ہر دو فرزندان خود پنجم دختر خود کے ساتھ میدان مباہلہ میں بہ یقین فتحیابی خود حاضر ہوتا ہے تاکہ حاکم مطلق بحکم یحق الحق ویبطل الباطل ویمح اللّٰہ الباطل ویحق الحق بکلمتہ حق و باطل و حق و کید کو حق کے ساتھ متمیز کرے اور حق حق اور فریب فریب ثابت ہو۔ اس سے بڑھ کر احسن اور عمدہ اور کوئی سبیل فیصلہ کی نہیں ہے۔ چنانچہ ناظرین پر ظاہر و باہر ہوا ہوگا (الی) اب مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ اس تحریر کے ملاحظہ کے بعد چندرہ یوم کے اندر اندر بذریعہ اشتہار مطلع کریں اور اگر اب بھی مرزا قادیانی کوئی حیلہ وحجت کر کے ٹال جائیں تو لعنت

اللہ علی الکاذبین۔"

کار مردان روشنی وگرمی است

کارزنان حیلہ وبے شرمی است

الراقم فقیر حقیر ابو منظور محمد عبدالحق کوٹلوی السرہندی مورخہ ۲۷رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ بروز جمعہ از مقام سرہند مسجد جامع سند ھنے والی بقلم خود، دیکھو رسالہ مظہر نعمۃ مطبوعہ ۱۳۱۶ھ مطبع شحنہ ہند میرٹھ۔

کیوں حضرات ناظرین! مرزا کی دوراندیشی کا کیسا قلع قمع کیا گیا اور اس کی خیانت کی کیسی پردہ دری ہوئی جب اس چیلنج کو بجائے پندرہ روز کے سال بھر گزر گیا اور مرزا کی طرف سے صدائے برنخواست کا معاملہ ظہور پذیر ہوا تو اخبار شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۰ء میں "مسیح الکذاب" کے عنوان سے اس کی یاددہانی کرا کر الٹی میٹم ہذا دیا گیا پس اب یہ لکھنا ضروری ہے کہ مرزا ہمارے مقابلہ میں ہمیشہ ذلیل وخوار ہوگا اور اپنی اراجیف کاذبہ دعاوی باطلہ میں ناکامیاب رہے گا اور ہم کو اللہ جل شانہ محض اپنے دین حقہ کی تائید کی وجہ سے منصور ومظفر کرے گا۔

وما ذالك علی اللہ العزیز وانه علی ذالك لقدیر والسلام!

آپ خیال فرمائیں کہ کیسا پرزور مسنون مباہلہ ہے اور مرزا کی کلام کی منشاء کے بعد مباہلہ مسنون فریق کاذب ضرور مغضوب ہوتا ہے اور سچے سے پہلے مرجاتا ہے۔ کے ساتھ ملا کر سوچیں کہ اس مباہلہ کے بعد عرصہ آٹھ نو سال میں مرزا پر کیا کیا مصائب اور تکالیف آئیں یہاں تک کہ اس کے بعد اولاد نرینہ کا پیدا ہونا بند ہو کر مقطوع النسل ہوا اور جس کی تکمیل موت مبارک احمد وخود مرزا سے ہوئی اور اس ناچیز پر کیا کیا افضال واکرام خداوندی ارزانی ہوئی۔ جیسے بجائے دو لڑکوں کے چار ہونا، ایک لڑکی کے دو ہونا اور بے حد وحساب اکرامات وانعامات دینی ودنیاوی جن کو بقدر کفایت رسالہ انکشاف شر حقیقت الوحی قادیانی میں تحریر کیا گیا ہے اور جس کا بہت تھوڑا حصہ مرقع قادیانی ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء میں ہدیہ پبلک ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ انصاف پسند طبائع خود ہی داد انصاف دے دیں گی۔

مرزائیو یاد رکھو کہ تمہارا گرو گنٹھال مرزا روز قیامت علاوہ حجت ایزدی و غضب الٰہی کے اپنی حجت بھی تمہارے پر قائم کرے گا اور تم کو ظلمات فوق ظلمات کا متحمل ہونا پڑے گا۔ مرزا کہے گا کہ جب میں صاف لکھ گیا تھا کہ بعد مباہلہ مسنون حق و باطل میں ضرور تمیز ہو جائے گی اور یقین تمیز یہ ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ پھر جب تم نے حق کے مقابلہ میں میرا معذوب و مغضوب ہونا ہی نہیں بلکہ مرنا دیکھ لیا تھا تو پھر تم نے میرے عقائد و اقوال سے بے زار ہو کر اور مجھ پر صد ہزار نفرین بھیج کر حق کی پیروی کیوں نہ کی؟ مرزائیو اگر تم کو شیطان نے مسخ کر رکھا ہے تو لاحول پڑھ کر اس کی قید سے نکلو اور اگر تمہارے دلوں میں ابھی کوئی شک ہے اور یہ مرض تمہارے رگ و ریشہ میں سرائیت کئے ہوئے ہے تو اس شک کو حق سے بدلو اور مرض سے نجات پانے کی چارہ جوئی کرو ترکیب یہ فقیر عرض کر دیتا ہے کہ دنیا میں تمہارے نزدیک جو حق گو منصف مزاج ہو۔ سوائے مرزائی ہونے کے خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں ان کی کافی تعداد کو منصف مان لو اور مرزا قادیانی کی سچائی بریت کے جس قدر دلائل ہیں پیش کرو۔

فقیر محض اپنا رسالہ ”مظہر نعمۃ“ و اخبار یکم جون ۱۹۰۰ء کہ جن میں چیلنج مباہلہ والٹی میٹم ہے اور رسالہ ”انکشاف سر حقیقت الوحی قادیانی“ کہ جس میں اس مباہلہ والٹی میٹم کے نتائج ہیں۔ پیش کرتا ہے وہ منصف جس کو ڈگری دیں وہ فریق سچا مانا جائے۔ مرزائیو ہماری اس تجویز کو قبول کرنے میں تمہارا بہر کیف فائدہ ہے اگر تمہارے حق میں ڈگری ہوئی تو اور صدہا تمہارے ساتھ ہو جائیں گے اور اگر تم کو جھوٹا قرار دیا تو تم کفریہ عقائد اور مرزا کے جھوٹے دعاوی کی پیروی سے توبہ کر کے نہ اکیلے دوزخ کے گڑھے سے نکلو گے بلکہ اور بہت لوگوں کو بچاؤ گے۔ ان ارید الا الاصلاح ما ستطعت وما توفیقی الا باللہ علیه وتوکلت والیه انیب

مرزائیو اگر کچھ بھی سچ کی حمیت ہے تو اس فیصلہ سے منہ نہ پھیرو۔ الیس منکم رجل رشید۔ علاوہ ان کثیر التعداد شہادات و آیات بینات کے جن کا حوالہ انکشاف کی طرف دیا گیا ہے۔ فقیر کے مباہلہ سے مرزا کے معذوب و معتوب ہونے اور مرنے کی دلیل مغضوب حق القاء ہوئے اور اس سے بماوہ سالم سال الٹی میٹم ۱۹۰۶ء بکرمی نکلتا ہے مرزائیو۔ سال ہندی اس واسطے القاء ہوا کہ مرزا کا آخری دعوی کرشن ہونے کا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ بحکم جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ مکار قادیانی کو حق کے مقابلہ کی تاب و طاقت نہیں ملی اور جیسے شیطان لاحول سے پیٹھ دے کر بھاگتا ہے اور اس طرف منہ نہیں کرتا۔ اس طرح اس نے حق کی طرف رخ نہیں کیا۔ باوجودیکہ ہمیشہ تحریک ہوتی رہی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ باطل کو حق کے مقابلہ کی طاقت نہیں دی۔ اس جگہ یہ امر بھی ضرور قابل ذکر ہے کہ جیسے بلحاظ مباہلہ مسنون (بقول مرزا بھی) مرزا کا معذوب ومغضوب ہو کر مرنا مرزا کے کاذب ہونے کی دلیل اور اسی مباہلہ کا اثر ہے۔ اس طرح بحکم الفضل المتقدم ۔قدامت خدمت ومباہلہ ہذا۔ اسی مباہلہ کے اثر سے مرزا کے مغضوب ہونے اور مرنے کی مؤید اور مثبت میں ۱۳۰۹ھ میں یا ۱۳۱۰ھ میں مرزا کی جانب مرشدنا کی جانب سے فیصلہ کے لئے رجسٹری کرائی گئی۔ حافظ محمود صاحب کی طرف سے فتویٰ کفر ارتداد بحق مرزا لکھوایا گیا ۱۳۱۲ھ میں رسالہ "ایقاظ" میں بذریعہ الہامات حضرت مرشدنا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی شہید مدنی کی طرف سے مرزا کی تردید کی گئی۔ اسی سال میں جب عبداللہ آتھم عیسائی کے متعلق مرزا کی پیشین گوئی غلط نکلی اور مغضوب قادیانی کی وجہ سے اسلام کی ہنسی ہوئی تو بہ نیت حمایت وبریت اسلام اشتہار میں مرزا کے عام دعاوی کی تکذیب کر کے اس کا کذب ثابت کیا گیا جس کا عنوان یہ ہے۔

"اس تہنیت کے ساتھ ایک اور مژدہ ناظرین کو سنایا جاتا ہے کہ الحمدللہ غلام احمد قادیانی کا طلسم فریب ٹوٹا اور اپنی مانی شکست سے جھوٹا ہو گیا۔ مکروفریب کے جو جال اس نے چاروں طرف مکڑی کی طرح پھیلائے تھے وہ سب اوھن البیت کبیت العنکبوت ثابت ہو گئے۔ آخر سچ سچ ہے اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے ڈرنا چاہئے کہ جو کل زبان سے مجدد اور مسیح مہدی اور حارث بنتا تھا وہ آتھم کے سامنے ایسا شکست خوردہ ہو گیا کہ بقول خود تمام بدکاروں اور لعنتیوں سے لعنتی بن گیا۔"

سچ وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے

قطعہ

ہوا جھوٹا غلام قادیانی نصاریٰ سے شکست فاش پائی
کیا اسلام کو بدنام ہیہات تفو بر زندگی بے حیائی

خدا پر جھوٹ ایسا ہائے افسوس — یہی ہے ظلم ظلم انتہائی
خدا لعنت کرے اس روسیاہ پر — ہنسی اسلام کی جس نے کرائی
گئے مل خاک میں اس کے دعاوی — ہوئی پہلے سے بھی ذلت سوائی
یہی غوغا جہاں میں ہو رہا ہے — پڑا مرزا پہ قہر کبریائی
گرا اسلام سے پائے ادب سے — شکست . آمد بشان میرزائی

رباعی

دیدم زنشان آسمانی کذب تو غلام قادیانی
باخلق خدا فریب کردن حقا تو بخود عدو جانی

اور بعد مباہلہ مذکورہ بذریعہ ضمیمہ شحنہ ہند اس کی وہ تردید ہوئی کہ الغیاث الامان پکار اٹھا۔ ضمیمہ شحنہ ہند تردید قادیانی نمبر۲ جلد املاحظہ ہو۔ ایک صاحب لکھتے ہیں۔ ’’مرزا کے الحاد کا دھڑ ٹوٹ گیا۔ یہ سب جناب والا کی توجہ اور خلوص کی برکت ہے۔‘‘ اسی طرح اور کثیر التعداد پرچوں میں اس کی تردید ہوئی۔ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر۱۰ ج نمبر۱۹ چکڑالوی پر اقبال ڈگری میں جو فتوے بینظیر متعلق چکڑالوی تحریر ہوا ہے اور جس کی توصیف میں ہندوستان کے ایک بے مثل فاضل کا مقولہ ہے چکڑالوی کے الحاد کا فتویٰ اس قابل تھا کہ علیحدہ دس ہزار چھپ کر شائع ہوتا مگر افسوس ہے کہ اہل حدیث کو خدا نے ہمت نہیں دی...... الخ۔ اس میں لکھا گیا تھا کہ واضح ہو میری تحقیق میں یہ شخص مثل مرزا قادیانی اشد المرتدین عجیب کافر منافق لاثانی ہے اور اس میں آگے جا کر ظاہر کیا گیا تھا۔ اگرچہ ہر ملحد وزندیق اس عبارت مبارک کا مصداق ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اور غلام نبی عرف عبداللہ چکڑالوی کا تو یہ نہایت صاف اور بے عیب فوٹو ہے اور اس حق میں جن نمبروں پر ان دونوں نے سرٹیفکیٹ (سند) حاصل کیا ہے اس کی نظیر ملنی محال ہے بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ ان کے اقوال اس امر میں شاہد ہیں پس با ایںہمہ ان کے کفر وارتداد میں کیا شک وشبہ رہ گیا۔ انواع بارک اللہ میں ہے۔

دینی علم یا عالمان کرے اہانت کو
یا کرے اہانت شرع دی اوہ بھی کافر ہو

مضمون مرقع وانکشاف کا تو ذکر ہو ہی چکا ہے۔ رسالہ انکشاف کے سرورق پر جو رباعیات لکھی گئی ہیں ان میں سے یہ شعر ہیں۔

لبریز ہے جام عمر فانی تیری کا غلام کادیانی
کیوں حرص وہوا کے ساتھ ہوکر کھوتا ہے نسیم جاودانی
مرزا پر پڑی ہے مار حق کی ہے منکر حق ذلیل ہر آن

اور یہ رباعیات مرزا کے مرنے کے قریب قریب لکھی گئی ہیں چونکہ مرزا اور اکثر شریر منش مرزائی عوام سادہ لوح اہل اسلام کو مرزا کے دعوی مجددیت کے جال میں پھنسا کر ان کی روح ایمان کو نکالتے تھے اور ہیں اس واسطے ان کے اس مکر کے ابطال میں یہ فقیر رسالہ ''مجدد الوقت'' لکھ رہا ہے جس سے ثابت کیا جائے گا کہ شرعاً وعرفاً عقلاً ونقلاً مرزا جیسا بدعقیدہ شخص مجددیت کا کبھی مستحق نہیں ہوسکتا یہ کہ مجدد کون عزیز ہوا کرتے ہیں اور کس جماعت پاک کا نام ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ غریب از وطن و بہشت قادیانی ایسا ہے۔ قابل رحم ہے کہ جیسا مشہور روایت میں شداد بوقت پیدائش و بوقت مرگ قابل رحم بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ جیسے شداد کو باوجود تمام طاقت خرچ کرنے کے اپنی مصنوعی بہشت کی سیر تک نصیب نہ ہوئی۔ اسی طرح مردود قادیانی کو وہ بہشتی مقبرہ جو غریبوں کا لہو کھینچ کر بنایا گیا ہے جس کی بابت بڑے بڑے الہام ہوئے۔ نصیب نہ ہوا۔ اور اس طرح باہر پھینک دیا گیا کہ جس طرح طعام سے باہر بال پھینک دیا جاتا ہے۔ یا جس طرح کوئی حارث کسان سبزہ بیگانہ کو کھیت سے نکال دیتا ہے۔ کیوں نہ ہو آپ بھی تو حارث ہیں پس پنجابی مثل ہے۔ صلہ ہا کو صلہ ہار کب بھاتا ہے۔

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹا کہاں کمند
دوچار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

جب بے چارے کے مرنے کے دن قریب آتے تو وہی جگہ جو عرصہ دراز سے دارالامان کے نام سے پکاری جاتی تھی دارالثریان معلوم ہوئی اور وہاں سے نکلا لاہور کے غدار گڑھے میں جا گرا پھر کیا تھا۔ اگر سو بار بھی ان کو قادیان میں دفنایا جائے تب بھی ان کی روح لاہور میں بھٹکتی پھرے گی۔ اور خدا کی حکمتوں کو عقل انسانی نہیں پہنچ سکتی۔ اس بات کو وہی عالم السر

والشہادۃ جانتا ہے کہ بے چارے کو اس بہشتی مقبرہ سے کہ جس کی اوروں کو دعوت و ترغیب دی جاتی تھی اور جو قیمتی بیان ہوتا تھا محروم رکھنے میں کیا راز پوشیدہ ہے۔ ظاہراً تو اس کے غرہ نبوت (خبر دینے) کو توڑنا اور اس کے مریدوں پر اس کے جھوٹا ہونے کی حجت کو تمام کرنا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب فقیر اس قدر تحریر کر چکا تو معلوم ہوا کہ بوجہ لاہور میں مرنے کے لاہوری یاروں نے مرزا کا نعلی جنازہ بنایا اور تین فریق ہندو و عیسائی و مسلمان قائم کئے اور ہر فریق حسب طریق مذہب خود تجہیز و تکفین کرنے کا مدعی بنا اور تضحیک اور استہزاء ہوا کہ الامان اور جس سے بالا ممکن نہیں پس لاہور میں مرزا کے مرنے میں حکمت بالغہ ایزدی کا بھی تقاضا تھا کہ جیسے مرزا بوجہ کذب بیانی و افتــــرا عــلـی اللّٰہ دعویٰ نبوت و رسالت عند اللہ اشر الناس و ابتر الناس ہے اس کا نمونہ دنیا میں بھی دکھلایا جائے آخر میں یہ فقیر میاں نور الدین جانشین مرزا سے کہتا ہے کہ اس فقیر کے جن رسائل مـظـهـر نـعـمـتـه، انکشاف، مرقع وغیرہ ذالك کا جواب دینا آپ کے گرو گھنٹال کے نصیب نہیں ہوا۔ ان کا جواب آپ ہی لکھ کر اپنے کاذب نبی رسول پر سے اس دھبہ کو دور کر دیں۔ مگر یاد رہے کہ آنجہانی کی طرح مکر و زور کذب و غرور سے کام نہ لینا ورنہ تمام راز کھول کر پبلک کی روشنی میں رکھ دیا جائے گا۔ ایسا نہ ہو کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑیں۔ پہلی بسم اللہ ہی غلط نکلے۔ اور ہوا اڑ جائے۔ پول کھل جائے آخر میں صاحبان اسلامی اخبارات کی خدمات عالیہ میں التماس ہے کہ اگر اس مضمون صدق مشحون کو اپنی اخبارات میں جگہ دے کر پبلک کی روشنی میں لائیں گے۔ تو علاوہ عند اللہ ماجور ہونے کے ناظرین اخبارات کی دلچسپی کا باعث بھی ضرور ہوگا۔

والسلام! خیر ختام راقم فقیر ابو المنظور محمد عبد الحق کوٹلوی السرہندی ۲۹ر مئی ۱۹۰۸ء

غزل تاریخی بلحاظ سمت بکرمی

پس از حمد و ثنائے حق معبود	در ود احمد بے حد و معدود
شود معلوم کہ محروم از حق	غلام قادیانی گشت مفقود
کرشن قادیانی روز منحوس	بصد خواری و ذلت گشت نابود
سیاہ مثل کرشن اصل گشتہ	سوئے نار جہنم گشت پد رود
نجات خلق از موذئی بد شد	زمین شد پاک از منحوس و مردود

بہ شومی آں مہوس بر جہنم | بہ بے ایمان وایقان گشت مورود
عتاب حق بہ مرزا گشت ثابت | عذاب حق بہ مرزا گشت منصنود
مطیعش کافر ومرتد وملحد | مطیعش گمرہ وگم کردہ مقصود
نجات از رقبہ کیدش شد آنرا | کہ شد درشکم ما درنیك ومسعود
نہ باطل پیش حق گاہے زندمم | مثال حق ومرزا ہست موجود
الائے ملحد ان میرزائی | الا اے ظالمان ایں کذب وبے سود
کجا مرزا کجا عیسیٰ ابن مریم | کجا مرزا کجا مہدی موعود
کجا آں انبیاء ومرسلینا | کجا آں قادیانی غیر معہود
کجا مرزا کذاب وجفاکیش | کجا آں صاحب آں جائے محمود

الف سہ بار مرزائی کشیدند
چوں شدا واز حق مغضوب حق بود

قطعہ تاریخ بلحاظ سن عیسوی

ہوا اس عالم فانی سے مر کر | غلام قادیانی بس جدا ہے
ہوا جب فکر سال عیسوی کا | ہوئی از ہاتف حق یہ صدا ہے
کہ بد گوئی مسیح قادیانی | ہوا ملعون ومغضوب خدا ہے

قطعہ تاریخ بلحاظ سن ہجری ۱۹۰۸ء

مرا جب میرزائی قادیانی | کہ جس نے شورو شر برپا کیا ہے
زبان قال سے اسے ورے کے | ستانے میں بڑا حصہ ہے
مجسم بن کے قہر حق اس نے | پیام اتباع خود دیا ہے
کبھی طاعون کبھی قحط وزلازل | کبھی دے حرب کا ڈر مر گیا ہے

پکارا ہاتف حق سال بد گو
غلام احمد جہنم کو گیا ہے

۱۳۲۶ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
انکشاف
شرح حقیقت الوحی
حضرت مولانا ابوالمنظور عبدالحق کوٹلی سرہندیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع میں تبرکاً وتیمناً حضرت مرشد مولوی محی الدین عبدالرحمٰن لکھوکھوی شہید مدنی کے چند اشعار درج ہیں۔

اردنـا باللسان جهاد دين	ہم نے دین میں زبان سے جہاد کا ارادہ کیا ہے
لـنـنـصر دين رب العلمينا	تا کہ رب العالمین کے دین کی مدد دیں
نـجـاهـد من يخالفنا بدين	ہم اس سے جہاد کرتے ہیں جو شخص ہمارے ساتھ مخالفت کرے
جـديدى فيه تبع الكافرينا	اس نئے دین میں کہ وہ کافروں کے تابع ہوا ہے
فـصار مصدقاً قانقل النصارىٰ	پھر وہ نصاریٰ کی نقل کی تصدیق کرنے والا بن گیا
فـايـد ديـنهم كـفـراً مبيـنـا	پھر ان کے دین کی کھلم کھلا کافر ہوکر تائید کرتا ہے
فصدق بالصليب لكلمة الله	سو کلمۃ اللہ عیسیٰ کے سولی چڑھنے کی تصدیق کرتا ہے
وصـار نـصيـر كـفرا لمشركينا	اور کفر مشرکین کا مددگار بن گیا
وقـال بـان مـذهبـه قريب	اور بولا کہ اس کا مذہب قریب ہے
لـدين الكفر دون المومنينا	دین کفر سے اہل ایمان کے سوا
فهـذا الـديـن دين لكاديانى	سو یہ دین کادیانی کا دین ہے
غـدا ضـداً الدين المسلمينا	مسلمانوں کے دین کا مخالف ہوگیا ہے
فـنسـال ربـنـا نصراً عزيزاً	اب ہم اپنے رب سے زبردست مدد مانگتے ہیں
لـديـن الله ديـن الـمرسلينا	اللہ کے دین کے لئے جو رسولوں کا دین ہے
ونـحـن ندين دين الله حقا	اور ہم بالتحقیق دین خدا پر عمل کرتے ہیں
ونبـغـض مـن يـحـب الملحدينا	اور جو بے دینوں سے دوستی رکھے اس سے بغض رکھتے ہیں

رباعیت

لبریز ہے جام عمر فانی تیری کا غلام قادیانی
کیوں حرص وہوا کے ساتھ ہوکر کھوتا ہے نعیم جاودانی

دیدم ز نشان آسمانی کذب تو غلام قادیانی
با خلق خدا فریب کردن حقا تو بخود عدو جانی
ثابت ز نشان آسمانی ہے کذب وفریب قادیانی
کر توبہ زکفر ومکر و الحاد ہو تابع حق اے قادیانی
اے مورد قہر آسمانی اے اکذب واہتر زمانی
ہے مکر ہی حق کے بعد بے شک. کر ہوش ذرا اے قادیانی

اس رسالہ میں جو کچھ لکھا جائے گا محض اتباعاً حکم واما بنعمۃ ربک فحدث بہ نیت اظہار حقیقت لکھا جائے گا نہ بدعویٰ یہ جدا بات ہے کہ خدا کسی پر اپنا فیض ارزانی کرے اور اسکو وہ سامان دے کر جو دعویٰ سے بھی اعلیٰ وافضل ہوں۔

انکشاف شر حقیقت الوحی قادیانی

الحق یعلو ولا یعلیٰ الٰھا منزلا طٰہٰ ویٰسٓ
علی یٰسٓ طٰہٰ لست الّا غلامك عبدك وابن غلامك
اعنی رحمة لطفا وفضلا

بسم الله الرحمن الرحيم

ربنا اخلصنا نيّاتنا.................. ربنا اصلحنا اعمالنا

اللّٰهم انت عضدی ونصيری بك احول وبك اصول وبك اقاتل اللّٰهم ثبت حجتی وسدا دلسانی واهد قلبی واسلل سخيمة صدری اللّٰهم انا نجعلك فی نحورهم ونعوذبك من شرورهم امين برحمتك يا ارحم الراحمين

الحمد لله وكفی وسلام علی عباده الذين اصطفیٰ ۰ اما بعد! واضح ہو کہ مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی کی بڑی دھوم دھام تھی اور مرزا اوران کے حواری بڑے زور وشور سے کہتے تھے کہ یہ کتاب لاجواب ہے۔ اگر کوئی شخص کچھ کہنا سننا چاہے تو اس کے معاندہ کے بعد۔ مگر جب خیر سے دیکھی گئی تو اس کذب وزور کے مندر کو بالکل سفید جھوٹ کا طلسم اور باسی کڑھی کا ابال پایا۔ الحق اذا لم تستحی فاصنع ما شئت واقعی مرزا قادیانی چه دلاور است دزدے كه بكف چراغ دارد کے پورے مصداق ہیں۔ بخدائے لایزال میں

بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ قرون سالفہ وایام سابقہ میں مرزا قادیانی کا نظیر اس ڈھیٹ پن اور جھوٹ بولنے میں کوئی اور نہ ملے گا۔ خاص کر یہ کتاب تو ایسی شیرازہ کذب وزور ہے کہ جس میں تاویل کو بھی گنجائش نہیں۔ مگر تعجب کی بات نہیں کہ بحکم ایں خانه همه آفتاب است۔ مرزا قادیانی کی ہر ایک کلام کذب سے مملو ہے اور یہ امر تو مرزا قادیانی کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ ماشاء اللہ آپ (حقیقت الوحی ص۳۵۷ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۳۷۰) پر تحریر کرتے ہیں کہ: مولوی محی الدین عبدالرحمٰن کا جوان لڑکا ہم کو ابتر کہنے اور مباہلہ کی وجہ سے مرگیا۔ اور یہ الہام ان کا انہی پر عود کر گیا اور (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۲، خزائن ج۲۲ ص۴۵۴) پر تحریر کیا: ''چنانچہ نذیر حسین دہلوی جوان سب کا سرغنہ تھا جو دعوت مباہلہ میں اول المدعوین ہے اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھ کر ابتر ہونے کی حالت میں دنیا سے گزر گیا۔'' حالانکہ یہ ہر دو صاحبان موصوف الصدر مرزا کے دعویٰ مماثلت سے جو باعث مخالفت ہوا چند چند سال پیشتر انتقال کر چکے تھے اور مولوی عبدالرحمٰن وسید نذیر حسین صاحب کے دل میں اس وقت مرزا کی مخالفت کا خیال تک بھی نہ تھا۔ مرزا خود مقر ہے۔ اگر مرزا یا کوئی مرزائی ان ہر دو صاحبزادگان کے انتقال کو بعد دعوے مثیل مسیح ثابت کرے تو اس کو مبلغ دوصد روپیہ نقد بطور حق المحنت انعام ورنہ جھوٹے پر ہزار لعنت...... کہو مرزائیو، آمین!

اجی مرزا قادیانی! اگر واقعی ان ہر دو صاحبزادگان نے آپ کی اور مولوی صاحبان کی مخالفت کے بعد انتقال کیا ہوتا تو بھی آپ کی مخالفت کا اثر متصور نہیں ہوسکتا تھا جب کہ آپ خود تبصرہ میں تحریر کر چکے ہیں۔ ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو۔ تب وہ عذاب میں شریک ہوگی۔ ورنہ بموجب حکم آیت لا تزر وازرة وزر اخرىٰ۔ خدا ایک گناہ کے لئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا۔ سچ ہے کہ دروغ گو را حافظه نباشد۔ اسی کذب وزور پروہ تعلّی اور وہ عجب کہ الاماں۔ چنانچہ آپ عبدالحکیم خان کے ذکر کے ضمن میں (حقیقت الوحی ص۱۸۲، خزائن ج۲۲ ص۱۸۹) پر بیان کرتے ہیں کہ: ''باوجود ہزاروں روکوں کے کئی لاکھ تک خدا نے میری جماعت کردی پس اگر یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے اور اس کی نظیر مخالفوں کے پاس موجود ہے تو وہ پیش کریں۔ ورنہ بجز اس کے کیا کہیں...... لعنت الله على الكاذبين۔'' اجی حضرت اول تو یہ آپ کا جھوٹ ہے۔ دوسرے ہم اس کا اور ایسے تمام امورات کا جواب ضمیمہ رسالہ ''مظہر نعمت'' میں تحریر کر چکے ہیں۔ مگر لیجئے اس جگہ بھی کچھ ہدیہ ناظرین ہے۔ کیوں جی مرزا قادیانی کیا آپ کی

جماعت سکھ صاحبان کی جماعت سے بھی بڑھ گئی ہے؟ جن کی تعداد کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور جن کو اس قدر سخت رکاوٹیں پیش آمد ہوئیں کہ جن کے خیال سے ہی تمہارے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔

عرصہ دراز تک ہزار ہا ہر روز قتل ہوتے رہے۔ کھرپیوں سے کیس منڈائے گئے (دیکھو شہید گنج) اور گو یہ تمام امور شاہان وقت کی جانب سے بہ نیت اصلاح ملک وفرو کرنے بغاوت کے عمل میں آتے تھے۔ مگر سکھ صاحبان تو محض گروؤں کے واسطے مذہبی خیال سے تکلیف اٹھاتے تھے۔ باوجود ایسی رکاوٹوں کے ان کے مذہب اور گروہ کی ترقی ہی نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے اپنے فاتح کو مفتوح کیا نالائق آقاؤں کو جس میں آپ کے اسلاف بھی شامل ہیں غلام بنایا۔ اور ان کے ساتھ جو چاہا سو کیا۔ ان کے اکثر معابدوں میں اپنے مذہبی نشان قائم کئے۔ مرزا قادیانی افسوس کہ آپ نے گرو نانک صاحب کو مسلمان بنانے میں سوائے محنت ضائع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ کیا۔ اگر اس جگہ گرو تیغ بہادر گرو گوبند سنگھ صاحبان کے مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کر کے آپ کامیاب ہو جائیں تو البتہ آپ پنے مجوزہ لقب لعنت اللہ علی الکاذبین سے بری ہو سکتے ہیں مگر آپ اور آپ کے تمام حواریوں سے بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ بس کہو مرزا قادیانی آمین۔

مرزا قادیانی آپ اور آپ کی جماعت قیامت تک اس امر میں سکھوں کی برابری نہیں کر سکتی۔ راز اس میں یہ ہے کہ سکھوں کو قلبی جوش تھا جیسا کہ ظاہر کیا گیا اور ان کے گرو بھی مرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب گرو تیغ بہادر سے بغاوت کا مواخذہ ہوا تو اورنگ زیب نے کہا کہ تم گرو ہو اور گرو ولی کو کہتے ہیں کوئی کرامت دکھلاؤ تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایسا تعویذ ہے کہ اگر میں ہاتھ لے لوں تو کوئی ہتھیار مجھ پر ہرگز اثر نہیں کر سکتا۔ جب اس پر گرو صاحب نے اپنا وثوق ظاہر کیا تو جلاد کو حکم ہوا کہ ان پر تلوار چلائی جائے۔ ایک وار میں ہی گرو صاحب مقتول ہو گئے۔ اس پر بادشاہ کو بہت اچنبھا ہوا ہاتھ کھول کر دیکھا تو تعویذ میں لکھا تھا کہ ''سر دیا سر نہ دیا۔'' اگرچہ اسلامی عقائد کی رو سے یہ تعویذ باطل پر تھا اور آخرت میں ان کے لئے کچھ حصہ نہ تھا مگر بحکم ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ان کی اس کوشش وجانبازی کا بدلہ ترقی دنیاوی ان کو حسب خواہش دی۔ مگر مرزا قادیانی آپ قیامت تک ان کی برابری نہیں کر سکتے کہ

آپ اور آپ کی جماعت کے دل میں قلبی جوش نہیں محض تصنع اور بناوٹ ہے۔ ایسے آزاد زمانے میں ڈپٹی کمشنر کی ذراسی دھمکی پر آپ نے کسی کے حق میں پیشین گوئی کرنے سے کان نہیں پکڑا۔ کیا عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کے جلال سے آنے کا انکار مہدی کو خونی بتانا محض ڈر نہیں تو کیا ہے۔ حالانکہ خود (حقیقت الوحی کے ص۱۵۶، خزائن ج۲۲ ص۱۶۰) اور عبدالحکیم خان کے خط میں نبی کریم ﷺ کے خون کی ندیاں بہادینے کو تسلیم کیا ہے۔ اجی! حضرت جن وجوہات اور بنیاد پر آنحضرت نے خون کی ندیاں بہائیں اسی بناء پر حضرت مہدی علیہ الرضوان کے تلوار چلانے کو تسلیم کرلو۔ کیا معلوم نہیں کہ مہدی علیہ الرضوان کا خروج تب ہوگا جب کفار حرمین شریفین پر حملہ کرنا چاہیں گے۔ کیا ان کی مدافعت کے لئے جنگ کرنا مطابق وجہ نمبر اوّل مسئلہ آنجناب عین آنحضرت ﷺ کی اتباع نہیں۔ کیا مہدی کے لئے آزاد خداداد ملک میں بطور مدافعت جنگ کرنا گناہ ہوسکتا ہے؟ ایسی صورت میں کوئی صاحب بھی ان کو خونی کسی کا باغی یا مفسد کہہ سکتا ہے۔ کیا اگر طاقت خداداد سے ملک خدا سے اعداء خدا کو نیست ونابود کردیں تو فضل خدا سے بعید ہے۔ جبکہ ادنیٰ حکومت جاپان نے روس جیسی عظیم الشان سلطنت کو منچوریا سے نکال کر بے دخل کردیا دوسری وجہ بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے ٹھیک موزوں ہے کہ ان کی تلوار سے اعداء دین کو عذاب الٰہی پہنچے گا کہ جو دین اسلام سے دنیا کو مٹانا چاہیں گے۔ غرض مہدی علیہ السلام ہر پہلو سے تابع طریقہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ ہوں گے۔ کیا اس اسلامی عقیدہ کی وجہ سے رعایا کو گورنمنٹ ہند باغی خیال کرسکتی ہے۔ جبکہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا جانے کب مہدی علیہ السلام کا خروج ہوگا اور عرب میں ہوگا۔ ہاں اگر تم پر بوجہ رعایا ہونے کے گورنمنٹ ہند یہ خیال کرے تو بجا ہے۔ جبکہ تمہاری جماعت لاکھوں سے تجاوز کرچکی ہے۔ ممکن ہے کہ کوکوں کی طرح اپنی کثرت کے بھروسہ پر جوش آجائے اور ملک میں بغاوت پھیلادیں۔ ہائے افسوس ارے بڈھے فرتوت! تیری عقل ماری گئی کہ اسلامی عقائد کہ جو کسی پہلو سے بھی کسی کی مزاحمت نہیں کرتے۔ ہنسی کراتا ہے اور ان کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔ الغرض یہ بوداپن ہے کہ تجھ کو ہرگز سکھوں کے برابر نہیں ہونے دے گا۔ کیوں مرزا قادیانی؟ کہئے کیسے یقینی باطل فرقے کی ترقی وعروج کو کس قدر ثابت کردیا گیا ہے کہ تم کو اور تمہاری جماعت کو کبھی بھی میسر نہ ہوسکے کہو مرزا قادیانی اگر منہ سے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

……………مرزائیو! الیس منکم رجل رشید۔

حقیقت الوحی

فی الجملہ اس کتاب کو انہوں نے چار باب پر منقسم کیا ہے۔ پہلے دوسرے اور تیسرے باب میں زٹلیات ہانکتے ہوئے نہ صرف اپنے بلکہ تمام شوخ زنادقہ مثل خود کے لئے دروحی منزہ از دخل شیاطین کو وا کیا ہے اور باب چہارم میں اپنی نبوت اور رسالت کے کچھ کم دوسو نشانات نقل کئے ہیں جو بعد حذف مکررات اس سے بہت کم ہوں گے اور جو سراپا لغویات وحشویات وکذب وفریب وزور سے پر ہیں اور جو دیوانوں کی بڑ اور بلی کو چھچھڑوں کے خواب کی مثال سے بھی زیادہ گرے ہوئے ہیں۔ چونکہ موضوع اور مال اس طومار لایعنی کا اپنا زندہ رہنے اور بعض اہل علم کے انتقال فرمانے کو نشان نبوت خود ظاہر کرنا ہے اور جن کی فہرست میں اسم مبارک سیدی ومولائی مولوی محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی مدنی شہید بھی ہے کہ جو بموجب اپنے الہامات صادقہ عدنفسك من اصحاب الرسول الله ﷺ ویا جامع الناس لیوم لاریب فیه ان الله لا یخلف المیعاد، فاجمع بینی وبین محمد فی الدنیا والآخرة یاایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۔ مدینہ منورہ میں شہید ہو کر جنت البقیع میں مدفون ہوئے اور جن کی برکت دعا والہام ان شانئك هو الابتر سے ہی مرزا قادیانی ہر جگہ خائب خاسر رہتے ہیں اور جن کی تاریخ شہادت...... صادقین را نورحق تابدمدام کی برکت سے جس میں اشارہ ہے اس احقر کے نام کی طرف اور جو فے الواقع آلہ ہے اس نور کے درخشاں ہونے کا۔ مرزا کے عقائد کفریہ کی ظاہراً وباطناً پوری پوری تردید ہوتی رہتی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مرزا کے وہمی اور سحری سانپوں مضامین حقیقت الوحی کے صفحات حقیقت الوحی پر چھوٹ کر عوام الناس کو مرعوب وخائف کرنے سے پہلے ہی ایک ایسا عصاء موسیٰ مضمون نشان آسمانی سے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے ثابت ہونے کا بہت تھوڑا حصہ مندرجہ مرقع قادیانی بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء قائم کر رکھا تھا کہ جس نے ان تمام جادو کے سانپوں کو اژدھا، حقانی بنکر دفعتاً نگل لیا۔ اب آپ اس کو الہام کہو یا پیشین گوئی یا فراست صادقہ یا کرامت، میں تو آپ کے اسی الہام کی برکت جو مرزا کے حق میں ان شانئك هو الابتر کہوں گا۔ الغرض چونکہ خلاصہ اور لب لباب اس کتاب کا اہل علم کی موت پر استہزاء کرنا اور اپنی کرامت جتانا ہے۔ اس واسطے اس امر کی تردید کرنی ضروری خیال میں آئی مگر بوجہ

تعلق احکام شرعیہ نشان اول ودوم کی بھی تردید ضروری معلوم ہوئی۔ وعلی اللہ یتوکل المؤمنون۔

''نشان اوّل...... کہ میں بموجب حکم شارع ہر صدی پر مجدد ہوتا ہے۔ مجدد ہوں ورنہ بتلایا جائے کہ اس زمانہ میں اور کون مجدد ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۹۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۰)

الجواب...... اس مہوس مبتدع زندیق کو یہ معلوم نہیں کہ کبھی ڈاکو اور جعلساز بھی شاہی محافظ قرار دیئے جاسکتے ہیں۔؟ دیکھو بحکم حدیث لا تزال طائفة من امتی (الحدیث) جو اس حدیث کی مفسر ہے جماعت علماء کو اہل علم نے مجدد کہا ہے۔ اگر ثبوت مانگو تو انشاء اللہ موجود پاؤ گے۔ بس وہ جماعت اہل علم کی جس نے تمہاری بیخ کنی کی، حکم مجدد ہونے کا رکھتی ہے۔ تا کہ تیرے جیسا مفتری علی اللہ اور کذاب۔

نشان دوم...... یہ کہ میری تصدیق میں چاند اور سورج گرہن کو رمضان شریف میں گرہن لگا اور یہ موافق حدیث کے ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۹۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۲)

الجواب...... اوّل تو یہ حدیث نہیں کسی کا قول ہے وہ بھی حسب تصریح محدثین موضوع۔ دوسرے اس میں چاند کے پہلی رات میں گرہن کا اور سورج کے پندرھویں رات کے گرہن کا ذکر ہے۔ سو ایسا نہیں ہوا اب رہا یہ امر کہ اب تک ایسا ہوا ہی نہیں۔ سو جواب یہ ہے کہ جب ہی تو یہ نشان مہدی ہے کہ خدا نے اس کی خاطر ایسی انوکھی بات دکھلائی جواب تک نہیں دکھلائی اور جو عقل سے باہر تھی۔ جیسا کہ آنحضرتﷺ کا خلاف قانون قدرت چاند کو دو ٹکڑے کر دینا۔ اب رہی یہ بات کہ عربی میں اوّل، دوم، سوم رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں نہ قمر۔ سو جواب یہ ہے کہ یہ خیال تمہاری بے علمی کم لیاقتی یا شرارت پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ خداوند عالم نے ہر چیز کو دو جو ہر عطا کئے ہیں۔ ایک ذات اور دوسری صفت اسی طرح دو نام مقرر کیے ہیں۔ ذاتی اور صفاتی جیسے آدم بچہ کو بھی آدم کہہ سکتے ہیں اور بوڑھے کو بھی آدم۔ اسی طرح چاند کے تین نام ہیں ایک ذاتی یعنی قمر اور دو صفاتی یعنی ہلال اور بدر پس ہلال کو بھی قمر کہہ سکتے ہیں اور بدر کو بھی۔ اب رہا یہ امر کہ کسی نے پہلی رات کے چاند کو قمر نہیں کہا۔ سو یہ سراپا لچر سوال ہے کہ جب قمر ذاتی نام ہے اور اس کو ہر حالت پر بول سکتے ہیں اور ہلال اور بدر صفاتی جن کو سوائے اپنی حالت کے اس نام سے تعبیر نہیں کر سکتے اور یہ امر محاورہ رواج لغت عرب میں بلحاظ شہرت حد تواتر کو پہنچ چکا ہے تو اب کسر ہی باقی رہ گئی۔ لو

اب ہم پہلی رات کے چاند کو قمر کہنا حسب اقوال ثقات قرآن کریم سے ثابت کرتے ہیں۔ تفسیر والشمس وضحها والقمر اذا تلها کی تفسیر عمدۃ المفسرین قتادہ نے قمر بمعنے ہلال کی ہے۔ اور یہ وہ تفسیر ہے کہ جو بحکم خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ، ثم الذین یلونهم الحدیث، بلاغت اور فصاحت میں سب سے احسن اور مقبول ہے۔ لو صاحب اب تو آپ کو اپنی بے بضاعتی اور قلت علم کا اقرار ہوا اور تمہاری کبر و تعلّی کا غرہ ٹوٹا۔ بیت!

عجب نادان ہیں جن کو ہے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو پل میں سونپے ہے گمن رانی

اب میں اصل مقصد کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ مرزا نے بزعم فاسد خود دنیا پر یہ ظاہر کرنا اور سکہ بٹھانا چاہا ہے کہ جو مرزا کے مخالف تھے اور جنہوں نے مباہلہ کیا تھا وہ سب مر گئے۔ چنانچہ لکھا ہے (تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸۵) پر کہ اکثر مباہلہ کرنے والے طاعون سے مرے اور دیگر جا بجا مقامات پر، بہت سے اشخاص کا مباہلہ کے اثر سے مرنے کا ذکر کیا ہے۔ مگر بحکم دروغ گو را حافظ نباشد (حقیقت الوحی ص ۳۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۳) پر لکھتا ہے: ”پھر اگر چہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پس پشت گالیاں دیتے رہے اور اسی صفحہ پر لکھتا ہے ”حالانکہ انہوں نے ابھی مسنون طور پر مباہلہ نہیں کیا تھا۔“ مگر قادیانی میں کہتا ہوں کہ جتنے مولویوں کا ذکر آپ نے کیا ہے۔ اگر ان میں سے کسی کا بھی یہ مضمون دکھلا دیں کہ جھوٹے سچے کی علامت جھوٹے کا سچے کے پیشتر مرنا ہے اور یہ بات آپ سے مقرر کی ہے تو آپ کی خدمت میں مبلغ ۵۰ بطور نذرانہ پیش کروں گا۔ یہ عجیب شان ایزدی ہے کہ جتنے بزرگواروں کے نام مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں۔ کسی نے بھی اس قسم کا ارادہ نہیں کیا اور خداوند عالم الغیب نے کسی کے دل کو اس طرف متوجہ ہونے نہیں دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو بھی اسکا اقرار ہے۔ کما تقدم تا کہ مرزا قادیانی کو اس میں حجت نہ باقی رہے ہاں جنہوں نے مباہلہ کا اظہار کیا اور جن کے دل اس طرف متوجہ ہوئے وہ اب تک زندہ ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم مرزا قادیانی کے اس دعوے کی تکذیب نشان آسمانی فیصلہ حقانی سے کریں اور مرزا اور مرزائیوں کو زندہ در گور بنا دیں اور ان کے بھرے ہوئے بیڑے کذب و فریب کو طوفان غضب الٰہی سے مثل بیڑہ بالٹک روس کے تحت الثریٰ کو پہنچا دیں۔ اور ان کے قلعہ مکر و کید کو مثل قلعہ پورٹ آتھر کے حقانی گولوں سے اڑا دیں اور

جیسے منچوریا سے روسی حکومت کا نام ونشان مٹا دیا گیا ہے۔ کذال ہا حقانی سے مینار طومار قادیانی کا نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں سے یہ سوال ہے کہ اگر جھوٹے کا سچے کی زندگی میں مرنا واقعی ضروری ہے اور قانون الٰہی ہے۔ جیسا کہ آپ کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کا مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال فرمانا باعث اسی جنرل رول کے زیر اثر ہیں؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ بریں عقل ودانش بباید گریست

فی الجملہ مخلوق نے تجربہ کرلیا ہے کہ مرزا اور مسیلمہ کذاب ایک ہی پایہ کے آدمی ہیں اور ان کے قول وخیال کے مخالف امور ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ دور کیوں جائیں محمدی بیگم کے نکاح اور اس کے خاوند کی موت کی پیشین گوئی کو ہی ملاحظہ کرلو کہ جس کی جانب مرزا قادیانی کو جانی تعلق بھی ہے۔ ہمیں اس جگہ مولوی عبدالحق غزنوی ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب وغیرہما کے مباہلوں کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہم اس جگہ صرف اپنے مباہلہ کا ذکر کرتے ہیں کہ جس کے نتیجے سے بلا شک وشبہ مرزا قادیانی کا کاذب ہونا ہر ذی ہوش کے نزدیک مسلم ہو، اور اس مباہلہ کا ذکر مناسب نہیں۔ بلکہ بحکم الساکت عن الحق شیطان اخرس ضروری معلوم دیا۔ من نمیگوئم عن الحق یار میگو یدبگو۔ چوں نہ گوئم چوں مرا دلدار میگوید بگو۔ ہم نے مرزا قادیانی کو ۱۳۱۶ھ میں بعد قلع قمع تمام حجت ہائے لایعنی مباہلہ کی دعوت دی اور اس کو پرائیویٹ ہی نہیں رکھا۔ بلکہ ضمیمہ رسالہ ''مظہر نعمت'' میں جو اس سنہ میں طبع ہوا تھا لکھ کر پبلک میں شائع کیا۔ چند الفاظ حیز تحریر میں لائے جاتے ہیں۔

''پس اب مرزا قادیانی کو چاہئے کہ اس تحریر کو پڑھ کر بہ نیت رفع تردد وانتشار خلق بحکم آیۂ مباہلہ معہ ابناء ونساء میدان مباہلہ میں آویں اور یہ احقر بھی تفاولاً واتباعاً للسنۃ جیسے آنحضرت پنجتن پاک کے ساتھ مقابلہ نصاریٰ میں نکلے تھے باایماء۔ فی الجملہ نسبت بتوکافی بود مرا۔ بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است۔ پنجہ الماس اول نفس خود اور دوم زوجہ خود سوم چہارم ہر دو فرزند ان خود پنجم دختر خود کے ساتھ میدان مباہلہ میں بہ یقین فتح یابی خود حاضر ہوتا ہے۔ تاکہ حاکم مطلق بحکم یحق الحق ویبطل الباطل ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلمتہ حق وباطل، حق وکیدکو

حق کے ساتھ متمیز کرے اور حق حق اور فریب فریب ثابت ہو اس سے بڑھ کر احسن اور عمدہ اور کوئی سبیل فیصلہ کی نہیں (الی) اب مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ اس تحریر کے ملاحظہ کے بعد پندرہ یوم کے اندر اندر ہم کو جواب سے بذریعہ اشتہار مطلع کریں اور اگر اب بھی مرزا قادیانی کوئی حیلہ حوالہ کر کے ٹال جائیں تو لعنت اللہ علی الکاذبین۔ کار مردان روشنی وگرمی است۔ کار دونان حیلہ و بے شرمی است۔'' مگر بحکم مبھت الذی کفرو مرزا ایسا مبہوت ہوا کہ جس کا کچھ ٹھکانا نہیں اور جیسے سایہ فاروقی سے ابلیس کو سوائے فرار اور گریز اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ مرزا کو احقر کے مقابلہ میں قرار اور قیام نہ رہا جب بجائے پندرہ روز کے اس دعوت کو سال بھر گزر چکا اور مرزا کی جانب سے صدائے برنخواست کا معاملہ ظہور پذیر ہوا تو ۱۳۱۷ھ میں رمضان کے بعد ضمیمہ اخبار شحنہ ہند مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۰ء میں مکرر مسیح کذاب کے عنوان سے اس امر کی یاددہانی کرائی گئی۔ آخر میں لکھ دیا کہ مرزا ہمارے مقابلہ میں ہمیشہ ذلیل وخوار ہوگا اور اپنی اراجیف کاذبہ و دعاوی باطلہ میں ناکامیاب رہے گا اور ہم کو اللہ جل شانہ محض اپنے دین حقہ کی تائیدی کی وجہ سے منصور مظفر کرے گا اور وما ذالك علی اللہ بعزیز واللہ علیٰ ذالك لقدیر!

اب خیال کرنا چاہئے کہ اس دعوت کا کیا نتیجہ ہوا کہ جس کی رو سے مرزا قادیانی اپنی کلام (مندرجہ بدر ۲۷؍دسمبر ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج۹ ص۹۹) کہ ''جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے۔ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔'' میں سچے ہیں یا جھوٹے یہ ظاہر ہے کہ اس احقر نے مباہلہ کے لئے اتباعاً حکم قرآنی...... نبوی اپنے نفس اور زوجہ اور ابناء اور دختر کو پیش کیا تھا۔ سو یہ احقر بھمہ وجوہ مورد برکات دینی ودنیوی ہے۔ والحمد للہ علی ذالك اور بحکم لئن شکرتم لا زیدنکم دو لڑکے ایک لڑکی اور عنایت ہوئے۔ اب چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں گویا یہ برکت بحکم ربانی الا من امن وعمل صالحاً فاولئك لھم جزاء الضعف بما عملوا وھم فی الغرفات امنون سباء واقع ہوئی میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر مرزا اقرار نہ کرتا اور ہمارے مقابلہ میں آتا تو وہ معہ متعلقین خود ضرور ہی تباہ ہوتا۔ کیونکہ یہ ارشاد پیغمبر خدا نے بوقت فرار نصاریٰ فرمایا تھا۔ بایں ہمہ اخبارات مرزائی میں خاندان رسالت میں صدمہ کے عنوان سے واویلا ہوا۔ اور مرزا حسب اصول مسلمہ خود متعلق مولوی عبدالحق غزنوی، محی الدین عبدالرحمٰن ومنشی سعداللہ مندرجہ کتاب حقیقت الوحی مقطوع النسل اور ابتر ہوا۔ ورنہ دکھلائے کہ ہمارے اس مباہلہ کی

اشاعت کے بعد مرزا قادیانی کے کونسا لڑکا پیدا ہوا؟

حکم الرجل علی نفسه۔ کیوں مرزا قادیانی اب الہام حضرت مرشدنا محی الدین عبدالرحمٰن ان شانئك هو الابتر تمہارے حق میں ٹھیک ہوا یا نہیں۔ غرض یہ تمام امور اسی دعوت کا اثر تھا بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ بلکہ جونہی مکرر مباہلہ کا اظہار ہوا تو نہی غضب خدا جوش میں آیا کہ مبارک احمد کو جسم کے بار گراں سے سبکدوش کیا۔ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا کیوں؟ حضرات ناظرین اب تو مرزا اپنے منہ ابتر کاذب جھوٹا ملحد، زندیق، مفتری علی اللہ، مکار، قابل سولی گلے میں رسا ڈالنے کے لائق وغیرہ وغیرہ جو امورات وہ اپنے لئے بشرط جھوٹا ہونے کے پسند کیا کرتا ہے ہوا۔ الحق سچ وہ ہے کہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ اب بھی اگر مرزا کے کاذب ہونے میں کسی کو شک ہے تو حیف ہے اس کی عقل پر کیونکہ مرزا اپنے منہ آسمانی فیصلہ سے جھوٹا اور کاذب ثابت ہوا ہے۔

اور سنئے کہ اس کے ساتھ ہی اس احقر پر لاتعد ولا تحصیٰ برکات نازل ہوئی۔ نمونۃً ایک دو عرض کرتا ہوں۔ اول ملائے اعلیٰ میں قبولیت اور سینہ بے کینہ کے آئینہ خطیرۃ القدس ہونے کا اس کی برکت سے ثبوت ہم نے ضمیمہ اخبار شحنہ ہند یکم جون ۱۹۰۰ میں زیر عنوان ''والذین جاهدوا فينا لنهدينهم وسبلنا وان الله مع المحسنين (عنكبوت:٦٩)'' الہامی پیرایہ میں ترقی فرقہ حقہ اہلحدیث کی تمنا ظاہر کی اور اس کے اسباب بتلائے۔ چنانچہ لکھا:

بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله ملهم الحكم ومفيض النعم والصلوٰة والسلام على سيد العرب والعجم وعلى اله واصحبه اهل الفضل والكرم. امابعد اس مالک حقیقی و منعم تحقیقی نے سنہ حال ۱۳۱۷ء ماہ صیام کی اربعین میں اس عاجز پر وہ وہ احسانات وانعامات واکرامات ارزانی فرمائے کہ جن کا بیان احاطہ تحریر سے باہر ہے اور جن کے ادائے شکر میں زبان عاجز عاجز اور وہ وہ دعائیں احقر اور احباء احقر کے بارے میں قبول فرمائیں جن کو کہ احقر ہمیشہ خلوص دلی سے مانگا کرتا تھا اور جن کا اظہار خلاف حکمت خداوندی و سر سرمدی ہے۔ اعلیٰ وافضل ان میں سے یہ ہے کہ اسباب اصلاح فرقہ حقہ اہلحدیث کے اظہار کرنے سے ملہم وموفق ہوا ہے۔ وكم لله من لطف خفي، يدق خفاه عن فهم الذكي.

سو واضح ہو کہ اس زمانہ آتش نشانہ نئی روشنی میں ہر قوم وملت نے حسب خیالات خود

ظلمت مذمت سے روشنی عزت میں آنے اور قعر تنزل سے ذروہ ترقی پر چڑھنے کے اسباب پیدا کیۓ مگر افسوس ہے کہ کوئی حزب مخصوص اس کی ترقی واصلاح کے لیۓ نامزد نہیں اور کوئی جند مجاہد فی سبیل اللہ اتفاق سے اس امر میں ساعی نہیں معلوم ہوتا۔ مثلاً جس جگہ دس سال سے پہلے پہلے صدہا جان نثار موحدین متبع سنت موجود تھے۔ اب وہاں دس صاحب بھی عامل بالحدیث نظر نہ آئیں گے اور خدانخواستہ کچھ دن اور علمائے کرام کی طرف سے یہی عدم توجھگی رہی تو ان کی وہ خدمتیں جو انہوں نے اجرائے سنت میں فرمائی تھیں۔ سب رائیگاں جائیں گی اور پھر نئے سرے سے اجرائے سنت میں مال ودولت عزت وآبرو جسم وجان نثار کرنے پڑیں گے اور اگر توکلا علی اللہ ہمت مردانہ کو اتحاد واتفاق سے کام میں لائیں گے۔ تو ضرور کامیاب ہوں گے۔ اس قلت وتنزل کے عموماً اسباب یہ ہیں۔ بے علمی۔ بے مروتی۔ علماء کی جناب میں بے ادبی۔ باہمی بے اتفاقی۔ خودرائی آزادی عقائد حقہ سے روگردانی۔ طریقہ سلف صالح۔ قرون مشہود لہا بالخیر سے انحراف۔ پس امور متذکرہ بالا کی اصلاح اس ذرہ بے مقدار کا کام نہیں۔ بلکہ مشاہیر علماء اہلحدیث کے اتفاق سے یہ مہم سرانجام کو پہنچ سکتی ہے۔ ہاں اس کی تدبیر عرض کر دینی غیر مناسب نہیں۔ اس جرگہ حقہ کے سربرآوردوں کو چاہئے کہ جگہ جگہ انجمنیں بنام اہلحدیث قائم ہوں اور تمام ملک میں ایک پرچہ جو ہر دو پہلو دین ودنیا پر کھیلتا اور ہر دو بازو پر اڑتا ہو یعنی بوجہ اتم واکمل ومسائل دینی ترقی دنیاوی کا خبر گیراں ہو۔ تلاش اور جاری کیا جاوے اور ہفتہ وار انجمنیں منعقد ہوکر یہ پرچہ پڑھا جایا کرے تاکہ بحکم

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

ناظرین وسامعین کو اتباع سنت نبوی ﷺ کا شوق اور پیروی حدیث رسول ﷺ میں حمیت پیدا ہو اور اس پرچہ میں زیادہ تر زور باہمی اتفاق پر دیا جائے اور اگر کسی مسئلہ میں باہم علماء اہلحدیث کا اختلاف ہو تو زیادہ سے زیادہ اسکو بمنزلہ اختلاف بعض حنفیہ کے بعض حنفیہ کے ساتھ یا بعض ائمہ کے بعض کے ساتھ تصور کیا جائے۔ سو الحمد للہ کہ خداوند عالم نے ثانیاً اس امر کا الہام سربرآوردگان اہلحدیث کی دل میں ڈالا اور کانفرنس اہلحدیث کی بناء قائم ہوئی۔ اس الہام کے ثمرہ سے ترقی واشاعت مذہب اہلحدیث واجراء پرچہ ھائے منهب اهلحديث هے۔ فليعلم ويتدبر۔

دوم...... مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب وجرگہ غزنویاں میں جو مناقشہ دینی تھا اس میں جو فتویٰ احقر نے دیا تھا اور جو اخبار شحنہ ہند مطبوعہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۴ء میں طبع ہو چکا ہے۔ یعنی جواب سوال مندرجہ صفحہ ۱۰۸ الکلام المبین فی جواب الاربعین قبل اس کے کہ سوال کا جواب دیا جائے۔ یہ امر ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بوجہ التزام تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن آیات کی تفسیر آیات سے اجتہادی طور پر کی اور اختصاراً نہ کہ انکاراً بعض اقوال علماء واحادیث کو نظر انداز کر گئے۔ طرفہ یہ کہ بعض جگہ عبارت ذومعنے لکھی گئی اور بعض جگہ بعض علماء معتزلہ کے اقوال سے توارد اور توافق واقع ہوا جس سے علماء کو شبہ ہوا کہ مولوی صاحب اقوال علماء اہل سنت واحادیث نبوی سے روگرداں ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے بطور پرائیویٹ پہلے فیصلہ کرنے کی درخواست نہ کی تاکہ طول نہ کھنچتا اور دراصل مولوی عبدالحق کو علم غیب تو تھا ہی نہیں کہ فتویٰ طلب نہ کرتے۔ الجواب واضح ہو کہ میری رائے میں وہ غلطی جو تفسیر اور الکلام المبین میں مولوی صاحب سے واقع ہوئی محض بمنزلہ اجتہادی غلطی کے ہے۔ پس مولوی صاحب بوجہ پابندی اصول اہل سنت واقرار اتباع کتاب السنّت فرقہ اہلحدیث سنت واہل حدیث سے اس ناچیز کے خیال ناقص میں خارج نہیں ہے اور مولوی صاحب کی لغزشیں ایسی ہیں جیسے مشاہیر علماء دین متقدمین کے بعض مسائل میں امید کرتا ہوں کہ مولوی صاحب ان لغزشوں سے معہ ان لغزشوں کے جو ان سے الکلام المبین فی الجواب الاربعین میں بھی سرزد ہوئی ہیں۔ بہت جلد رجوع فرما کر مفتیان علماء اہلحدیث کی آنکھیں ٹھنڈی کریں گے۔ بہر کیف علماء اہلحدیث مولوی صاحب کے عذرات کی جانب خیال وغور سے توجہ فرما کر مولوی صاحب کو اہلحدیث سے خارج فرمانے کو منسوخ فرمادیں اگر بقول مولوی محمد حسین صاحب خدا نہ کرے کوئی ایسا دن آجائے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی مثل مرزا و چکڑالوی احادیث نبوی سے انکار کریں تو اس وقت ان کے پیش کش یہی خلعت (اہلحدیث سے خارج) کردیں۔ کیونکہ ظاہر پر حکم کرنا مسئلہ مسلمہ ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدایٰ۔

الراقم فقیر ابوالمنظور محمد عبدالحق از سرہند مورخہ ۲ر ستمبر ۱۹۰۴ء

ایک نقل اس کی بخدمت منیجر اخبار اہلحدیث کو بھی ارسال ہوئی۔ (عبدالحق)

بعینہ یہی نتیجہ محاکمہ آرہ کا ہے کہ جو گویا تمام علماء اہلحدیث ہند کی طرف سے ہے (یعنی نتیجہ المحاکمہ) تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کے مقامات مذکورہ بلاشبہ ایسے ہیں کہ فرق ضالہ کے خیالات کو تائید پہنچا سکتے ہیں اور اہل سنت اہلحدیث کے مخالف اس سے خوش ہوں اور عند المقابلہ اس تفسیر سے تمسک کریں یہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کا گویا اقرار ہی ہے کہ محدثانہ روش پر یہ تفسیر نہیں ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار والجزء الثانی للمحاکمۃ) باقی رہا یہ امر کہ تفسیر لکھنے کے سبب سے مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث سے خارج ہو گئے نہیں اولاً ہم اس کو اوپر لکھ آئے ہیں یعنی خارج نہیں ہے اور یہی مطلب مضمون آئندہ کا ہے۔ غرض اس نتیجہ کا اظہار عرصہ پہلے ہو چکا تھا اگرچہ یہاں۔

زمستی ہا چو غلطیدم بہر سو
حریفاں مستی از من وام کردند

کہنا موزوں نہیں مگر بہ نیت اظہار حقیقت و شکر اللہ کہ۔

باور دارد ایں حرف از فقیر خاکسار من
کہ ظل عالم اقدس است انکار وقبول

اور لکھنا مناسب نہ ہوگا۔ ادھر مقابلتاً مرزا قادیانی کو دیکھو کہ ان کی بکواس کیسے گوز شتر ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنا کشف ظاہر کیا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب و الٰہی بخش مرحوم اور ایک اور صاحب آخر ان کے معتقد ہوں گے۔ مگر تا حال مولوی محمد حسین صاحب سلمہ بہ عقیدہ سابقہ برقائم ہیں اور الٰہی بخش مرحوم اس راہ مستقیم پر مرزا کو فرعون کہتے ہوئے اور بذریعہ عصائے موسیٰ (دیکھو مسیح الدجال) غرق بحر خسراں کرتے ہوئے رونق بخش خلد بریں ہوئے۔ اسی طرح (حقیقت الوحی ص ۲۱۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۸) پر اکتالیسواں نشان یہ لکھا ہے کہ: ”عرصہ بیس یا اکیس برس کا گزرا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پائیں گے۔ اسی پیشین گوئی کی طرف (مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۰) میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں الحمد اللہ الذی وھب لی علی الکبر اربعۃ من البنین وانجز وعدہ من الاحسان۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثناء جس نے پیرانہ سالی میں مجھ کو چار لڑکے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا (جو میں چار لڑکے دوں گا) چنانچہ وہ چار لڑکے یہ

ہیں محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد اور مبارک احمد جو زندہ موجود ہیں۔" مگر افسوس کہ ایک لڑکا مبارک احمد جو سب سے کم عمر تھا اور اس کے عمر پانے کا وعدہ الٰہی تھا، مر گیا اور یہ نشان بے نشان اور یہ وعدہ خلاف اور یہ پیشین گوئی غلط ہوئی۔

اب ہم اس قبولیت ملاء اعلیٰ کے پرتو وضع القبول کو ہر طبقہ کے اکابر کے اقوال کی شہادت سے ثابت کرتے ہیں۔ طبقہ علماء علاوہ ان کثیرۃ التعداد شہادات سے جو مشائخ و اساتذہ و ہمعصر علماء کی طرف سے اعلیٰ درجے کے معزز الفاظ میں احقر کو مرحمت ہوئے ہیں۔ یہاں محض ایک آدھ ہم عصر کی شہادت تحریر ہے۔ ایک عالم و فاضل ہماری ایک تحریر کو ملاحظہ فرما کر لکھتے ہیں۔

بخدمت شریف محی السنۃ قامع البدعۃ جناب مولانا مولوی ابوالمنظور محمد مظہر الحق المدعو محمد عبدالحق صاحب اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ واضح رائے شریف ہو۔ ۹ ربیع الثانی کو آپ کا فیصلہ بابت طلاق ثلاث دیکھ کر نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ خداوند کریم آپ جیسے علماء حقانی کو ترقی حیات عنایت فرماویں کہ خلق اللہ کو فیض اسلام پہنچے۔ ایک صاحب جو فرید عصر اور وحید دہر ہیں تحریر کرتے ہیں۔ باطنی توجہ فرمایئے کہ انتشار دفعہ ہو خطرات دور ہوں۔ خدا کی جانب زیادہ لو لگے۔ اکثر جب جناب کا خیال آتا ہے تو بے تحاشا رقت پیدا ہوتی ہے۔ اس نسبت سے جناب ہی واقف ہوں گے۔ ذکر شغل کے لئے ارشاد فرمائیں۔ دوسری جگہ تحریر کیا۔ آپکی دعا نیک میرے لئے وہی اثر رکھتی ہے۔ جو ابر مطیر خشک زراعت کے لئے، اہل حدیث میں عبوست اور سخت دلی پھیلتی جاتی ہے۔ آپ کے سواء کوئی شیخ طریقت نظر نہیں آتا۔

ایک اہل علم مدینہ منورہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

بخدمت فیض درجت فیض بخش فیض رسان تکیہ گاہ نیاز مندان مولانا و مرشدنا وہادینا واستاذنا مولوی عبدالحق صاحب دام الطافکم ومد ظلکم!

(الی) "آپ نے مجھ کو ایک دفعہ ایک استخارہ بتلایا تھا اور اس کو میں نے کیا تھا سو وہ برابر ہوا تھا کہ میں عشاء کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر سو گیا تھا۔ سو اپنے گھر کے تمام لوگوں کو خواب میں دیکھا تھا اور ان سے باتیں کی تھیں اور اب میں اس کو بھول گیا ہوں وہ کونسا استخارہ تھا جو آپ نے مجھ کو بتلایا تھا بڑا سریع الاثر تھا۔ آپ اس کو بالترکیب اور باترتیب مفصل طور پر تحریر فرما کر اس خط کے جواب کے ساتھ لفافہ میں بند کر کے عنایت فرمائیں۔" غرض اگر خوف طوالت نہ ہو تو ایسی

صدہا شہادتیں اور حیز تحریر میں آتیں۔

اب مقابلتاً مرزا قادیانی کی جانب ذرا عنان توجہ کریں۔ ان کی وقعت سوائے ان لوگوں کے دلوں کے جو مصداق حب الشئے یعمی ویصم ہیں۔ کسی اہل علم کے دل میں ذرا بھی نہیں بلکہ جن کو ازل سے نور علم ویقین ملا ہے وہ اس کو ملحد زندیق جانتے ہیں اور ہماری اس دعوت کے بعد ایسا ذلیل وخوار ہوا کہ اغرب الغرائب اعجب العجائب سے ہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب وغیرہ کا علیحدہ ہو کر تردید پر کمربستہ ہونا اس امر کے شواہد میں سے ہے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ: ''مرزا کے الحاد کا دھڑ ٹوٹ گیا ہے۔ یہ سب جناب والا کی توجہ اور خلوص کی برکت ہے۔''

(طبقہ حکام) تحصیلدار صاحب سرہند لکھتے ہیں صاحب موصوف (احقر) کے اوصاف مستقل تحصیلدار صاحب اور صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست سرہند مفصل طور پر تحریر فرما چکے ہیں۔ اس لئے مکرر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (الی) پس ایسے برہمہ صفت موصف درویش سیرت بزرگ کا وجود پبلک اور سرکاری افسروں کے لئے اس جگہ بہت بڑا مفید اور مغتمات سے ہے۔ اور پرسنل اسسٹنٹ ممبر کونسل ریاست عالیہ پٹیالہ جو محکمہ اتھوگریفی کے سپرنٹنڈنٹ بھی ہیں تحریر کرتے ہیں۔

بخدمت مولوی عبدالحق صاحب متولی مسجد سدھنا سرہند

تسلیم! بتاریخ ۲۴ چیت ۱۹۶۱ یادداشت نمبر ۱۰۵۔ آپ کی خدمت میں روانہ کی گئی تھی اس وقت تک کوئی جواب میرے پاس نہیں پہنچا۔ جلد ان سوالات کے جوابات تحریر کر کے میرے پاس بھیج دیں تحریر۔ ۲۱ بیساکھ ۱۹۶۲

الراقم رام سنگھ سپرنٹنڈنٹ اتھوگریفی ریاست پٹیالہ

ایسی اور بہت سی تحریرات ہیں کہ جن کی رو سے حکام کے نزدیک بھی اس احقر کی اعلیٰ وقعت ہے اور یہ کہ فقیر کا وجود ان کے نزدیک مقبول ہے نہ کہ مکروہ

ادھر مرزا قادیانی کی جانب غور کریں کہ ہماری اس دعوت کے بعد مقدمات کے ارگھڑے میں جوتے گئے۔ کئی کئی گھنٹے کھڑا رہنا پڑا، ضمانتیں لی گئیں فرد جرم لگائے گئے کہ جس کے بعد حسب قول مرزا قادیانی بری ہونے سے بھی بری خیال نہیں کئے جاسکتے۔ جرمانہ کئے گئے اور

نفسانی جسمانی آفات کے جو مورد ہوئے کہ جس کی تکمیل مرگ مبارک احمد سے ہوئی اس کا کچھ حد وحساب میں نہیں۔

گویا حکام وقت کے نزدیک مرزا قادیانی کا وجود ہونا مبارک باغ دنیا میں سبزہ بے گانہ ہے۔ جس کو وہ بیلچہ قانون سے باہر کرنا چاہتے ہیں۔ (اجابت دعوات) ان بے شمار مواقع میں سے کہ جن کی تحریر کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ محض ایک دو تحریر ہیں۔ مسجد جامع سرہند کے قریب آبکاری تھی۔ جس کی تلچھٹ سے نہایت درجہ تکلیف ہوتی تھی۔ ایک دفعہ احقر نے داروغہ آبکاری سے کہا کہ اس بدبو کا کچھ انتظام کرا دو۔ انہوں نے کہا کہ اس کا کچھ انتظام نہیں ہوسکتا۔ اس جواب سے بھی نہایت آزردہ ہوا اور خداوند باری کی جناب میں دعا کی کہ یا الٰہی اس کا انتظام تو ہی کرنے والا ہے۔ کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ تمام آبکاری ہائے بند ہو کر محض ایک آبکاری عذر میں قائم ہونے کا حکم ہو گیا اور اس طرح یہ زمانہ دراز کی آبکاری بند ہوگئی۔ اسی طرح احقر نے بروقت شادی خانہ آبادی جناب نواب احمد علی خان صاحب بالقابہ والی۔ مالیر کوٹلہ بمقام ٹونک بوجہ اس محبت کے کہ جو جناب نواب تارک تاج ودیہم ثانی ابراہیم ادہم ہز ہائینس نواب محمد ابراہیم علی خان صاحب بارک اللہ فی اولادہ کی جانب سے لڑکپن میں دیکھی گئی۔ بطور شکر یہ چند اشعار دعائیہ کہے تھے۔ منجملہ ان کے یہ تھا۔

حق سے ہو عطا چراغ دودہ
ہو بزم جہان میں رونق آل

چنانچہ خداوند عالم نے محض اپنے فضل وکرم سے جناب نواب احمد علی خان صاحب ممدوح الشان کو دو صاحبزادے عنایت کئے۔ مرزا قادیانی اگر آپ اس کی تصدیق چاہتے ہیں کہ یہ صاحبزادے ہماری ہی دعا سے ہوئے۔ تو آیئے آپ کو اس کی تصدیق تائید ایزدی سے کرائیں یعنی یہ ہر دو صاحبزادے اسی شادی ٹونک والی سے ہوئے کہ جس کے بارے میں دعا کی گئی تھی۔ ورنہ پہلے بھی جناب نواب صاحب بالقابہ کے حرم محترم تھے اور بعد میں اور بھی ہوئی۔ مگر چراغ دودہ یعنی ولیعہد اسی ٹونک والی سے ہوئے کیونکہ مرزا قادیانی آپ نے جو پانچ سو روپیہ لے کر کسی کے لڑکا ہونے کے لئے دعا کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ دعا مقبول ہوئی؟ یا یہ جو اخلاص سے کی گئی حدیث قدسی میں صداقت وقبولیت کی علامت بیان فرمایئے۔ وکنت لسانہ الذی یتکلّم یعنی

مرد باخدا کی زبان پر خدا خود کلام کرتا ہے اور اس کا گفتہ کبھی خلاف خطا اور جھوٹ نہیں ہوتا۔

اور اسی طرح ایک موذی کافر کے تئیں مجمع عام میں بددعا کی گئی۔ چند دن نہ ہوئے تھے کہ وہ معہ اپنے اکلوتے بیٹے کے آنجہانی ہوا۔ اسی طرح ہماری پڑوس میں جو بکریوں والے رہتے ہیں ان کے ایک لڑکے جوان صاحب اولاد نے گستاخی کی بس پھر کیا تھا غضب الٰہی میں گرفتار ہوگیا اور اس کا لڑکا بیمار ہوگیا پہلے تو چپکے چپکے علاج کرواتے رہے مگر جب جاں بحق ہونے کا وقت قریب آیا تو آنکھیں کھلیں اور مایوس ہو کر اس کے چچا روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے غلام ہیں۔ آپ ہم کو اپنا مرید سمجھو اور لڑکے پر دم کرو اور لڑکے کی گستاخی معاف فرماؤ۔ بے شک اسی گستاخی کی شامت ہے جبکہ فقیر ان کے مکان میں گیا تو وہاں کیا پڑا تھا آخر ان کو بتلایا گیا کہ بھائی اب صبر کا وقت ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ تم کو خدا اس کا نعم البدل عطا کرے۔ القصہ وہ لڑکا تو بے چارہ ملک عدم کو سدھارا۔ مگر اس دعا اور قدوم برکت کے طفیل خداوند نے اس کو دوسرا لڑکا دیا جو زندہ موجود ہے اسی طرح ڈاکٹر محمد خان نیٹو ریاست پٹیالہ نے فرقہ حقہ اہلحدیث کی تحقیر کی اور احقر کے سمجھانے ڈرانے پر بھی باز نہ آیا بلکہ مصر ہو کر مقابلہ اور ایذاء کے درپے ہوا۔ اس پر اس کے حق میں بددعا کی گئی۔ وہ بمرض طاعون نہایت خرابی کے ساتھ مرا۔ اسی طرح ایک دوست کی تبدیلی کے لئے جو ناممکنات سے تھی دعا کی گئی۔ خداوند تعالیٰ نے غیب سے سامان مہیا کر کے اس کو تبدیل کر دیا۔ اسی طرح حافظ حلیم سوداگر چرم بسوی ثم الکانپوری نے فقیر کی مسجد کے واسطے دو سو روپیہ دیا۔ جسے شکریہ میں عوض مسجد کے منارہ کی بناء میں یہ شعر فرش کے بانی ہوئے۔ حافظ حلیم از رہ ارشاد حق جم نوال اور حسب دستور بطور یادو ہانی کے رکھے گئے مگر بعض نالائق وشیطان الرجیم کے اغواء سے وہ روپیہ واپس لے لیا بس پھر کیا تھا۔ ان کا بازو (منشی نثار علی مر گیا) ٹوٹ گیا۔ کارخانہ میں بجائے نفع کے کمی محسوس ہوئی بعد ازاں خسر بھی آنجہانی ہوا۔ اور یہ شعر بر سر عرض لکھا جانا تجویز ہوا۔

فرش سے منکر ہوئے حافظ حلیم
ازراہ اغوائے شیطان الرجیم

اسی طرح ایک عالی منصب نے حسب عادت گستاخی کی پھر کیا تھا غضب الٰہی ٹوٹ پڑا۔ مگر چونکہ ان کی ذلت میں اسلامی کمزوری محسوس ہوئی اور نیز اور تعلقات بھی ایسے ہی حائل ہوئے۔ نہایت عجز وادب کے ساتھ ان کو اس عذاب وغضب سے محفوظ و مامون رہنے کی دعا دی

کی گئی جو منظور ہوئی۔ مگر اس کا نظارہ نمونہ دکھلایا گیا کہ ان سے متعدی نہ ہوا اور ان کو دینی و دنیاوی نقصان نہ پہنچا۔ محض ان کا نفس ضرور متاثر ہوا اور یہ نمونہ بالکل گستاخی کا تھا۔ اسی طرح امیر حبیب اللہ خان صاحب والی کابل خلد اللہ ملکہ کی تشریف آوری پر محض اسلامی اخوت و تعلق کے لحاظ سے خیر مقدم اور دعا گوئی ہدیۂ نہایت خلوص سے کی گئی اور خان بہادر مولا بخش خان صاحب ہٹاشی خود دست مبارک پر اٹھا کر سر میکموہن صاحب کی خدمت میں لے گئے اور صاحب موصوف خود احقر کے پاس تشریف لائے اور گورنمنٹ کی طرف سے نہایت خوشی کے ساتھ اجازت پیش کرنے کی دی۔ پس اس کے ساتھ یہ سلوک ہوا کہ پیش تک نہ ہوئے اور رجماً بالغیب اس سراپا برکات دینی و دنیاوی کو مثل لغویات کے سمجھا گیا کہ جس سے علاوہ مبالغ کثیر زر خطیر خرچ ہونے کی دلشکنی اور تضحیک بھی ہوئی خاطر فاطر کو نہایت تردد ہوا۔ کیونکہ اس کی جناب میں فقیر امیر سب یکساں ہیں۔ اور جو حق کی پیروی اور تابعداری نہیں کرتا۔ وہ متبعین میں سے نہیں سمجھا جاتا پس دعا کی گئی کہ اے ستار وغفار اس کے معاوضہ میں سے اس اسلامی سلطنت کو محفوظ رکھیو چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی اور میر صاحب صانہ اللہ تعالیٰ عن شر در الدہور کو خداوند عالم نے اس استغناء کے معاوضہ سے محفوظ رکھا اور ایک نہایت خفیف اور ہلکے امر سے اپنے اس غیظ وغضب کو جو بوجہ اس کے جوش میں آیا تھا بدل دیا یعنی قضا وقدر نے عالم غیب سے معاہدہ روس وانگلستان کی صورت کو عالم شہود میں جولانی دی کہ جس میں حضرت امیر سلمہ اللہ کو ہز ہائینس بجائے ہز میجسٹی لکھے جانے کی بھی خبر اخباری دنیا میں گشت لگا رہی ہے وغیر ذالك فاعتبروا یا اولی الالباب اور یہ دونوں امر بالکل مشابہ اپنے موجب کے تھے اور یہ قصے خذ بیدك ضغثا...... ولا تحنث قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کے مصداق و مثل ہوئے اسی طرح رفیع جمعدار شاہی سرہند جو ایک بدعتی شخص ہے۔ احقر کی ایذاء اور تکلیف کے درپے ہوا اور سکنائے سرہند کی جانب سے مصنوعی تحریر پر غلط مصالحہ لگا کر بامداد استاد خود تصویر علی اس تحریر کو شائع کیا۔ شان ایزدی کہ اس تحریر کے شائع ہوتے ہی اس کا لڑکا اور بیوی دونوں مر گئے اور اس کا خانہ خراب ہوا اور تصویر علی ایک مجلس تعزیت سے اس ذلت وخواری سے بھاگا جس سے بالا ممکن نہیں اور اہل سرہند نے ہماری تائید اور بریت میں تحریر دے کر ان کو جھوٹا ثابت کیا چنانچہ وہ تحریر یہ ہے۔

ہم مظہران بطور گواہی تحریر کرتے ہیں کہ جو استفتاء مصنوعی ہماری طرف سے بحق جناب

مولانا مولوی ابوالمنظور محمد عبدالحق صاحب کوٹلوی السرہندی متولی مسجد جامع کو جو بڑے متبحر عالم وفاضل ہیں اور جن کا فیضان علم سرہند اور ریاست پٹیالہ میں ہی محدود نہیں بلکہ کل اقطار واطراف میں آپ کے فتویٰ بڑی قبولیت کی نظر سے دیکھئے جاتے ہیں اور جن کی بابت تجربہ نے ثابت کردیا کہ سوائے قرآن وحدیث آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے اور قرآن وحدیث کے عامل ہیں، فتویٰ حاصل کیا جاکر مشتہر کیا گیا ہے۔ یہ ہمارے پرمیاں جی تصویر علی کا کہ جن کو عوام میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور جن کو مولوی صاحب سے بوجہ تردید بدعت وشرک خاص مخالفت ہے اور اس کے شاگرد رفیع الدین جمعدار بانی استفتاء کا سراسر افتراء اور بہتان اور جعل ہے۔ اکثر ہمارے میں سے وہ ہیں جو ہمیشہ عیدین مولوی صاحب مذکور کے پیچھے پڑھتے تھے مگر اب کی دفعہ بوجہ ان کے دوسری عیدگاہ میں تشریف لے جانے کے ان کے پیچھے نماز عید الفطر پڑھنے اور وعظ قرآن وحدیث سننے سے محروم رہے۔ اور بعض وہ ہیں کہ آگے بھی مولوی صاحب کے پیچھے عید کم پڑھی ہوگی اور اب کے بھی ان کے پیچھے نہیں پڑھی اور بعض وہ ہیں کہ جو خود مولوی صاحب کو باوجود ان کے انکار کرنے کے اصرار کرکے اور تکلیف دے کر لائے اور خوشی بخوشی ان کے پیچھے عید پڑھی اور کوئی شبہ وتردد وہم کو نہیں ہوا کیونکہ بعد ادائے عید بڑی منت سے مولوی صاحب سے اپنی مسجد میں جمعہ پڑھوایا اور نذر دی۔ مگر افسوس کہ ان مفسدوں نے اپنی طرف سے آگ فساد بھڑکانے اور اہل اسلام میں شکر رنجی پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہاں خداوند عالم نے ان کے مولانا کو اس ایذاء پہنچانے کا ترت بدلہ دیا۔ یعنی رفیع الدین جمع دار کا فتویٰ شائع کرنے سے لڑکا اور بیوی مرکر خانہ خراب ہوا اور میاں جی تصویر علی ایک مجلس سے اس ذلت اور تحقیر کے ساتھ بھاگا کہ جس سے بالا ممکن نہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ الغرض حدیث میں فرمایا **من عادلی ولیا فقد اذنته بالحرب**

اسی طرح بہت سی مستورات کو جن کو اسقاط کی بیماری تھی یا جن کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ جن میں ایک صاحب مرزائی بھی ہیں کچھ پڑھ کر دیا۔ الحمدللہ اکثر کی اولاد صحیح وسالم پیدا ہوکر زندہ ہیں۔ ادھر مرزائی دعوت کا حال روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اظہار کی حاجت نہیں۔

اب آخر میں مرزا کے خاص دعوے پلیگ کے متعلق کچھ تحریر کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ مرنا اور جینا ایک ایسا امر ہے کہ اس میں بحث عبث ہے اور جو مومن باللہ طاعون سے مرے وہ شہید

ہے۔ مگر یہاں مرزا کا جواب اور اظہار واقعہ منظور ہے۔ پس مرزا کا دعویٰ تھا کہ پلیگ میرے اعداء کے لئے آئی ہے میرے مرید اس سے محفوظ رہیں گے۔ سو خداوند عالم نے ہر پلیگ میں لاتعداد لاتحصیٰ مرزائیوں کو ہر جگہ حتیٰ کہ قادیان دارالزیان میں بھی جہنم رسید کیا۔ اور مرزائی پارٹی کے بڑے بڑے رکن اس نہنگ طاعون کے لقمہ ہوئے۔ جن کا ذکر اکثر ہو چکا ہے۔ مولوی محمد یوسف سنوری جو مرزائی امت میں عہدہ فاروقی کے مدعی تھے جن کی نظم سرمہ چشم آریہ کے آخر میں تحریر ہے۔ اسی بلا کی نذر ہوئے۔ اس طرح اب کے سال ان کا لڑکا طاعون سے مرا اور میاں جی نظام الدین خان پوری معہ اپنی زوجہ کے اسی پلیگ سے آنجہانی ہوئے۔ اسی طرح عزیز عبدالحق پٹواری چونگ علاقہ کوٹلہ جو ظالمان مرزائیان کے پھندے میں پھنس کر مرزا کے مرید ہو گئے یا مرزا کی جانب حسن ظن رکھنے لگ گئے تھے۔ ایک خاص ان کے خط سے معلوم ہوا کہ ان کا صاحبزادہ اسی مرض پلیگ سے جو محض مرزا قادیانی کے طفیل آئی ہے۔ راہی ملک بقا ہوا۔ ان کے خط سے جو رنج والم ظاہر ہوتا تھا وہ بیان سے باہر ہے۔ یہ اچھا منحوس ہے کہ جو اپنے مریدین کی بربادی اور تباہی کے لئے طاعون جیسی بلا کو ہمراہ لایا۔ اس وقت جو قلق منشی صاحب کو ہو رہا ہے۔ ان سے ہی دریافت ہو سکتا ہے۔ ہم اس غم و رنج میں اپنے عزیز منشی صاحب کے ساتھ شریک ہیں اور مرزا پر لعنت بھیجتے ہیں کہ جس منحوس بدبخت کے طفیل ہمارے عزیز کو یہ مصیبت دیکھنی نصیب ہوئی۔

از من و از جملہ جہاں آمین دعا مقبول باد

اسی طرح ہمارے بڑوکی ظالمان مرزائیان کے ہاتھ پر چڑھ کر مرزا کو مرزا کی بیعت کا یا وعدہ بیعت کا یا حسن ظن رکھنے کا صلہ کیا تھا۔

در آنجا کہ باشد قدوم شریف
نباشد ربیع و نباشد خریف

آپ کی سبز قدمی نے اپنا اثر دکھلایا اور بے چارے غریب نے جو لڑکا آرزو اور تمنا کے ساتھ حاصل کیا تھا۔ پہلے اس پر ہاتھ صاف کیا اور وہ غریب جیسے تھے ویسے رہ گئے۔ خبر نہیں کہ مرزا کو اپنے احباب پر ہاتھ صاف کرنے میں کیا مزہ ملتا ہے۔ شاید آزمائش کرتے ہوں گے کہ ثابت قدم بھی رہتے ہیں یا نہیں۔ لعنت اللہ ایسے نبی پر اور جلد اٹھائے خدا ایسے رسول کاذب کو کہ جو اپنی امت کے لئے بجائے رحمت کے زحمت ہو کر دکھائی دے بلکہ خاص چاردیواری مرزا قادیانی میں

ایک خادم نور اں دتا بیمار ہوا جو رات کو باہر کر دیا گیا اور مر گیا۔ ادھر خیال کریں کہ احقر معہ تمام متعلقین خود اس مرض سے خداوند عالم نے محفوظ و مصون رکھا بلکہ جتنے اس احقر کے مرید تھے وہ بھی معہ متعلقین خود اس مرض سے مامون رہے۔ اس احقر کے دو مکان ہیں۔ پلیگ کے موقع پر ہم جس مکان میں ہوتے تھے اس مکان کے ہمسائیگان میں بھی پلیگ سے امن رہا۔ حالانکہ جب ہم جس مکان میں نہیں ہوتے تھے تو اس مکان کے ہمسائیگان اکثر مرض پلیگ سے ہلاک ہوئے۔ ذالك من فضل الله علی وعلی من ابتغ والله ذوالفضل العظیم وما توینقی الا بالله وعلیه توكل والیه انیب

ناظرین! برائے خدا ذرا انصاف کو مدنظر رکھ کر خیال فرماویں کہ مرزا کا یہ قول کہ میرے مباہلہ سے فلاں مرا فلاں ہلاک ہوا اور یہ کہ جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے خدا تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ کہاں تک سچا ہے کیا مرزا قادیانی لعنت الله علی الكاذبین کے ٹھیک ٹھیک مصداق ہیں یا نہیں؟ مگر یا بے شرمی تیرا آسرا۔ اگر چہ یہ اصرار اور واردات قابل اظہار نہیں تھے اور جو ذوق لذت ان کے اخفاء میں حاصل تھا ان کے اظہار میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

نظامی ایں چه اسرا راست کز خاطر بروں دادی
کسے سرکش نمے داند زبان درکش زبان درکش

مگر چونکہ اس کے اظہار میں اعلاء کلمت اللہ ہے جو جہاد اکبر کا حکم رکھتا ہے۔ بحکم الضرورات تبیح محظورات ان کو ظاہر کر کے اس لذت و ذوق کو قربان اور نثار کیا گیا۔

گز نثار قدم یار گرامی نکنم
گو هر جان به چه کا ردگرم باز آید

هذا آخر ما اردنا ایراد کافی هذه الرسالة والحمد لله تعالیٰ اولا وآخراً وظاهراً وباطناً وعلیٰ لكل حال واعوذ بالله من حال اهل النار۔ وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد واله واصحابه ومن تبعهم باحسان اجمعین الی یوم الدین تمت

التماس مؤلف

حضرات ناظرین کی خدمات عالیہ میں یہ ہے کہ اہل عقل و دانش حال کو قال سے معلوم

فرماتے ہیں اور محققین اہل بصیرت قدرومنزلت متکلم کی بسبب کلام کے۔ وقد قال بعض العلماء وانظروا الی ما قیل لا الی من قال فان المحققان یعرفون الرجال بالحق لا الحق بالرجال۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

وللہ در القائل بار ہاگفتہ ام وبارد گرمیگوئم
کہ من دل شدہ ایں رہ نہ نہ زخودمے پویم
در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت بگومی گوئم

الملتمس المسکین ابو منظور محمد مظہر الحق المدعو بعبدالحق
کوٹلوی السرہندی من مقام سہرند مسجد جامع السدھنے والی

اے باد صبا روضہ احمد پہ تو جاکر — کہنا میری جانب سے کہ یوں اس نے کہا ہے
اے جان جہاں تجھ پر فدا جان جہاں ہو — میں کیا ہوں میری جان حزیں چیز ہی کیا ہے
اے رحمت عالم بابی انت وامی — فرقت سے تیری دکھ میرا سینا جلا ہے
چہرہ سے ذرہ برد یمانی کو اٹھاؤ — دن آپ کی فرقت میں ہمیں لیل درجے ہے
اے مجمع اوصاف حسیناں دو عالم — دنیا میں حسین تجھ سا نہ دیکھا نہ سنا ہے
ہے رحمت حق تیرے محبوبوں پر ہمیشہ — اعداء پہ تیرے تابہ ابد قہر خدا ہے
توصیف تیری مجھ سے ہو کیا اس کے سوا ادا — بیٹا نہ کوئی تجھ سا کسی ماں نہ جنا ہے
اے ماحی شرک وبدع وظلم وجہالت — اس عہد میں بدعت کا بڑا شور مچا ہے
مرسل[1] ہی بنا کوئی ہوا نیچری کوئی — بس زور سے الحاد کا طوفان اٹھا ہے
اے خفتہ بآرام غوغائے زمانہ — ہو رحم کہ رحمت ایزد کا کھلا ہے

تجھ پر درودو اور سلام آل پہ تیری
اصحاب کے حق میں بھی یہی میری صدا ہے

---

[1] مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو مرسل یزدانی لکھا ہے۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ اوّل سے قبل۔

حقیقت مرزائیت

حضرت مولانا پیر سید کرم حسین شاہ نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوٰة على من لا نبى بعده

زاف حمدو نعت اولیٰ است برخاك ادب خفتن

سجودے میتواں کردن درووے میتوان گفتن

برادران اسلام مرزا قادیانی کے خودتراشیدہ دعوؤں کے رد میں جو علماء اسلام نے کتابیں لکھیں ہیں وہ بہت عمدہ لکھیں ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء مگر ان میں بعض تو دقیق عربی ہیں اور کئی سخت اردو میں ہیں۔ بنابریں مدت سے آرزو تھی کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے۔ جسے معمولی اردو خوان بھی سمجھ سکے اور اس کے مضامین سے فائدہ حاصل کر سکے۔ چنانچہ برادران اہل سنت والجماعت کی استدعا سے میں نے یہ کتاب لکھی ہے کہ خداوند تعالیٰ اسے ویسا ہی مقبول عام کرے آمین (وماتوفیقی الا بالله علیه توكلت اليه انيب)

مرزا قادیانی کے چند دعاوی اور ان کے جوابات

پہلا دعویٰ...... الوہیت کا

جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳) پر لکھا ہے کہ: ''میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں...... سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا...... اور میں دیکھتا تھا کہ اس کی خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔'' اور مرزا قادیانی نے آئینہ اسلام کے ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً پر لکھا ہے کہ: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں۔'' اور پھر مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام کے ص۵۳۳، خزائن ج۳ ص۳۸۶ پر لکھا ہے کہ: ''خدا تعالیٰ نے براہین میں میرا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔''

دوسرا دعویٰ...... ابن اللہ کا

چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (اربعین نمبر۴ ص۳۳، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳) پر لکھا ہے کہ: ''خدا

تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور وہ لوگ مٹی سے۔" اور انت منی بمنزلة ولدی یعنی اے مرزا تو ہمارا بیٹا کی جا بجا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

تیسرا دعویٰ...... خدا کی بیوی ہونے کا

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔" دیکھو (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱) پھر قاضی یار محمد جو مرزا قادیانی کے مرید خالص ہیں لکھتے ہیں کہ: "مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت پر آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔" دیکھو ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ بہ اسلامی قربانی ص ۱۲ مطبوعہ ریاض ہند، پریس امرتسر مؤلفہ قاضی یار محمد صاحب بی او ایل پلیڈر (نعوذ باللہ من ذالك)

چوتھا دعویٰ...... کرشن اوتار ہونے کا

"رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔" دیکھو (لیکچر سیالکوٹ، ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۹) "برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔" دیکھو (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۶۲) تو ہے آریوں کا بادشاہ۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

پانچواں دعویٰ...... خداوند کریم کو نور دینے کا

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "خدا چاند کی مانند سیاہ تھا جس کو میں سورج نے روشن کیا۔" دیکھو (الہام ریویو ۱۹۰۶ء اور تجلیات الٰہیہ ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۷) یا قمر یا شمس انت منی وانا منك۔ فرمایا: "اس الہام میں خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ اپنے آپ کو سورج فرمایا ہے اور مجھے چاند اور دوسری دفعہ مجھے سورج اور اپنے آپ کو چاند۔"

چھٹا دعویٰ...... رسول اور افضل الرسل اور قمر الانبیاء ہونے کا

چنانچہ رسالہ دعوت قوم کے ص ۵۸ سے ۶۰ تک آپ تحریر فرماتے ہیں کہ: "میں نبیوں کا چاند ہوں۔ قل یا ایها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ ترجمہ یعنی کہو اے مرزا کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تم سب کی طرف ہو کر آیا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰)

آنچہ دادست ہر نبی راجام — داد آنجام رامر ابتمام

انبیاء گرچہ بودہ اندبسے — من بعرفان نہ کمترم زکسے

دیکھو(نزول المسیح ص۹۹،خزائن ج۱۸ص۴۷۷مصنفہ مرزا قادیانی)یاتی قمر الانبیاء

(اربعین نمبر۴ص۳۶،خزائن ج۱۷ص۴۸۵)

مرزا قادیانی کے چند عقائد اور ان کے جوابات

پہلا عقیدہ خداوند کریم کی تمثیلی زیارت کا

چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۲۵۵،خزائن ج۲۲ص۲۶۷) پر لکھتے ہیں۔''ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشین گوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے ایسے واقعات ہونے چاہیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل وکرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلاتوقف اس پر اللہ تعالیٰ نے دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔'' دوسرا عقیدہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:''حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں اور آنے والا مسیح میں ہوں۔''(ازالہ اوہام ص۵۶۱،۵۶۲،خزائن ج۳ص۴۰۲) تیسرا اعتقاد خداوند کریم بندوں سے خرید وفروخت کرتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:انی بایعتک بایعنی ربی میں نے تجھے ایک خرید وفروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا تو بھی اس خرید وفروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید وفروخت کی۔(تذکرہ ص۴۲۱،طبع سوم،دافع البلاء ص۸،خزائن ج۱۸ص۲۲۷) چوتھا اعتقاد سب غلطی کرتے ہیں۔اصل عبارت مرزا قادیانی لکھتے ہیں تا کہ کسی قادیانی کو چوں چرا کی گنجائش نہ رہے۔

''اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے۔اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔(ملفوظات ج۲ص۲۴۴) پانچواں عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔''(دیکھو ازالہ

اوہام ص ۳۰۲،۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) چھٹا عقیدہ قیامت نہیں ہوگی۔ (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام، خزائن ج ۳ ص ۱۰۲) دوٹانٹل پیچ ساتواں عقیدہ تناسخ صحیح ہے۔ (دیکھو ست بچن ص ۸۴، خزائن ج ۱۰ ص ۲۰۸) کیا ان دعاوی کی رو سے مرزا قادیانی مسلمان رہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ دعویٰ نمبر ا برخلاف آیات ذیل ہے۔ ''قل لو کان معه الهة کما یقولون اذا لا یبتغوا الیٰ ذیالعرش سبیلا (الاسراء:۴۲)''

کہ تو اگر ہوتے ساتھ اس کے بہت معبود جیسا کہ کہتے ہیں یہ کافر البتہ ڈھونڈتے طرف صاحب عرش کی راہ'' وما من اله الا اله واحد'' ﴿اور انہیں کوئی خدا مگر خدا ایک﴾ ''لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا فسبحان الله رب العرش عما یصفون'' ﴿اگر ہوتے بیچ ان دونوں کے معبود سوائے اللہ کے البتہ دونوں خراب ہوتے پس پاکی ہے اللہ تعالیٰ پروردگار عرش کے کو اس چیز سے کہ بیان کرتے ہیں: ''قل هو الله احد'' ﴿کہو اللہ ایک ہے۔﴾ ''سبحانه وتعالیٰ عما یقولون علوا کبیرا (الاسراء:۴۳)'' اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا ہے اور اللہ عزوجل یوں فرماتا ہے: فویل للذین یکتبون الکتب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند الله یشتروا به ثمناً قلیلا فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم مما یکسبون (بقرہ:۷۹) ترجمہ: خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھیں۔

پھر کہہ دیں یہ خدا کی طرف سے ہے خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے سو یہ دعویٰ کرنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النار ہے نہ ایسا کہ وہی بلکہ جو اس کے اس دعویٰ ملعون پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر و گرنہ فرعون بھی انا ربکم الاعلیٰ کہنے سے کافر نہیں ہوا اور اگر مرزا قادیانی مختار کن فیکون نہیں تو مسلمان دیکھئے الحکم مورخہ ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء جس میں یہ الہام درج ہے اور دعویٰ نمبر ۳ بھی برخلاف آیات ذیل ہے: وقالو اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شیئا ادا تکاد السموت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعو اللرحمن ولدا (مریم:۸۸تا۹۴)...... وینذر الذین قالو اتخذ

الرحمن ولدا مالهم به من علم ولا لاٰبائهم كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذباً (كهف:٤،٥)...... ما اتخذ الله من ولد وما كان معه من اله اذا لذهب كل اله بما خلق ولعلیٰ بعضهم علی بعض۔ سبحان الله عما يصفون (المؤمنون:٩١) اور کہا انہوں نے پکڑی ہے اللہ نے اولاد۔ البتہ تحقیق لائے تم ایک چیز بھاری نزدیک میں آسمان پھٹ جائیں۔ اس سے اور پھٹ جائے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر اس سے کہ دعویٰ کیا۔ انہوں نے واسطے اللہ کے اولاد کا۔ آیت نمبر۲ کا ترجمہ اور ڈران لوگوں کو کہتے ہیں پکڑی ہے اللہ نے اولاد نہیں ان کو ساتھ اس کے علم اور نہ باپوں ان کے کو بڑی بات سے جو نکلی ہے مونہوں ان کے سے نہیں کہتے مگر جھوٹ۔

آیت نمبر۳ کا ترجمہ نہیں پکڑی اللہ نے اولاد اور نہیں ہے ساتھ اس کے کوئی معبود اس وقت لے جاتا ہر ایک معبود اس چیز کو کہ پیدا کی ہے اس نے اور البتہ چڑھائی کرتے۔ بعض ان کے اوپر بعض کے۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس چیز سے کہ بیان کرتے ہیں۔ آیت نمبر۴: ''لم يلد ولم يولد (اخلاص)'' ﴿نہیں جنا اس نے اور نہ جنا گیا وہ کسی سے﴾ اور دعویٰ نمبر۳ بھی برخلاف آیت ''وانه تعالیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا (الجن:٣)'' ہے اور ﴿یہ کہ بہت بلند عزت پروردگار ہمارے کی۔ نہیں پکڑی اس نے بی بی نہ اولاد۔﴾

دعویٰ نمبر۴ کی رو سے آپ ہندو مذہب کے پیرو ہوئے کیونکہ آپ نے خود ایک اصول مقرر کیا ہے کہ میں متابعت تامہ محمد رسول اللہ ﷺ سے عین محمد بن گیا ہوں اور فنا فی الرسول کے مرتبہ تک پہنچ کر خود رسول بن گیا ہوں دعوت نبوت خاتم النبیین کے برخلاف نہیں اور اس اصولوں کے مطابق مرزا قادیانی کو کرشن جی مہاراج کے پیرو ثابت ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے اتار کرشن ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کرشن جی مہاراج ہندو تھے تو مرزا قادیانی بھی فنا فی الکرشن ہو کر ہندو ہوتے تو تناسخ کے قائل اور قیامت کے منکر ثابت ہوئے اور قیامت کا منکر کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ دعویٰ نمبر۵ کی رو سے آپ خدائے تعالیٰ سے افضل ہوئے۔ جو کفر ہے۔ دعویٰ نمبر۶ یہ ادعا بھی باجماع قطعی کفر ہے وارتداد ہے۔ ملاحظہ ہو شفا شریف قاضی عیاض وروضہ امام نووی وارشاد الباری امام قسطلانی وشرح عقائد نسفی وشرح

مقاصد امام تفتازانی وعلامه ابن حجر مکی ومنح الروض علامه قاوی طریقه محمدیه علامه برکوئی وحدیقه ندیه مولانا بلسی وغیرها کتب کثیره۔

اب سنئے مرزا قادیانی کا اپنا فتویٰ: وما کان لی ان ادعی النّبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین وها اننی لا اصدق الهاما من الهاماتی الا بعد ان اعرض علیٰ کتاب الله واعلم انه کل ما یخالف القرآن فهو کذب والحاد وزندقة فکیف ادعیٰ النبوة وانا من المسلمین۔ مجھے کیا حق ہے کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور واضح ہو کہ جو کچھ قرآن کے برخلاف ہے وہ جھوٹ ہے الحاد و بیدینی ہے پھر میں کیونکر دعویٰ نبوت کر سکتا ہوں۔ حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ (حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷) اور عقیدہ نمبرا بھی خلاف آیت ''لیس کمثله شیء'' ہے اب مرزائی صاحبان بتلائیں کہ تمثیلی زیارت مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ کی کس طرح ہوئی آیا آپ بجسد عنصری آسمان پر گئے تھے کہ آپ کے کرتے پر خدا تعالیٰ کی قلم سے چھینٹے پڑے زیارت کے دو ہی طریق ہیں زیارت کرنے والا خود جاتا ہے یا جس کی زیارت کرنی ہو وہ خود آ کر زیارت کراتا ہے اگر یہ کہو کہ مرزا قادیانی بجسد عنصری آسمان پر گئے تو محال ہے اور وہی اعتراض جو حضرت عیسیٰ پر آپ کرتے ہیں۔ ہماری طرف سے سمجھ کر جواب دیں اور اگر کہیں کہ خدا تعالیٰ خود تشریف لائے تو یہ بھی محال ہے کیونکہ بہت بڑا وجود بقول مرزا قادیانی حجرہ میں قلم دوات لے کر نہیں آ سکتا۔ دوم جب کرتہ موجود ہے تو قلم دوات بھی موجود ہوگی۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ خیالی نہ تھا۔ حقیقی و مادی تھا کیونکہ سرخی کے قطرے حقیقی تھے۔ جواب تک موجود ہیں تو قلم دوات اور وہ کاغذ جس پر پیشین گوئیاں اور خدا کے دستخط ہوئے تھے موجود ہوگا۔ وہ کاغذ کہاں ہیں دکھایئے تا کہ لوگ خدا کی قلم دوات اور دستخط کی زیارت کر لیں اور کسی کیمیکل اگزیمنر کے پاس بھیج کر سچ جھوٹ کا فیصلہ کرائیں کہ کس کارخانہ کی ساخت ہے سوم خدا تعالیٰ کے دستخط کس زبان میں تھے۔ عربی، فارسی، انگریزی، شاستری، عبرانی وغیرہ میں تھے۔ خدا کی رسم الخط کوئی خاص ہے یا عام، چہارم خدا تعالیٰ کے دستخط پورے نام کے تھے اور کیا تھے۔ الہ پرمیشر نارائن ہوگا۔ جیسا کہ سرخی کے قطرے حقیقی ہیں تو پھر خدا تعالیٰ محسوس در خارج ایک وجود

عنصری ثابت ہوا۔ اور یہ کفر ہے۔

عقیدہ نمبر ۲ بھی درست نہیں میں حیات مسیح پہلے قرآن سے پھر حدیث سے پھر اجماع امت سے اور بالآخر مرزا قادیانی کی اپنی تحریر سے ثابت کرتا ہوں۔ آپ صاحبان غور سے سنیں خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی تردید کر کے فرماتا ہے۔ (**وما قتلوه يقينا**) اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے استدراک کا لفظ استعمال کر کے فرمایا۔ **بل رفعه الله اليه** یعنی الہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ یہ صریح دلیل ہے۔ حیات مسیح پر کیونکہ ایک بات کے ثابت کرنے کے دو ہی قاعدے ہیں۔ ایک تو براہ راست الفاظ میں جیسا کہ کہا جاتا کہ زید عالم ہے۔ یا زید کاتب ہے یا زید زندہ ہے دوسرا طریقہ اثبات کا یہ ہے کہ اس کے مقابل جو اس کی ضد ہے اس کی نفی کی جائے۔ اس سے بھی اثبات ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جائے کہ زید جاہل ان پڑھ نہیں اس سے صاف ثابت ہوگا کہ زید جب جاہل نہیں تو عالم ہے۔

ایسا ہی جب کہا جائے گا کہ زید مردہ نہیں تو ثابت ہوگا کہ زید زندہ ہے۔ اب قرآن کی آیت مذکور کی طرف رجوع کرو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً نہیں مرا یعنی فوت نہیں ہوا جب فوت نہیں ہوا تو زندہ ہے ایک حدیث بھی پیش کرتا ہوں جس کو مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں کہ جس نے صاف لکھا ہے کہ مسیح تا نزول زندہ ہے۔ "**عن عبدالله ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ينزل عيسىٰ ابن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفن معى فى قبرى فاقوم انا وعيسىٰ ابن مريم فى قبر واحد بين ابى بكر وعمر**" (رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفا مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ) روایت ہے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ فرمایا: رسول خدا ﷺ نے کہ اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کی پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی ان کی اولاد اور ٹھہریں گے زمین میں پینتالیس ۴۵ برس پھر مریں گے۔ عیسیٰ بیٹے مریم کے پس دفن کئے جائیں گے۔ نزدیک میرے بیچ مقبرہ میرے کے پس اٹھوں گا میں اور عیسیٰ ایک مقبرہ میں سے درمیان ابی بکر اور عمر کے جو اس مقبرہ میں مدفون ہیں۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۳۸۶) اس حدیث کے الفاظ ثم یموت سے بھی ظاہر ہے کہ زمین پر اتر کر بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے۔

اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔ معالم التنزیل میں امام بغوی نے لکھا ہے کہ چار شخص انبیاء میں سے زندہ ہیں۔

زمین پر خضر اور الیاس اور آسمان پر ادریس اور عیسیٰ اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

(مظاہر حق ج۴ص ۳۸۷) صاحبان قرآن اور حدیث کے بعد بزرگان دین کا مذہب لکھا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ وہی اصالتاً نازل ہوں گے۔ اور فوت ہوں گے۔

۱...... ''حضرت عمرؓ جب آنحضرت ﷺ جماعت صحابہ کے ساتھ ابن صیاد کو دیکھنے گئے اور اس میں کچھ علامتیں دجال کی پائی گئیں۔ تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی کہ میں ابن صیاد کو جو دجال ہے۔ ابھی قتل کر دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا قاتل عیسیٰ ابن مریم ہے۔ تو دجال کا قاتل نہیں۔'' (دیکھو کنزالعمال ج۷ص ۲۰۲ و مشکوٰۃ) اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ حیات مسیح کے قائل تھے۔ ورنہ عرض کرتے۔ یارسول اللہ مسیح تو مر چکا ہے۔ وہ دجال کو کس طرح قتل کر سکے گا۔ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کا تسلیم کر لینا کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرے گا حیات مسیح کی پختہ دلیل ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک نہیں۔ اگر شرک ہوتا تو اس زمانہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی تھی۔ اس وقت اس عقیدہ کی تردید ہو جاتی۔

۲...... حضرت عائشہؓ کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے۔ بعد نزول فوت ہوں گے۔ (فتح الباری ج۱۳ص ۲۱۱) پر ہے۔ اخرج ابن جریر عن الحسن وان من اهل الکتاب لیؤمنن به قبل موته قال قبل موت عیسیٰ واللہ انه حی الآن عند اللہ اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

۳...... ''اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن الربیع ان ربنا لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیه الفناء'' (تفسیر طبری ج۳ص ۱۶۳)

یعنی نبی ﷺ کے پاس نصاریٰ آئے اور اثناء گفتگو میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب زندہ ہے اور اس پر کبھی فناء نہیں آئے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فناء آئے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ عیسیٰ پر موت آنے والی ہے۔ یاتی فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ عیسیٰ مر چکا۔ اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

۴...... شرح مقاصد میں ہے بڑے علماء اس طرف گئے ہیں کہ انبیاء میں چار نبی زندہ ہیں۔ خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام زمین میں اور ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں ملاحظہ ہو۔ (شرح فقہ اکبر ص ۴۷)

صاحبان حوالے تو بہت ہیں۔ مگر نہ ماننے والوں کے لئے ہزار بھی کافی نہیں۔ البتہ مؤمن کتاب اللہ کے لئے ایک دو بھی بس ہیں۔ اب مرزا قادیانی کا اپنا فیصلہ اس امر کی بابت سنئے۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مرزا قادیانی! یہ بات اٹل ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

ترجمہ: جو کچھ میں وحی خدا سے سنتا ہوں خدا کی قسم میں اس کو خطا سے پاک جانتا ہوں۔ قرآن کی مانند اس کو پاک جانتا ہوں۔ اس کی خطا کی نسبت میرا یہ ایمان ہے۔

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

کیا خدا بھی جھوٹ بولتا ہے۔ کیا خدا کی باتوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں اور عقیدہ نمبر ۳ بھی واہیہ ہے۔ سنئے بیع کی تعریف مبادلہ، مال کا ساتھ مال کے رضامندی کے ساتھ کذافی الکافی، ارکان بیع کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ایجاب اور قبول اور دوسری ہاتھوں ہاتھ جیسا کہ محیط السرخسی، اس کی شرطوں کی چار قسمیں ہیں۔ انعقاد، نفاذ، صحت، لزوم۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۱)

اور اشباہ النظائر فن ثالث میں (مع شرح حموی کے ص ۵۲۴ پر ہے) کہ بیع کی کئی قسمیں ہیں۔ صحیح اور فاسد اور باطل اور مکروہ اور غایۃ الاوطار۔ ترجمہ اردو (در مختار ج ۳ ص ۲) پر لکھا ہے۔ کل بیع اور مبیع اور ثمن کی چار قسمیں ہیں۔ نافذ، موقوف، فاسد، باطل، مقائضہ، صرف، سلم، بیع مطلق، مرابحہ، تولیہ، وضیعہ، مساویہ۔

اب مرزائی صاحبان بتلائیں کہ جو مرزا قادیانی نے اور خدا تعالیٰ نے آپس میں بیع شرا کی وہ بیع نافذ تھی یا موقوف۔ عقیدہ نمبر۴ بھی کفریہ ہے۔ شفا شریف میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے جو اللہ کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو۔ باایں ہمہ انبیاء علیہم السلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے۔ خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادّعا کرے یا نہ کرے۔ ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔ ”فلعن الله من كذب احداً من انبيائه“

عقیدہ نمبر۵ سراسر افتراء ہے اور دعویٰ بلادلیل ہے۔ جس کو کلام الٰہی سے کوئی تعلق نہیں۔ عقیدہ نمبر۶ کفریہ عقیدہ ہے۔ ”قال الله تعالیٰ قاتلوا الذين لا يؤمنون بالآخرة ولا يحرمون ماحرم الله ولا يدينون دين الحق“

عقیدہ نمبر۷ کفریہ عقیدہ ہے جو کہ اظہر من الشمس ہے۔ جس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ (مرزا قادیانی کے چند الہامات اور ان کے جوابات) الہام نمبر۱ ”ولنحيينك حيوة طيبه ثمانين حولاً او قريباً من ذالك اوتزيد عليه سنينا وكان وعدالله مفعولا“ (اربعین نمبر۳ ص ۳۱، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۸)

ترجمہ: ہم تجھے حیاتی پاک دیں گے۔ جس کے معیاد اسی (۸۰) برس ہے۔ یا اس کے قریب یا اس سے زیادہ یہ خدا کا مقررہ وعدہ تھا۔ لیکن ہوا اس کے برخلاف کہ مرزا قادیانی چھیاسٹھ سال کی عمر پا کر فوت ہو گئے اور ثابت کر گئے کہ میں جھوٹا ہوں۔ ورنہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام آئے گا۔ معاذ الله من ذالك۔ الہام نمبر۲ ”ويردها اليك امر من لدنا انا كنا فاعلين زوجنلكها“ ترجمہ اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے اور ہم ہی کرنے والے ہیں بعد واپس کے ہم نے نکاح کر دیا۔ (انجام آتھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۶۰)

ناظرین مرزا قادیانی نے اس الہامی پیشین گوئی کے متعلق جتنی کوشش کی۔ شاید ہی کسی

کام کے لئے کی ہوں۔ بہت سے خطوط متضمن ترغیب وترہیب مسمات کے وارثوں کو لکھے مگر افسوس کوئی بھی کارگر نہ ہوا۔ ہمیشہ یہی کہتے چلے گئے۔

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

الہام نمبر۳ یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة اس الہام کی تشریح مرزا قادیانی اپنی کتاب (کشتی نوح ص۵۰، خزائن ج۱۹ ص۴۷) میں اس طرح فرماتے ہیں میں مریم کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں۔ بذریعہ اس الہام کے جو سب کے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔" (کشتی نوح ص۴۷) آگے چل کر اسی صفحہ کی سطر پر لکھتے ہیں۔ "پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنا کھجور کی طرف لے آئی۔" اہل علم اس قاعدہ سے واقف ہیں کہ اسم علم نہیں بدلا کرتا۔ مریم اور عیسیٰ اسم علم ہیں اور ان کا مفہوم کبھی کسی غیر شخص پر صادق نہیں آسکتا۔ دوم ایک ہی وجود ماں ہو اور پھر خود اپنے آپ میں حاملہ ہو اور خود پیدا ہو یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ کیا کوئی نظیر موجود ہے۔ سوم مرزا قادیانی کو مریم کے ساتھ مماثلت تامہ نہ تھی۔ یعنی مرزا قادیانی عورت نہ تھے اور نہ انہوں نے اپنے فرج کی حفاظت کی۔ تو پھر روح کا نفخ کس جگہ ہوا اور عیسیٰ کس طرح پیدا ہوا۔

استعارہ تو ایک فرضی امر ہوتا ہے۔ یعنی استعارہ اصلیت سے خالی ہوتا ہے۔ مثلاً سر ہوش و پائے فکر استعارہ ہے۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کا مریم اور عیسیٰ ہونا بالکل غلط ہے اور (مرزا قادیانی کے چند دروغ) "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ علوم پڑھے ہیں خداوند کریم سے پڑھے ہیں بنی نوع سے کوئی میرا استاد نہیں ہے۔ میرے مہدی موعود سچا ہونے کی یہ بین دلیل ہے۔" (ایام صلح ص۱۴۷، خزائن ج۱۴ ص۳۹۴) آؤ مرزا قادیانی کے حواریو۔ آج اس معیار پر بھی مرزا قادیانی کو پرکھ لو۔ شاید سچے نکل پڑیں۔ (کتاب البریہ ص۱۴۹، خزائن ج۱۳ ص۱۸۰ حاشیہ) "علم فارسی کے لئے استاد فضل الٰہی تھا۔ علم عربی کا استاد فضل احمد تھا۔ ایک اور صاحب بھی آپ کے استاد تھے جن کا نام نامی گل علی شاہ تھا۔ جن سے آپ نے علم نحو اور منطق وغیرہ علوم مروجہ

پڑھے اور علم طب خود اپنے باپ مرزا غلام مرتضیٰ سے پڑھا۔" سو اپنے معیار مقرر کردہ کی رو سے جھوٹے ثابت ہوئے یا نہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ آؤ مرزا قادیانی کے حواریو کوئی رسول بتاؤ جس نے بنی نوع سے پڑھا ہو۔

میں یک صد روپیہ انعام دوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ثبوت بھی کتاب اللہ سے ہو۔

دروغ نمبر۲ "یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے۔ تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے لئے کعبہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور شراب پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حرام و حلال کی پرواہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن ابھی باقی ہے۔" (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱) یہ بھی بڑا ڈبل جھوٹ ہے وگرنہ کوئی مرزائی کسی معتبر کتاب کا حوالا بتلائے۔ و فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة دروغ نمبر۳ "واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ بن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔" (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) یہ بھی جھوٹ ہے کوئی مرزائی کسی معتبر کتاب احادیث سے دکھلائے۔ میں اس کو ۵سو نقد انعام دوں گا۔

ناظرین کو اس بات کا بھی خیال رہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر اس کی دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) اس لئے مرزا قادیانی کی بھی کسی بات پر بھی اعتبار نہیں ہو سکتا۔

اور سنئے مرزا قادیانی کا فرمان ہے کہ: "اس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر ہیں اور طول رکھتا ہے اور تندوے کی طرح اس کی تاریں بھی ہیں۔" ملاحظہ ہو (توضیح المرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰) اور فرماتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ بھی ایک نیا نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اس سے تعلق پکڑتا ہے۔ الہامی کتاب (فتح اسلام ص۳۵، خزائن ج۳ ص۵۹) اور فرماتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ کس قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے اتار کر ان سے باتیں کرتا ہے۔" (ضرورت الامام ص۱۳، خزائن ج۱۳

ص۴۸۳) حالانکہ قرآن کریم میں ہے۔لیس کمثلہ شیء۔ یعنی نہیں مثل اس کی کوئی شی ء۔دیگر جب خداوند کریم بقول مرزا قادیانی پرانا نیا ہماری طرح ہوتا ہے۔تو پھر ممکن ہوا کہ کسی روز ضعف پیری سے فوت ہوجائے گا۔ بتلائے مرزا قادیانی سچے یا کہ خداوند کریم جس کا ارشاد ہے۔الحیی القیوم خداوند کریم سچا ہےاور مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔

دیگر مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ خدا کسی قدر پردہ اپنے چہرے سے اتار اتار کران سے باتیں کرتا ہے۔یہ بھی غلط ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے:"عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لا ینام حجابہ النور کشفہا لاحرقت سبحات وجہ ما انتھیٰ الیہ بصرہ (کنزالعمال ج۱ص۲۲۶ حدیث نمبر۱۱۳۹)" ﴿یعنی خدا تعالیٰ کا حجاب نور ہے اگر اس کو اٹھائے تو جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے وہاں تک اس کے انوار سب کو جلا دیں گے۔﴾ یہ حدیث مسلم شریف اور ابن ماجہ میں ہے اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ محض جھوٹا ہے۔دیگر مرزا قادیانی کا فرمانا فقیر مرزا دوالمیالوی کے متعلق کہ اس کے بہت مرید تھے۔ بالکل جھوٹ اور نا واقفوں کے دھوکہ دینے کے لئے لکھا ہے۔وگرنہ کوئی قادیانی ایک اس کے مرید کا نام تو بتادے اور یہ جو کہا ہے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ آئندہ رمضان تک یہ شخص یعنی یہ عاجز طاعون سے ہلاک ہوجائے گا۔بالکل جھوٹ دیگر مرزا قادیانی کا فرمانا کہ خداوند کریم نے قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مذاہب کی جنگ ہوگی اور یہ مذہب دریا کی لہروں کی طرح ایک مذہب دوسرے مذہب پر گرے گا اس کو نابود کردے اور لوگ اس جنگ وجدال میں مشغول ہوں گے کہ اس فیصلہ کے کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔وہ قرنا کیا ہے وہ اس کا نبی ہوگا۔دروغ بے فروغ ہے وگرنہ کوئی قادیانی بتلائے کہ قرآن کریم کے کس مقام میں ہے۔ ہرگز نہیں بتا سکیں گے۔ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔

اک جھوٹ ہوا تو تجھ کو سناؤں میں ہم نشین	باہر حد شمار سے ہیں مرزا کے جھوٹ
میں دل سے مانتا ہوں کہ یہ بھی ہے اک کمال	بے خوف ہو کے بولنا اور پھر بلا کے جھوٹ
جھوٹوں کا حھیلہ اسے کہنا مناسب نہیں	جھوٹوں کا بادشاہ اسے کہہ دیں تو کیا خطر

لعنت اللہ علی الکاذبین!

اظہار حقیقت

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر۲)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، ولا عدوان الا على الظالمين والصلوٰة والسلام علىٰ صفوته وخيرته محمد خاتم النّبيين وعلىٰ اله وصحبه واوليائه اجمعين الى يوم الدين۔

امابعد! بنارس میں جب سے قادیانیوں کے فتنہ نے سر اٹھایا ہے مسلمانوں کا زبردست تقاضہ ہے کہ ان کو حقیقت مرزائیت سے آگاہ کیا جائے' اس لئے انجمن اشاعت الاسلام نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ وقتاً فوقتاً مختلف رسالے شائع کئے جائیں جن میں فرقہ مرزائیہ کے مسئلے بیان کئے جائیں تاکہ مسلمان ان مسئلوں سے کماحقہ واقف ہوجائیں اور کسی کے بہکانے کا ان پر اثر نہ ہو' چنانچہ ایک رسالہ شائع ہوچکا ہے۔ دوسرا یہ حاضر ہوتا ہے۔

بانیٔ فرقۂ قادیانیہ

پنجاب میں امرتسر سے مشرق کی طرف مشہور مقام بٹالہ ہے جو ضلع گورداسپور کی تحصیل ہے بٹالہ سے ۱۱میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے جس میں مسلمان' ہندو اور سکھ آباد ہیں' وہاں ایک معمولی حیثیت کے زمیندار حکیم مرزا غلام مرتضٰی صاحب قوم مغل سے تھے۔ ان کے یہاں ایک لڑکا سندھی بیگ عرف مرزا غلام احمد ۱۲۶۱ ہجری میں پیدا ہوا (تریاق القلوب ص۱۵۵، خزائن ج۱۵ ص۲۸۳) زمانہ کی گردش سے اراضی ہاتھوں سے نکلنے لگی اور تنگی پر تنگی آنے لگی تو مرزا قادیانی جوان ہوکر معاش کی تلاش کے لئے باہر نکلے اور سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہوگئے۔ اسی اثناء میں لالہ بھیم سین وکیل سیالکوٹ سے قانون پڑھنا شروع کیا اور فرصت کے اوقات میں کمرہ کا دروازہ بند کرکے چراغ جلا کر تسخیر کے عملیات کی مشق شروع کردی۔ (صدائے حق ص۳) مطالعہ قانون کے بعد مختاری کا امتحان دیا لیکن فیل ہوگئے۔ آخر ملازمت چھوڑ کر وطن واپس آئے اور تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھا۔ ایک کتاب براہین احمدیہ کے لئے چندہ کی اپیل کا اشتہار دیا۔ روپیہ آنا شروع ہوگیا اور کتاب مذکور طبع ہونے لگی (تاریخ مرزا، صدائے حق) اس کتاب میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا تسلیم کیا ہے۔ (براہین

احمدیہ حاشیہ ص ۳۶۱، خزائن ج۱ص ۴۳۱) اور جلالیت کے ساتھ دنیا پر اترنا بھی (براہین احمدیہ ص ۵۰۵، خزائن ج۱ص ۶۰۱) بلکہ دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا ان لفظوں میں اقرار کیا۔''جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۷، ۴۹۹، خزائن ج۱ص ۵۹۳)

نیز اس کتاب کو''الہامی تائید'' سے بتایا گیا ہے اور لکھا ہے کہ''یہ کتاب میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش کی تو آپ نے اس کو قبول فرمایا۔(براہین احمدیہ ص ۲۴۸، خزائن ج۱ ص ۲۷۵)'' اور یہ بھی بتایا کہ اس وقت آپ معمور ومبعوث ہو چکے تھے۔(حقیقت الوحی ص ۱۹۹، ۲۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۷)'' سلسلہ تالیف وتصنیف کے ساتھ ہی بیعت کا سلسلہ بھی شروع کردیا' جب اس میں کامیابی نظر آئی تو دسمبر کی تعطیلوں میں قادیان میں اپنے مریدوں کا سالانہ جلسہ بھی کرنا شروع کردیا۔ رفتہ رفتہ آپ نے اپنی بابت مثیل عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ مریدوں نے اسے قبول کرلیا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ کے مرجانے کا اعلان کیا اور ثبوت میں آیت انی متوفیك وغیرہ پیش کی۔ مریدوں نے کہا کہ آپ نے براہین احمدیہ میں تو یہ معنی کئے ہیں کہ''اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔(براہین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج۱ص ۶۲۰)'' اور حدیثوں میں ان کے دوبارہ آنے کا صاف صاف ذکر موجود ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کا مصداق میں ہوں لوگوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پہلے امام مہدی کا ظہور ضروری ہے۔ تو جواب دیا کہ وہ مہدی بھی میں ہی ہوں۔

لوگوں نے کہا کہ جب براہین احمدیہ آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش ہوئی تو آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور دوبارہ آنے والی عبارت اور متوفیك کے معنی بھی ضرور ملاحظہ فرمائے ہوں گے تو اب کیسے غلط ہو گیا؟ مرزا قادیانی نے فرمایا کہ مجھے الہام تو اس وقت بھی ہوا تھا کہ مسیح موعود تو ہی ہے لیکن میں سابق عقیدہ پر ہی قائم رہا اور اس وحی کی اس وقت تک میں نے پرواہ نہ کی جب تک کہ بار بار مجھے بذریعہ وحی بتلایا نہ گیا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اچھا پھر ایسی فاحش غلطی پر آنحضرت ﷺ نے کوئی تنبیہ کیوں نہ فرمائی؟ تو آپ غیررسمی عقیدہ پر

جے رہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کا بھی یہی عقیدہ تھا؟ اگر تھا تو آپ کا دعویٰ غلط ہے اور اگر آپ نے خواب مذکور جھوٹ لکھا ہے تو بھی آپ کا نیا دعویٰ جھوٹا ہے۔ غرض اس وقت سے مسلمانوں نے مرزا قادیانی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ لیکن پھنسے ہوئے نہ نکل سکے۔ آخر ایک روز مرزا قادیانی نے موقع مناسب دیکھ کر نبوت کا بھی دعویٰ کھلم کھلا کر دیا۔ یہ ہے مرزا قادیانی کے دعویٰ کی حقیقت جو ان کے اشتہارات اور تصانیف سے آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہے اور علماء اہل سنت نے اپنی تالیفات میں ایک ایک کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ٹریکٹ میں شائع ہو چکا ہے۔

ضروری مسئلے

مرزا قادیانی نے جن مسئلوں کو قرآن وحدیث کے خلاف بیان کیا اور اپنے دعوے کو ان سے متعلق رکھا اور انہی پر اپنے فرقے کی بنیاد رکھی ہے وہ چار مسئلے ہیں۔

اوّل...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰ کو ان کی قوم یہود نے گرفتار کرا کے سولی دلوادی۔ سولی سے آپ نیم جان اتارے گئے اور خفیہ طور سے مرہم پٹی کر کے کشمیر بھاگ آئے یہاں آپ ۸۷ سال زندہ رہے پھر مر گئے چنانچہ شہر سری نگر کشمیر محلہ یار خان میں آپ کی قبر موجود ہے۔“ (الہدیٰ ص۱۰۹، خزائن ج۱۸ ص۳۶۱)

دوم...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور چونکہ فوت شدہ انسان دنیا میں واپس نہیں آتا اس لئے حدیثوں میں جس عیسیٰ کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس سے کوئی دوسرا شخص مراد ہے جو حضرت عیسیٰ کا مثیل ہوگا اور وہ عیسیٰ موعود میں ہوں۔“

(ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

سوم...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پیشتر امام مہدی کے ظہور کی جو خبر دی گئی ہے وہ امام مہدی بھی میں ہی ہوں۔“ (ازالہ ٹائٹل پیج)

چہارم...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”اس زمانہ کا نبی ورسول میں ہی ہوں۔ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)“ ”جو مجھ پر ایمان نہ لائے گا وہ مسلمان نہیں اور جہنمی ہے۔

(تذکرہ ص۶۰۷،۳۳۶،۱۶۳، حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)“

مسائل مذکورہ کی حقیقت

مرزا قادیانی کے مسائل اربعہ مذکورہ بالکل غلط اور قرآن وحدیث اور ائمہ دین کی تصریحات کے یکسر خلاف ہیں۔

اوّل...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو سولی پر چڑھائے گئے اور نہ فوت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا ہے: ''وما قتلوہ وما صلبوہ پ۶'' یعنی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سولی کا واقعہ ہی غلط ہوا تو مرہم پٹی اور ہجرت کشمیر کا سارا قصہ غلط اور باطل ہوگیا۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

دوم...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ کے آخر میں فرمایا: ''وما قتلوہ یقینا بل رفعه اللہ الیه وکان اللہ عزیز حکیما (پ۶)'' یعنی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً نہیں قتل کیا بلکہ ان کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب ہے۔ (اپنے کاموں میں) حکمت والا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب پھر دنیا میں نازل ہوں گے اور حج کریں گے پھر ان کو موت (مدینہ طیبہ) میں آئے گی اور روضہ نبویہ میں دفن ہوں گے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ''ینزل عیسیٰ بن مریم من السماء (کنزالعمال ج۷ص۲۵۷)'' ''الی الارض فیتزوج ویولد له ولیهلّن بفج الروحاء حاجاً (صحیح مسلم ج۱ص۴۰۷)'' ''ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم من قبرو احد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ ص۴۸۰)'' باب نزول عیسیٰ یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے۔ (کنزالعمال میں ہے کہ آسمان سے اتریں گے) پھر نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی۔ (صحیح مسلم میں ہے کہ مقام فج الروحاء سے حج کا احرام باندھیں گے) آپ ۴۵ سال رہیں گے پھر مریں گے اور میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور حضرت عیسیٰ ابن مریم دونوں ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے درمیان ابوبکر اور عمر کے۔ یہ حدیث مرزا قادیانی کے نزدیک بھی مسلم ہے اور اس کو انہوں نے محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی میں پیش کیا ہے۔ (دیکھو حاشیہ

ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ص ۳۳۷) اور حضرت مسیح کا آنحضرت ﷺ کی قبر میں دفن ہونا بھی مانا ہے۔ (دیکھو کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ص ۱۶، ازالہ ص ۴۷۰، خزائن ج ۳ص ۳۵۲) اس حدیث سے چند باتیں (مندرجہ ذیل) معلوم ہوئیں۔

نمبر۱...... اس حدیث میں صاف صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اترنے کے ۴۵ سال بعد مریں گے۔ ثم یموت کو بار بار پڑھو۔ پس چونکہ ابھی تک آپ نہیں اترے اس لئے آپ مرے بھی نہیں۔

نمبر۲...... اس حدیث میں مسیح موعود کی آئندہ عمر ۴۵ سال بتلائی گئی ہے۔ مرزا قادیانی ساری عمر کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ رہے اور تبلیغی عمر کے لحاظ سے ۲۶ سال یا زیادہ سے زیادہ ۳۰ ہے۔

نمبر۳...... اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے اور اس نکاح سے اولاد ہونے کا ذکر ہے۔ بقول مرزا قادیانی اس سے اگر محمدی بیگم کا نکاح مراد ہے تو مرزا قادیانی تشریف بھی لے گئے محمدی بیگم سے نکاح نہ ہوا لہٰذا مرزا قادیانی مسیح موعود بھی نہ ہوئے۔

نمبر۴...... اس حدیث میں نہایت صراحت سے مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضہ نبوی ﷺ میں جب آپ دفن ہوں گے آپ کی قبر آنحضرت کی قبر کے ساتھ ہوگی اور یہ سب کو معلوم ہے کہ جناب مرزا قادیانی ۱۹۰۷ء میں لاہور میں مرے اور قادیان ضلع گورداسپور میں دفن ہوئے۔ کہاں مدینہ طیبہ اور کہاں قادیان؟ مرزا قادیانی نے تو زندگی میں بھی مکہ اور مدینہ نہ دیکھا۔ بھلا مرنے کے بعد کیونکر مدینہ طیبہ پہنچ جاتے؟ پھر وہ مسیح موعود کیسے ہوگئے؟

نمبر۵...... جس کے پاس دفن کرنے کو کہا جاتا ہے وہ شخص پہلے فوت شدہ ہوتا ہے اور جس شخص کو کسی کے پاس دفن کرنے کے لئے بولا جاتا ہے وہ پیچھے مرتا ہے۔ پس جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''یدفن معی'' یعنی عیسیٰ میرے پاس دفن کئے جائیں گے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ پہلے انتقال فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد میں فوت ہوں گے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حدیث مذکور اپنی دنیوی حیات میں بیان فرمائی تھی۔ پس عیسیٰ آنحضرت ﷺ کی زندگی تک تو نہیں مرے تھے۔ پھر ہم کسی شخص کے کہنے سے کیسے مان لیں حضرت عیسیٰ صدیوں پیشتر آنحضرت ﷺ سے کشمیر جاکر مر گئے تھے۔ کہاں کشمیر اور کجا مدینہ شریف؟

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

جواب شبہ

مسلمانوں کو مغالطہ دیا جاتا ہے کہ حدیث مذکور میں فی قبری آیا ہے پھر آنحضرت کی قبر میں کیونکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے جبکہ آنحضرت اپنی قبر میں موجود ہیں۔ نیز آپ کی قبر کو کھولنا آپ کی سخت توہین ہے۔

جواب...... اس شبہ کا یہ ہے کہ یہ اعتراض محض بے علمی پر مبنی ہے۔ حدیث مذکور میں قبر بمعنی مقبرہ ہے۔ زبان عربی کا قاعدہ ہے کہ اسم مصدر اپنے مشتقات اسم ظرف وغیرہ کے معنی میں اکثر آیا کرتا ہے جیسے نہر بمعنی مـنـهـر (پانی بہنے کی جگہ) ملا علی قاری محدث مکی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث مذکور کی شرح میں صراحت کی ہے کہ اس جگہ قبر بمعنی مقبرہ ہے علاوہ ازیں حدیث مذکور میں فیدفن معی صاف وارد ہے یعنی میرے پاس دفن کئے جائیں گے اور مع کے معنی عربی میں پاس اور نزدیک کے ہوتے ہیں اور جب دو قبریں پاس پاس ہوں تو کہا جا سکتا ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبریں بھی روضہ شریف کے اندر آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر کے پاس ہیں۔ دیکھو مرزا قادیانی خود بھی لکھتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“

(ازالہ اوہام طبع پنجم ص ۴۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

اور فرماتے ہیں: ...... ابوبکر و عمر کو یہ رتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے گویا ایک ہی قبر ہے۔ (نزول المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) پس جس طرح مرزا قادیانی حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور آنحضرت ﷺ کی تین قبروں کو ایک قبر کہتے ہیں اسی طرح حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی ایک ہے گو حضرت عیسیٰ آنحضرت ﷺ کے متصل ہی مابین حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ مدفون ہوں گے۔ چنانچہ آج تک اس موقع پر ایک قبر کی جگہ خالی رکھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام صحابیؓ نے آنحضرت ﷺ کی صفتیں جو تورات میں مرقوم تھیں جب بیان فرمائیں تو بھی کہا کہ تورات میں یہ بھی لکھا ہے: ”وعیسیٰ بن مریم یدفن معه (مشکوٰۃ ص ۵۰۶)“ یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس متصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن کئے جائیں گے ابومودود مدنی جو صحابی کے شاگرد ہیں اور بڑے جید عالم تابعی خاص مدینہ طیبہ کے باشندہ ہیں وہ شہادت دیتے

ہیں کہ:"قد بقی فی البیت موضع قبر (ترمذی، مشکوٰۃ)" یعنی روضہ نبوی میں اب تک ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔آج تک بھی وہ جگہ ویسی ہی خالی ہے جیسا کہ اکثر حاجیوں نے اپنی چشم دید شہادت دی ہے جس کو شک ہو وہ خود جا کر دیکھ کر اپنا اطمینان کر سکتا ہے۔ولله الحمد والمنة

نمبر۶...... حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے حجرہ مبارکہ میں صرف چار قبروں کی خبر دی ہے ایک اپنی، دوسری حضرت ابو بکرؓ کی، تیسری حضرت عمرؓ کی، اور چوتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی، حضرت عائشہؓ نے آپ کے پہلو میں اسی حجرہ میں دفن کئے جانے کی اجازت آپ ﷺ سے چاہی تھی تو آپ نے فرمایا تھا:"مافیه الا موضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسیٰ بن مریم (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ص ۵۷)" ﴿یعنی وہاں تو سوائے میری قبر اور ابو بکرؓ اور عمرؓ و عیسیٰ بن مریم کی قبر کے اور کسی کی جگہ نہیں ہے۔﴾ مرزا قادیانی کی قبر کی بابت نہ کوئی خبر ہے نہ کوئی جگہ۔حضرت عائشہؓ کا خواب میں تین ۳ چاند دیکھنے کا بھی یہی مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ آفتاب ہیں اور باقی تین چاند یا یہ کہ حضرت عائشہؓ نے تین چاند دیکھے تھے انہوں نے اپنی زندگی میں وہاں تین قبریں دیکھیں چوتھی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چونکہ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں وہاں نہیں ہوئی تھی اس لئے ان کو چوتھا چاند نہیں دکھایا گیا۔

نمبر۷...... حدیث مذکورہ سے یہ بھی آشکارا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عمرؓ کے عہد تک بھی نہیں مرے تھے کیونکہ تین قبریں تو موجود ہیں اور چوتھی کی جگہ باقی پڑی ہے جو ابو مودود تابعی کے زمانہ تک بھی خالی تھی اور اب تک اسی طرح خالی پڑی ہے۔

لہٰذا! اس ایک ہی حدیث سے جو مرزا قادیانی کو بھی من وعن تسلیم ان کے تمام دعوے باطل ہو گئے۔

حج

حدیث مذکورہ نقل کرتے ہیں ہم نے درمیان میں صحیح مسلم ص ۴۰۸ کی حدیث کا ٹکڑا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج کرنے سے متعلق ہے بھی نقل کر دیا ہے۔اس میں آنحضرت ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا ہے:"والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً اولیثنینهما" ﴿یعنی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ضرور ضرور

عیسیٰ علیہ السلام بن مریم حج اور عمرہ کا احرام باندھ کر تلبیہ مقام فج الروحاء سے (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے) پکاریں گے۔﴾ اور یہ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ اگر مرزا قادیانی واقعی مسیح موعود ہوتے تو اللہ تعالیٰ تمام موانع دور کر کے ان کو حج کا شرف نصیب کرتا تا کہ مسیح موعود کا یہ نشان کہ ''وہ حج کرے گا'' پورا ہو جاتا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حج نصیب نہیں کرایا تو اس کے صاف معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کا دعوائے مسیحیت باطل کر دیا۔ لہٰذا مرزا قادیانی ہرگز مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

سوم...... امام مہدی علیہ السلام کی بابت احادیث میں صاف صاف وارد ہے کہ وہ حضرت فاطمہ، حضرات حسنین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی اہل بیت وآل رسول ہوں گے۔ ملک عرب کے بادشاہ ہوں گے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: ''لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتى يواطئ اسمه اسمى (رواه الترمذی وابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۶۲)'' ﴿یعنی دنیا فنا نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ملک عرب کا بادشاہ ہوگا جس کا نام میرے نام پر (محمد) ہوگا۔﴾ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ) اب ذرا مرزا قادیانی کو دیکھئے نام غلام احمد۔ باپ کا نام غلام مرتضیٰ۔ قوم کے مغل، عرب کی بادشاہت تو درکنار، عرب کا سفر بھی نصیب نہ ہوا اسی ہندوستان میں غیر مسلم حکومت کی رعایا کی حیثیت سے رہے اور اسی حالت میں مر بھی گئے۔ پھر آپ کیونکر مہدی آخر الزمان ہو سکتے ہیں؟ انصاف! انصاف!!

چہارم...... جس طرح آپ مسیح موعود نہیں ہو سکتے جس طرح آپ مہدی آخر الزمان نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نبی اور رسول بھی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ نبوت ورسالت یعنی خدا کی پیغمبری آنحضرت ﷺ پر ختم کر دی گئی۔ جیسا کہ سورۂ احزاب کی آیت ''ولكن رسول الله وخاتم النبيين'' اس مسئلہ میں نص صریح ہے اس کے معنی آنحضرت ﷺ نے خود واضح فرما دیئے ہیں کہ میں نبوت کے محل کی آخری اینٹ ہوں میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی (مسند احمد، صحیح بخاری، جامع ترمذی، صحیح مسلم) اس مسئلہ کو مفصل دیکھنا ہو تو ٹریکٹ (ختم نبوت) کا انتظار کریں۔

مرزا قادیانی نے تو ادعاء نبوت کو کفر وخروج از اسلام قرار دیا ہے آپ فرماتے ہیں۔''وما

کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین (حمامۃ البشریٰ ص۹۷، خزائن ج۷ص ۲۹۷) ''یعنی میں دعوائے نبوت کر کے اسلام سے خارج اور کافروں سے ملحق ہونا نہیں چاہتا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی اپنے بعد کے مدعیان نبوت کو دجال وکذاب فرمایا ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہؓ سے قریب ۳۰ دجالون کذابون اور ابوداؤد ترمذی میں ثوبانؓ سے بلفظ کذابون ثلثون مروی ہے۔ (مشکوۃ ص۴۵۷) دجال کے معنی ہیں ایسا شخص جو بہت مکروفریب سے کام لے۔ کذاب کے معنی ایسا شخص جو بہت جھوٹ بولے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ ایک ایسی پہچان بتادی ہے کہ عالم ہو یا جاہل، بڑا ہو یا چھوٹا، شہری ہو یا دیہاتی ہر مسلمان، جس کسی شخص کو دعوائے نبوت کرتے سنے فوراً معلوم کرلے کہ یہ مدعی نبوت فرمان نبی دجالون کذابون میں سے ایک ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے اس فرمان کے بعد بطور دلیل کے بیان فرمادیا ہے۔ ''وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (مشکوۃ) ''میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور فرمایا: ''ان الرسالۃ والنّبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (جامع ترمذی ج۱ ص۵۳) ''یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ کوئی نبی ہوگا۔ والحمدﷲ!

خلاصہ! یہ کہ نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیئے گئے نہ ملک کشمیر میں گئے اور نہ مرے بلکہ ان کو اﷲتعالیٰ نے اپنی قدرت وحکمت سے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ آپ آخر زمانہ میں دنیا میں آسمان سے نازل ہوں گے، حج کریں گے، نکاح کریں گے، اولاد ہوگی، ۴۵ سال رہیں گے، پھر مدینہ طیبہ میں مریں گے اور آنحضرت ﷺ کے پہلو میں روضہ اطہر میں دفن کئے جائیں گے۔ ان کی قبر کے لئے آج تک جگہ خالی پڑی ہے۔ ان چار قبروں کے سوا پانچویں قبر کی وہاں پر کوئی خبر یا گنجائش نہیں ہے اور اب جو دعوائے نبوت کرے وہ بموجب حدیث نبوی تیس ۳۰ جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ہے۔

مسلمانو! یہ ہے اصل حقیقت کا اظہار پس تم کسی کے فریب اور مغالطہ میں نہ آنا۔ اپنے ایمان کو بچانا جو تم کو بہکائے اس کے سامنے حدیث ثلاثون کذابون والی پڑھ دینا۔ اﷲتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو صراط مستقیم پر رکھے۔ نیز آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت کے عقیدہ پر ہم کو زندہ

رکھے اوراسی پر مارے۔اله الحق آمین!

مختصر فہرس دلائل حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشتمل برتکذیب دعاوی مرزا قادیانی

سورہ ال عمران...... ’’من المقربین (پ۳)‘‘ اللہ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ کو ملائکہ مقربین کی جماعت میں جو آسمانوں پر رہتے ہیں شامل کیا ہے۔اس لئے کہ آپ کی پیدائش نفخ جبرئیل علیہ السلام سے ہے۔پس آپ آسمان پر فرشتوں کے ساتھ ہیں اس لئے دنیوی حاجات سے وہاں آپ بے نیاز ہیں۔باقی نمبر۸ میں دیکھو۔

۲...... ’’ویکلم الناس فی المهد وکهلا (ال عمران:۴۶)‘‘ حضرت عیسیٰ نے پیدا ہوتے ہی گہوارہ میں کلام کیا اور کہولت کی عمر میں آسمان سے اترنے کے بعد کلام کریں گے۔اس میں دلالت ہے اس امر پر کہ زمانہ دراز تک آپ کا جسم بغیر کھانے پینے کے باقی رہے گا کسی قسم کا تغیر نہ ہوگا یعنی آپ زندہ رہیں گے۔

۳...... ’’انی متوفیك ورافعك الیّ ومطهرك من الذین کفروا (آل عمران:۵۵)‘‘ اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری طور سے (مع جسم وروح کے) لینے والا اور اپنے (آسمان کی) طرف تجھ کو مجسم اٹھا لینے والا ہوں اور تجھ کو کافروں (یہود کے شر) سے پاک رکھنے والا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۴...... ’’ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل اٰدم (ال عمران:۵۹)‘‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت اللہ کے نزدیک آدم کے مشابہ ہے جیسے آدم بغیر باپ کے پیدا ہوئے عیسیٰ بھی جس طرح آدم آسمان سے زمین پر اترے تو دنیا آباد ہوئی اسی طرح عیسیٰ بھی آسمان سے زمین پر اتریں گے تو دنیا فنا ہوگی۔

۵...... ’’وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم (نساء:۱۵۷)‘‘ یہود نے مسیح کو نہ قتل کیا نہ آپ کو صلیب پر چڑھایا لیکن انہوں نے اس کو قتل کیا اور صلیب دی جس پر مسیح کی شباہت ڈالی گئی تھی۔

۶...... ’’وما قتلوه یقیناً بل رفعه الله الیه (نساء۱۵۷)‘‘ یقیناً انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ مسیح کو (جو معبر ہے جسم مع الروح سے) اللہ نے اپنے (آسمان کی) طرف اٹھا لیا۔

۷...... ''وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)'' تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔ معلوم ہوا کہ وہ ابھی مرے نہیں ہیں زندہ ہیں۔ ''لن یستنکف المسیح ان یکون عبداً لله و لا الملئکة المقربون (نساء:۱۷۲)'' اللہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اور ملائکہ مقربین کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ جیسے فرشتوں کی پیدائش بغیر سبب کے کلمہ کن سے ہوئی ہے۔ اسی طرح مسیح کی پیدائش بھی ہے۔ اسی لئے اللہ نے مسیح کو ملائکہ کے مقر طبعی (آسمان) پر اٹھالیا۔ پس جو غذا فرشتوں کی ہے وہی آپ کی بھی ہے۔

۹...... ''واذ کففت بنی اسرائیل عنك (مائدہ:۱۱۰)'' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ سے بطور تذکیر نعمت کے فرمائے گا کہ میں نے یہود کو تیرے قتل اور صلیب دینے سے دور ہٹائے رکھا وہ تجھ پر قابو نہ پاسکے اس طرح پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کے دشمن آسمان سے بہت دور اسی زمین پر نا کام رہے۔

۱۰...... ''فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (مائدہ:۱۱۷)'' قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجواب سوال الٰہی عرض کریں گے کہ جب تو نے مجھے پوری طور سے اپنے (آسمان کی) طرف اٹھالیا تو ان کا نگران تو ہی رہا۔ اس میں پہلی دفعہ کے زمانہ تبلیغ کے بعد جب آپ آسمان پر چلے گئے اور نصاریٰ بگڑ گئے تھے کا ذکر ہے۔ دوسری دفعہ کے بعد تو سب باایمان ہوں گے۔ پس یہاں کا سوال ہوگا نہ اس کا یہ جواب ہے۔

۱۱...... ''ولنجعله آیة للناس (مریم:۲۱)'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہونے میں نیز آسمان پر جانے اور پھر وہاں سے اتر کر آنے میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرح خدا کی قدرت کا ایک نشان ہیں۔ تمام لوگوں کے لئے دیکھو نمبر ۱۳۔

۱۲...... ''وجعلنی مبارکاً اینما کنت (مریم:۳۱)'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں کہیں بھی رہیں گے (زمین یا آسمان پر) اللہ نے ان کو بابرکت (خیر کثیر والا اور علو یعنی بلندی والا) بنایا ہے۔

۱۳...... ''وجعلناه مثلاً لبنی اسرائیل (زخرف:۵۹)'' اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نشان (بے باپ سے پیدا ہونے آسمان پر جانے میں) بنایا ہے۔

۱۴...... ''وانہ لعلم للساعۃ (زخرف:۶۱)'' عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرب قیامت کی علامت ہے۔

۱۵...... ''لیظھرہ علی الدین کلہ'' (سورہ توبہ۳۳ و فتح ۲۸ وصف ۹) اللہ اسلام کو کل دینوں پر غالب کرے گا۔ یہ غلبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ پس اللہ کے اس وعدہ کا پورا ہونا ابھی باقی ہے۔

از احادیث

(۱) ۱۶...... ''قال علیہ السلام واللہ لینزلن ابن مریم حکما...... الخ (مشکوٰۃ ص۴۷۱ بحوالہ صحیح مسلم)'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم عیسیٰ ابن مریم حاکم ہوکر ضرور ضرور اتریں گے۔ صلیب توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے...... الخ۔

(۲) ۱۷...... ''من السماء (کنز العمال ج۷ ص۲۶۸)'' حضرت نے فرمایا کہ آسمان سے اتریں گے۔

(۳) ۱۸...... ''الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ ص۴۸۰)'' حضرت نے فرمایا کہ (آسمان سے) زمین پر اتریں گے پھر نکاح کریں گے ان کے اولاد ہوگی ۴۵ سال رہیں گے۔ اس کے بعد مریں گے اور میری قبر کے پاس (میرے روضہ میں) دفن ہوں گے۔ ابوداؤد و مسند احمد میں مسلمانوں کا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا بھی آیا ہے۔

(۴) ۱۹...... ''ینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق (الیٰ) فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ (مشکوٰۃ ص۴۷۵ بحوالہ مسلم)'' حضرت نے فرمایا کہ دمشق کے پورب والے منارہ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے سہارے اتریں گے پھر دجال کو تلاش کر کے باب لد پر قتل کر ڈالیں گے۔

(۵) ۲۰...... ''قال والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا...... الخ (صحیح مسلم ص۴۰۸ ج۱)'' حضرت نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ضرور ضرور عیسیٰ ابن مریم مقام فج الروحاء سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھ کر تلبیہ پکاریں گے۔

(۶)۲۱...... "لیاتین قبری حتی یسلم علی ولا ردن علیه (مستدرک حاکم ص۹۵)" حضرت نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ مدینہ آکر میری قبر پر سلام کریں گے اور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔

(۷)۲۲...... "ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (تفسیر ابن جریر ص۱۸۳)" حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے ہیں اور بے شک وہ قیامت سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔

(۸)۲۳...... "ان عیسیٰ یاتی علیه الفناء (ابن جریر ج۳ ص۱۰۰،۱۰۱)" حضرت نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا (موت) بھی آئندہ زمانہ میں آئے گی۔

مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری کے ساتھ مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

مرزا قادیانی نے مولانا امرتسری کے مواخذات سے تنگ آکر اپنی زندگی میں ایک اشتہار آخری فیصلہ کا شائع کیا تھا وہ بالا اختصار درج ذیل ہے: "بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب۔

السلام علی من اتبع الهدیٰ!

مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے۔ (مختصرا)

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود۔ عافاہ اللہ واید

مرقومہ ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

نتیجہ

مرزا قادیانی کی دعا قبول ہوگئی اور آپ اس دنیا سے ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء میں کوچ کر گئے اور مولانا امرتسری اب تک زندہ ہیں۔ متعنا الله بطول حیوته

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

نزول مسیح اور مسئلہ ختم نبوت پر دلکش بحث

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۳)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي ونسلم علی رسوله الكريم!

پرستاران پیر" قادیان" کی پرفتن چالوں سے ہوشیار

مسلمانو! تم سمجھے تمہارے یہ دوست نما دشمن تم سے کیا چاہتے ہیں؟ یہ تمہاری سب سے بڑی قوت پر شبخون مارنا چاہتے ہیں اور وہ قوت .... تمہاری قوت ایمان ہے۔ یہ تمہاری جان سے بھی عزیز تر متاع تاراج کیا چاہتے ہیں اور وہ انمول متاع تمہارا سچا جوش دین پرستی ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں تمہارا یقین شک سے بدل جائے اور تمہارا ایمان الحاد سے، یہ لوگ چاہتے ہیں تمہارے دلوں سے دین کا احترام اٹھ جائے اور اس کی جگہ تمسخر واستہزاء لے لے۔

تم نے ان کی کتابیں پڑھی ہیں؟ نہیں پڑھی ہیں تو اب پڑھو اور دیکھو کر ان کے گرو گھنٹال مرزا غلام احمد قادیانی نے کس کس طرح توحید رسالت نبوت اور امامت کی خاک اڑائی ہے۔ کہیں خدا بنے (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ایضا) اور کہیں خدا کے بیٹے (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)۔ کہیں آدم بنے ہیں (ازالہ اوہام ص ۶۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵) اور کہیں نوح (انجام آتھم ص ۶۱، خزائن ج ۱۱ ص ۶۱)۔ کہیں یعقوب بنے ہیں (براہین احمدیہ ص ۱۰۲، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳) اور کہیں موسیٰ، کہیں ابراہیم خلیل بنے ہیں اور کہیں محمد مجتبیٰ (تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)۔ (اللهم صل عليهم وعلى جميع انبيائك ورسولك وبارك وسلم)

مرزا قادیانی ذات کے مثل ہیں مگر بنے مسیح موعود بھی ہیں اور مہدی منتظر بھی! کلمۃ الله سیدنا عیسیٰ علیه السلام بن مریم (علی نبینا وعلیهما الصلوٰۃ والسلام) کی حیات آسمانی کو ایک "ڈھکوسلا" اور ان کے رفع جسمانی کو ایک افتراء بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہودیوں نے انہیں سولی پر ضرور چڑھایا اور بالآخر وہ کشمیر آ کر مر گئے۔ کبرت کلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا۔

یہود بھی ایک حد تک مرزا قادیانی کے ہم نوا ہیں۔ مگر قرآن حکیم نے مرزا قادیانی اور یہود دونوں کی تکذیب کی ہے اور فرمایا ہے: وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما (نساء)

آیۃ من آیات اللہ الباھرہ وحجۃ من حجۃ البالغۃ حضرت شاہ ولی اللہ ترجمہ میں فرماتے ہیں: وبسبب گفتن ایشان ھر آئینہ ما کشتیم مسیح عیسیٰ پسر مریم راکہ فی الواقع پیغامبر خدا بودونہ کشتہ انداورا نبر دارنہ کردہ انداورا ولیکن مشتبہ شد بر ایشان، وھر آئینہ کسانیکہ اختلاف دارند درباب عیسیٰ درشك انداز حال او ونیست ایشان را بآں یقینے لیکن پیروی ظن میکنند، وبیقین نہ کشتہ اند اور ابلکہ برداشت خدائے تعالیٰ اورا بسوئے خود وھست خدا غالب واستوارکار۔"

حضرت شاہ عبدالقادرؒ اس آیت کریمہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: "اور اس کہنے پر کہ ہم نے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور نہ اس کو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا۔ ولیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر، مگر اٹکل پر چلنا اور اس کو مارا نہیں بے شک۔ بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا۔"

اللہ اللہ! جس گرامی قدر پیغامبر کا طغرائے امتیاز "بکلمۃ[۱] منہ" اور "وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین" قرار پائے۔ جس اولوالعزم نبی کے پرچم نبوت پر "ویکلم[۲] الناس فی المھد وکھلاً ومن الصالحین لہرائے۔ جس صاحب شریعت وکتاب رسول کی شان اللہ تعالیٰ اور "بل[۳] رفعہ اللہ الیہ" اور "ورافعك[۴] الیّ" فرما کر جتائے۔ اللہ تعالیٰ کے جس "مقرب فرشتے" کے بیان حال میں جناب سرور انبیاء وفخر رسل (فداہ امی وامی) کی زبان مبارک پر محبت سے کلمہ اخی (میرا بھائی) آئے۔ اس کی بارگاہ میں یہ گستاخیاں؟ تکاد[۵]

---

۱ سورہ ال عمران، پوری آیت کا ترجمہ یوں ہے: جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح مریم کا بیٹا مرتبے والا دنیا میں اور آخرت میں اور نزدیک والوں میں۔

۲ ﴿اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب ماں کی گود میں ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے۔﴾

۳ بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف۔

۴ اور اٹھا لوں گا اپنی طرف

۵ ابھی آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر

السمٰوت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هداً(مریم)

''میرزااے قادیان'' کی گستاخ طرازیوں کے نمونے دیکھو، نقل کرتے قلم کانپتا ہے۔ کہتا ہے۔

اینك منم كه حسب بشارات آمدم
عیسیٰ كجاست تا به نهد پا به منبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

وہ میں ہوں جس کی آمد کی بشارتیں نبیوں نے دیں۔ عیسیٰ کی کیا مجال جو میرے ممبر پر قدم دھر سکے۔

پھر فرماتے ہیں۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''تم کہتے ہو مسیح کلمة الله ہے۔ ہم کہتے ہیں ہمیں خدا نے اس سے بھی زیادہ درجہ دیا۔'' (اخبار بدر ۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو جو کام میں کرسکتا ہوں وہ نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوا ہے وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲) اک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲) آگے چل کر فرماتے ہیں: ''وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اترا تھا وہی میرے دل پر اترا ہے مگر اپنی تجلی میں اس سے زیادہ۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۸۶)

یہ ''مشتے نمونہ از خروارے'' ہے۔ ڈھونڈھو گے تو مرزا قادیانی کی تصانیف میں مشکل سے کوئی صفحہ اس قسم کی لن ترانیوں سے خالی پاؤ گے۔

مگر دیکھو وہ جو فرمایا ہے اللہ رب العزت نے: ''بل نقذف بالحق علی الباطل فید مغه فاذا هو زاحق (سورۃ الانبیاء)''

حقیقت کس طرح بادل کی گرج، برق کی چمک اور سورج کی تابنا کی کے ساتھ ظاہر ہوئی ہے۔ ''پیر قادیان'' کے حلقہ بگوش آئیں اور دیکھیں۔

حیات ونزول مسیح کو تم اگلوں کا ڈھکوسلا بتاتے ہو اور اس عقیدہ کی خاک اڑاتے ہو، لکھتے ہو: ''اسی عقیدہ حیات مسیح کی وجہ سے سینکڑوں فرزندان توحید اسلام کو خیر باد کہہ کر حلقہ بگوش عیسائیت ہو گئے۔'' مگر دیکھو تمہارے پیر ومرشد کو کس طرح اس سچائی کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

مرزا قادیانی اپنی مایہ ناز کتاب (براہین احمدیہ ص۴۹۸،۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳ حاشیہ)

میں لکھتے ہیں: ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین كله '' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔''

آگے چل کر مرزا قادیانی توضیح مزید فرماتے ہیں: ''وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔''

(براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱ حاشیہ)

قارئین کرام! یہ عبارتیں اپنا مدعا بتانے میں کتنی روشن ہیں! کھلا کھلا اعتراف ہے کہ یہ آیت ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین كله (سورہ صف)'' حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے باب میں ہے: جو گو ابھی نہیں آئے ہیں مگر آئیں گے اور جب آئیں گے تب اسلام سارے عالم میں پھیل جائے گا اور تمام دوسری ملتوں پر اسے پورا پورا غلبہ حاصل ہوگا، تمام دوسری ملتیں ان کے ہاتھوں مٹا دی جائیں گی اور اسلام زندگی پائے گا۔ یہ ربانی پیش گوئی پوری ہوگی اور اس کی تکمیل کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

اس دوبارہ تشریف لانے کے سوا اس کے اور کیا معنی ہوسکتے ہیں کہ آنے والے اللہ کے وہی نبی ہیں جو ایک بار آچکے ہیں اور یہ ایک بار آچکنے والا نبی عیسیٰ بن مریم بنت عمران ہے اللہ کا یہی نبی بعینہ دوبارہ آنے والا ہے اور جب ایسا ہے تو کیا یہ بالکل ظاہر نہیں کہ گو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے۔ مگر وہ ابھی زندہ ہے؟ (صلی اللہ علیہ وعلی امه الطاهرة المطهرة العذراء)

جب کہا جائے کہ لارڈ ولنگڈن دوبارہ ہندوستان آئے ہیں تو اس جملہ کے سوا اس کے اور کیا معنے ہوسکتے ہیں کہ یہ وہی شخص ہے جو اس سے پیشتر ایک بار ہندوستان آچکا ہے؟ گویا ہندوستان سے دور تھا مگر زندہ تھا اب نائب السلطنت کے منصب پر فائز ہوکر دوبارہ ہندوستان آیا ہے۔

پھر مرزا قادیانی کا ٹکڑا ابھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام...... دنیا پر اتر آئیں گے۔ کس قدر صاف ہے؟

مرزا قادیانی کی ایک اور روشن تر عبارت سنئے، فرماتے ہیں۔ ’’صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔‘‘ (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام ص۸۱، خزائن ج۳ ص۱۴۲)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ’’دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشینگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی سو اس طرح مجھے دو بیماریاں ہیں۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ ج۸ ص۴۴۵) (مراق اور سلسل البول) سبحان اللہ! اسی طرح (ایام الصلح (اردو) ص۱۳۶، خزائن ج۱۴ ص۳۸۱) پر مرزا قادیانی کہتے ہیں: ’’اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہوجائیں گے اور راست بازی ترقی کرے گی۔‘‘

مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا کس صفائی کے ساتھ اعتراف فرما رہے ہیں! اس بات کا بھی کس زور کے ساتھ اعلان کر رہے ہیں کہ جب حضرت مسیح آئیں گے اسلام سارے عالم میں پھیل جائے گا۔ تمام دوسرے ادیان فنا ہوجائیں گے۔ ایک ہی دین باقی رہے گا اور وہ دین اسلام ہوگا۔ ہمیں اس رسالہ میں براہ راست تو مرزا قادیانی کے اعتراف حیات مسیح اور نزول مسیح علیہ السلام سے سروکار ہے مگر تبعاً قارئین کرام کے پیش نگاہ تین باتیں اور رکھ دینی چاہتا ہوں۔

ا...... غور فرمائیے مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ یہ آیت ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله'' جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشین گوئی ہے۔ کیا معنے رکھتا ہے؟ کیا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ اب جو مسیح علیہ السلام آئیں گے وہ مادی قوتوں سے بھی مسلح ہوں گے اور اتنے قوت دست ہوں گے کہ عالم کی سیاست کا رخ پھیر دیں گے؟ اگر یہ معنے ہیں' اور یقیناً یہی معنے ہیں۔ ورنہ جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر والا ٹکڑا یکسر لغو ہوا جاتا ہے تو کوئی بتائے کہ مرزا قادیانی کو مادی قوتوں سے کیا بہرہ ملا تھا؟ کسی حکومت کے عنان نظم ونسق کے مالک تھے؟ سیاسیات عالم پر انہوں نے کوئی دباؤ ڈالا؟

قربان جائیے اس سچے نبی کے جس نے مسیح موعود کا ایک روشن اور تابناک نشان یہ بتایا کہ وہ جب آئے گا حاکم عدل گستر ہو کر آئے گا۔ وہ جب آئے گا قتل وخون ریزی روک دے گا۔ وہ جب آئے گا صلیب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ وہ جب آئے گا دنیا امن وآشتی سے بھر جائے گی۔ اس لئے بغض وعداوت کینہ اور میل سے پاک ہو جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

کوئی پوچھئے مرزا سے قادیان کے عہد میں یہ باتیں پوری ہوگئیں؟ دنیا، ناشاد دنیا، کشتہ بیدار دنیا، عدل وداد سے بھر گئی؟ دنیا بنی آدم کے خون ناروا سے غم ناک دنیا، صلح وآشتی کے جاں پرور، نغموں سے معمور ہوگئی؟ پرستاران صلیب نے توحید ربانی کے آگے سر ہائے نیاز خم کر دیئے؟ بنی آدم نے مدت کے ٹوٹے ہوئے رشتے جوڑ لئے۔

ایسا نہیں ہوا، ہاں نہیں ہوا۔ تو پھر اس مسیح قادیان کو کیا کہیئے؟

ب...... مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں اسلام کو ''تمام ملل باطلہ'' پر پورا پورا غلبہ حاصل ہوگا اور یہ دین الٰہی سارے عالم میں پھیل جائے گا۔

کوئی پوچھے ''ملل باطلہ'' فنا ہوگئیں؟ اسلام نے ان تمام ملل پر غلبہ پا کے ان کو مٹا دیا؟

ایسا اب تک نہیں ہوا، ہاں نہیں ہوا، تو پھر اس مسیح قادیان کو کیا کہیئے؟

ج...... حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تب وہ دو زرد چادریں لپیٹے ہوں گے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث نبوی میری ہی شان میں ہے۔ سوال پیدا ہوا یہ کیونکر؟ فرمایا ایک چادر میرا عارضہ مراق ہے دوسرا میرا مرض سلسل بول!! سبحان اللہ، وہ مسیح موعود جو سارے عالم کو امن وآشتی اور عدل وداد سے معمور کر دینے کے لئے آسمان سے نزول اجلال فرمائے گا مراقی ہوگا اور جتلائے عارضہ سلسل بول!! وہ مہدی منتظر جس کے ظہور کے

ساتھ فضائے آسمانی گلبانگ اذان سے گونج اٹھے گی۔ اسلام زندگی پائے گا اور ملل باطلہ ہلاکت کا جام پیشین گوئی، مراقی ہوگا اور گرفتار عارضہ سلسل بول!! سبحان اللہ سبحان اللہ، کتنی بلند ہوگی شان اس مسیح کی اور کتنا عالی ہوگا رتبہ اس مہدی کا جن کا طرّۂ امتیاز ہوگا مراق اور جن کی جلو میں ہوگا عارضہ سلسل بول!!

دوستو! پہچانا آپ نے مسیح قادیان کو؟ یہ مراقی بھی ہے اور سلسل بولی بھی! مگر داد دیجئے ان کی حق گوئی کی۔

کوئی پوچھے کہ حضرت یہ مسیح علیہ السلام کی پیلی چادریں مراق اور عارضہ سلسل بول کیونکر ہوگئیں؟ کیا ہمارے نبی کو جو افصح العرب والعجم ﷺ مراق اور عارضہ سلسل بول سمجھانے کے لئے کوئی دوسرا لفظ نہ مل سکا؟ اس چیستاں گوئی سے تو ایک نوع کا عجز اور قصور ظاہر ہوتا ہے جس سے افصح العرب والعجم سید المرسلین خاتم النّبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی شان گرامی بہت ہی ارفع ہے۔

قارئین یہ ایک نمونہ ہے اس ''مسیح قادیان'' کی صدہا تحریفات لایعنی کا! انجمن کا فیصلہ ہے کہ اس شخص کی تحریفات پر بھی ایک مختصر سا رسالہ شائع ہو، اور وہ بہت جلد انشاء اللہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ خیر اب آیئے اصل مضمون کی جانب آیئے۔

دیکھا آپ نے! چاند پر خاک نہیں ڈالی جاسکتی۔ مرزا قادیانی کے قلم سے بھی سچی بات نکل ہی گئی۔ مان لینا پڑا کہ جناب مسیح علیہ السلام پورے جلال کے ساتھ آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے اور یہ وہی مسیح ہوں گے جو اس سے پیشتر ایک بار دنیا میں تشریف لا چکے ہوں گے اور اب جو آئیں گے یہ ان کا دوبارہ آنا ہوگا۔

ہاں! مرزا قادیانی کے مرید گھبرا کے یہ نہ کہہ دیں کہ ''ہاں صاحب نبی ہونے سے پہلے مرزا قادیانی بھی عام مسلمانوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ایسے ہی مشرکانہ عقائد رکھتے تھے مگر جب خلعت نبوت سے نوازے گئے، تب ان عقائد کا مشرکانہ ہونا ان پر روشن ہوگیا اور وہ ان سے تائب ہوگئے۔'' مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول اجلال فرمانا اور ان کا اس دنیا میں دوبارہ تشریف لے آنا اپنی ایسی تصانیف میں لکھا ہے جو ان کے زمانہ نبوت کے ہیں اور جو انہوں نے بایمائے الٰہی تصنیف فرمائی ہیں۔ مثلاً براہین احمدیہ مرزا قادیانی کی یہ تصنیف گرامی ہے، جو مرزا قادیانی نے مامور ہو کر لکھی اور جب لکھ چکے، تو آنحضرت ﷺ سے اس

پر مہر قبول کرائی! مرزا قادیانی نے جو کچھ اپنی اس کتاب میں لکھا ہے آنحضرت ﷺ نے اسے بنگاہ قبول دیکھا ہے۔

یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو کتاب مرزا قادیانی نے بایمائے الٰہی لکھی ہو اس میں ایسے ''مشرکانہ عقائد'' رہ جائیں اور ادھر سے تنبیہ نہ ہو۔ کیونکر باور کرلیا جائے کہ جس کتاب کو آنحضرت ﷺ نے ملاحظہ فرما کر سند قبول عطا کی ہو، اس میں ایسے عامیانہ و مشرکانہ عقائد بھی موجود ہیں۔ ایام الصلح کی نسبت بھی کوئی قادیانی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عہد نبوت مرزا سے پہلے کی تصنیف ہے۔

ہاں! کوئی مرزائی بوکھلاہٹ میں یہ بھی نہ چلا اٹھے کہ یہ ''عقائد اب منسوخ'' ہیں ورنہ فضیلت مآبی کی ساری شیخی کرکری کردی جائے گی۔ عقائد میں اور نسخ؟

مگر قارئین کرام! ''پیر قادیان'' کے ان پرستاروں کا کیا ٹھکانا ہے؟ ان کے پیر جناب مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کی زرد چادروں سے مراد اپنا مراق اور عارضہ سلسل بول لیتے ہیں اور ان کے ''نبوت زدہ'' مرید ''سچ فرمایا حضور نے'' ''حق فرمایا حضور نے'' اور ''کیا خوب فرمایا حضور نے'' کے شور سے اک دنیا سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ ان کے مرید اگر ''آسمان'' سے مراد ''زمین کوئے جاناں'' یا کوروہ قادیان کے گھور مراد لے لیں تو آپ ان کا کیا بگاڑ لیں گے؟ ''دوبارہ'' سے ''باراولین'' عدل وڈا'' سے ''ظلم وجور'' ''غلبہ وظہور'' سے ''ہزیمت وضعف'' ''کسر صلیب'' سے ''فروغ صلیب پرستی'' وغیرہ وغیرہ مراد لے لیں تو کون ان کا منہ بند کرے گا؟

قارئین کرام! ''عقیدہ حیات مسیح'' کی نسبت لفظ ''مشرکانہ'' سنکر حیرت میں ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضرات قادیانیین شرک سے متنفر دیکھ کر ان کو یہ جل دیا کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کو زندہ مان کر تم اللہ تعالیٰ کی صفت ''حی'' میں ان کو شریک کرتے ہو۔ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔

سبحان اللہ! کیسا دجل ہے!! مرزا کو نبی اور رسول ماننے والو مسلمان اب ایسے بھی سادہ مزاج نہیں کہ تمہارا یہ فریب ان پر چل جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسلمان آسمان پر اب تک زندہ ضرور مانتے ہیں۔ مگر ان کو ''زندہ جاوید'' یا ''حی لایموت'' نہیں جانتے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اک دن موت کا جام پینا پڑے گا۔ فرمائیے اب بھی مسلمان مشرک ہی رہے؟

قارئین! انتظار کریں، انجمن انشاء اللہ حیات مسیح علیہ السلام پر بھی ایک مستقل رسالہ بہت جلد شائع کرے گی۔ جس میں قادیانی دجل وفریب اور جعل وتحریف کی پردہ دری اچھی طرح کردی جائے گی۔

ختم نبوت

یہ بے چارگان علم وعقل مسلمانوں کو الزام دیتے پھرتے ہیں کہ حیات مسیح کا عقیدہ ان کو مشرک بنائے دے رہا ہے۔ ملت بیضاء بدنام ہوئی جارہی ہے۔ ''فرزندان توحید'' اس سے بیزار ہوتے جارہے ہیں۔ مگر نہیں دیکھتے کہ ان کے پیرومرشد نے خود ہی اس ملت کی خاک اڑانے میں کیا کسر اٹھا رکھی ہے؟ ختم نبوت کا انکار اور ایک مستقل اور دارائے شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر کے انہوں نے اپنی پندار میں، اب اس گھر میں باقی ہی کیا رکھا ہے جس کے لٹنے پر ماتم کیا جائے؟ یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

قارئین انتظار کریں انجمن ایک مفید رسالہ اس مسئلہ پر بھی عنقریب شائع کرے گی مگر مختصر طور پر یہاں بھی اس حقیقت سے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔

یہ ہمارا ایمان ہے۔نہیں۔ یہ غیر متزلزل اور ناقابل ریب ایمان رہا ہے ہر سچے مسلمان کا خیر القرون قرن نبوت سے لے کر آج تک کہ آسمانی صحیفوں میں قرآن سب سے آخری صحیفہ ہے۔ کسی مسلمان نے ایک دقیقہ کے لئے بھی اس میں کبھی شک نہیں کیا اور کتب سماویہ میں قرآن سب سے آخری کتاب کیوں قرار پایا؟ اس لئے کہ یہی وہ کتاب مبین ہے جو تمام اگلی کتابوں کی صداقتوں اور سچی تعلیموں کی امانت اپنے اندر رکھتا ہے۔ فرمایا: ''وانزلنا الیک الکتٰب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ من الکتٰب ومھیمنا علیہ (مائدہ:۷)'' ﴿اور ہم نے اے محمد تیری طرف سچائی کے ساتھ یہ کتاب اتاری جو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرتی اور اس پر شاہد وحاوی ہے۔﴾ اور فرمایا: ''رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرہ۔ فیھا کتب قیمۃ (بینہ:۲)'' ﴿محمد پیامبر ہے اللہ کی طرف سے، پڑھتا ہے پاک صحیفے، جن میں کتابیں ہیں سچی اور استوار﴾ دین الٰہی کا یہی وہ کامل صحیفہ ہے جس نے بنی نوع انسان کو کسی دوسرے صحیفہ کا محتاج نہیں رکھا، یہی وہ مکمل صحیفہ ہے جس کے ذریعہ دین الٰہی اپنے تمام اصول اور فروع، مناہج مناسک، شرائع وتشکیلات کے اعتبار سے تکمیل کو پہنچ گیا۔ اس نے اعلان کیا۔ ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً'' ﴿آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا' اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔﴾

قرآن...... اس باب میں اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتا۔ یہ بزرگی اس کے حصہ میں آئی۔ اس سے پیشتر ہر آنے والے نے اپنے وقت میں یہی کہا ہے کہ ''اس کے بعد اک اور کلام آئے گا جو رب کی باتیں پوری کرے گا۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے فرمایا: ''میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔'' (استثناء) اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا ہے: ''لیکن وہ 'فارقلیط' (احمدؐ) پاکیزگی کی روح ہے' جسے باپ (خدا) میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور سب باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں تمہیں یاد دلائے گا۔'' (یوحنا ۱۴، ۲۶) ''اور وہ فارقلیط (احمد) آ کر دنیا کو گناہ سے راستی اور عدالت سے قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔...... میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گی تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی' لیکن جو کچھ سنے گی سو کہے گی' میری بزرگی کرے گی۔''

دیکھو ہر ایک نے اپنے کلام ناتمام بتایا اور ایک اور آنے والے کا پتہ دیا، مگر بالآخر جب وہ موعود الامم صلی اللہ علیہ وسلم آیا تو اس نے اعلان کیا: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی'' ''رب کی باتیں (دین) آج پوری ہوگئیں اور ساری سچائی کی راہ بتادی گئی۔ قرآن نے اس لئے نہ کسی اپنے بعد میں آنے والے کی نسبت کوئی پیشین گوئی کی نہ کسی نئے کلام کے نزول کی خبر دی نہ کسی نئی شریعت کا منتظر کیا۔ کہ تکمیل کار کے بعد کسی نئے آنے والے کسی نئے کلام کسی نئی شریعت کا موقع کہاں؟

اور جب قرآن آخرین صحیفہ آسمانی قرار پایا اور تکمیل کار کا اعلان ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امام الصحف کی بقائے ابد اور حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے اوپر لے لی۔ فرمایا: ''ان نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (حجر)'' ہم نے اس نصیحت کی کتاب کو اتارا اور بے شبہ ہم ہیں اس کی حفاظت کرنے والے۔

دیکھو آج تمام دوسری آسمانی کتابیں گم ہیں اور جو باقی ہیں ان کی حقیقت جعل وتحریف کی تاریکیوں میں مستور، مگر دیکھو اس نیرنگ آباد عالم کی تیرہ سو پچاس بہاریں دیکھ چکنے کے بعد بھی یہ امام الصحف آج کروڑوں سینوں میں ایک نقشہ کی کمی وبیشی کے بغیر محفوظ ہے۔

اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالٰی نے اس کتاب مبین کی حفاظت کی ذمہ داری نہ صرف لفظ وعبارت کی جہت سے اپنے اوپر لی، بلکہ بیان یعنی معنے کی جہت سے بھی اسے تا ابد محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا اور یہی وہ وعدہ ہے جو اس آیت میں دہرایا گیا۔ ''وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمیدا (حم السجدہ)'' ﴿اور بے شک یہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو غالب ہے۔ باطل نہ اس کے سامنے سے اور اس کے پیچھے سے اس کے پاس آئے گا، ایک حکمت والے اور خوبیوں والے کی طرف سے اترا۔﴾

قرآن غالب ہے، اپنے ہر حریف کو اپنے دلائل کے زور سے ہزیمت دے گا۔ باطل نہ اس کے سامنے سے اس میں راہ پائے گا اور نہ پیچھے سے، نہ لفظ وعبارت کی طرف سے اور نہ حقیقت ومعنی کی جہت سے۔

اور جب یہ نور کا صحیفہ آیا، ہاں وہ صحیفہ جو ''ساری سچائی کی راہ بتانے'' آیا، وہ صحیفہ جو قیامت تک کے لئے نوع انسانی کے رشد وہدایت کا کفیل بن کر آیا۔ وہ صحیفہ جو تمام اگلی آسمانی کتابوں کی صداقتوں اور تعلیموں کی امانت اپنی آغوش میں لے کر آیا، تب اللہ رب العزۃ نے اعلان فرمایا: ''ما کان محمدا ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما (الاحزاب)'' ﴿محمد تم میں سے کسی ایک مرد کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے پیامبر ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے، اور اللہ کے احاطہ علم سے کوئی شے باہر نہیں۔﴾

روئے زمین پر ندا کردی گئی کہ محمد (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) اک ایسا گھرانہ روئے زمین پر آباد کرے گا جو قیامت تک اس کے ایک بڑے حصہ پر قابض رہے گا۔ وہ تم میں سے کسی ایک مرد کا باپ نہیں، اور یہ اس کی شان کے شایاں بھی نہ تھا۔ وہ اللہ کا پیامبر ہے اور اس کی امت کے تمام مرد اس کے بیٹے ہیں، اور وہ اپنے ان بیٹوں پر ان کے صلبی باپوں سے بھی بڑھ کر، اور کہیں بڑھ کر، شفیق اور مہربان ہوگا اور یہ بیٹے اس کے ادب واحترام کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز

رکھیں گے۔ میدان محشر میں محمد (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) اپنا یہ گھرانہ دوسرے گھرانے والوں کو دکھلائے گا اور خوش ہوگا؟ یہ گھرانہ، یہ محمدی گھرانہ قیامت تک آباد رہے گا اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کے سرخیل رہیں گے کہ نبوت ان پر ختم ہو چکی، اور نبوت کا وہ حوض کوثر (قرآن) ان کے حصہ میں آچکا جس سے عرفان الٰہی اور نور ہدایت کے صاف اور شفاف چشمے قیامت تک پھوٹ پھوٹ کر بہتے اور تشنہ کامان محبت کو سیراب کرتے رہیں گے۔

اس گھرانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے یوں روشناس کرایا: ''کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله (العمران)''

﴿(اے پیروان دعوت ایمانی) تم تمام امتوں میں بہتر امت ہو جو لوگوں کی ارشاد و اصلاح کے لئے ظہور میں آئی ہے، تم نیکی کا حکم دینے والے برائی سے روکنے والے اور اللہ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو۔﴾ اسی طرح فرمایا: ''وكذالك جعلنكم امة وسطا لتكونوا شهداء علىٰ الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا (بقره)''

اور (اے پیروان دعوت قرآنی) جس طرح یہ بات ہوئی کہ بیت المقدس کی جگہ خانہ کعبہ، قبلہ قرار پایا اسی طرح یہ بات بھی ہوئی کہ ہم نے تمہیں نیک ترین امت ہونے کا درجہ عطا فرمایا، تاکہ تم تمام انسانوں کے لئے سچائی کی شہادت دینے والے ہو اور تمہارے لئے اللہ کا رسول شہادت دینے والا ہو، یعنی تم اللہ کے رسول سے دعوت حق کا پیغام حاصل کرو اور دنیا کی تمام نسلیں اور قومیں تم سے حاصل کریں۔

غرض قرآن آخر میں صحیفہ آسمانی اور تمام اگلے صحف آسمانی کی صداقتوں اور تعلیموں پر شاہد و حاوی اور قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کی ہدایت سعادت کا کفیل آیا، اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخرین پیامبر اور قیامت تک کے لئے تمام جن و بشر کے رہنما، اور تمام عالم کے لئے رحمت، اور تمام نبیوں کے خاتم و سرور آئے، اور امت محمد یہ آخری امت بہترین امت اور نیک ترین امت آئی۔

اب دیکھو پیر قادیان کس طرح دجل وفریب کا دام بچھاتے ہیں پہلا حملہ وہ قرآن کے آخریں اور مکمل ترین صحیفہ آسمانی ہونے پر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں قرآن کے آچکنے کے بعد بھی رسول و نبی ﷺ اور وحی الہام کی ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت و رسالت کے معنی سوا اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں؟

برادران ملت، اس مقام سے سرسری طور پر نہ گزر جاؤ۔ ٹھہرو اور غور کرو، قرآن نے تصریح فرمائی کہ دین الٰہی مکمل ہوگیا اور سچائی کی ساری باتیں پوری ہوگئیں۔ اب کسی نئے کلام کا انتظار نہ کرو کہ نعمتیں ساری پوری ہوگئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتاب اللہ اور میری سنت پر نظر رکھو کبھی جادۂ حق سے نہ بھٹکو گے کہ باتوں میں سب سے بہتر بات اللہ کی ہے اور راہوں میں سب سے سیدھی اور بے خطر راہ محمد ﷺ کی ہے۔ امت محمدیہ نے اس بات پر اجماع کرلیا۔ مگر مرزا قادیانی نے (حاکم بدہن) قرآن کی تکذیب کی، محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کو غلط ٹھہرایا، امت محمدیہ کا اجماع برسر خطا بتایا، اور نجات اپنے الہامات کے قبول کرنے پر منحصر بتائی۔ ''تکاد السموت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا '' ﴿قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہوجائے اور پہاڑوں کے پرزے اڑ جائیں۔﴾

پھر دیکھو قرآن نے تصریح کی کہ ''محمد اللہ کے رسول ﷺ اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔'' اور اللہ کے پیارے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے بحوائے آیہ کریمہ: ''وما انزلنا علیك الکتب الا لتبین لهم (نحل) '' اور اے محمد یہ کتاب (قرآن) تو ہم نے تجھ پر اس غرض سے اتاری ہے کہ تو انہیں صاف صاف بتا دے۔'' قرآن کی اس آیت کی تفسیر فرمائی اور فرمایا: ''فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون (رواہ مسلم ج۱ ص۱۹۹ فی الفضائل) '' مجھے تمام نبیوں پر چھ باتوں میں فضیلت عطاء ہوئی۔

۱...... مجھے جوامع الکلم عطا ہوئے یعنی مجھے چھوٹے چھوٹے جملوں میں حکمت و دانائی کے دفتر محفوظ کر دینے کی قدرت عطا ہوئی۔

۲...... ہیبت حق سے میری نصرت کی گئی۔

۳...... مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا۔

۴...... بسیط ارض میرے لئے مسجد بنا دی گئی اور مٹی سے میرے لئے پاکی حاصل کر لینا یعنی ضرورت کے وقت تیمم کر لینا جائز قرار دیا گیا۔

۵...... میں تمام عالم کے لئے پیامبر بنا کر بھیجا گیا اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔

دوسری حدیث میں اللہ کے نبی صلوات اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی: ''ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل نبی بیتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلّا وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة وانا خاتم النّبيين (رواه البخاری ج ۱ ص ۵۰۱) ''''فی کتاب الانبیاء ومسلم فی الفضائل واحمد فی مسنده والنسائی والترمذی وفی بعض الفاظه فکنت انا سددت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل هکذا فی الکنز عن ابن عساکر ''اللہ کے رسول نے ایک تمثیل دی، اور اپنا مقام اگلے انبیاء میں یوں سمجھایا کہ کسی نے ایک ایوان تعمیر کیا۔ زیبائی و جمال میں بلند پایہ' مگر اسکا کوئی ایک گوشہ نا تمام رہا' اور ایک اینٹ اپنی جگہ پر نہ رکھی گئی' لوگوں نے اس محل کو دیکھا' اور اس کی خوبیوں اور رعنائیوں کا اعتراف کیا۔ مگر یہ بھی کہا کہ کاش یہ ایک خشت بھی اپنی جگہ پر رکھ دی گئی ہوتی (تا یہ حیرت خانہ زیبائی و جمال اتمام کو پہنچ گیا ہوتا۔) لو گو یہ خالی جگہ میں نے ہی پر کی اور اب یہ ایوان (نبوت) ہر پہلو سے کامل ہے۔'' لوگو میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں یا یوں فرمایا کہ رسولوں کا سلسلہ مجھ تک پہنچ کر ختم ہو گیا۔'' (اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اپنی جامع میں) امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں' اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے' نسائی اور ترمذی رحمہما اللہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے)

شیخین اور ابن ابی حاتم کی ایک اور روایت میں (نمبر ۳) الا موضع اللبنة فختم بی الانبیاء آیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے: ''ان النبی ﷺ قال انا محمد انا احمد و انا الماحی الذی یمحی الله بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی (رواه البخاری ومسلم) ''فرمایا میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں مٹانے والا ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا میں اکٹھا کرنے والا ہوں، لوگ میرے ہی بعد میدان محشر میں اکٹھے کئے جائیں گے اور میں ہی سب سے اخیر میں آنے والا ہوں وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

(نمبر ۵) ایک اور مقام پر فرمایا: ''دیکھو میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک جھوٹا دعوائے نبوت کرے گا۔ مگر دیکھو واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا کہ مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ (مسلم)''

(نمبر۶) ایک دوسرے مقام پر علی مرتضیٰؓ سے فرمایا: ”علی تمہیں یہ بات خوش نہیں آتی کہ تم میرے ہارون بنو؟ (پھر دیکھو فوراً ہی غلط فہمیوں کا دروازہ قیامت تک کے لئے مسدود فرمادیا۔) فرمایا ہاں مگر تم ہارون علیہ السلام کی طرح نبی نہیں (اور تم نبی کیونکر ہو سکتے تھے۔) نبوۃ تو مجھ پر ختم ہوگئی، میرے بعد اب کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ (مسلم)

نوٹ...... قارئین کرام یہاں ٹھہر جائیں اور غور کریں۔ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوہ طور پر بلائے گئے، ہارون علیہ السلام کو انہوں نے اپنا نائب وخلیفہ بنا کر پیچھے چھوڑا، یہ بھی نبی تھے مگر مستقل اور صاحب شریعت نبی نہ تھے بلکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبع تھے اور ان کے امتی رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کی غیر مستقل نبوت کے سلسلہ کے متعلق بھی فرمادیا کہ اب وہ بھی منقطع ہے۔ میرے بعد اب کوئی غیر مستقل نبی بھی نہ آئے گا۔ (مستقل اور غیر مستقل کا فرق وامتیاز اور یہ اصطلاح پیروان مرزا کی اختراع ہے۔ شریعت میں ہر نبی مستقل ہے۔ میں نے یہ اصلاح انہیں حضرات کے لئے استعمال کی ہے۔ (مؤلف)

پھر ایک اور حدیث میں آیا: ”یا ایها الناس انه لم یبق من النّبوة الّا المبشرات (رواه البخاری ومسلم) “لوگو دیکھو اب نبوت کی باتوں میں سے کوئی بات نہیں رہی۔ ہاں اچھے خواب البتہ باقی ہیں (بخاری ومسلم)۔ ایک اور روایت میں یوں آیا: ”یا ایها الناس انه لم یبق من مبشرات النبوة الا الرؤیا الصالحة یراها المسلم او تریٰ له (رواه مسلم والنسائی وغیرهما) “لوگو! دیکھو نبوت کی خبر نیک دینے والی باتوں میں سے اب کوئی ایک بات بھی باقی نہیں رہی۔ ہاں اچھے سپنے البتہ باقی رہ گئے ہیں، جو مسلمان دیکھیں گے۔ یا دکھائے جائیں گے (مسلم اور نسائی وغیرہما) ایک اور آیت میں آیا دیکھو کیسی روشن بات ہے۔ فرمایا: ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (رواه الترمذی ج۲ ص۵۳ وقال هذا حدیث صحیح وقال ابن کثیر اخرجه احمد ایضاً) ”لوگو اب اس میں شک نہ کرو کہ نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہوگیا پس میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی (روایت کی یہ حدیث امام ترمذیؒ نے اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے اور فرمایا حافظ ابن کثیرؒ نے کہ اس روایت کی تخریج امام احمدؒ نے بھی کی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: ”وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (رواه ابن ماجه فی سننه) “﴿لوگوں میں نبیوں میں آخرین نبی ہوں اور تم آخرین امت۔ (روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے)﴾

ایک روایت اور سنئے۔ عمرؓ ایک بار بارگاہ رسالت میں آئے اور کہا: ''اے اللہ کے پیامبر آج میں اپنے ایک قریظی بھائی سے ملا، انہوں نے توراۃ سے مجھے کچھ حکمت ودانائی کی باتیں لکھ کردی ہیں۔اذن ہوتو پیش کروں۔'' سنتے ہی اللہ کے پیامبر کا چہرہ غصہ میں تمتما اٹھا: فرمایا: ''قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے دست قدرت میں محمدؐ کی جان ہے آج تم میں (اللہ کے نبی) موسیٰ آجائیں اور تم ان کے پیرو بن جاؤ، تو بھی تم گمراہ ہوجاؤ گے۔'' اور پھر فرمایا: ''انکم حظی من الامم و انا حظکم من النّبیین (رواہ احمد فی مسندہ)'' کذا قال السیوطی فی تفسیرہ: ﴿اے عمر! یقین کرو امتوں میں سے یہ امت یعنی تم میرے حصہ میں آئے ہو اور نبیوں میں سے میں تمہارے حصہ میں آیا ہوں۔﴾

قارئین کرام! آپ نے سن لیں تصریحات ''قائد الانبیاء خاتم المرسلین ﷺ کی؟ اب بھی کوئی شبہ آیہ کریمہ: ''ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین'' کے صحیح معنی میں باقی ہے؟ مسلمانوں کے لئے تو دم مارنے کی گنجائش نہیں۔

اللہ اللہ، اس صادق مصدوق کی حقیقت بین نگاہیں بعد کے پرآشوب زمانوں کے فتنے گویا برائی العین دیکھ رہی تھیں۔ ختم نبوت کی حقیقت باہرہ کس کس طرح عریاں و بے نقاب فرمائی ہے۔''صلی اللہ علی نبیہ محمد خاتم الانبیاء وآخر المرسلین الذی لا رسول بعدہ ولا نبی وبارك وسلم''

قارئین کرام! حدیثیں اس باب میں حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں، اور امت محمدیہ کا عہد نبوت سے لے کر آج تک، ہر عہد میں اس بات پر قطعی اجماع رہا ہے کہ نبوت عامہ محمدیہ کے بعد اب نبوۃ ورسالت کا دروازہ بند ہے اور اس کا منکر بلاریب ملحد و بے دین ہے۔

مگر دیکھو مرزا غلام احمد نے کس کس طرح قرآن وحدیث کی تکذیب کی ہے کس کس طرح کی جعل وتحریف کا دام بچھایا ہے، کہیں ظلی و بروزی نبی بنے ہیں' کہیں حقیقت محمدیہ کا ظہور بنے ہیں۔ کہیں خود محمد رسول اللہ ﷺ بنے ہیں۔ کہیں ان سے بھی بڑھ کر ہونے کا دعویٰ ہے اور بالآخر ایک مستقل اور صاحب کتاب وشریعت نبی ورسول ہونے کا اعلان ہوگیا؟

دیکھو پیر قادیان کی الحاد طرازیاں دیکھو۔

آنچہ دادست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام

جس نے نبیوں کو نبوت کے جام عطا کئے' جب میری باری آئی تو اس نے یہ جام (نبوت) لبالب مجھے عطا کیا۔ (ملاحظہ ہو نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

یوں تو نبی بہت سے گزرے ہیں، مگر عرفان الٰہی میں میرا مقام کسی نبی سے پست نہیں۔

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

یقین کرو میں ان (نبیوں) میں سے کسی نبی سے بھی مرتبت میں کم نہیں جھوٹے پر خدا کی لعنت۔ (ملاحظہ ہو نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

ہاں میں کلیم ہوں، میں مسیح موعود ہوں، ہاں میں محمد مجتبیٰ ہوں، ہاں میں احمد مجتبیٰ ہوں۔

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

مرزا قادیانی کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو، دجل وفریب کی انتہا ہے' لکھتے ہیں: ''لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو۔ (اپنی جانب اشارہ ہو رہا ہے۔ مؤلف) تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر' پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے۔ (اپنی جانب اشارہ ہو رہا ہے۔ مؤلف) پھر بھی سیدنا محمد ﷺ خاتم النبیین ہی رہا، کیونکہ یہ محمد ثانی (خود مرزا قادیانی) اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔'' (ملاحظہ ہو ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹) اے غلامان محمد، اے شہنشاہ کونین کے غلامی پر ناز کرنیوالو، اور اے تاجدار مدینہ کے نام پاک پر نقد جاں نچھاور کرنے والو، سنتے ہو، اس مغل زادہ قادیان کا چہرہ، صاحب والضحیٰ کے چہرہ پرنور کا عکس ہے؟ یہ مغل زادہ قادیان صاحب ''دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ '' کی تصویر ہے! ہاں یہ مغل زادہ قادیان محمد ثانی ہے۔

آہ، دور نہیں کہ ساتوں آسمان زمین پر آ رہیں، زمین کا کلیجہ پھٹ جائے، پہاڑ چور چور ہوجائیں۔ مرزا کی عبارتیں نقل کرتے قلم تھراتا ہے۔ مگر حقیقت منصۂ شہود پر کیونکر آئے گی۔

ایک اور عبارت سنو، ارشاد ہوتا ہے: ''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ (دم نہیں مار سکتے۔ مؤلف) کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی، مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلك ازکیٰ لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی' اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی (اس پر سوال پیدا ہوا کہ مرزا قادیانی یہ تو قرآن مجید کی آیتیں ہیں اور تیرہ سو پچاس برس ہوئے کہ خاتم المرسلین محمد رسول ﷺ پر نازل ہوئیں۔ تو مرزا قادیانی جواب میں گوہر فشاں ہوتے ہیں۔ مؤلف) اور کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ (یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔) اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء (تمام مؤلف) امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفا احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی ضرورت نہ رہتی۔''

(اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

اسی مقام پر مرزا قادیانی فٹ نوٹ میں فرماتے ہیں: ''اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا' اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔'' (اربعین نمبر۴، ص۶ خزائن ج۱۷ ص۴۳۵ حاشیہ)

قارئین! اب کیا باقی رہا؟ مرزا قادیانی نبی ہیں، رسول ہیں، دارائے شریعت ہیں، صاحب امت ہیں، ان پر ایمان لے آنا مدار نجات ہے، قرآن کا محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' فرمانا (خاکم بدہن) غلط، رسول اللہ ﷺ کا اپنی نسبت ختم بی النبیون وختم بی الرسل فرمانا (نعوذ باللہ) خطا، امت محمدیہ کا اس معنے میں ختم نبوت کے عقیدہ پر عہد نبوت سے لے کر آج تک اجماع، (نعوذ باللہ من ذالک) ایک گمراہی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی غلط تفسیر فرمائی (معاذ اللہ) خلفائے راشدین

مہدیین، آل بیت رسول، صحابہ کرام، آئمہ دین، علمائے امت، غرض سب نے (عیاذاً باللہ) قرآن غلط سمجھا قرآن کے اسرار اگر کسی پر کھلے تو مرزا قادیانی اور ان کے صحابیوں پر کھلے، ورنہ تیرہ سو پچاس برس تک یہ کتاب ایک چیستان بنی رہی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

قارئین! اب یہ صریح کفر والحاد نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ کھلی کھلی بے دینی اور شریعت محمدیہ کے ساتھ تمسخر نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ مسلمانوں کے خدا، ان کے رسول، ان کے قرآن، ان کے خلفاء ان کے آئمہ اور ان کے علماء کی خاک اڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ فرمائیں ''انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین[1] لا نبی بعدی ولا امۃ بعد امتی[2] انا اخر الانبیاء وانتم آخر الامم[3]''

مرزا غلام قادیانی کہیں نہیں آخریں امت میری امت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں ''رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا'' پر ایمان و عمل نجات کے لئے کافی ٹھہرے۔ مرزا غلام قادیانی کہیں۔ کہیں اس بھروسہ میں نہ رہنا، میری بیعت تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہری ہے۔ جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ نجات کی بھی امید نہ رکھے۔ معاذ اللہ!

مسلمانو، بتاؤ یہ شہنشاہ کونین ﷺ کے خلاف کھلی کھلی بغاوت کا اعلان نہیں تو اور کیا ہے؟

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے	امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے	پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
جس دین کی مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ	خود آج وہ مہمان سرائے فقراء ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں	اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانک خیر الفاتحین وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ

---

[1] اخرجہ احمدؒ فی مسندہ ذکرہ السیوطی فی تفسیرہ۔
[2] اخرجہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ذکرہ الحافظ ابن کثیرؒ
[3] اخرجہ ابن ماجہ فی سننہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

انجمن اشاعت الاسلام بنارس

کا ٹریکٹ نمبر ۴

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین صدقوا وعیدہ ووعدہ اما بعد!

مسلمان بھائیو! مرزا قادیانی نے جن امور میں امت مسلمہ سے تفرد کیا ہے انہیں کئی مجموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مختلف رسالوں (ٹریکٹس) کی صورتوں میں آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ آج ہم آپ کے سامنے ایک ایسا امر پیش کرتے ہیں جو مؤثر اور فیصلہ کن ہے۔ بقولے!

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

اور وہ مرزا قادیانی کا وہ آخری فیصلہ ہے۔ جو بصورت اشتہار اخبار الحکم قادیان ۱۷؍اپریل ۱۹۰۷ء واخبار البدر قادیان ۱۸؍اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا جو درج ذیل ہے۔

اعلام...... اس سے پیشتر کہ ہم اس اشتہار کو نقل کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم وہ تعلق بتائیں جو مرزا قادیانی اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مابین تھا، جس سے آپ کو وہ وجہ معلوم ہو جائے گی جس وجہ سے مرزا قادیانی نے بڑے الحاج وزاری سے اپنی آخری دعا شائع کی۔ (مرزا قادیانی تتمہ حقیقت الوحی ص۳۰، خزائن ج۲۲ ص۴۶۲) میں لکھتے ہیں: ''مولوی ثناء اللہ صاحب دوسرے علماء سے توہین میں بڑھے ہوئے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بہ نسبت دیگر علماء کے مولانا ثناء اللہ صاحب کو اپنا سب سے زیادہ مخالف اور بڑا دشمن سمجھتے تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی مولانا ممدوح کو سب سے زیادہ برائی سے یاد کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (مواہب الرحمن کے ص۱۰۹، خزائن ج۱۹ ص۳۲۹) پر مولانا امرتسری کو دجال کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ ص۳۰۹) پر مولانا امرتسری کی شان میں لکھا۔ ''کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔'' پھر خود ہی جھوٹ کا مردار یوں کھایا کہ (اعجاز احمدی کے ص۲۳، خزائن ج۱۹ ص۱۳۲) پر لکھ مارا۔

''مولوی ثناء اللہ دو دو آنے کے لئے دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے۔'' حالانکہ مولانا امرتسری کے موافقین

ومخالفین سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا یہ بیان محض دروغ بے فروغ ہے۔ صداقت کا اس میں کہیں اتہ پتہ بھی نہیں ہے۔ مولانا امرتسری تو کسی مسجد کے امام بھی نہیں ہیں۔ ان کا گزارہ ان کی وسیع تجارت، اور مختلف مکانوں کے کرایہ کی آمدنی پر ہے۔ نہ مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر۔ اس ایک بات سے ہی مرزا قادیانی کی صداقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ خود ہی (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) پر لکھ گئے ہیں۔

''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں پر بھی اعتبار نہیں رہتا۔'' نیز (تتمہ حقیقت الوحی ص۲۶، خزائن ج۲۲ ص۴۵۹) میں لکھتے ہیں: ''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔''

ایک اور سبب

مولانا ثناء اللہ صاحب سے مخالفت عظیم کا ایک اور بھی سبب ہے۔ وہ یہ ہے کہ مولانا صاحب نے مرزا قادیانی کی ایک پیشین گوئی اپنے عمل سے جھوٹی کر دی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اسے رسالہ (اعجاز احمدی ص۱۱، خزائن ج۱۹ ص۱۱۷، ۱۱۸) میں لکھا تھا: ''اگر یہ (مولانا ثناءاللہ) سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشین گوئی کو جھوٹی ثابت کریں۔'' واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ، قادیان میں تمام پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔''
(اعجاز احمدی ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۱۴۸)

مولانا ثناء اللہ صاحب نے مرزا قادیانی کی اس پیشین گوئی کو یوں جھوٹا ثابت کر دیا کہ آپ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان جا دھمکے اور مرزا قادیانی کو للکارا کہ لو میں آگیا ہوں! میں مجمع میں تمہاری تمام پیشین گوئیوں کی حقیقت ظاہر کروں گا مجھے وقت اور اجازت دو۔ (ناظرین مولانا امرتسری کے پورے خط کو مولانا ممدوح کی کتاب ''تاریخ مرزا'' کے ص۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

(''تاریخ مرزا'' نامی مولانا ثناء اللہ امرتسری کی کتاب احتساب قادیانیت جلد۸ ص۲۹۳ تا ۵۴۲ پر شائع ہو چکی ہے۔ فلحمدللہ! مرتب)

مرزا قادیانی نے جواب میں ایک طویل خط لکھا کہ ''میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ لوگوں سے مباحثات ہرگز نہ کروں گا۔[1] آپ زبانی بولنے کے مجاز نہ ہوں گے۔ صرف ایک سطر یا دو سطر تحریر کر دیں گے۔ آپ اس کو سنا نہ سکیں گے ہم خود پڑھ لیں گے۔ تین گھنٹہ تک میں جواب دوں گا، وغیرہ۔ مولانا امرتسری نے جواب دیا کہ آپ کی شرطیں منظور۔ مگر میں اپنی دو تین سطریں کھڑا ہو کر مجمع میں سناؤں گا اور ہر گھنٹہ پر ۵ منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کروں گا۔ اس کا جواب مرزا قادیانی نے مولوی محمد احسن امروہی کے قلم سے لکھوا کر یہ بھجوا دیا کہ آپ مناظرہ چاہتے ہیں اور مرزا قادیانی خدا سے عہد کر چکے ہیں کہ وہ مناظرہ نہ کریں گے...... الخ۔ اب کیا تھا۔

آغا کو دیکھ کر ساری فارسی بھول گئی۔

بس ہو چکی نماز مصلّے اٹھایئے

مولانا امرتسری یہ مصرع پڑھتے ہوئے قادیان سے واپس چلے آئے۔

ھمہ شوق آمدہ بودم ھمہ حرماں رفتم

مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ کے قادیان پہنچنے کا اقرار (مواہب الرحمٰن کے ص ۱۰۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۲۹) پر کیا ہے لکھتے ہیں: ما کتبنا الی ثناء اللہ امر تسری اذ جاء قادیان وکان ھذا عاشر شوال...... الخ یعنی مولانا ثناء اللہ صاحب دسویں شوال کو قادیان آئے تھے۔ مرزا قادیانی کی جب ایسی ذلتیں ہوئیں تو آخر کو یہ دعا شائع کر دی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

یتسنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ مدت سے آپ کے پرچہ

---

[1] کتاب انجام آتھم کے آخری صفحہ پر جو لکھا ہے عزمنا ان لا نخاطب العلماء ...... الخ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوائے مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں، ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔

اگر میں ایسا ہی کذاب ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتے ہیں اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزاء سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشین گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے یہ فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے

حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔

میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بد زبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت: لا تقف ما لیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے، سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے ہیں تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ، مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ، ۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸، ۵۷۹)

ناظرین! آپ نے مضمون اشتہار ملاحظہ فرمالیا اب آپ منتظر ہوں گے کہ اس کا انجام

معلوم کریں تو سنئے کہ مرزا قادیانی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ر ربیع الآخر ۱۳۲۶ء یوم سہ شنبہ کو ہیضہ کی بیماری میں لاہور میں مر گئے۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا الحمد للہ رب العالمین. لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر، کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا۔

اشتہار مذکور پر انعامی مباحثہ

قدرت الٰہیہ سے جب حق و باطل کا فیصلہ ہو گیا تو قادیانیوں نے، ہاں! ان لوگوں نے جو مرزا قادیانی کو ملہم اور مامور من اللہ کہتے تھے یہ راگ الاپنا شروع کیا کہ ”مرزا قادیانی نے اشتہار مذکور بحکم الٰہی نہیں لکھا نہ اس کی قبولیت کا منجانب اللہ کوئی وعدہ تھا۔“ حتیٰ کہ مرزائیوں نے اس پر مباحثہ کا چیلنج بھی دے دیا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس چیلنج کو قبول کر لیا اور لدھیانہ میں مباحثہ قرار پا گیا۔ یہ وہی لدھیانہ تھا جس کی بابت مرزا قادیانی نے فرمایا تھا کہ: ”حدیث میں باب لد پر دجال کا مقتول ہونا جو مذکور ہے اس لد سے مراد لدھیانہ ہے۔“

(حاشیہ الہدیٰ ص ۹۱، خزائن ج ۱۸ ص ۳۴۱)

دیکھو اس لدھیانہ میں دجال حال کیسا قتل ہوا کہ دلائل مرزائیہ کی گردن توڑ دی گئی اور مبلغ تین سو روپیہ تاوان کے طور پر بھر گئے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ مباحثہ کی شرطیں طے ہوئیں آخری شرط یہ تھی کہ اگر فیصلہ مدعی کے حق میں ہو تو مدعا علیہ مدعی کو تین سو روپیہ کی رقم بطور تاوان یا انعام کے دے گا۔ چنانچہ ۱۷ر اپریل ۱۹۱۲ء کو مباحثہ شروع ہوا۔ ۲۱ر اپریل ۱۹۱۲ء کو بوقت شام سردار بچن سنگھ صاحب گورنمنٹ پلیڈر نے جو مسلم الطرفین ثالث تھے اپنا فیصلہ سنا دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ”مرزا قادیانی کا اشتہار مذکور بحکم خداوندی تھا اور خدا نے یہ دعا قبول فرمائی۔“ مرزائیوں کو حسب اقرار طوعاً و کرہاً مبلغ تین سو روپیہ کی رقم بھرنی پڑی اور مولانا ثناء اللہ صاحب فاتح و منصور، سالم و غانم ہو کر خوش خوش واپس ہوئے اور ہندوستان کے مسلمانوں نے آپ کو فاتح قادیان کا لقب دیا (اس مناظرہ کی تفصیل رسالہ فاتح قادیان میں پڑھو)

(نوٹ: یہ رسالہ ”فاتح قادیان“ احتساب قادیانیت کی جلد ۸ صفحہ ۱۹۹ سے ۲۶۶ پر شائع ہو چکا ہے۔ فلحمدللہ! مرتب)

قابل غور

مسلمانو! ذرا سوچئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حق و باطل کا فیصلہ کردیا۔ پھر مسلمانوں اور مرزائیوں کے مسلم ثالث نے بھی فریقین کی بحثوں کو سن کر فیصلہ کردیا۔ تو اب کونسا حیلہ باقی رہ گیا؟ کونسی حجت باقی رہ گئی کہ اشتہار مذکورہ کو فیصلہ کن قرار نہ دیا جائے؟ لیکن بقول:

مرزائی آں باشد کہ چپ نشود

قادیانی اور لاہوری دونوں پارٹیاں اب تک یہی راگ الاپ رہی ہیں کہ دعائے مذکور بحکم الٰہی نہ تھی اور طرح طرح کے عذر اور بہانے کرتے ہیں اور اپنی زبان سے مولانا امرتسری فاتح قادیان کی شان والا شان میں کلمات ناشائستہ نکالتے ہیں۔ سچ فرمایا ہمارے پیغمبر محمد ﷺ نے اذا لم تستحیی فاصنع ماشئت۔ یعنی جب شرم اٹھ گئی تو جو دل چاہے کرو۔

لاہوری ٹریکٹ

قادیانی تو مرغے کی ایک ٹانگ کی صدا لگا ہی رہے تھے۔ لاہوری پیغامی بھی ان کے ہم نوا ہو گئے اور ایک چورقہ شائع کردیا جس میں بڑا زور اس امر پر دیا گیا ہے کہ ۱۵/اپریل والا اشتہار ایک دعائے مباہلہ تھا (ص۸، مجموعہ اشتہارات ص۵۷۹، ج۳ ملخص) (اس مباہلہ کی حقیقت آگے چل کر ظاہر ہوگی۔) بنارس کی انجمن مرزائیہ نے بھی اس لاہوری چورقہ کو شہر میں تقسیم کیا ہے۔ اس لمبی چوڑی تحریر (جو آٹھ صفحوں میں ختم ہوئی ہے۔) کی جان یا خلاصہ ہم اپنے لفظوں میں نہیں بتاتے بلکہ ٹریکٹ مذکورہ سے نقل کرتے ہیں جو یہ ہے: ”مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہے کہ اشتہار ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء ایک دعائے مباہلہ تھا۔“ (ص۸) اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کردیا۔ اب ہمارا فرض تو اتنا ہی رہ جاتا ہے کہ ہم بدلائل یہ ثابت کردیں کہ دعائے مرزا دعاء مباہلہ نہ تھی۔ لیکن ہم اتنا ہی نہ کریں گے بلکہ ان تمام عذرات کی بدلائل ساطعہ تردید کریں گے۔ جنہیں عام طور سے مرزائیوں کی کل پارٹیاں پیش کرتی ہیں تاکہ عام مسلمانوں کو آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہو جائے کہ مرزا قادیانی کی دعا منجانب اللہ تھی جو قبول ہوئی اور حق و باطل کا فیصلہ ہوگیا اور مرزائیوں کے اعذار یکسر غلط اور باطل ہیں۔ بعون اللہ وصونہ وتوفیقہ وتوقیقہ

اعذار خمسہ

عذر اوّل

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس دعا کو منظور ہی نہیں کیا، چنانچہ اخبار اہلحدیث ۲۶؍اپریل ۱۹۰۷ء میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ: ’’یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔‘‘

جواب(۱)...... اشتہار مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی بحیثیت مظلوم کے دعا کر رہے ہیں ان کے الفاظ ہیں۔ ’’میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا۔‘‘ پس کیا مظلوم کی دعا کی قبولیت کے لئے ظالم کی رضا بھی شرط ہے؟ کیا پیغمبر صادقؐ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بددعاء ابوجہل وغیرہ کے لئے فرمائی تھی۔ اللّٰھم علیک بابی جھل بن ھشام...... الخ سے ابوجہل وغیرہ نے منظور کر لیا تھا؟ کیا موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے حق میں جو بددعاء کی تھی۔ ’’ربنا اطمس علیٰ اموالھم واشدد علیٰ قلوبھم (ھود:۸۸)‘‘ اسے فرعون اور اس کے اتباع نے منظور کر لیا تھا۔ کیا نوح علیہ السلام نے جو دعا مانگی تھی۔ ’’رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (نوح:۲۶)‘‘ اس دعا کے لئے کفار نے منظوری دے دی تھی؟ ہرگز نہیں معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دعا کی قبولیت اس کے دشمن کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتی اور نہ آج تک کوئی اس کا قائل ہوا۔

یہ تیرے زمانہ میں دستور نکلا

۲...... خود مرزا قادیانی نے اپنی دعا مولانا ثناء اللہ صاحب کی منظوری پر موقوف نہیں رکھی، بلکہ اپنے اشتہار میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ: ’’بالآخر مولوی قادیانی سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔‘‘

نیز اشتہار کے اوپر جو قرآن مجید کی آیت لکھی ہے ’’ویستنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق (یونس:۵۳)‘‘ اس سے دعائے مرزا قادیانی کا فیصلہ کن ہونا اور خدا کی طرف سے حق ہونا صاف ظاہر ہے۔ ترجمہ آیت کا یہ ہے ’’لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ آیا یہ بات حق ہے؟ کہہ دے کہ قسم میرے رب کی ضرور ضرور وہ حق ہے۔‘‘ اسی طرح اشتہار کے آخر میں حضرت شعیب والی دعا لکھی ہے۔ ’’ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر

الفاتحین(اعراف:۸۹) ”یہ دعا اہل حق اور اہل باطل میں فیصلہ ہو جانے کے لئے مرزا قادیانی نے تحریر فرمائی تھی پس خدا نے فیصلہ کر دیا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب خواہ منظور کریں یا نہ کریں اور جب مولانا امرتسری (جو مرزا قادیانی کے مدمقابل اور اشد دشمن تھے) کی عدم منظوری کو اس دعا میں مطلق دخل نہیں ہے تو نائب اڈیٹر صاحب کا کچھ لکھ دینا یا حکیم محمد دین امرتسری کا اشتہار شائع کرنا اس فیصلہ الٰہی میں کیا دخل انداز ہو سکتا ہے؟

۳...... اب ہم مرزا قادیانی کی تحریر سے ثابت کر دیتے ہیں کہ دعائے مذکور الہامی تحریک سے کی گئی تھی اور فیصلہ اسی دعا پر موقوف تھا۔ مرزا قادیانی نے اشتہار ۱۵ار اپریل والے کے شائع کرنے کے تقریباً ڈیڑھ مہینہ بعد مولانا ثناء اللہ صاحب کو ایک خط بھجوایا تھا اور اسے اخبار بدر ۱۳ار جون ۱۹۰۷ء میں شائع بھی کرا دیا تھا اس میں مرقوم تھا:

”مشیت ایزدی نے حضرت حجۃ اللہ (مرزا قادیانی) کے قلب میں ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا اور طریق اختیار کیا۔ (ص۲ کالم۱)

معلوم ہوا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کا اپنی عدم منظوری کا اعلان فضول ثابت ہوا۔ ان کی عدم منظوری سے دعائے مرزا منسوخ نہیں ہوئی۔ بلکہ فیصلہ کا یہ جدید طریق قائم و باقی رہا۔

ازالہ شبہ

بعض مرزائیوں نے اس پر یہ شبہ بھی وارد کیا ہے کہ مشیت رضا کو مستلزم نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلیہ کو پیغمبروں سے بھی متعلق ماننا صحیح نہیں۔ مشیت الٰہی جو انبیاء سے متعلق ہوتی ہے وہ اس مشیت کے ہم شکل نہیں ہوتی جس کا تعلق دیگر خلائق سے ہوتا ہے۔ جس طرح انبیاء کے خواب دوسرے لوگوں کے خواب کی مثل نہیں ہوتے پڑھو آیات قرآنیہ ”قل لو شاء الله ما تلوته علیکم (یونس:۱۶) ولو نشاء لاریناکهم (محمد:۳۰) لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله (فتح:۲۷)“

کار پاکاں راقیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر وشیر

دوسرا عذر

اشتہار مذکور میں تو صرف دعا کا ذکر ہے قبولیت دعا کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ پس نہیں کہا جا سکتا کہ دعائے مذکور قبول بھی ہوگئی۔

جواب:۱...... مرزا قادیانی کو بہت پہلے سے یہ الہام ہو چکا ہے: ”اجیب کل دعائك

(تریاق القلوب ص ۳۸، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۰) ’’خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے مرزا میں تیری تمام دعائیں قبول کروں گا۔ ان تمام دعاؤں میں مرزا قادیانی کی یہ دعا بھی داخل ہے جو حسب وعدہ الٰہی مقبول ہوگئی۔

۲...... ریویو آف ریلیجنز ج ۶ بابت مئی ۱۹۰۷ء کے ص ۱۹۲ پر مرقوم ہے:

’’ان (مرزا قادیانی) کے من جانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔‘‘

تو اب مرزائی کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی منجانب اللہ تھے۔ جبکہ ان کی دعائے مذکور بقول مرزائیاں قبول نہیں ہوئی؟ یہ تو اپنے پیغمبر کا صریح انکار ہے۔

۳...... مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار ۵ر نومبر ۱۸۹۹ء میں صاف صاف لکھا ہے کہ: ’’مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں (قرآن مجید میں اس دعا میں لفظ رب نہیں ہے) رب انــــی مغلوب (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵ ص ۴، خزائن ج ۱۵ ص ۵۱۵)

مرزا قادیانی کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے۔ (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۸۶، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۳) چونکہ مرزا قادیانی نے دعا کے موقع پر حضرت نوح علیہ السلام سے اپنی مشابہت لکھی ہے۔ لہٰذا قرآن پاک سے حضرت نوحؑ کی دعا اور اس دعا کی قبولیت اور انجام ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’قال نوح رب انهم عصونی (نوح:۲۱) ولا تزد الظالمین الا ضلالا۔ مما خطیئاتهم اغرقوا فادخلو ناراً۔ فلم یجدولهم من دون الله انصاراه وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (نوح:۲۳،۲۶) ’’یعنی نوح نے (میری جناب میں) عرض کی کہ اے میرے رب ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور (ایسا کر کہ) ان ظالموں کی گمراہی (روز بروز) بڑھتی چلی جائے (تا) اے پروردگار ان کافروں میں سے (کسی متنفس کو بھی زندہ) نہ چھوڑ (کہ) روئے زمین پر بسا ہوا (نظر آئے) اس دعا کا نتیجہ مما خطیئاتهم سے انصارا تک مذکور ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اپنی شرارتوں کی وجہ سے غرق کر دیئے گئے۔ پھر دوزخ میں ڈال دیئے گئے اور خدا کے سوا کوئی مددگار بھی ان کو نہ ملا۔‘‘ اسی طرح حضرت نوح کی دعا انی مغلوب فانتصر۔ قرآن مجید سورہ قمر میں مذکور ہے سورہ ہود اور سورہ مومنون میں انهم مغرقون موجود ہے۔ پس جس طرح نوح علیہ السلامؑ کی دعا قبول ہوگئی۔ مرزا قادیانی کی دعا بھی اسی طرح قبول ہونی چاہئے۔ ورنہ مشابہت

باقی نہیں رہتی۔ واقعہ شہادت دیتا ہے کہ مرزا قادیانی کی دعا قبول ہوگئی وہوالمراد۔

۴...... مرزا قادیانی کی ڈائری جو اخبار بدر ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں مرقوم ہے حضرت مرزا قادیانی نے کہا: ’’ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرح ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔ اجیب دعوۃ الداع صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں (اخبار بدر ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء) یہ عبارت بتارہی ہے کہ مرزا قادیانی نے جو دعا آخری فیصلہ کی صورت میں شائع کی تھی وہ خدا کے وعدہ کے مطابق قبول شدہ تھی۔ لہٰذا دعائے مذکور کی قبولیت میں مطلق شبہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

دفع دخل

بعض مرزائیوں نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ڈائری مذکور ۱۵؍اپریل والے اشتہار سے پہلے کی ہے یعنی ۱۴؍اپریل ۱۹۰۷ء وقت عصر کی ہے۔ لہٰذا یہ ڈائری اس اشتہار کی بابت نہیں ہوسکتی۔ یہ مرزائیوں کا محض مغالطہ اور دفع الوقتی ہے اس لئے کہ ڈائری مذکور اگر واقعی ۱۴؍اپریل کی ہوتی تو ۱۸؍اپریل کے اخبار بدر میں شائع ہوجاتی نہ ۲۵؍اپریل کے اخبار میں، علاوہ ازیں دعا والے اشتہار پر ۱۵؍اپریل کی تاریخ مضمون لکھنے کی تاریخ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مضمون یقیناً سے پیشتر لکھا جاچکا تھا۔ جس پر ڈائری کا فقرہ لکھا گیا شاہد عدل ہے۔ علاوہ بریں ڈائری اور اشتہار دونوں میں دعا کا ہی ذکر ہے اور کسی مضمون میں جو مولانا ثناء اللہ صاحب کے حق میں مرزا قادیانی کے قلم سے پیشتر نکل چکا تھا کسی دعا کا ذکر نہیں ہے۔ پس مطلع بالکل صاف ہے کہ ڈائری اشتہار مذکورہ سے ہی متعلق ہے لاغیر۔

۵...... مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار مذکور میں لکھا ہے کہ ’’میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔‘‘ اور (حقیقت الوحی ص۱۸، خزائن ج۲۲ ص۲۰) پر لکھا ہے کہ: ’’جب ان (مقبولین) کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے اور اس شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا ان کی سنتا ہے اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔‘‘

پس شکل اس کی یوں بنی، مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ صاحب سے بہت دکھ اٹھایا اور دکھیارے کی خدا سن لیتا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی دعا خدا نے سن لی۔ کیسا صاف نتیجہ ہے؟

تیسرا عذر

مرزا قادیانی نے اپنے ۱۵؍اپریل والے اشتہار میں یہ بھی تو لکھا ہے کہ یہ دعا کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشین گوئی نہیں ہے۔ تو اس کی حیثیت ایک درخواست یا استغاثہ کی رہ جاتی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ مرزا قادیانی نے اس دعا کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا ہے؟ (دیکھو اخبار اہلحدیث ۲۶؍اپریل ۱۹۰۷ء)

جواب:۱...... مولانا ثناء اللہ صاحب کا دعائے مذکور کو غیر الہامی لکھ دینا اشتہار مذکورہ کے فقرہ مرقومہ پر ہی مبنی تھا۔ اس لئے کہ مولانا صاحب کا مضمون جو ۲۶؍اپریل کے اہلحدیث میں شائع ہوا یقیناً ۱۹، ۲۰؍اپریل کو لکھا گیا جیسا کہ اخبار شائع کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے اور اس وقت تک ۲۵؍اپریل کا اخبار بدر ان کو نہیں ملا تھا اور نہ مل سکتا تھا جس سے ان کو معلوم ہو جاتا کہ دعا الہامی اور خدا کے وعدہ کے مطابق قبول شدہ ہے کمامر۔

۲...... ہوسکتا ہے کہ مولانا امرتسری نے اپنی مسلمات کی بناء پر دعا کے الہامی ہونے سے انکار کیا ہو۔ لیکن مرزائیوں کی مسلمات اور مرزا قادیانی کی نصوص صریحہ سے تو دعا کا الہامی ہونا ثابت ہے۔

۳...... ہوسکتا ہے کہ خود مرزا قادیانی کو بھی اشتہار کا مضمون لکھتے ہوئے تحریک الٰہی کا علم نہ ہوا ہو اور عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتی۔ جب مرزا قادیانی کو اس دعا کی بابت الہام مل گیا۔ اجیب دعوۃ الداع (بدر ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء) تو انہوں نے فوراً اس الہام کو شائع کر دیا۔

ازالہ شبہ

اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس سے لازم آیا کہ حکم کی تعمیل پہلے ہو اور حکم پیچھے ملے۔'' اس لئے کہ سلسلہ رسالت ونبوت میں ایسی کوئی نظیر موجود نہیں ہے کہ کسی نبی یا مامور نے کس معاملہ الٰہیہ میں از خود ایسی کوئی تحدی اور فیصلہ کی صورت شائع کی ہو جس کی تحریک خدا کی جانب سے نہ ہو۔ قرآن حکیم میں ہے:''**ما کان رسول ان یاتی بآیة الا باذن الله** (الرعد:۳۸)''یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی رسول بغیر تحریک الٰہی کے کوئی بات پیش کرے۔''**ان اتبع الا ما یوحیٰ الی** (یونس:۱۵)''یعنی میں وہی کرتا ہوں جس کی مجھے وحی آتی ہے۔''**وما ینطق عن الهویٰ ان هو الا وحی یوحیٰ** (النجم:۳،۴)''یعنی رسول اپنی خواہش سے بلاوحی کے نہیں بولتا۔ یہ پچھلی آیت مرزا قادیانی کو بھی پہلے ہو چکی تھی (دیکھو اربعین نمبر۲ ص۳۶، خزائن ج۱۷ ص۳۸۵۔ واربعین نمبر۳ ص۳۶ سطر۳، خزائن ج۱۷ ص۴۲۶) علاوہ ازیں خود مرزا قادیانی نے ن(زول المسیح ص۵۶، خزائن ج۱۸ ص۴۳۴) پر لکھا ہے کہ:''میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے

تعلیم دے رہا ہے۔" لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حکم پیچھے ملا اور تعمیل پہلے ہوگئی۔ لانـــه لا یـقـول بذلك الا من سفه نفسه

۴...... ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کو تحریک الٰہی کا بھی علم ہو چکا ہو۔ لیکن انہوں نے اس تحریری معاہدہ کی وجہ سے درج اشتہار نہ کیا ہو جسے ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی عدالت میں ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء کو بایں اقرار لکھا تھا کہ "میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا......الخ" پھر بعد میں اصل حقیقت ظاہر کردی کہ ثناء اللہ کے متعلق رات کو الہام ہوا اجیـــب دعـوة الـداع (بدر ۲۵ر اپریل ۱۹۰۷ء) لیکن یہاں اشتہار ۱۵ر اپریل کا ذکر نہیں کیا۔ صرف فقرہ جو کچھ لکھا گیا اس پر ہی اکتفاء کی......اشتہار مذکور کا فقرہ پیشینگوئی نہیں۔ مرزا قادیانی کی ایک دوسری تصریح کی خلاف ہے۔ مرزا قادیانی نے ڈپٹی آتھم کے لئے جو دعا کی تھی جسے (جنگ مقدس کے ص ۱۸۸، جنگ مقدمہ ۲۰۹، خزائن ج۶ ص ۲۹۱) پر یوں لکھا۔

"میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی ہے۔" اسی دعا کو آگے چل کر پیشینگوئی سے تعبیر کیا اور لکھا۔ "اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔" پس جیسے آتھم کے لئے بددعا پیشین گوئی تھی مولانا ثناء اللہ صاحب کے لئے بھی پیشین گوئی ہے اور نتیجہ کے اعتبار سے بھی واحد ہے۔ ۱۵ر ماہ کی میعاد مقرر میں آتھم بھی نہیں مرا۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مولانا امرتسری بھی نہیں مرے۔ فنعم الوفاق وبذا الاتفاق۔

چوتھا عذر

قادیانی اور لاہوری پارٹی کہتی ہے کہ ۱۵ر اپریل کے اشتہار کی دعا مباہلہ ہے۔ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو کتاب انجام آتھم میں بشمول دیگر علماء دعوت مباہلہ دی تھی اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود بھی اس کو مباہلہ تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مرقع قادیانی ماہ جون ۱۹۰۸ء کے ص ۱۸ پر لکھتے ہیں۔ قادیانی کرشن نے ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا۔" چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مقابل میں نہ دعا کی نہ مرزا قادیانی کی دعا پر آمین کہی بلکہ انکار کردیا۔ اس لئے مباہلہ منعقد نہیں ہوا۔ کیونکہ مباہلہ جانبین سے ہوتا ہے۔

جواب:۱...... اشتہار مذکور ایک بار پھر پڑھ جائیے۔ سارے اشتہار میں کہیں بھی مباہلہ کا لفظ نہیں آیا ہے۔

۲...... پرچہ مرقع قادیانی میں مولانا امرتسری نے آگے چل کر یوں لکھا ہے۔ مرزا قادیانی کو میرے حق میں دعا کئے ہوئے۔ (جس کو وہ اور ان کے دام افتادہ مباہلہ کے نام سے موسوم کرتے

ہیں) آج ایک سال سے کچھ زیادہ گزر چکے ہیں۔ (ص۱۹)

معلوم ہوا کہ دعائے مرزا کو مرزائی لوگ اور خود مرزا قادیانی مباہلہ سے تعبیر کرتے تھے نہ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب، جیسا کہ اگلے پیراگراف میں ثابت کیا جاتا ہے۔ بعون اللہ وفضلہ

۳...... مباہلہ بروزن مفاعلہ ہے جو ایک جانب سے بھی ہوتا ہے جیسے عاقبت اللص (میں نے چور کو سزادی) مشہور مثال ہے۔ اسی بناء پر خود مرزا قادیانی نے کئی یک طرفہ دعاؤں کو مباہلہ سے تعبیر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

الف...... مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری نے مرزا قادیانی کے حق میں دعا کی تھی کہ ''یا مالک الملک! مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبۃ النصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت قرآنی کی بناء فقطع دابر القوم الذین (فتح رحمانی ص۲۶،۲۰) اس دعا کو مرزا قادیانی نے مباہلہ سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ (حقیقت الوحی ص۲۲۸، خزائن ج۲۲ص۲۳۶)

''مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھے مباہلہ کیا...... الخ۔''

ب...... اسی طرح مرزا قادیانی نے مولانا صاحب نے مولانا محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی کے لئے دعا کی جیسا کہ اپنے اشتہار مورخہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں لکھتے ہیں:

''میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔'' پھر اسی یکطرفہ دعا کو مرزا قادیانی نے مباہلہ بھی کہہ دیا چنانچہ راز حقیقت میں لکھتے ہیں:

''اس اشتہار کے نتیجہ کے منتظر ہیں کہ جو ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے۔'' (راز حقیقت ص۱، خزائن ج۱۴ص۱۵۳)

۴...... عذر اوّل کے جواب میں مرزا قادیانی کا ایک خط بنام مولانا ثناء اللہ صاحب اخبار بدر سے نقل کیا گیا ہے اسی خط میں آگے یہ عبارت بھی مرقوم ہے:

''حضرت حجۃ اللہ (مرزا قادیانی) کے قلب میں ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا' اس واسطے مباہلہ کے ساتھ جو اور شروط تھے وہ سب کے سب بوجہ ناقرار پائے مباہلہ کے منسوخ ہوئے۔'' (اخبار بدر ۱۳ر جون ۱۹۰۷ء)

لیجئے کتاب انجام آتھم میں جو مباہلہ تحریر تھا وہ منسوخ ہوگیا صرف دعا باقی رہ گئی۔

۵...... اسی اخبار بدر میں سوا دو ماہ کے بعد پھر ایک مضمون شائع ہوا۔ جو فیصلہ کن ہے۔ وھو ھذا۔

''حضرت اقدس مسیح موعود نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان کا ایک اشتہار دے دیا جس میں محض دعا کے طور سے خدا فیصلہ چاہا گیا ہے نہ کہ مباہلہ کیا گیا ہے۔'' (اخبار بدر ۲۲؍ اگست ۰۷ء ص ۸ کالم اوّل، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۶)

۶...... اس وجہ سے خلیفہ محمود نے اپنی خلافت کے بعد تشحیذ الاذہان میں صاف صاف لکھ دیا۔ اس دعا کو جو حضرت صاحب نے شائع کی تھی مباہلہ قرار دینا افترا نہیں تو اور کیا ہے؟

اب کہاں ہیں لاہوری ٹریکٹ نویس! مرقومہ بالا تحریروں کو آنکھیں کھول کر پڑھیں۔

نوٹ: ٹریکٹ مذکور کے ص ۸ پر ایک نوٹ دیا گیا ہے کہ:

''مولوی ثناء اللہ صاحب اور اس کے ہم نوا کبھی اس آخری فیصلہ کو مباہلہ کہتے ہیں کبھی دعا اور کبھی پیشین گوئی۔'' ہماری اوپر کی تحریر میں پڑھ کر انصاف کیجئے کہ خود مرزا قادیانی اپنی دعا کو کبھی مباہلہ کہتے ہیں کبھی دعا اور کبھی پیشین گوئی۔ نہ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہمنوا۔

کونوا قوامین اللّٰہ شہداء بالقسط

پانچواں عذر

''جب تمام عذروں کا مرزائی مسلمات سے مسکت جواب دے دیا جاتا ہے تو آخر میں ایک دھیمی سی آواز کانوں میں یہ آتی ہے کہ کچھ بھی کہو مولوی ثناء اللہ صاحب خوف زدہ تو ضرور ہی ہوگئے تھے۔''

جواب...... دریں چہ شک؟ جب ہی تو مولانا ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہلحدیث کو مرزائی مشن کی تردید کے لئے کافی نہ جان کر یکم جون ۱۹۰۷ء سے ایک الگ پرچہ ماہوار ''مرقع قادیانی'' کے نام سے جاری کر دیا تھا جو مرزا قادیانی کی موت کے بعد تک جاری رہا اور اس پرچہ میں بڑے زور وشور سے مرزا قادیانی کے جوابات شائع ہوتے رہے اگر اسی کا نام ''خوف'' ہے تو ہم بھی صاد کرتے ہیں۔

خلاصہ مرام اینکہ ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ء کے آخری فیصلہ دئے اشتہار کی بابت جتنے عذر اور بہانے کئے جاتے ہیں وہ باد ہوا ہیں۔ مرزا قادیانی کی دعا قبول ہو چکی تھی اور مئی ۱۹۰۸ء میں دنیا نے نتیجہ دعا مشاہدہ بھی کر لیا جائے۔ ولنعم ما قیل

گفت میرد آنکہ کاذب پیشتر
درکذب کامل بود اول مردہ شد

۱۸؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ، مطابق ۹؍ اکتوبر ۱۹۳۳ء

انجمن اشاعت الاسلام بنارس

کا ٹریکٹ نمبر ۵

(مولوی غلام احمد مرزائی کے بعض جوابات پر نظر)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی ونسلم علی سید الانبیاء وخاتم المرسلین وعلیٰ آلہ الطاہرین وعلی صحبہ الہادین المہدیین

مولوی محمد ابراہیم صاحب خطیب مسجد شاہی نے قادیانی حضرات سے کچھ سوالات کئے تھے۔ مولوی غلام احمد صاحب (مرزائی) کی طرف سے ان کا جواب شائع ہوا ہے ہم نے بھی دیکھا کیا کہتے ہیں۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

جن مسائل پر اس جواب میں مولوی غلام احمد صاحب (مرزائی) نے گفتگو کی ہے۔ ان پر ہماری انجمن کے بعض زیر تالیف وزیر طبع رسائل میں سیر حاصل بحثیں کی گئی ہیں اور انشاء اللہ عن قریب یہ سلسلۂ رسائل قارئین کے ہاتھوں میں ہوگا۔ مگر پھر بھی جی چاہا کہ اس کے ایک حصہ پر ایک سرسری نظر ڈال دی جائے۔ نتیجہ اب قارئین کے پیش نظر ہے۔ بقیہ مسائل پر مولوی محمد ابراہیم صاحب تو روشنی ڈالے ہیں گے۔ مگر ہمارے رسائل بھی انشاء اللہ بہت جلد اس دام تزویر وتلبیس کا تار تار بکھیر کر رکھ دیں گے۔ جو مسلمانوں کو ان کے دین متین سے برگشتہ ومنحرف کرنے کے لئے آج کل بچھایا جارہا ہے۔ **وما توفیقنا الا باللہ!**

اس سرسری نظر سے مولوی غلام احمد صاحب (مرزائی) کی راستبازی ودیانتداری کا اندازہ قارئین کرام کریں گے اور اس طرح انہیں ان مولوی صاحب کے دوسرے دعوؤں کا وزن بھی اجمالاً معلوم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ! اب مولوی غلام احمد مرزائی کے جوابات ملاحظہ ہوں اور ہماری گذارشیں۔

جواب سوال نمبر۱

سوال نہایت صاف تھا جو مسلمان، مرزا غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ قادیانی گورداسپوری پنجابی کو مسیح اور مہدی نہیں جانتا' جو مسلمان، مرزا قادیانی بن مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی گورداس پوری پنجابی کو، ان کے دعوائے نبوت ورسالت، مسیحیت ومہدیت، میں جھوٹا اور خداع جانتا ہے، اس کو آپ احمدی یا قادیانی یا مرزائی حضرات مسلمان جانتے ہیں، یا نہیں؟ جواب میں

مولوی غلام احمد مرزائی ہاں کہتے ہیں یا نہ؟ مگر اس صاف گوئی پر کیسے اتر آئے؟ ابھی تو مسلمان کو پرچانا ہے۔ دام میں آلیں تو ان سے نبوت مرزا بھی منوائی جائے اور ساری دنیا کے کلمہ گو، آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین جاننے والے اور ان کی حرمت پر جان چھڑکنے والے مسلمانوں کو کافر بھی کہلوایا جائے۔ ابھی تو گھی میں چپڑی باتیں کرنا ہے۔ مولوی غلام احمد یہ اینچ اینچ ٹھیک نہیں، سوال شخصیت کا ہے، سوال مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ ان کو اپنے دعوؤں میں جھوٹا جاننے والا، مسلمان باقی رہ جاتا ہے یا نہیں؟ سوال باقی ہے، جواب نہیں ہوا۔

جواب سوال نمبر۲

یہاں بھی وہی پیچ وخم، حضرت صاحب صاف صاف فرما دیئے، یوں کہئے کہ مرزا قادیانی کو جو کوئی صرف مجدد یا بزرگ کہے، نبی اور رسول، مسیح اور مہدی نہ پکارے تو وہ کافر ہے، اب چاہے عرب وعجم، نہیں سارے جہاں کے مسلمان کافر ہو جائیں۔ جواب یہ ہونا چاہئے تھا مگر اینچ پیچ خمیر بن چکا ہے تو سیدھی باتیں کیسے ہوں، یقین ہے اب کے جواب صاف ملے گا، جواب صاف مل جاتے تو کچھ اور گزارش ہو۔

جواب سوال نمبر۳

مولوی غلام احمد مرزائی کو آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا تسلیم ہے، مگر وہ معنے جو ''آج کل کے عام مسلمان'' خاتم النّبیین کے کرتے ہیں، وہ ان کے نزدیک غلط ہے۔ وہ نہ قطعی ہیں نہ اجماعی اور نہ کسی مستند عالم کے بتائے ہوئے۔ مولوی غلام احمد صاحب کا یہ فقرہ۔ ''جو آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں۔'' واہ طلب کرتے ہیں۔ ان کے اور ان کے نبی مرزا قادیانی کے سوا اس عہد کے تمام علمائے اسلام، عوام کی صف میں کھڑے کر دیئے جانے کے قابل ہیں۔

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ: ''تو کیا ہے۔'' ''تمہیں بتاؤ...... یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

جواب میں ہم گزارش کریں گے کہ جناب کا یہ فتویٰ غلط ہے اور سرتا سر غلط کیا خوب ہوتا اگر آپ نے اس ''مفہوم عوام'' کی تصریح بھی فرما دی ہوتی۔ غالباً مجال سخن باقی رکھنے کا ایک پہلو نکالا گیا ہے، درست ہے۔

''بات وہ کر کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں''

خیر مسلمانوں کا عقیدہ ہم ہی عرض کئے دیتے ہیں، صدر اول سے لیکر آج تک تمام علمائے اہل السنۃ والجماعۃ سرور کائنات روح دو عالم ﷺ کو اس معنے میں خاتم النّبیین جانتے اور

مانتے آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سلسلہ رسالت کے حلقہ آخرین ہیں اور ایوان نبوت کی خشت "وپسیں" ان پر نبوت اور رسالت ختم ہوگئی اور دور رسالت ان کے بعد قیامت تک کے لئے مسدود ہوگیا۔ اب نہ کوئی مستقل اور صاحب شریعت نبی مبعوث ہوگا اور نہ کوئی غیر مستقل یا بقول قادیانی صاحبوں کے ظلی و بروزی نبی، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اپنی پہلی نبوت کے ساتھ ظاہر ہوں گے۔ مگر پیروی کریں گے شریعت محمدیہ کی۔

مولوی غلام احمد مرزائی کی جسارت داد طلب ہے، فرماتے ہیں خاتم النبیین کے یہ معنی قطعی نہیں! ہم گزارش کریں گے مولوی صاحب، خوف خدا کرو، خود رسول اللہ ﷺ نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتائے ہیں اور اس باب میں جو حدیثیں آنحضرت ﷺ حافظ ابن حزم اندلسی اپنی بلند پایہ کتاب (ملل ونحل ص ۷۷، ج۱) میں فرماتے ہیں: "وقد صح عن رسول الله ﷺ بنقل الكواف التي نقلت نبوته واعلامه وكتابه انه اخبرانه لا نبي بعدى ...... الخ"

"جس طرح ایک جم غفیر نے آنحضرت کی نبوت کی خبر آنحضرت کے معجزات ودلائل نبوت اور آنحضرت کی لائی ہوئی کتاب (قرآن) ہم تک پہنچائی ہے اسی طرح اتنی ہی بڑی جماعت نے آنحضرت کی یہ حدیث بھی ہم تک پہنچائی ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

حافظ ابن کثیرؒ ایسا گرامی قدر امام حدیث لکھتا ہے: "وبذلك وردت الاحاديث المتواترة عن رسول الله ﷺ من حديث جماعة من الصحابةؓ (تفسیر ابن کثیر ج۸ ص۸۹)" اور ختم نبوت کے اسی معنی کی تائید آنحضرت ﷺ کی احادیث متواترہ سے ہوتی ہے جن کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

"علامۃ العراق سید محمود شکری آلوسی فرماتے ہیں۔ وكونه ﷺ خاتم النبيين مما نطقت به الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة" اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا، سو اس کی شہادت قرآن نے دی۔ اس کا اعلان احادیث نبویہ نے کیا، اور بالآخر اسی پر امت محمدیہ کا اجماع ہوگیا۔"

اب وہ حدیثیں کیا ہیں جن میں خاتم النبیین کے معنی بیان ہوئے ہیں۔ مولوی غلام احمد صاحب مرزائی اور ان کے ہمنوا توسنیں اور راست بازی کیساتھ ان کے معانی پر غور کریں۔

۱...... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "اللہ کے جو نبی مجھ سے پہلے آئے ان کے ساتھ میری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کوئی محل تعمیر کیا ہو اور اس کی خوبی وزیبائی کا بھی خیال رکھا ہو مگر اس کا کوئی ایک گوشہ ایسا ہے جو ایک اینٹ بغیر ناتمام رہ گیا ہو لوگ آکے اس محل کو دیکھتے اور اس کی خوبی پر عش

عش کرتے ہیں مگر کہتے ہوں یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ (یہ اینٹ میری ہی نبوت نے رکھی) اور میں خاتم النبیین ہوں۔" (رواہ البخاریؒ و مسلمؒ واحمد)

یہی روایت دوسرے الفاظ کے ساتھ کنز العمال میں ابن عساکر سے یوں آئی ہے۔

"پس اس اینٹ کی جگہ میں نے ہی پر کی اور میری ہی بعثت سے نبوت کا یہ محل اتمام کو پہنچا، اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔"

شیخین (بخاری و مسلم) نے یہی حدیث حضرت جابرؓ سے یوں بھی روایت کی ہے: "یہ محل خوب تعمیر، مگر اس ایک اینٹ کے بغیر نا تمام رہا، (پس جگہ میں نے پر کی) اور انبیاء کا سلسلہ مجھ پر ختم ہو گیا۔"

۲...... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "بنی اسرائیل کی سیاست و تدبیر کا کام انبیاء کے ہاتھ انجام پایا کرتا تھا، جب کوئی نبی مر جاتا اس کی جانشینی دوسرے نبی کو ملتی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، میرے جانشین خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (الحدیث رواہ البخاری و مسلم واحمد)"

اس روایت میں چند باتیں خاص طور پر قابل لحاظ ہیں: اول یہ کہ انبیاء بنی اسرائیل کے ذکر کے بعد آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا: وانہ لا نبی بعدی (اور میرے بعد کوئی نبی نہیں) اس بات پر کھلی ہوئی اور قاطع دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی غیر مستقل یا غیر تشریعی نبی بھی نہ آئے گا۔ اس لئے کہ انبیاء بنی اسرائیل جو تدبیر و سیاست اور نبیوں کی جانشینی کے لئے ظہور فرمایا کرتے تھے وہ مستقل اور صاحب کتاب و شریعت انبیاء نہیں ہوا کرتے تھے۔

دوم یہ کہ یہاں سرور کائنات ﷺ نے اپنی امت کا وہ شرف بھی بتا دیا جس میں وہ اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتی اور وہ شرف یہ ہے کہ اس کے خلفاء انبیاء، بنی اسرائیل کا منصب رکھیں گے اور ان سے تدبیر سیاست کی وہی خدمت بروئے کار آئے گی جو انبیاء بنی اسرائیل انجام دیا کرتے ہیں۔

سوم یہ کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کا لا نبی بعدی کے فقرہ پر اکتفا نہ فرمانا اور سیکون خلفاء بڑھا دینا ایک اور نکتہ پر تنبیہ کے لئے بھی تھا، اور وہ نکتہ یہ تھا کہ شریعت محمدیہ نے دین الٰہی کی تکمیل کر دی ہے اور اس کا صحیفہ (قرآن حکیم) صحف آسمانی میں مکمل ترین صحیفہ ہے اور یہ وہ صحیفہ ہے جس کی حفاظت و نگہداشت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لے لی ہے، اب اس میں کسی طرح کی تحریف یا کمی بیشی کبھی راہ نہ پائیگی۔ پس جب ایسا ہے تو انبیاء کے ظہور کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ اور اس لئے میرے بعد اس شریعت کی اقامت اور میری امت کی تدبیر و سیاست کے لئے خلفاء میرے جانشین ہوں گے انبیاء مبعوث نہ ہوں گے۔

۳...... غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے جب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنا جانشین بنا کر مدینہ میں چھوڑنا چاہا تو وہ کچھ ملول نظر آئے، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’علیؓ تم کو یہ بات خوش نہیں آتی کہ تم جانشین موسیٰ، ہارون (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کی طرح میرے جانشین بنو؟ (ہاں تم میں اور ہارون میں اتنا فرق ہوگا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (رواہ البخاری ومسلم)‘‘

اس حدیث میں یہ بھی بات قابل لحاظ ہے کہ ہارون علیہ السلام کوئی صاحب شریعت اور مستقل نبی نہ تھے۔ ان کی جانشینی موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد آنحضرت کا یہ فرمانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اس بات پر نا قابل قطع دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کوئی ہارون علیہ السلام ایسا غیر مستقل اور غیر تشریعی نبی بھی نہ آئے گا۔ مسلم کی ایک روایت میں **الا انہ لا نبوۃ بعدی** بھی آیا ہے۔ (باب فضائل علیؓ) معنی یہ ہوئے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد ہر طرح اور ہر نوع کی نبوت کی نفی فرمادی وہ مستقل ہو یا غیر مستقل، تشریعی ہو یا غیر تشریعی، یا بقول قادیانی صاحبوں کے ظلی و بروزی۔

۴...... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ’’لوگو! یقین کرو (اب نبوت سے کوئی حصہ باقی نہ رہا، سوا خوشخبریوں کے۔ (رواہ البخاری ومسلم) یہی روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی آئی ہے۔ وہ فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ باقی رہا آپ ﷺ کے بعد نبوت سے کوئی جز یا حصہ، سوا خوشخبریوں کے، لوگوں نے پوچھا حضور ﷺ یہ خوشخبریاں کیا ہیں۔ تو فرمایا اچھا خواب جو مسلمان دیکھے یا اسے دکھایا جائے۔ (کنز العمال بروایۃ احمد والخطیب)‘‘

اس حدیث صحیح نے بھی صاف صاف بتا دیا کہ آنحضرت ﷺ وسلم کے بعد نبوت ورسالت کسی شکل وصورت میں باقی نہ رہی، ہاں اس کا چھیالیسواں حصہ (اچھے خواب) ضرور باقی رہا، مگر اس چھیالیسواں حصہ (اچھا خواب) کو نبوت سے کیوں کر تعبیر کیا جاسکتا ہے اس کا باب ہر مسلمان کے لئے کھلا ہوا ہے۔

۵...... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ’’یقین کرو کہ رسالت ونبوت منقطع ہوچکی، اب نہ کوئی رسول میرے بعد ہوگا اور نہ کوئی نبی (رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث صحیح) یہ حدیث بھی اس بات پر نص قاطع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبوت خواہ وہ کیسی ہی ہو نہ آئے گی۔‘‘

۶...... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ’’اے ابوذرؓ سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور سب کے آخر پچھلے محمد ﷺ۔ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ)‘‘

مولوی غلام احمد صاحب (مرزائی)! فرمایئے خاتم النبیین کے وہی معنے خود سرور عالم ﷺ بیان فرمارہے ہیں یا نہیں۔ "جو آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں۔" کہیں ظلی وبروزی نبی کے ظہور کی گنجائش باقی رکھی؟ اور یہ "ظلی اور بروزی" کا قصہ تو ناحق آپ لوگ چھیڑا کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی تو کسی نبی کا "سایہ" یا بروز ہونا قبول نہیں کرتے وہ تو صاف صاف اور یہ علانیہ ایک مستقل اور صاحب شریعت بھی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس ظل وبروز کے جعل وفریب سے کیا حاصل؟

مولوی غلام احمد مرزائی نے فرمایا یہ معنی خاتم النبیین کے اجماعی نہیں، ان احادیث نبویہ کے ہوتے ہوئے نقل اجماع کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ مگر "تانجانہ" والی بات پوری کرنے کی غرض سے ہم امت کا اجماع بھی اس خصوص میں نقل کئے دیتے ہیں۔

حافظ ابن حزم اور علامۃ العراق کی شہادتیں ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔ چند اور وقیع شہادتیں ملاحظہ ہوں: قاضی عیاضؒ اپنی مشہور تالیف شفاء میں لکھتے ہیں "اب جو کوئی اپنے لئے دعوائے نبوت کرے، یا فلسفیوں اور غالی صوفیوں کی طرح ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ نبوت کا اکتساب یا اس رتبہ بلند تک پہنچنا ممکن بتائے، یا اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے، اگرچہ یہ شخص دعوائے نبوت نہ کرتا ہو تو یہ سب کافر ہیں۔ (خاکم بدہن) محمد ﷺ کو جھٹلانے والے ہیں اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے خبر دے دی ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور خدا کی طرف سے امت کو یہ بات بتادی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور سارے جہاں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور امت محمدیہ نے اس بات پر اجماع کر لیا ہے کہ ان احادیث اور آیت "ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین" سے وہی مراد لئے جائیں گے جو بظاہر ان سے سمجھے جاتے ہیں اور جو معنے سمجھے جاتے ہیں وہی مراد (الٰہی بھی ہیں) کسی طرح کی کوئی تاویل یا تخصیص جائز نہیں پس ان تمام لوگوں کے (جو نبوت کا دعویٰ کریں یا اسے اکتسابی بتائیں یا اپنے تئیں مہبط وحی الٰہی جائیں، اگرچہ مدعی نبوت نہ ہوں......) کفر میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں۔ ان کا کفر قطعاً اجماعاً، نیز احادیث کی رو سے ملے ثابت ہے۔" (شفاء ج۲ص۲۷۰،۱/۱)

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ اپنی کتاب "الاقتصاد" میں لکھتے ہیں: "امت محمدیہ نے اس لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول، اس میں کسی طرح کے چون وچرا یا تخصیص کی مطلق گنجائش نہیں، یعنی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مستقل نبی نہ آئیں گے۔ مگر غیر مستقل یا ظلی وبروزی نبیوں کے آنے کی گنجائش باقی ہے......

اس باب میں چوں یا چرا۔ تخصیص کرنے والا قطعاً کافر ہے اس لئے کہ وہ اس صریح آیت قرآنی کو جھٹلا رہا ہے، اس آیت قرآنی ولکن رسول الله وخاتم النّبیین کی نسبت تو امت محمدیہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ نہ تو اس کے مفہوم ومعنی میں کس طرح کی تاویل جائز ہے اور نہ تخصیص۔''

اسی طرح کی وقیع اور مستند شہادتیں اور بھی پیش کی جاسکتی ہیں جن سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو جاتی ہیں کہ صدر اول سے لے کر آج تک امت کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس معنی میں خاتم النّبیین ہیں جو بقول مولوی غلام احمد قادیانی کے ''آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں۔''

اب رہا مولوی غلام احمد مرزائی کا یہ فرمانا کہ یہ ایک عامیانہ معنی ہیں ''اہل السنت والجماعت کے کسی ایسے شخص کے بیان کردہ بھی نہیں۔ جو اپنے زمانہ میں مشہور عالم اور اپنے تقویٰ وعلم لدنی میں مرجع انام رہا ہو۔'' سو اس بات کا جواب لکھنے سے پیشتر ہم ان سے اتنا پوچھیں گے کہ اے بندہ خدا، اتنا بڑا جھوٹ لکھ کر خلق خدا میں شائع کرتے آپ کو مطلقی شرم نہ آئی؟ آپ کا جہاد اور آپ کی تبلیغ، یہ سب کچھ جھوٹ اور فریب کی راہ میں ہے؟

مولوی صاحب اپنے اپنی پندار یں شہرت، تقویٰ، علم لدنی اور مرجعیت کی قید بڑھا کر گویا خلق خدا کی آنکھوں میں خاک جھونک دی۔! لوگو، ذرا ان مولوی صاحب کی دلیری اور بے جگری دیکھنا کیسی جسارت ہے اور کیسی جرأت فرماتے ہیں اور پھر کس انداز سے فرماتے ہیں:

''قرآن وحدیث میں یہ الفاظ آنحضرت ﷺ کی مدح میں وارد ہیں۔''

مولوی صاحب، یہ الفاظ ایک بڑی ہی مہتم بالشان دینی حقیقت کے اعلان کے لئے بولے گئے ہیں، محض مدح وستائش ان سے مقصود نہیں، آپ ان کو مدح کے الفاظ بتا کر ملت بیضاء کو اس عظیم ورثہ سے مسلمانوں کو برگشتہ ومنحرف دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس نے آج تک اسے بہت سے جہاں آشوب فتنوں سے بچائے رکھا ہے، جسے اگلی آسمانی کتابوں نے بھی اس شریعت غراء کا طغرائے امتیاز بتایا ہے، مگر آپ اس بھلاوے میں نہ رہیں، یہ مسلمان جب تک مسلمان ہے اس پر یہ فریب نہیں چل سکتا۔

کیوں مولوی مرزائی، رسول اللہ ﷺ کے جانشین اول حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے نزدیک کوئی مستند عالم دین ہیں یا نہیں؟ وہ تو خاتم النّبیین کے وہی ''معنی کرتے ہیں'' جو آج کل

کے عام مسلمان کرتے ہیں فرماتے ہیں: "قد انقطع الوحی وتم الدین او ینقص وانا حی" "وحی منقطع ہوچکی، دین الٰہی مکمل ہوچکا، کیا یہ میری زندگی ہی میں نقصان پذیر ہوگا۔" (میری زندگی پھر کس دن اسلام کے کام آئے گی۔ (رواہ النسائی بہذا اللفظ) ومعناہ فی الصحیحین، وکذا فی الریاض النضرة للطبری وتاریخ الخلفاء للسیوطی۔
آنحضرت ﷺ کے وصال کے موقع پر فرمایا: "الیوم فقدنا الوحی ومن عند اللہ عزوجل الکلام (رواہ ابواسماعیل الحروی فی دلائل التوحید، کنزالعمال ج ٤ ص ٥٠) "آج وحی آسمانی ہم سے منقطع ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہم سے رک گیا۔
"ایک بار حضرت ابوبکر الصدیقؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ ام ایمنؓ سے ملنے کے لئے آئے حضرت انسؓ بھی ان کے ہمراہ تھے، ام ایمن ان صاحبوں کو دیکھ کر رونے لگیں، ان صاحبوں نے انہیں سمجھایا کہ ام ایمنؓ رونے کا کیا مقام ہے، آنحضرت ﷺ کے لئے وہی بہتر تھا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کے لئے مقدر تھا۔ اس پر اس نیک بی بی نے کہا یہ تو میں جانتی ہوں، مجھے تو رونا اس بات پر آیا کہ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے ساتھ وحی آسمانی بھی منقطع ہوگئی۔ اس پر ان بزرگوں کی آنکھیں بھی اشک بار ہوگئیں۔" (کنزالعمال ج ۳ ص ۴۸ وصحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۱)
مولوی غلام احمد صاحب: فرمائیں صدیق اکبر، فاروق اعظم، خادم رسول، اور ام ایمن کا زہد وتقویٰ، علم وکمال، قابل اعتماد ہے یا نہیں؟ صحابہ کرامؓ کے اور اسمائے گرامی بھی اس باب میں لئے جاسکتے ہیں مگر بہ نیت اختصار ان کو ہم یہاں نہیں لکھتے، انجمن کے ٹریکٹ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کا انتظار کیجئے۔

امیر المومنین فی الحدیث امام اہل الفن محمد بن اسمعیل البخاری، علم المحدثین لمام مسلم، امام اہل السنة امام احمد بن حنبل، امام دارالحجرة امام مالک بن انس وغیرہمؓ عنهم اجمعین ۔کی نسبت مولوی غلام احمد مرزائی کا کیا فتویٰ ہے؟ ان بزرگوں کو علماء کی صف میں جگہ ملے گی، یا (خاکم بدہن) عوام کی بھیڑ میں؟

پھر امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبریؒ، حافظ ابن حجر، حافظ ابن کثیر، حافظ قسطلانی، شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، حجۃ الاسلام امام غزالی، قاضی عیاضؒ صاحب شفاء، حافظ ابن حزم اندلسی، عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی وغیرہم کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ ان کو بھی طبقہ عوام ہی میں رکھا جائے گا یا مسند علم تک لائے جانے کی اجازت ہوگی؟

اللہ اللہ ان میں سے ہر شخص اپنے زمانہ کا صاحب اورنگ علم وکمال، صدر نشین بزم ایقان ومعرفت، آیہ ورع وتقویٰ، خزانہ علوم کتاب وسنت اور امیر المومنین حفظ ونقد تھا، ہم اخلاف امت وبیچارگان دورہ آخر تو ان ائمہ دین وکاملین علوم کی خدمات جلیلہ علم ودین کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ ان کی نسبت بھی مولوی غلام احمد "عام مسلمان" فرمادیں تو بس انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھئے اور چپ ہو رہیے۔

ان تمام بزرگوں کی تصریحات اگر نقل کی جائیں تو ان کے لئے ایک دفتر مطلوب ہوگا، مگر ان کو ہم بالکل نظر انداز کر جانا بھی نہیں چاہتے۔ حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حزم، قاضی عیاض، امام غزالیؒ کی تصریحات آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں۔

حافظ ابن قیمؒ "الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان" میں فرماتے ہیں: "اگلی امتیں محدثین (وہ لوگ جن کو خدا شرف القاء وکلام بخشتا ہے اگرچہ وہ نبی نہیں ہوتے) کی محتاج تھیں مگر امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے طفیل ان سے بھی بے نیاز فرمادیا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ یہ امت کسی نبی کی حاجت مند رہی اور نہ کسی محدث کی، وہ ساری بزرگیاں، علوم اور نیکوکاریاں اگلے انبیاء میں پھیلی ہوئی تھیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ میں جمع کردیں:

اے تو مجموعہ خوبی بچہ نامت خوانم؟

شیخ عبدالغنی نابلسی شرح فصوص الحکم میں فرماتے ہیں: "اور کچھ شک نہیں کہ نبوت ورسالت اپنی تمام شکلوں اور صورتوں میں ہمارے نبی ﷺ پر ختم ہوگئی، اب قیامت تک کسی کو نبوت یا رسالت نہ ملے گی۔" (ص ۱۸۱) شیخ موصوف اپنے تالیف شرح فرائد میں لکھتے ہیں "قرآن مجید نے تصریح فرمادی کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں..... اور امت کا اس بات پر اجماع ہوگیا کہ یہ الفاظ اپنے ظاہر پر رکھے جائیں گے۔ (ان میں کوئی تاویل وتخصیص وغیرہ جائز نہ رکھی جائیں گی۔)

امام المفسرین ابن جریر الطبریؒ فرماتے ہیں: "ولکنہ رسول اللہ وخاتم النّبیین الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ (تفسیر ج ۲۲ ص ۱۷)" ﴿لیکن آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں وہ خاتم النّبیین جن پر نبوت ختم ہوگئی اور جن کے بعد اس پر مہر لگادی گئی اب وہ آنحضرت کے بعد کسی کے لئے قیامت تک نہ کھلے گی۔﴾

اب تو غالباً مرزائی مولوی صاحب غالباً یہ نہ فرمائیں گے کہ خاتم النّبیین کے جو معنے آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں" وہ کسی مستند عالم اہل السنّت والجماعت نے نہیں بیان کئے ہیں۔

جواب سوال نمبر۴

اس جواب میں تو مولوی مرزائی نے قیامت ہی کردی، فرماتے ہیں "جتنے مقامات پر قرآن حکیم یا احادیث نبویہ میں الفاظ ختم یا النّبیون اور لا نبی بعدی آئے ہیں، اتنے ہی ان کے جدا جدا معنی ہیں" بس انتہا ہوگئی۔ اب کتاب وسنت پر کس کو اعتماد رہے گا، جب ان کی پریشان بیانی کا یہ حال ہے کہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی ترکیب اگر سو جگہ استعمال ہوئی ہے تو اس کے معانی بھی اتنے ہی ہیں۔ درست ہے جب تک کتاب وسنت کا سنگ گراں راہ سے نہ ہٹے گا۔ مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کے منصوبے برروئے کار کیوں کر آئیں گے؟

اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو' جعل وتحریف کی یہ پرخطر راہ اگر کھل گئی تو دین متین کو کہیں پناہ نہ ملے گی۔ مگر یہ قیامت تک نہ ہوگا۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون! اس جواب میں ایک اور قیامت کی ہے جناب مجاہد: فرماتے ہیں ہم احمدی وہی معنی مراد لیتے ہیں جو آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اولیاء امت نے بیان فرمائے ہیں۔ مولوی غلام احمد مرزائی صاحب آپ کی بے جگری کی جس قدر داد دی جائے کم ہے۔

قارئین کرام! آپ نے آنحضرت ﷺ کے بتائی ہوئی معنی تو سن لیئے یہ چند حدیثیں جو نقل ہوئیں۔ خاتم النّبیین کے معنے بتانے میں کتنی روشن ہیں۔ حدیثیں اور بھی ہیں مگر اختصار منظور تھا' انہی پر اکتفا کیا گیا۔

صحابہ رسول نے خاتم النّبیین کے جو معنے سمجھے وہ بھی مذکور ہوئے' مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ کے قصے بھی گوش زد ہوئے ہوں گے' مسیلمہ نے تو قیامت کردی تھی' اذانوں میں بڑی بلند آہنگی سے پڑھواتا: اشھد ان محمد الرسول اللہ، مستقل نبوت کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔ مگر پھر بھی با جماع صحابہ گردن زدنی قرار پایا۔

عائشہ صدیقہؓ ام المومنینؓ کے اثر کی جو شرح بیان فرمائی ہے۔ اس میں تو واقعی مولوی صاحب نے بے دھڑک جہاد کا ہاتھ دکھایا ہے' کیسی دل آویز تفسیر فرمائی ہے؟ فرماتے ہیں دیکھو

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اے لوگو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد نبی نہ ہوگا معلوم ہوا خاتم النبیین آئندہ ظلی نبوت کو نہیں روکتا" مولوی صاحب کا یہ فقرہ بس بیت الغزل ہے۔ سبحان اللہ!

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

مولوی مرزائی داد تو آپ کے اندازہ سے زیادہ آپ کو ملے گی۔ لیکن اگر حضرت خلیفۃ المسیح کے تیور میلے نظر آئے تو؟

کیوں صاحب حضرت عائشہؓ نے لوگوں کو لا نبی بعدہ کہنے سے کیوں روک دیا؟ آپ فرمائیں گے سبب ظاہر ہے۔ اس لئے روک دیا کہ اس فقرہ لا نبی بعدہ سے تو نبوت ظلی کی نفی بھی ہو جاتی تھی جو ام المومنین کو منظور نہ تھی۔ وہ خاتم النبیین کے لفظ سے اس غلط فہمی کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ نہ تھا' اسے برقرار رکھا۔

غلام قادیانی' عائشہ صدیقہؓ نے لا نبی بعدہ سے نبوت ظلی کا انتفا سمجھا، آپ کے نزدیک انہوں نے صحیح سمجھا' ہماری کیا مجال جو ہم ام المومنین کے فہم عالی سے اختلاف کریں اب یہ بات طے ہوگئی کہ لا نبی بعدہ سے نبوت ظلی کی نفی بھی ہو جاتی ہے اور مقرر ہو جاتی ہے۔

اب فرمایئے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی تو یہی فقرہ بعینہ استعمال فرمایا ہے۔ ایک ضمیر غائب و متکلم کا فرق ہے اور یہ فرق ہونا ہی تھا' جب آپ ﷺ گفتگو فرمائیں گے تو فرمائیں گے "کوئی نبی میرے بعد نہ ہوگا۔" فقرہ وہی رہا تر کیب وہی رہی۔ اب بقول صدیقہؓ کے نیز بقول آپ کے آنحضرت ﷺ نے لا نبی بعدی فرما کر ظلی نبوت کی نفی بھی فرما دی! اب کوئی ظلی نبی بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آسکتا۔ چلیئے قصہ پاک ہوا، اب جھگڑا کا ہے کا؟

شکر لله میان من وتو صلح فتاد
جو ربان رقص کنان دست به پیمانه زدند

اب ایک سوال البتہ بحث طلب رہ جاتا ہے۔ ایک طرف ام المومنین عائشہؓ کو (بہ پندار باطل مولوی غلام احمد) نبوت ظلی کے باب میں یہ اہتمام کہ وہ مسلمانوں کی زبان سے کوئی ایسا فقرہ سننا پسند نہیں فرمائیں۔ جس سے نبوت ظلی کا انقطاع بھی ٹپکتا ہو دوسری طرف سرور دو عالم ﷺ کا فرمان واجب الاذعان کہ اب نبوت ظلی بھی منقطع ہے اور آنحضرت ﷺ کا فرمان کچھ ایسے مستند بزرگوں کی روایت سے ہم تک پہنچا ہے کہ بس اتنے ہی بن پڑے۔

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیرما؟

مولوی غلام احمد صاحب پڑھئے لسان الغیب کا وہ شعر۔ الا یا ایھا الساقی ادر کأساونا ولھا۔ کہ عشق آسان نمود اوّل ولے افتاد مشکلھا ! مولوی صاحب

درکفے جام شریعت ودر کفے سندان عشق
ھر ھوسناکے نہ اندوجام وسندان باختن

احادیث نبویہ آثار صحابہ سے کھیلنا آپ پر زیبا نہیں:

سبك زجائے نہ گیری کہ پس گراں گھرست
متاع من کہ مبادش نصیب ارزانی

آیئے اصل حقیقت ہم آپ کو بتائیں۔

اول تو اس اثر (اثر عائشہؓ) کی طرف منسوب سخت نا قابل وثوق ہے یقین کے ساتھ کوئی اہل فن اس قول کو حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔ جرأت ہو تو آیئے اور سند بتا کے اس پر ارزدے قواعد اہل فن بحث کیجئے اور اسے قابل وثوق ثابت کیجئے۔ دوسرے اس ایک اثر کو صحیح اور مرفوع حدیثوں کے مقابلہ میں پیش کرنا کہاں کی دین پرستی ہے؟ ایک مجہول الاسناد اثر کو بخاری و مسلم اور اصحاب السنن کی صحیح اور مرفوع حدیثوں کے مقابلہ میں جو متعدد صحابیوں اور مختلف طرق سے آئی ہیں۔" پیش کرتے آپ ذرا نہ جھجکے، قیامت کردی اور پھر حضرت عائشہؓ ہی سے تو انقطاع نبوت و رسالت والی دو حدیث بھی آئی ہیں جو اوپر مذکور ہوئی فرماتی ہیں:"عن النبی ﷺ انہ قال لا یبقی بعدہ من النبوۃ شیء الاالمبشرات الحدیث۔ (کنز بروایت احمدؒ و خطیب)" اس حدیث میں کس صراحت و قطعیت کے ساتھ وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا کوئی حصہ کوئی جز باقی نہ رہے گا بجز اچھے خوابوں کے اور ظاہر ہے کہ اچھا خواب کس کو نبی اور رسول نہیں بنا دیتا۔ جب حضرت عائشہؓ خود ایک ایسی صاف اور صریح حدیث روایت کررہی ہیں تو کیونکر باور کرلیا جائے کہ انہوں نے یہ نبوت ظلی والی پخ آپ کی خاطر رکھنے کو لگادی؟

مولوی صاحب درمنثور ہی میں تو حضرت مغیرہ بن شعبہ کا اثر بھی منقول ہے اسے کیوں آپ نے نظر انداز فرمایا؟ آپ کو اپنے مدعی کے لئے دو دو شہادتیں مل جاتیں۔

مجھ سے تم چھپ نہ سکے جان جہاں دیکھ لیا
تم جہاں جاکے چھپے ہم نے وہیں دیکھ لیا

واقعہ یہ ہے کہ کچھ کوتاہ فہم سادہ مزاج حدیث لا نبی بعدی کے معنی یہ سمجھ رہے تھے کہ اب نہ کسی کو نئے سرے سے نبوت ملے گی اور نہ کسی ایسے نبی کا ظہور ممکن ہے جس کو نبوت آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے مل چکی ہو۔ ایسے کم فہم لوگوں کے لئے ان بزرگوں نے فرمایا کہ اگر حدیث لا نبی بعدی۔ تم لوگوں کے لئے وجہ حیرت بن رہی ہے تو ایک خاتم النبیین ہی پر اکتفا کرو کہ اس سے بھی مدعا حاصل ہو جاتا ہے، ورنہ تمہاری کوتاہ اندیشی تم سے نزول عیسیٰ کا انکار کرادے گی۔ حالانکہ ان کا نزول یقینی ہے اور وہ آنحضرت سے پیشتر بھی نبی تھے اور آنحضرت کے بعد بھی نبی ہوں گے (مگر یہ وہی نبوت ہوگی جو آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پیشتر انہیں مل چکی تھی، کوئی نئی نبوت نہ ہوگی۔)

اب آثار اور احادیث صحیحہ مرفوعہ کے درمیان کوئی تعارض نہ رہا۔ یہ ہم نے کوئی نئی بات نہیں کہہ دی بلکہ تمام اکابر مفسرین و اعیان علمائے دین نے اس نکتہ کا ذکر فرمایا ہے۔ تفصیل کے لئے ہمارے ٹریکٹ ختم نبوت کا انتظار کیجئے۔

مرزائی مولوی صاحب! یہ بات خاطر عاطر سے کبھی نہ جائے کہ جب احادیث نبویہ اور آثار صحابہ میں تعارض نظر آئے آثار صحابہ تابع کر دیئے جائیں گے احادیث کے، اور ان کی ایسی شرح کی جائے گی جو ان کو احادیث کے مطابق کر دے۔ یہ سخت بے ایمانی ہے کہ صحیح اور مرفوع مرفوع احادیث کے ہوتے آثار سے استناد کیا جائے اور پھر ان کی ایسی تاویل کی جائے جو ان کو احادیث صحیحہ سے ٹکراتی رہے۔ مولوی صاحب

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن

پس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن

مولوی غلام احمد صاحب، اب آیئے آپ کی پیش کردہ "حدیث" لو عاش ابراہیم پر بھی ایک نظر ہو جائے۔ آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی مسلمانوں کو فریب دیتے اور اس پر مجاہد اور داعی حق ہونے کے بلند بانگ دعوے؟ یہ کہاں کی راست بازی ہے کہ صحیح حدیثوں کو پردۂ خفا میں رکھا جائے یا ان کی تاویلیں کی جائیں اور ضعیف و منکر حدیثوں کو شہرت دی جائے اور ان سے استناد کیا جائے؟ دیکھئے حدیث ولو عاش (ابراهيم) لكان صديقاً نبياً سے متعلق کہیں دور جانے کی حاجت نہ تھی، سنن ابن ماجہ جس سے آپ نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ اس کے حاشیہ ہی پر یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ یہ حدیث درخور استناد و قابل اعتماد نہیں اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان متروک الحدیث ہے۔ مگر اپنی دیانت ملاحظہ فرمایئے کہ اس بات کو آپ اس طرح پی گئے ہیں گویا قابل التفات تھی ہی نہیں۔

حافظ ابن حجرؒ اس راوی کی نسبت لکھتے ہیں۔ متروک الحدیث ہے اس کی حدیث نہیں لی جاتی۔ تقریب پھر تھذیب التھذیب میں اس راوی، ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان عیسیٰ کی نسبت ائمہ رجال کی یہ رائیں نقل کی ہیں۔ ضعیف ہے، قابل وثوق نہیں، درجہ اعتبار سے ساقط ہے، آئمہ حدیث نے اس کی روایتیں قبول نہیں کی ہیں۔ یہ شخص اپنے لکھے ہوئے مجموعہ احادیث پر اپنے جی سے اضافے کر دیا کرتا تھا۔ اس شخص کی روایتیں نہیں لکھی جاتیں۔ منکر الحدیث ہے۔ شعبہ نے اس شخص کو جھوٹا کہا ہے۔ وغیرہا۔ آئمہ رجال کی یہ شہادتیں ملاحظہ فرمائیں آپ نے ایک ایسے راوی کی روایت سے مسئلہ ختم نبوت جیسے اہم مسئلہ میں استشہاد کیسی دلیری ہے۔!!

صاحبو ان مرزائی مولوی صاحب کی ایمانداری دیکھئے، اس ضعیف منکر، اور ناقابل استناد حدیث سے پہلے اسی سنن ابن ماجہ میں اک صحیح اور در خور استناد اثر بھی جگر گوشہ رسول ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے۔ یہ اثر چونکہ مولوی صاحب کے مدعا کے خلاف تھا بے تکلف ٹال گئے، اس طرح ٹال گئے گویا تھا ہی نہیں! وہ اثر مولوی صاحب کے مدعی کے لئے پیام موت ہے۔

عبداللہ ابن ابی اوفیٰؓ فرماتے ہیں: میں نے جگر بند رسول ابراہیم کی دید سے آنکھیں روشن کی ہیں۔ وہ آنکھ جھپکتے ہی میں اللہ کو پیارے ہوئے، اگر آنحضرت ﷺ کے بعد اور نبی کا آنا مقدر ہوتا، تو ابراہیم علیہ السلام (نور نظر رسول ﷺ) کو زندگی ملتی، مگر (قضائے الٰہی تو یہ ٹھہرا چکی تھی کہ) آپ کے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالکؓ نے بھی یہی فرمایا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "ولکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء (اخرجہ ابو عمرؒ)" وہ اس لئے زندہ نہ رہے کہ نبی کریم آخر الانبیاء ہیں۔

ابن ابی اوفیٰؓ کا اثر امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: لو قدّر ان یکون بعدہ نبی لعاش ابراھیم۔ سنن ابن ماجہ کی ضعیف الاسناد حدیث کس شدومد کے ساتھ پیش کی گئی تھی! مگر یہ صحیح اور قابل استشہاد آثار قابل ذکر بھی نہ سمجھے گئے۔ ان آثار سے یہ بھی روشن ہو گیا ہوگا کہ ابن ابی اوفی اور خادم رسول ﷺ انس بن مالکؓ جیسے اجلہ صحابہ بھی خاتم النّبیین کے وہی معنے بیان کرتے اور سمجھتے تھے جو بقول مولوی غلام احمد صاحب "آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں۔"

اولیاء اللہ اور علمائے امت...... مولوی غلام احمد مرزائی کے شرمناک بہتان

مولوی قادیانی لکھتے ہیں: (خاتم النّبیین کے) ہم احمدی وہی معنی لیتے ہیں جو آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ اور اولیاء امتؒ نے بیان فرمائے ہیں)

یہ مولوی صاحب جب اتنے دلیر و بے جگر ہیں کہ سرور کائنات ﷺ اور آپ کی عزیز بیوی ام المومنین عائشہؓ پر بہتان جوڑتے نہ جھجکتے تو اولیاء اللہ اور علمائے امت کو کب خاطر میں لاتے! خاتم المرسلین آخر النبیین محمدؐ الامین ﷺ کی پاک حدیثیں، اور صحابہؓ علی الخصوص ام المومنین عائشہؓ کے آثار آپ نے سن لئے اور مولوی غلام احمد قادیانی کی راستباز کے منظر دیکھ دیئے، اب آیئے دیکھئے اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ساتھ ان کا کیا برتاؤ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک مکتوب گرامی سے یہ ثابت کرنے کی سعی بے سود کی گئی ہے کہ آپ نے بھی خاتم النبیین کے وہی معنی بیان فرمائے ہیں جو نبوت مرزائیہ کے نقیبوں نے بتائے اور بتا رہے ہیں۔ در پردہ یہ کہنا مقصود ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بعد جدید نبیوں کا آنا جائز بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ جدید نبی چونکہ ظلی ہوں گے اور بہ تبعیت نبوت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیہ) آئیں گے ان کا آنا آنحضرت ﷺ کی خاتم النبیین کے منافی نہ ہوگا۔

یقین کیجئے۔ ان قادیانی صاحبوں کی بے دھڑک کتربیونت دیکھ کر روں کانپ اٹھتی ہے حضرت مجدد الف ثانی اور انکار خاتم النبیین آنحضرت ﷺ اللہ، اللہ یہ قادیانی حضرات بڑے دل گردے کے لوگ ہوتے ہیں۔ حضرت مجددؒ کے مکتوب سے ایک ٹکڑا لے لیا، باقی ٹکڑے پی گئے۔ لوگو پورا مکتوب پڑھو اور انصاف کرو، حضرت مجددؒ فرماتے ہیں۔

”حمد و صلوٰۃ کے بعد میرے فرزند مولانا امان اللہ پر واضح ہو کہ نبوت سے مراد وہ قرب الٰہی ہے جس میں ظلیت کی آمیزش نہیں اور اس کا عروج حق تعالیٰ کی طرف میلان رکھتا ہے اور اس کا نزول خلق کی طرف یہ قرب بالاصالۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہے اور یہ منصب انہی بزرگواروں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ منصب حضرت سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے۔

حاصل کلام یہ کہ تابعداروں اور خادموں کو اپنے مالکوں اور صاحبوں کی دولت اور پس خوردہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔ پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے قرب سے ان کے کامل تابعداروں کو بھی حصہ حاصل ہوتا ہے اور اس مقام کے علوم و معارف اور کمالات بھی بطریق وراثت کامل تابعداروں کو نصیب ہوتی ہیں۔

خاص کند بندہ مصلحت عام را

پس خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد ان کی کامل تابعداروں کو بطریق تبعیت و وراثت کے کمالات نبوت کا حاصل ہونا ان کی خاتمیت کے منافی نہیں:" فلا تکن من الممترین" (مکتوب ج۱ص۳۰۱)

اس مکتوب میں حضرت مجددؒ نے جن حقائق و معارف کی جانب اشارہ فرمایا ہے وہ ایسے تھے کہ اگر مولوی غلام احمد صاحب اور ان کے ہم نوا راستبازی کے ساتھ ان پر غور کرتے تو کبھی ایسا شرمناک بہتان ان پر نہ جوڑتے۔ حضرت مجددؒ فرماتے ہیں:

۱...... نبوت میں ظلیت کی آمیزش نہیں۔
۲...... یہ قرب بالاصالۃ صرف انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوتا ہے۔
۳...... یہ منصب انہیں بزرگواروں کے ساتھ خاص ہے۔
۴...... یہ منصب حضرت سید البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ پر ختم ہو چکا۔
۵...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔
۶...... ان کو شریعت محمدیہ کا اتباع کرنا پڑے گا۔
۷...... جس طرح دولت مندوں کے خوان کرم سے ان کے خادموں کو بچا کھچا مل جاتا ہے، انبیاء علیہم السلام کے خوان نبوت سے بھی ان کے سچے خادموں اور پیروؤں کو ان کا پس خوردہ مل جاتا ہے، یعنی ان کے علوم و معارف اور ان کے کمالات سے ان کے سچے غلاموں اور ان کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا دینے والوں کو بھی بقدر ظرف و استعداد و حوصلہ کچھ حصہ مل جاتا ہے۔

صاحبو، خدارا بتاؤ کہیں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا کہ نبی کی اتباع کامل اس کے پیرو کو نبی بنا دیتی ہے؟ کہیں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی متبعین کاملین نبوت کا منصب پا سکتے ہیں اور نبوت اتباع و پیروی، کسب و عمل ریاضت و مجاہدہ سے مل کیسے سکتی ہے۔ وہ مقام حصول نہیں، مقام وصول ہے۔ دو چیزیں ہیں۔ نبوت اور علوم و معارف نبوت جن کی تعبیر کمالات نبوت سے بھی کی گئی ہے۔ علوم و معارف نبوت میں سے جاں سپاران راہ اتباع کو بہرہ بقدر ظرف و حوصلہ ملتا ہے۔ مگر نبوت نہیں ملتی یہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی اور ظاہر ہے کہ علوم معارف سے بہرہ پانا ختم المرسلینی کے منافی نہیں۔ معارف سے بہرہ کتنا ہی۔ گراں و گرامی، ہو نبوت نہیں بن جا سکتا۔ یہ ہے حقیقت حضرت مجددؒ کے مکتوب سامی کی۔ اس کو مولوی غلام احمد مرزائی اس دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ سبحان اللہ!

اب آیئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ کی عبارت پر غور کیجئے۔ یہاں بھی قادیانی دجل وفریب کا وہی عالم نظر آئے گا۔

حضرت مولانا مرحوم ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کادمکم الحدیث کے معانی عالیہ پر بحث کر کے یہ ثابت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ختم المرسلینی عالم گیر، اور جمیع طبقات ارض کو محیط ہے۔ اس سلسلہ میں آغاز کلام یوں فرماتے ہیں کہ:

خیال...... بالذات کچھ فضیلت نہیں" مغنے ظاہر ہیں کہ نفس تاخر وتقدم زمانی کوئی وجہ فضیلت نہیں آگے چل کر حضرت ؒ اپنی تقریر کا خلاصہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ "بطور خلاصہ تقریر دفذلکم دلائل یہ عرض ہے کہ ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے۔ پر ہمارے رسول مقبول عالم ان سب کے خاتم، آپ کو ان کے ساتھ وہ نسبت ہے جو بادشاہ ھفت اقلیم کو بادشاہان اقالیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔ جیسے ہر اقلیم کی حکومت اس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس کو بادشاہ کہا، آخر بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سب کا عالم ہوتا ہے، ایسے ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے۔ پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے پر بادشاہ ھفت اقلیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے۔ پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع، جیسے بادشاہ ھفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے۔ اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی عزت اور عظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاسکتی، جتنے خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔"

(تحذیر الناس ص ۳۵، ۳۶)

صاحبو! یہ عبارت غور سے پڑھو اور انصاف سے بتاؤ مولانا محمد قاسم صاحب ؒ کی عبارت کے کسی فقرہ سے بھی قادیانی مدعیٰ ثابت ہوتا ہے۔ کسی فقرہ سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا مرحوم آنحضرت ﷺ کے بعد نئے مستقل یا غیر مستقل، نبیوں کا ظہور آنحضرت ﷺ کی ختم المرسلینی کے منافی نہیں جانتے؟ یہ ایک کھلا ہوا اور شرمناک بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟

مگر صاحبو! جن لوگوں نے قرآن حکیم کے ساتھ کھیلنا اور اس کی آیات میں کتر بیونت اپنا وتیرہ ٹھہرالیا ہو، وہ ایسے بہتان کب خاطر میں لائیں گے۔ مولوی غلام احمد صاحب خفا نہ ہوں۔ میں ثابت کردوں گا کہ خود جناب نے بھی قرآن حکیم ﷺ کی ایک آیہ کریمہ میں کتر بیونت کی ہے۔ مولوی صاحب خدا سے ڈرو، معلوم ہے کہ قرآن حکیم میں کتر بیونت، جعل وتحریف، کمی وبیشی،

تبدیل وترمیم کرنے والے کی سزا کیا ہے؟ مولوی صاحب آپ کو اپنی دیانت وراست بازی کا جنازہ اٹھتے نہ دیکھنا ہو تو ہمت کیجئے اور سورۃ الروم کی آیہ کریمہ میں' قرآن حکیم سے لفافلون دکھا دیجئے، جس طرح آپ کی اس اشتہار میں نقل ہے۔ ورنہ توبہ کیجئے اور اپنی غلطی کا اعتراف، اور یہ جو ہم نے عرض کیا کہ آپ لوگوں نے قرآن حکیم کے ساتھ کھیلنا اپنا وتیرہ ٹھہرا لیا ہے تو اس کی بنیاد جناب کے نبی اور رسول نے ڈالی، چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ مرزا قادیانی کی بگاڑی ہوئی آیتیں جن کو انہوں نے ہمیشہ آیات قرآنی بتایا:

آیات قرآنی	
”هل ينظرون الى ان ياتيهم الله فى ظلل من الغمام والملائكة......الخ (بقرة:۲۱۰)	يوم ياتى ربك فى ظلل من انعام (حقیقت الوحی ص۱۵۴، خزائن ج۲۲ ص۱۵۸)
ياايها الذين آمنو ان تتقو الله يجعل لكم فرقانا ويكفر عنكم سيئاتكم و يغفرلكم والله ذوالفضل العظيم (انفال:۲۹)	يا ايها الذين آمنو ان تتقو الله يجعل لكم فرقانا ويكفر عنكم سيئاتكم ويجعل لكم نوراً تمشون به (آئینہ کمالات ص۱۷۷، خزائن ج۵ ص۱۷۷)
ادع الى سبيل ربك بالحكمة و الموعظة الحسنة وجادلهم بالتى هى احسن (نحل:۱۲۵)	وجادلهم بالحكمة والموعظة الحسنة (فریادِ درد ص۸ وص۲۲، نور الحق ص۳۶، خزائن ج۸ ص۶۳)
قد انزل الله اليكم ذكرا رسولا يتلوا عليكم......الخ (طلاق:۱۱،۱۰)	انزل ذكر اورسولا (ایام الصلح ص۸۰، خزائن ج۱۴ ص۳۱۶)
الم يعلموانه من يحادد الله ورسوله فان له نار جهنم خالدا فيها (توبه:۶۳)	الم يعلمو انه من يجادد الله ورسوله يد خله ناراً خالدا فيها (حقیقت الوحی ص۱۳۰، خزائن ج۲۲ ص۱۳۳)
انهم لن يضرو الله شيئاً يريد الله ان لا يجعل لهم خظا فى الاخرة ولهم عذاب عظيم (آل عمران:۱۷۶)	انهم لن يضرو الله شيئا ولهم عذاب عظيم (براہین احمدیہ ج۴ ص۲۲۹، خزائن ج۱ ص۲۵۳)

قل ما یکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی (یونس:۱۵)	قل ما یقول لی ان ابدله من تلقاء نفسی (براہین احمدیہ ج۴ ص۲۸۲، خزائن ج۱ ص۵۷۴)
لخلق السّموٰت والارض اکبر من خلق الناس (مومن:۵۷)	ان خلق السّموٰت والارض اکبر من خلق الناس (ایام الصلح ص۶۱، خزائن ج۱۴ ص۲۹۶)
فان لم تفعلو او لن تفعلو انا تفو النار......الخ (بقرہ:۲۴)	وان لم تفعلو ولن تفعلوا فاتقو النار...... الخ (حقیقت الوحی ص۲۳۸، خزائن ج۲۲ ص۲۵۰)
قال آمنت انه لا اله الا الذی آمنت به بنو آاسرائیل (یونس:۹۰)	آمنت بالذی آمنت به بنو اسرائیل (سراج منیر حاشیہ ص۲۹، خزائن ج۱۲ ص۳۱)

تلك عشرة كاملة

اعلان

یہ ایک سرسری نظر تھی مرزائی مولوی کے اشتہار کے ایک حصہ پر۔ یقین ہے قارئین کرام نے مولوی صاحب کے اشتہار کے دوسرے حصے کے متعلق بھی رائے قائم کر لی ہوگی۔ جب اس حصہ کا یہ حال ہے تو:

قیاس کن زگلستان من بہار مرا
دوسرے حصہ کا حال بھی روشن ہے

دوسرے حصہ اشتہار میں مولوی غلام قادیانی نے جب مسائل پر داد تحقیق یا داد تلبیس دی ہے، ان پر ہمارے آئندہ رسائل میں سیر حاصل بحثیں ملیں گی۔ انشاء اللہ بعض مباحث ہمارے ان رسائل کے یہ ہیں۔ حیات مسیح نزول مسیح دلائل مسیح، خصوصیات امام منتظر، مہدی علیہ السلام، دلائل نبوت ونوامین فطرت تلبیسات مرزا وغیرہ

قارئین اس دلچسپ سلسلہ رسائل کا انتظار کریں۔ والله الموفق!

۱۵ رجمادی الاخر ۱۳۵۲ھ، بمطابق ۶ راکتوبر ۱۹۳۳ء

جواب دعوت

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۶)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بگفتا قائم پرچرخ موسیٰ زندہ وباقی است
مگر منکر شدہ معراج جسمی شاہ طیبہ را
زموت حضرت عیسیٰ بنا کفارہ محکم کرد
دلیری ھا پدید آمد پرستان مرزا را
وختم الرسل بالصدر المعلیٰ نبی ھاشمی ذوجمال
وعیسیٰ سوف یاتی ثم یتوی لدجال شقی ذی خبال

(بدرالامالی)

الحمد اللّٰہ الذی صدق وعدہ، ونصر عبدہ، وھزم الاحزاب وحدہ، والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الرسل محمدن العاقب الذی لا نبی بعدہ۔ وعلیٰ الہ وصحبہ ومن بذل فی تبلیغ دین اللّٰہ جھدہ۔ واوفی بما اخذ اللّٰہ علیہ عھدہ بان یبطل ما خالف الکتاب والسنۃ وردہ، وبعد فایھا الاخوان ،چار صفحوں کا ایک ٹریکٹ، نام نہاد، دعوت الیٰ الحق'' جس میں نہ بسم اللہ ہے نہ حمد وصلوٰۃ تم نے بھی پڑھا ہوگا۔ اس کا ناشر، احادیث نبویہؐ علیٰ صاحبہا التحیۃ، سے اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ایک ''ناکام کوشش'' سے تعبیر کرتا ہے، کیوں نہ ہوں جب پیر مغان کا خود یہ قول ہو۔

''یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۴، خزائن ج۱۷ ص۵۱ حاشیہ)

تو مرید بیک جنبش قلم احادیث صحیحہ کو حرف غلط کی طرح کاٹ دیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کو حضرت فاروق اعظمؓ نے انہم اعداء السنن کا خطاب بخشا تھا۔ (بیہقی)

ناشر ''دعوۃ'' کو ظہور امام پر بڑا ناز ہے۔ دوستو! جب چند دنوں میں اس کا جواب تمہارے ہاتھوں میں ہوگا اور تم دیکھو گے کہ ان کے ''دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ'' ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت سے زیادہ وقیع نہیں ہیں۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

آج ہم دو ورقہ دعوۃ الی الحق پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں جس میں ناظر "دعوۃ کے قول کو بعنوان "داعی" اور اس کے جواب کو بعنوان "مجیب" تحریر کریں گے تاکہ ناظرین ہر دو فریق کی تحریروں کو آسانی سے سمجھ لیں۔

داعی ...... حضرت عیسیٰ کے لئے قرآن مجید میں انی متوفیك اور فلما توفیتنی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن میں "توفی کے معنی قبض روح یعنی موت ہے نہ کہ پورا لینے یا بھر لینے کے (ص۱)

مجیب ...... جب تک کہ علوم آلیہ اور کتب لغت صفحہ ہستی پر موجود ہیں۔ یہ "دجل قادیانی" کبھی فروغ نہیں پا سکتا۔ سنئے۔ لفظ "توفی" کا مادہ "وفا" ہے اور جس طرح مادہ کے حروف ہر صیغہ و باب میں باقی رہتے ہیں اسی طرح مادہ کے معنی بھی ہر صیغہ و باب میں باقی رہتے ہیں۔ وفاء کا لفظ اردو زبان میں بھی مشہور ہے اور معنی بھی اس کے وہی ہیں جو عربی میں ہیں، یعنی "پورا کرنا" منجد میں ہے۔ وفی وفاء اتمہ۔ اسی طرح دیگر کتب لغت میں بھی ہے۔ اسی مادہ وفا سے توفی باب تفعل ہے۔ پس اس کے معنی ہوئے۔ اخذ الشیء وافیا کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ پادری لو لیس المنجد (مشہور لغت کی کتاب) میں لکھتا ہے: توفی توفیا، وفی حقه اخذه وافیاتاما یقال توفیت من فلان مالی علیه (ص۱۰۱۱) یعنی توفی کے معنے اپنا حق پورا پورا لے لیا عرب بولتے ہیں میں نے فلاں سے اپنا حق پورا لے لیا۔ اور اس جگہ توفیت بولتے ہیں۔

لسان العرب جلد بستم میں ہے توفیت المال منه اخذته کله یعنی توفیت کے معنی ہیں میں نے پورا لے لیا۔ نیز مصباح المنیر (لغت کی کتاب) میں ہے توفیته واستوفیته بمعنے استوفیت کے ہیں وہی معنے توفیت کے بھی ہیں یعنی پورا لے لیا۔ مرزا قادیانی دافع الوساوس میں لکھتے ہیں۔ اخذنی ربی واستوفانی (۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً) اوپر لغت سے ثابت ہو چکا ہے کہ استیفاء اور توفی ہم معنے ہیں۔ پس دیکھو مرزا قادیانی کے قول مذکور میں فاعل اللہ ہیں اور مفعول خود مرزا قادیانی ذی روح، اور اس سے مراد قبض روح یعنی موت نہیں ہے۔ اس لئے تمام مفسرین نے بھی توفی کے معنی پورا لینا کیا ہے تفسیر بیضاوی میں زیر آیت فلما توفیتنی لکھا ہے: "التوفی اخذ الشئ وافیاو الموت نوع منه" یعنی توفی کے معنی ہیں کسی کو چیز پورا پورا لے لینا اور موت اس کی ایک نوع ہے۔ ایسا ہی تفسیر سراج منیر میں بھی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے۔ "التوفی جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد

الیٰ السماء ''(تحت آیت انی متوفیک)یعنی توفی بمولہ جنس ہے جس کے تحت میں کئی نوع ہیں۔ موت،رفع الی السماء معلوم ہوا کہ توفی کے معنی وضعی موت کے نہیں ہیں بلکہ موت اس کی ایک نوع ہے جیسے حیوان جنس ہے اور اس کے تحت بہت سی نوع ہیں۔آدمی گھوڑا اور کبوتر وغیرہ، اسی طرح توفی جنس ہے۔اور اس کی نوع نوم،موت، رفع ہیں۔پس جنس کو کسی نوع میں معین کرنے کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔جہاں قرینہ موت یا موت کے لوازمات کا ہوگا وہاں توفی کے معنی موت کے ہوں گے۔نہ یہ کہ توفی کا لفظ موت کے لئے موضوع ہے اور جہاں قرینہ نیند یا نیند کے مقتضیات کا ہوگا وہاں توفی کے معنی نوم کے ہوں گے اور جہاں قرینہ رفع کا ہوگا وہاں رفع کے معنی ہوں گے۔چونکہ اللہ تعالیٰ نے انی متوفیك کو ورافعك الی کے ساتھ ملایا ہے اس لئے عیسیٰ کی توفی بالرفع الی السماء متعین ہوگی۔مفصل بحث رسالہ ظہور امام کے جواب میں ملاحظہ ہو۔

داعی...... توفی کے معنی جبکہ خدا تعالیٰ فاعل اور ذی روح یعنی انسان مفعول ہو اور توفی باب تفعل سے فعل ہو۔اور قرینہ نیند وغیرہ کا موجود نہ ہو تو سوائے قبض روح یعنی موت کے اور کوئی معنی نہیں ہوتے۔

مجیب...... یہ ضابطہ خودساختہ بالکل غلط ہے اہل زبان ائمہ لغت کسی سے بھی اس ضابطہ کا ثبوت نہیں ہے۔ائمہ لغت توفی کے معنی موت کے مجازی قرار دیتے ہیں دیکھو علامہ زمخشری جوفن لغت وادب کے امام ہیں۔اساس البلاغۃ (جو لغت کی قدیم ترین کتاب ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ان) میں لکھتے ہیں ومن المجاز توفی فلان وتوفاہ اللہ ادرکتہ الوفات۔تاج العروس شرح قاموس میں ہے:ومن المجاز ادرکتہ الوفات ای الموت والمنیة وتوفی فلان اذا مات۔پس اہل لغت کا توفی کے معنی موت کے مجازی لکھنا ضابطہ خودساختہ مذکورہ کی صاف تردید کررہا ہے۔کیونکہ توفی کے معنی حسب ضابطہ مذکورہ اگر موت کے ہی ہوں تو پھر کسی قرینہ حالیہ یا مقالیہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔اس صورت میں آیت قرآنی:'' اللہ یتوفی الانفس حین موتھا (زمر:۴۲)'' میں جبکہ توفی باب تفعل سے ہے اور فاعل اللہ موجود ہے اور مفعول (النفس ذی روح انسان) بھی مذکور ہے اور قرینہ نیند وغیرہ کا بھی اس فقرہ میں نہیں ہے'اس صورت میں اگر سوائے موت کے کوئی دوسرے معنی نہیں ہوسکتے۔تو حین موتھا کا جملہ تطویل ہوگا یا حشو اور زائد بہرصورت آیت فصاحت سے گرجاتی ہے۔والعیاذ باللہ اس کے

فیصلہ کی آسان صورت یہ ہے کہ کتب لغت عربیہ میں توفی کو تلاش کرو۔ اگر یہ وفا کے ضمن میں مذکور ہو تو اسے وفا سے مشتق مانو۔ پھر جملہ تصریفات وفاء پر نظر کرو۔ تو تم کو آفتاب نیمروز کی طرح معلوم ہوگا کہ اس کے معنی پورا کرنے، پورا لینے کے ہیں اور چونکہ اس کے مفہوم میں رفع، موت اور نیند بھی داخل ہیں اس لئے اس لفظ کا اطلاق رفع کے قرینہ پر رفع کے لئے اور موت کے قرینہ پر موت کے لئے اور نیند کے قرینہ پر نیند کے لئے ہوگا۔ صرف اس اعتبار سے کہ توفی جنس ہے۔ اور رفع، موت، اور نوم اس کی نوعیت ہیں۔ نہ اس لئے کہ یہ لفظ بحسب الوضع موت کے لئے موضوع ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ پس ضابطہ مخترعہ غلط ہے اس کی تفصیل آپ کو ظہور امام، کے جواب میں ملے گی فانتظرہ۔

داعی...... قرآن مجید میں جو حضرت عیسیٰ کے متعلق ''رافعك الیّ ''اور بل رفعہ اللہ میں رفع کا لفظ استعمال ہوا ہے اور جس میں خدا تعالیٰ فاعل حضرت عیسیٰ (ذی الروح) مفعول ہیں اس کے معنی آسمان پر اٹھا لے جانے کے نہیں بلکہ مقرب بنانے اور درجات بلند کرنے کے ہیں۔ (ص۱)

مجیب...... یہ ضابطہ مخترعہ بھی اوپر کے ضابطہ مستحدثہ کی طرح بے ثبوت اور غلط ہے ورنہ وہی محذور لازم آئے گا۔ جو اوپر مذکور ہوا یعنی بہت سی آیات قرآنیہ مثلاً رفع بعضھم درجات (بقرہ:۵۳) نرفع درجات من نشاء (انعام:۸۳ ویوسف) رفع بعضکم فوق بعض درجات (انعام:۱۶۵) اور ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات (الزخرف:۳۲) یرفع اللہ الذین آمنو منکم والذین لتو العلم درجات (مجادلہ:۱۱) وغیرھا بوجہ تطویل یا حشو کے فصاحت سے گر جائیں گی۔

کیونکہ ان آیات میں رفع کے مشتقات بولے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور ذی روح (پیغمبران و اہل علم و مومنین وغیرہ) مفعول ہیں اور پھر لفظ درجات بھی ذکر کیا گیا ہے پس اگر ضابطہ مخترعہ مذکورہ کے مطابق رفع کے معنی درجات بلند کرنے کے ہی ہیں تو لفظ درجات ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ آیات مذکورہ میں رفع کے معنی متعین کرنے کے لئے ''درجات'' بطور قرینہ کے مذکور ہوا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رفع کے معنے حسب قرائن کئے جائیں گے۔ کیونکہ لغت میں اس کے حقیقی اور وضعی معنی ''اوپر کو اٹھانا'' ہیں۔ پس جہاں رفع کا مفعول کوئی جسم ہوگا وہاں معنے اس جسم کو نیچے سے اوپر کو حرکت دینا اور اٹھانا ہوں گے۔ لغت کی کتاب مصباح منیر میں ہے۔

فالرفع فی الاجسام حقیقة فی الحرکة والانتقال وفی المعانی علی ما یقتضیه المقام یعنی لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنے کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے اور معانی کے متعلق جیسا موقع ومقام ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ورفعنا فوقکم الطور (بقرہ:۶۳)“ یہاں رفع کا فاعل اللہ ہے اور مفعول پہاڑ ہے جو جسم والا ہے اور مراد مجسم پہاڑ کو نیچے سے اوپر حرکت دینا اور بنی اسرائیل کے سروں پر چھت کی طرح اٹھانا ہیں۔ اس کی تائید سورہ اعراف کی اس آیت سے ہوتی ہے: ”واذ نتقنا الجبل فوقهم کانه ظلة وظنوا انه واقع بهم (بقرہ:۱۷۱)“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس وقت اٹھایا ہم نے پہاڑ ان کے اوپر جیسے سائبان اور ڈرے کہ وہ گرے گا ان پر نیز فرمایا: ورفع ابویه علی العرش (یوسف:۱۰۰) یعنی یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت کے اوپر بٹھایا۔ یہاں ابوین کا بجسد ہما تخت کے اوپر مرفوع ہونا مراد ہے اور جہاں رفع کا صلہ الیٰ مذکور ہو وہاں معنے شے مذکور کا مدخول الیٰ کی طرف مرفوع ہونا ہوں گے۔ بولتے ہیں رفعه الی الحاکم، رفعته الی السلطان، قال ابو هریرة لسارق التمر لا ئرفعنك الی رسول الله (بخاری) ای لانذهبن بك الشکوك یقال رفعه الی الحاکم اذا احضر للشکوری (فتح الباری شرح بخاری ص۴۳۱) میں تجھ کو حاکم بادشاہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس پکڑ لے جاکر تیری شکایت کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه (فاطر:۱۰)“ اس آیت میں رفع وصعود دو لفظ آئے ہیں جو ہم معنی ہیں اور صلہ الیٰ بھی مذکور ہے پس کلمہ کا عمل صالح کے ساتھ مدخول الیٰ یعنی اللہ کی طرف آسمان پر جانا صاف ثابت ہے جیسا کہ حدیث ابن مسعودؓ میں وارد ہے: ”اخذهن ملك فجعلهن تحت جناحه ثم صعدبهن الی السماء (ابن جریر، ابن کثیر، فتح البیان، حاکم، بیہقی، طبرانی، وغیرہ)“ یعنی ان کلمات کو فرشتہ اپنے بغل میں دبا کر آسمان پر لے چڑھتا ہے۔ نیز حدیث ابن عباسؓ میں وارد ہے: ”اذا تواضع العبد رفعه الله الی السماء السابعة (منتخب کنز برحاشیہ مسند احمد ج۱ ص۱۶۰)“ یعنی بندہ جب تواضع کرتا ہے تو اللہ اس تواضع کو ساتویں آسمان کے اوپر اٹھالیتا ہے۔ کتاب الاخلاق کے باب حکمت سے ایک تواضع بھی ہے اس امر کو نیز حدیث مذکور کے مطالب کو ایک دوسری حدیث واضح کرتی ہے جو انہیں ابن عباسؓ سے طبرانی میں مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”فاذا

تواضع قبل للملك ارفع حکمته (جامع صغیر للسیوطی ج ۲ ص ۱۲۷)" یعنی بندہ جب تواضع کرتا ہے تو فرشتہ موکل کو حکم ہوتا ہے کہ اس کی حکمت یعنی تواضع کو لے کر چڑھ آ۔ کلمات عباد و افعال حسنہ واعمال صالحہ کا فرشتوں کے ذریعے سے آسمانوں پر جانا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں ہے: "یرفع الیه عمل اللیل قبل عمل النهار...... الخ!" اور صحیح بخاری میں ہے: "ثم یعرج الیه الذین باتوافیکم...... الخ!" ان مثالوں سے جس طرح رفع کا صلہ الیٰ مذکور ہونے کے باعث، شی ء مذکور کا مدخول الیٰ کی طرف مرفوع ہونا ثابت ہوا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے: "رفعه الله الیه (نساء:۱۵۸) رافعك الی (آل عمران:۵۵) جس کے معنی ہوئے کہ عیسیٰ کا رفع بجسده وبحیوته مدخول الی یعنی سماء کی طرف ہوا۔ ارتفاع الی الله وصعود الی السماء متسادق فی المعنی بین کما ذکرته۔ اور رافعك میں مخاطب کی ضمیر منادیٰ یعنی عیسیٰ کی طرف راجع ہے اور اسم عیسیٰ معبر ہے جسم مع الروح سے کیونکہ محض روح بغیر تعلق بدن کے قابل تسمیہ نہیں ہوتی۔ پس اس ضمیر سے حضرت عیسیٰ کا رفع جسد مع الروح ثابت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا "ناشر دعوت" کا بنا دٹی قاعدہ مذکورہ غلط ثابت ہوا۔ اور رفع سے مراد رفع الی السماء مع الجسد والروح کا ہونا کالشمس فی نصف السماء ظاهر وباهر ہوا والحمد لله۔

سوال...... حضرت عمرؓ نے وفات نبوی کے وقت فرمایا تھا رفع کما رفع عیسیٰ (حج الکرامۃ ص ۱۰۱) اور امام حسنؓ نے حضرت علیؓ کی وفات کے وقت خطبہ دیا تھا کہ جس رات کو حضرت علی کی وفات ہوئی ہے وہ رات وہ ہے کہ عرج فیها بروح عیسیٰ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۱) ان سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ یہاں مر گئے تھے اور ان کی روح کا رفع الی اللہ ہوا ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب...... کتاب حج الکرامۃ میں حضرت عمرؓ کا قول بلا سند کے مذکور ہے بلکہ اس کتاب کا حوالہ تک ندارد ہے جہاں سے یہ قول نقل کیا گیا ہے۔ البتہ حضرت عمر کا قول سند کے ساتھ مسند دارمی ص ۲۳ میں یوں مروی ہے۔ لکن عرج بروحه کما عرج بروح موسیٰ یعنی جیسے حضرت موسیٰ مرے تھے اور ان کی روح کی معراج ہوئی تھی۔ اسی طرح آنحضرت کی روح کی بھی۔ معلوم ہوا کہ کتاب حج الکرامہ میں بجائے موسیٰ کے عیسیٰ غلط لکھا گیا ہے۔ اور اگر لفظ عیسیٰ صحیح ہے تو اس میں رفع الی السماء مرقوم ہے۔ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم وروح کے ساتھ رفع ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ حضرت عمر کا مطالب یہ تھا کہ آنحضرت بھی اسی طرح مع الجسم

والروح زندہ آسمان پر چلے جائیں گے کیونکہ ان کا قول تھا لا یموت رسول اللہ (دارمی) یعنی آنحضرت کو موت نہیں آئے گی۔ ان کا یہ شبہ حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ سے دفع ہوا، رہا امام حسنؓ کا خطبہ وہ تو بالکل صاف ہے۔ روح عیسیٰ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان نہیں ہے۔ بلکہ روح حضرت عیسیٰ کا نام صفاتی قرآن میں آیا ہے پوری عبارت امام حسنؓ کے خطبہ کی یہ ہے:

''ولقد قبض فی اللیلة التی عرج فیها بالروح عیسیٰ بن مریم (طبقات ابن سعد)''
یعنی حضرت علیؓ کا قتل اسی شب میں ہوا ہے جس شب کو حضرت روح اللہ عیسیٰ بن مریم عیسیٰ علیہ السلام کو (مع الجسم والروح) آسمان پر چڑھائے گئے تھے۔ حافظ سیوطی نے تفسیر درمنثور میں اس کو یوں نقل کیا ہے۔ قتل لیلة اسریٰ بعیسیٰ ولیلة قبض موسیٰ (از حاکم ج۲ص۳۶) یعنی امام حسن نے کہا کہ جس شب میں حضرت کو آسمان پر لے جایا گیا اور جس شب کو حضرت موسیٰ کی جان نکالی گئی تھی اسی شب کو میرے والد کو شہادت ملی۔ پس یہ ہماری دلیل ہوئی نہ مخالف کی۔

داعی...... حضرت سرور کائنات ﷺ کی توہین کے مرتکب ہونے سے بچئے۔ آپ تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار برس سے آسمان پر زندہ ہوں۔ غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہوں آسمان پر مدفون ہوں زمین میں شاہ جہاں ہمارا۔

مجیب...... آپ کے مرزا صاحب نور الحق (حصہ اوّل ص۵، خزائن ج۸ص۶۹) میں فرماتے ہیں: ''یہ موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں نہیں مگر ہم قرآن میں بغیر وفات کے عیسیٰ کے کچھ نہیں پاتے۔'' مرزا قادیانی کی یہ تفریق (کہ عیسیٰ کو مردہ کہا اور موسیٰ کو زندہ) بتا رہی ہے کہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ کو جسمانی زندگی سے آسمان پر زندہ سمجھتے تھے۔ پس جواب بالقلب سنئے۔

حضرت سرور کائنات ﷺ کی توہین کے مرتکب ہونے سے اے مرزائیو۔ بچو آپ ﷺ تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت موسیٰ تین ساڑھے تین ہزار برس سے آسمان پر زندہ ہوں؟

غیرت کی جا ہے موسیٰ زندہ ہوں آسمان پر
مدفون ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا

مرزائیو! غیرت کی جا نہیں ہے بلکہ ہمارے سرور کائنات ﷺ کا زیر زمین مدفون ہونا کمال عزت ہے سنئے۔

کسے بگفت کہ عیسیٰ برتبہ اعلیٰ است
کین بزیر زمین خفتہ وآں باوج سماء است
گفتمش کہ حجت قوی نمی گردد
حباب بر سر آب وگہر تہ دریاست

داعی...... اس حدیث شریف میں ینزل اور ابن مریم کے الفاظ سے دھوکا لگا ہے۔(ص۲)

مجیب...... جی ہاں احادیث نبویہ سے ہی مسلمان دھوکہ کھائیں تو ہدایت یابی معلوم کیوں نہ ہو مرزا قادیانی جو فرما گئے ہیں۔وقد مزق الاخبار کل ممزق کل بما ھو عندہ یتبشر (اعجاز احمدی ص ۵۷،خزائن ج۱۹ص ۱۶۸) لیکن ہم تو ان احادیث متواترہ کو چھوڑ نہیں سکتے۔کیونکہ آنحضرت نے اس امر کو مختلف مواقع میں مختلف الفاظ سے ارشاد فرمایا ہے۔صحیحین میں نزل فیکم،ینزل فیکم آیا ہے۔صحیح مسلم میں بعث اللہ المسیح ابن مریم فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم وارد ہے۔مستدرک حاکم میں لیھبطن عیسیٰ ابن مریم حکما منقول ہے۔مسند احمد جلد چہارم میں انہبط عیسیٰ ابن مریم مروی ہے۔تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں انہ راجع الیکم کی حدیث موجود ہے اور آسمان سے اترنے کی تصریح بھی رسول اللہ ﷺ نے ہی فرمائی ہے۔امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں ابوہریرہ سے بالسند روایت نقل کی ہے۔کہ آنحضرت نے فرمایا:’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم (ص۳۰۱)‘‘ابن عساکر ابن عباسؓ سے روایت لائے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا:’’فعند ذلك ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء ‘‘منتخب(کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ج۶ص ۵۶)اور مشکوٰۃ وکنز العمال میں الی الارض بھی وارد ہے اس لئے ہم حضرت عیسیٰ کا آسمان سے زمین پر اترنا مانتے ہیں: لان الاحادیث یفسر بعضھا بعضاً۔

داعی...... نزول کا لفظ قرآن مجید میں متعدد جگہ استعمال ہوا ہے اور وہاں آسمان سے اترنے کے کسی جگہ بھی ہمارے مخالف معنے نہیں لیتے۔(ص۲)

مجیب...... مسلمان علماء جو معنے ان مقامات میں مراد لیتے ہیں وہ تو آگے چل کر معلوم ہوں گے۔ بالفعل یہاں ہم نزول کے معنی سے متعلق کچھ تحریر کرتے ہیں صراح میں ہے۔’’نزول فرود آمدن انزال فرود آوردن‘‘منتہی الارب میں ہے۔نزول فرود آمد۔یعنی نزول کے معنے نیچے آنا،انزال کے معنی نیچے لانا ہیں۔عربی لغت مصباح منیر میں ہے۔نزل من علو الی سفل یعنی نزول کے معنی اوپر سے نیچے آنا۔امرء القیس کہتا ہے:’’تقول وقد مال الغبیط بنا معاً عقرت بعیری یا امرئ القلیس فا نزل‘‘

مشہور لغوی علامہ راغب اصفہانی مفردات (قرآن کا لغت) میں لکھتے ہیں:

''النزول فی الاصل هو انحطاط من علو وانزال الله تعالیٰ با نزال الشیء نفسه کا نزال القرآن واما بانزال اسبابه والهدایه الیه کانزال الحدید واللباس ونحو ذلك آه ''یعنی نزول کے اصل معنی اوپر سے نیچے کو اترنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اتارنا (دو طرح پر ہے۔) یا تو شئے بنفسہ کا اتارنا جیسے قرآن کا اتارنا یا اس شے کے اسباب وذرائع اور اس کی طرف (توفیق) ہدایت کا اتارنا جیسے انزال حدید اور انزال لباس اور اس کے مثل (انزال میزان، انزال رزق، انزال انام، انزال رجز وعذاب وغیرہ) علامہ کی اس تصریح سے آپ کی پیش کردہ آیات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے اور ہم کو الگ الگ ان پر بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن بپاس خاطر ناظرین ہم ہر ایک نمبر پر نظر ڈالتے ہیں۔

داعی...... قد انزل الله الیکم ذکرا رسولاً یتلوا علیکم آیات الله۔ اس آیت میں حضرت کے لئے انزل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ (تا) بطن آمنہ سے پیدا ہوئے تھے۔ (ص۲)

مجیب...... کاش آپ اس مقام کو مشہور درسی کتاب جلالین میں دیکھ لیتے تو ایسا نہ لکھتے۔ ملاحظہ ہو: قد انزل الله الیکم ذکرا هو القرآن رسولا ای محمد ﷺ منصوب بفعل مقدر ای ارسل (جلالین، خازن، کشاف مدارک، سراج منیر) یعنی ذکراً سے مراد قرآن ہے جسے اللہ نے (آسمان سے) نازل کیا ہے اور رسولا کے پہلے ارسل محذوف ہے یعنی محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ اسی لئے قرآن مجید میں ذکراً کے بعد آیت کا گول نشان بنا ہوا ہے۔ جسے آپ نے عمداً حذف کر دیا اور رسولاً الگ دوسری آیت میں ہے۔ قرآن مجید میں اس طرح مرقوم ہے: ''قد انزل الله الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم...... الخ! (طلاق:۱۰،۱۱)'' ذکر قرآن مجید کا دوسرا نام ہے اور اس کا نزول بہت سی آیات میں آیا ہے چودھویں پارہ کے تین مقام ملاحظہ ہوں۔ انا نحن نزلنا الذکر (حجر:۹) یا ایها الذی نزل علیه الذکر (حجر:٦) وانزلنا الیك الذکر (نحل:٤٤) وهذا ذکر مبارك انزلناه (انبیاء:٥٠) أنزل علیه الذکر (ص۸) ان الذین کفرو بالذکر لما جاءهم وانه لکتاب عزیز (حم سجده:٤١) ان هو الا ذکر وقرآن مبین (یسین:٦٩) پہلی، تیسری اور چوتھی آیت میں نزول ذکر کی منجانب اللہ صراحت ہے۔ چھٹی اور ساتویں میں ذکر کا قرآن ہونا مصرح ہے۔

۲...... اگر رسولاً کو منصوب بفعل مقدر نہ مانیں بلکہ ذکراً سے بدل قرار دیں یا عطف بیان کہیں، تو اس صورت میں رسولاً سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔ (تفسیر کشاف وبیضاوی) جو بواسطہ محمد ﷺ کے بندوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور جبرائیل کا نزول من السماء متفق علیہ ہے۔ اور یہ سب کچھ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ (سورہ تکویر:۱۹،۲۰) میں وارد ہے: ''انه لقول رسول کریم ذی قوت عند ذی العرش مکین '' یہاں جبرائیل کو اللہ تعالیٰ نے رسول فرمایا اور جس چیز کو یہاں قول سے تعبیر فرمایا ہے۔ اسی کو سورہ طلاق میں یتلوا علیکم (طلاق:۱۱) کہا ہے اور سورہ قیامت میں قرآناه (قیامت:۱۸) اور جس طرح سورہ طلاق میں انزل الله (طلاق:۱۰) آیا ہے اسی طرح سورہ شعراء میں نزل به الروح الامین علی قلبك (شعراء:۱۹۳) اور (سورہ بقر:۹۷) میں قل من کان عدواً الجبریل فانه نزله علی قلبك باذ ن الله فرمایا گیا ہے۔ ان آیات سے جبرئیل کا رسول ہونا، اللہ ذو العرش سے قرآن کی آیات لیکر نازل ہونا اور آنحضرت ﷺ کے قلب منور پر وارد کرنا اور آپ ﷺ کو پڑھانا صاف صاف ثابت ہے پس یہ تفسیر آیات ما نحن فیہا کی بہتر تفسیر ہے۔

داعی...... ''وانزلنا الحدید '' اور ہم نے لوہا اتارا ب غور کیجئے کہ کیا لوہا آسمان سے نازل ہوتا ہے یا کانوں سے نکلتا ہے۔ (ص۴)

مجیب...... اس آیت کی تفسیر میں اگر ہم آپ کو یہ حدیث نبوی سنا دیں عن ابن عمر قال قال البنی ﷺ وسلم ان الله انزل اربع برکات من السماء الی الارض الحدید ...... الخ! (معالم، خازن، کشاف، کبیر، سراج منیر) یعنی اللہ نے چار چیزیں آسمان سے زمین کی طرف اتاری ہیں ان میں سے ایک لوہا ہے تو آپ فوراً اپنے مرزا صاحب کا یہ قول پیش کر دیں گے کہ ''حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)'' اس لئے ہم ان بزرگوں کا قول پیش کرتے ہیں جن کے قول سے مرزا قادیانی نے بڑی تعریف کے بعد استناد کیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۴۷، خزائن ج۳ ص۲۲۵) اور واقعی ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ وہ بزرگ۔ حبر الامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں: ''عن ابن عباس قال ثلاثة اشیاء نزلت مع آدم السندان والکلبتان والمیقعة (ابن کثیر وابن جریر)'' وفی روایته نزل آدم من الجنة ومعه سبعة اشیاء من الحدید السندان والکلبتان والمیقعة والمطرقة والابرة والمرو والمسبحاة (کشاف ومدارک وابوالسعود

وسراج منیر)'' یعنی حضرت آدم جنت السماء سے سات چیزیں لوہے کی اپنے ساتھ لیکر اترے تھے۔ نہائی (گھن) سڑسی، ریتی، ہتھوڑی، سوئی، بیلچہ، پھاوڑا (کدال) فرمایئے جناب اب کیا ارشاد ہوتا ہے؟ مرزا قادیانی کے مسلم مفسر کی تفسیر کی بناء پر آیت انزلنا الحدید (الحدید:۲۵) کے معنے شروع زمانہ میں آدم کے ساتھ آسمان سے لوہا اتارنے کے ثابت ہوگئے نا؟ ہاتھ لا اویار کیوں کیسی کہی؟

۲...... آیت مذکورہ میں دراصل انزال سے مراد انزال امر ہے جیسا کہ اوپر مفردات راغب سے عبارت والهداية اليه كانزال الحديد نقل کی جاچکی ہے۔ یعنی لوہے کے استعمال کی ہدایت اور حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے۔ تفسیر سراج منیر وکشاف میں ہے:''ان او امره تنزل من السماء وقضاياه واحكامه'' بیضاوی میں ہے۔ الامر باعداده یعنی استعمال حدید کا امر وحکم آسمان سے اترا ہے، جو قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر موجود ہے۔ واعدولهم ما استطعتم من قوة (انفال:۶۰) یا ایها الذین آمنوخذو احذرکم (نساء:۷۱) ولیا خذو احذرہم وا سلحتهم (نساء:۱۰۲) ان ایات میں لوہے کے ہتھیار اور ڈھال وغیرہ کے استعمال کا حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اسی کی طرف وانزلنا الحدید میں اشارہ فرمایا ہے۔ پس چونکہ آہنی اسلحہ کے استعمال اور تیار کرنے کا سبب امر منزل من اللہ ہے۔ لہٰذا انزلنا الحديد من قبيل الطلاق المسبب والمراد به السبب ہے جس کی تفصیل اگلے جواب میں ملاحظہ ہو۔

داعی...... يا بنی آدم قد انزلنا عليكم لباسا (الاعراف:۲۶) اے بنی آدم ہم نے تم پر لباس اتارا فرمایئے کہ کپڑے جو ہم پہنتے ہیں کیا وہ آسمان سے اترتے ہیں۔ (ص۲)

مجیب...... محاورات عرب جاننے والوں سے مخفی نہیں کہ کلام میں کبھی سبب بولتے ہیں اور مراد مسبب لیتے ہیں جیسے'' رعينا الغيث اى البنات الذى سببه الغيث (مطول)'' ہم نے بارش چرائی یعنی گھاس، جس کے اگنے کا سبب بارش ہے اور کبھی مسبب بولتے ہیں اور مراد سبب لیتے ہیں۔ جیسے'' وما انزل الله من السماء من رزق (سوره جاثيه:۵)'' اللہ نے آسمان سے رزق نازل فرمایا یعنی بارش برسائی جو سبب ہے رزق کے پیدا ہونے کا، پس رزق مسبب ہوا۔

اسی طرح انزلنا عليكم لباسا فرمایا۔ لباس مسبب ہے اور سبب اس کا بارش ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے:''انزل المطر وبالمطر تتكون الاشياء التى منها يحصل

اللباس (ج۳)" تفسیر معالم میں ہے:" اللباس یکون من نبات الارض والنبات یکون بما ینزل من السماء فمعنی قوله انزلنا ای انزلنا اسبابه " تفسیر خازن و فتح البیان میں ہے:" انزل المطر من السماء وهو سبب نبات اللباس " تفسیر مدارک میں ہے:" لان اصله من الماء وهو منها " اسی طرح بیضاوی وابوالسعو دوسراج منیر میں اسباب نازلہ مرقوم ہے۔ حاصل سب عبارتوں کا یہ ہوا کہ وجود لباس کا سبب بارش ہے آسمان سے پانی برستا ہے۔ اس سے روئی کا درخت پیدا ہوتا ہے۔ روئی سے سوت اور سوت سے لباس تیار ہوتا ہے۔ پانی برستا ہے گھاس پیدا ہوتی ہے جسے بھیڑ اور دنبہ کھاتے ہیں ان کے بال بڑھتے ہیں جس سے اونی لباس بنتے ہیں اور بارش ہوتی ہے۔ شہتوت اور بیر کے درختوں کی پتیاں ہری بھری ہوتی ہیں۔ ان کو ریشم کے کیڑے کھاتے ہیں اور ریشم نکالتے ہیں جس سے ریشمی لباس وجود میں آتے ہیں۔ غرض کہ لباس ورزق کا وجود حصول اسباب سماویہ ومواد ارضیہ سے مل کر ہوتا ہے جیسا کہ سورہ یونس میں فرمایا ہے:" قل من رزقکم من السماء والارض (آیت:۳۱)" اس کے آگے چھٹے رکوع میں ہے:" ا انزل الله لکم من رزق (آیت:۵۹)" سورہ جاثیہ کی آیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔ سورہ ذاریات میں وارد ہوا:" وفی السماء رزقکم وما توعدون (آیت:۲۰)" اور سورہ یٰسین میں تو صاف صاف فرمایا ہے انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا فانبتنا فیها حبا الایۃ (آیت:۲۶،۲۷) ان آیات سے آسمانی بارش اور نبات ارضی سے انسانی معیشت کا حصول ثابت ہے۔ اسی قبیل سے یہ آیت بھی" انزلنا علیکم لباسا (اعراف:۲۶)" اس کو کہتے ہیں تسمیۃ الشیٔ باسم المسبب، پس انزال کے معنے آسمان سے اتارنا اس آیت میں بھی اسی طرح ثابت ہوئے جس طرح اوپر کی دونوں آیتوں میں۔ والحمد لله علیٰ ذالك۔

داعی...... دوسرا تشریح طلب لفظ ابن مریم ہے۔ جہاں پوری پوری مشابہت پائی جائے وہاں ایک نام کا اطلاق دوسرے پر ہوسکتا ہے...... الخ!(ص۲)

مجیب...... جبکہ بصراحۃ النص بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم بنت عمران علیہم السلام کا آسمان سے اتر کر زمین پر دوبارہ تشریف لانا ثابت ہے۔ کماہوہ تو مثلیت اور مشابہت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیکن مرزا قادیانی چونکہ براہین احمدیہ میں لکھ گئے ہیں کہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے۔ (ص۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۹۴) اسی لئے ناشر" دعوۃ" نے بھی مشابہت تامہ کا ترجمہ" پوری پوری مشابہت" کردیا اور اس کو علم بلاغت سے ثابت کرنے کے درپے ہوئے

چاہئے تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات وعلامات لکھ کر مرزا قادیانی میں ان کو دکھاتے لیکن اس کے لئے ٹریکٹ نمبر ۶ کا وعدہ (افسوس یہ وعدہ بھی وفا نہ ہوا) کر دیا۔ (ص۳)

ہم بھی انشاءاللہ کسی اگلے ٹریکٹ میں قرآن وحدیث سے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی علامات اور حالات تحریر کریں گے جن کا شمار ایک سو اسی ہوگا۔ پھر دکھادیں کہ مرزا قادیانی میں ان میں کوئی ایک بھی علامت نہیں پائی گئی۔ یہ ٹریکٹ بڑا ہی مزیدار ہوگا۔ ناظرین اس کا انتظار کریں۔ اس وقت ہم قادیانی لٹریچر اور مرزائی مسلمات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مختصر حالات اور علامتیں لکھتے ہیں۔ اور پھر قادیانی لٹریچر سے ہی ثابت کریں گے کہ مرزا قادیانی میں وہ باتیں نہیں پائی گئیں۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول ربانی	مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
۱...... حضرت عیسیٰ ابن مریم بغیر باپ کے پیدا کئے گئے۔ (ازالہ اوہام ص۶۶۹، خزائن ج۳ ص۴۶۱)	۱...... مرزا قادیانی اپنے باپ مرزا غلام مرتضیٰ سے پیدا ہوئے تھے۔ (کشف الغطاء ص۳، خزائن ج۱۴ ص۱۷۹)
۲...... حضرت عیسیٰ نے مہد میں کلام کیا۔ (تریاق القلوب ص۴۱، خزائن ج۱۵ ص۲۱۷)	۲...... مرزا قادیانی سے مہد میں کلام کرنا ثابت نہیں نہ آپ نے کہیں لکھا ہے۔
۳...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیوی نہ تھی۔ (ریویو ماہ اپریل ۱۹۰۲ء ص۱۴۳)	۳...... مرزا قادیانی کے کئی بیویاں تھیں۔ (ثبوت کی ضرورت نہیں)
۴...... حضرت عیسیٰ کی اولاد نہ تھی۔ (تریاق القلوب کا حاشیہ ص۹۹، خزائن ج۱۵ ص۳۶۳)	۴...... مرزا قادیانی کے کئی اولاد (لڑکے اور لڑکیاں) ہوئیں۔ (ظاہر ہے)
۵...... حضرت عیسیٰ توام نہیں پیدا ہوئے تھے۔	۵...... مرزا قادیانی توام پیدا ہوئے تھے۔ (نزول المسیح ص۱۲۷، خزائن ج۱۸ ص۵۰۵)
۶...... حضرت عیسیٰ حضرت محمد ﷺ سے چھ سو برس قبل پیدا ہوئے تھے۔ (حاشیہ راز حقیقت ص۱۵، خزائن ج۱۴ ص۱۶۷)	۶...... مرزا قادیانی محمد ﷺ کے بہت بعد ۱۲۶۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے (تریاق القلوب ص۶۸، خزائن ج۱۵ ص۲۸۳)

۷.....حضرت عیسیٰ میں محض جمالی رنگ تھا۔ (نزول المسیح ص۱۲۷، خزائن ج۱۸ ص۵۰۵)	۷.....مرزا قادیانی فرماتے ہیں میں جمالی اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہوں۔ (نزول المسیح ص۱۲۷، خزائن ج۱۸ ص۵۰۵)
۸.....حضرت عیسیٰ مکتب میں بیٹھے تھے استاد سے توریت پڑھی تھی۔ (کتاب ایام الصلح اردو ص۱۴۷، خزائن ج۱۴ ص۳۹۴)	۸.....مرزا قادیانی فرماتے ہیں 'میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا۔ (ایام الصلح ص۱۴۷، خزائن ج۱۴ ص۳۹۴)
۹.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی اس لئے نبی سیاح کہلائے۔ (کتاب مسیح ہندوستان میں ص۵۳، خزائن ج۱۵ ص۵۵)	۹.....مرزا قادیانی نے صوبہ پنجاب اور یوپی سے باہر کہیں کی بھی سیاحت نہیں کی۔ من یدعیه فعلیه البیان
۱۰.....حضرت عیسیٰ نے براہ راست فیضان پایا ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۷)	۱۰.....مرزا قادیانی کو حضرت محمد کی اتباع سے حاصل ہوا۔ (حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۷)
۱۱.....حضرت عیسیٰ نے کہا میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ (چشمہ معرفت ص۶۸، خزائن ج۲۳ ص۷۶)	۱۱.....مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا۔ (میں تمام انسانوں کی طرف رسول ہوں) (حقیقۃ النبوۃ ص۱۹۹، ۲۰۰)
۱۲.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگل کا ساگ پات کھاتے اور مٹی کا تکیہ بناتے۔ (عسل مصفی حصہ اول ص۱۹۱، ۱۹۲)	۱۲.....مرزا قادیانی کے پاس تین لاکھ روپیہ تھا برابر لنگر خانہ جاری رہتا۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۱) پھر کیسے کیسے مرغن کھانے پکتے ہوں گے۔

اس طرح کا ایک دفتر محض قادیانی لٹریچر سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ والعاقل تکفیه الاشارہ ناشر 'دعوۃ' کو بتانا چاہئے کہ پوری پوری مشابہت کیا اسی کا نام ہے؟ احادیث صحیحہ سے جو علامات وبرکات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت ہیں۔ ان میں سے ہم بالفعل یہاں پر صرف چار

نقل کر کے مرزا کے زمانہ سے مقابلہ کرتے ہیں۔تا کہ اس مدعوی پوری پوری مشابہت کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے۔بعونہ وصعونہ

برکات حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہ السلام	مشکومات حضرت مرزا قادیانی علیہ ماعلیہ
ا......ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد (صحیح مسلم) یعنی حضرت عیسیٰ کی برکت سے مسلمانوں کا کینہ، بغض اور حسد دور ہو جائے گا۔	۲...... ہندوستان کے عام باشندوں خصوصاً مسلمانوں میں روشنی اور حسد اور بغض کی آگ لگی ہوئی ہے اور ایسی عداوت پیدا ہو گئی ہے جس سے ایک دوسرے سے جدائی اور قطع تعلق بلکہ قطع رحم ہو چکا ہے۔
۲......ویفیض المال حتی لا یقبله احد (بخاری ومسلم) حضرت عیسیٰ کی برکت سے مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ زکوٰۃ لینے والا نہ ملیں گے۔	۲......سب قوموں میں سے زیادہ فقیر اور محتاج مسلمان ہیں اگر ایک شخص خیرات کرنے لگتا ہے تو اس کثرت سے فقراء اور مساکین جمع ہو جاتے ہیں کہ اس بے چارے کو گھر کا دروازہ بند کر لینا پڑتا ہے۔انتہا یہ ہے کہ مسلمان افلاس کی وجہ سے آریہ اور عیسائی بنتے جا رہے ہیں۔
۳......حتی تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا (صحیح مسلم) مطلب یہ کہ حضرت عیسیٰ کی برکت سے دنیا سے بے رغبتی اور عبادت کے شوق سے آخرت کی تیاری کی فکر پیدا ہو جائے گی۔	۳...... لالچ اور نفسانی طمع میں ترقی ہے حلال وحرام کی تمیز اٹھ گئی ہے اور رشوت، خیانت اور غبن کا وقوع بکثرت ہے۔رہزنی، ڈاکہ اور غصب کی فراوانی ہے۔طمع مال میں قتل وغارت گری کے واقعات روزمرہ ہیں، عاقبت کی کوئی فکر نہیں بلکہ مسلمان اسلام کو ہی خیرباد کہہ رہے ہیں
۴......حضرت عیسیٰ کی برکت سے بارش بروقت اور مناسب ہوگی۔دودھ اور پھل معمول سے زیادہ ہوں گے۔(صحیح مسلم) اور جو امر عامہ خلق کے حق میں مضر ہوں گے وہ بند ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد وابن ماجہ وغیرہ)	۴......خشک سالی یا تباہ کن سیلاب کی کثرت بہر دو صورت ہر جنس کی گرانی خصوصاً گھی اور دودھ کی قلت نت نئی بیماریاں اور وبائیں، زلزلے اور بہت سی مصیبتیں دنیا میں عام طور سے بدامنی اور لڑائیاں موجود ہیں۔

دوستو! آپ نے دیکھا کیسی 'پوری پوری مشابہت' ہے؟ اس لئے ناشر دعوۃ کو ہمت نہیں ہوئی کہ مسیح اصلی و مسیح نقلی کا تقابل دکھائیں، استاد صاحب کے غالباً اسی موقع کے لئے پیش گوئی کی تھی۔

بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خودرا
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

داعی...... یا اخت ہارون اس آیت میں حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا گیا ہے۔ حالانکہ تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت مریم کا کوئی بھائی ہارون نہ تھا...... الخ! (ص۲)

مجیب...... کاش آپ لوگ احادیث نبویہ کو مانتے تو ہرگز ایسا نہ لکھتے۔ صحیح مسلم میں ہے: ''عن المغیرة بن شعبة قال لما قدمت نجران سالونی فقالوا انکم تقرئون یا اخت هرونؑ وموسیٰ قبل عیسیٰ بکذا وکذا فلما قدمت علی رسول اللهﷺ سالته عن ذلك فقال انهم كانوا يسمعون بانبيائهم والصالحين قبلهم (مسلم ج۲ ص۲۰۷)'' کذافی الترمذی والنسائی واحمد حضرت مغیرہ بن شعبہ صحابی تھے کہتے ہیں کہ میں نجران آیا تو (عیسائیوں نے) مجھ سے سوال کیا کہ تمہارے قرآن نے مریم کو ہارون کی بہن کہا ہے۔ (جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے) اور موسیٰ کا زمانہ عیسیٰ سے بہت پہلے ہے۔ تو میں نے (مدینہ آکر) آنحضرتﷺ سے اس امر کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہاں (ہارون سے موسیٰ کے بھائی مراد نہیں ہیں بلکہ) وہ لوگ اپنے پہلے کے پیغمبروں اور صالحوں کے نام پر نام رکھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ہارون حضرت مریم کے رشتہ کے کوئی بھائی تھے ان کے والدین نے ان کا نام ہارون حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون کے نام پر تبرکاً رکھ دیا تھا۔ اب سنئے اکابر مفسرین کی تصریحات، امام فخرالدین رازی لکھتے ہیں: ''کان لها اخ یسمی هارون من صلحا بنی اسرائیل فعیرت به، وهذا هوالاقرب'' (تفسیر کبیر ج۵، کذافی السراج المنیر) یعنی حضرت مریم کا بھائی ہارون بنی اسرائیل میں نیک آدمی تھا۔ مریم کو انہیں کا طعنہ دیا گیا تھا۔ اور یہی بات ٹھیک ہے۔ تفسیر رحمانی میں ہے ''یا اخت هارون من ابویه ومن ابیه'' یعنی ہارون حضرت مریم کے سگے بھائی تھے یا سوتیلے بھائی تھے؟ تفسیر مدارک میں ہے۔ ''کان اخها من ابیها'' یعنی ہارون حضرت مریم کے سوتیلے بھائی تھے۔

داعی...... ان کن صواحب یوسف... آنحضرت نے اپنے آپ کو یوسف اور اپنی ازواج مطہرات کو "یوسف والیاں" ٹھہرایا ہے۔ (ص۲)

مجیب...... آپ کا یہ بیان علم بیان سے جہل پر مبنی ہے۔ یہ تشبیہ ملفوف نہیں ہے نہ تشبیہ الجمع، بلکہ تشبیہ مفرد کی مفرد سے ہے جو بوجہ نہ مرقوم ہونے حرف تشبیہ کے موکد اور یہ بسبب نہ مذکور ہونے وجہ شبہ کے مجمل ہے' شاید آپ کو مشبہ بہ کہ مرکب اضافی ہونے کی وجہ سے مغالطہ ہوا ہے کہ آپ نے اس کو متعدد سمجھ لیا، اسے جہل مرکب کہوں یا تجاہل، مرکب اضافی میں طرفین تشبیہ متعدد نہیں ہوتے پس مضاف ایک شبہ اور مضاف الیہ دوسرا مشبہ بہ نہیں ہوسکتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: "ان حمزة اسد الله" (فتح الباری) یعنی حضرت حمزہ اللہ کے شیر ہیں۔ اس میں حمزہ عم رسول مشبہ ہیں اور "اسد اللہ" مشبہ بہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ" آنحضرت نے اپنے آپ کو خدا ٹھہرایا ہے اور اپنے چچا حمزہ کو شیر خدا۔ اسی طرح ان کن صواحب یوسف میں "زوجہ نبی" مشبہ ہے اور 'صواحب یوسف' مشبہ بہ۔ اور 'اخفاء مراد' وجہ شبہ ہے۔ یوسف (بوجہ مضاف الیہ ہونے کے) کوئی دوسرا مشبہ بہ نہیں ہے کہ اس کا مشبہ ذات سرور کائنات علیہ السلام کو قرار دیا جائے اور کہا جائے کہ آنحضرت یوسف ہیں، جیسے اسد اللہ میں اللہ (بوجہ مضاف الیہ ہونے کے) دوسرا مشبہ بہ نہیں ہے کہ اس کا مشبہ ذات رسالت مآب کو قرار دیا جائے اور کہا جائے کہ آنحضرت معاذ اللہ خدا ہیں۔ بلکہ عم رسول ﷺ کی تشبیہ شیر خدا سے ہے اور زوجہ رسول ﷺ کی تشبیہ (حدیث مذکور میں) زنان یوسف سے ہے۔

داعی...... حدیث میں آنحضرت کو ابن ابی کبشہ کہا گیا ہے جیسا کہ حدیث زیر بحث میں "ابن مریم" آتا ہے حالانکہ نہ حضور کے والد ماجد نہ آپ کے آباؤ اجداد میں کسی کا نام ابی کبشہ تھا۔ (ص۲)

مجیب...... آپ کو بسنت کی بھی کچھ خبر ہے؟ دائی حلیمہ کے شوہر کی کنیت ابو کبشہ تھی اور یہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے لہٰذا ہم کو نہ کسی حاشیہ کے دیکھنے کی ضرورت ہے نہ شرح کی۔ سنئے صحابہ کی سیرت میں مشہور کتاب اصابہ میں ہے: "ابو كبشة حاضن النبی ﷺ الذی كانت قريش تنسبه اليه فتقول قال ابن ابی كبشة هو الحارث بن عبدالعزی السعدی زوج حليمة (الی) عن ابن عباس ان النّبی ﷺ قال حدثنی حاضنی ابو كبشه" (جلد رابع) یعنی ابو کبشہ آنحضرت ﷺ کے دودھ باپ ہیں قریش آپ کو انہیں کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ ابو کبشہ کا بیٹا، ان کا نام حارث تھا اور حلیمہ کے شوہر تھے۔ حدیث مرفوع میں وارد ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے

دودھ باپ ابوکشبہ نے مجھے بیان کیا کہ......'' جبکہ رسول اللہ ﷺ خود ابوکشبہ کو اپنا دودھ باپ فرما رہے ہیں تو یہ حقیقت ہوئی اسی طرح ''ابن مریم'' سے بھی مراد حقیقت ہے۔ فبطل زعم ناشر الدعوة علیه ما یستحقه۔

داعی...... بخاری کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ عرب جیسے شرک آباد ملک میں ایک شخص ابی کشبہ گزرا تھا جو توحید کا قائل تھا۔

مجیب...... حدیث نبی اور تصریح رسول کے بعد نہ کسی حاشیہ کی ضرورت رہتی ہے۔ نہ شرح کی اذا جاء لهم الله بطل فهو متصل اور پھر یہ بالکل غلط ہے کہ ابوکشبہ خزاعی توحید کا قائل تھا۔ تمام شراح بخاری بالاتفاق لکھتے ہیں کہ وہ مشرک اور ستارہ پرست تھا۔ عون الباری، فتح الباری، قسطلانی اور عینی شروح بخاری میں ہے۔ خالف قریشانی عبادة الاوثان فعبد الشعریٰ، شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی تیسیر القاری اور ان کے پوتے شیخ الاسلام بن حافظ فخر الدین شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔ برخلاف عرب عبادت شعریٰ کے نام کو کہ ست میکرد یعنی یہ شخص عرب کی طرح بتوں کو نہیں پوجتا تھا۔ بلکہ ستارہ شعریٰ کی پرستش کرتا تھا، ایسے مشرک کو توحید کا قائل بتانا، اور آنحضرت ﷺ کو اس کا مشابہ قرار دینا۔ فرقہ مرزائیہ کا ہی کام ہے۔ استغفر الله منه۔

داعی...... امت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ وہ یہودی ہو جائیں گے تا آخر (ص۴)

مجیب...... مسلمانو! سنتے ہو؟ یہ مرزائی تم سب مسلمان کو یہودی بنا رہا ہے دیکھو اس جرأت اور بہتان کو، پھر ان سے پوچھو کہ یہودیوں کی اصلاح کے لئے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تو نہیں آئے تھے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سے تمام انبیاء بنی اسرائیل اسی غرض سے تشریف لائے تھے۔ جن میں حضرت داؤد وسلیمان جیسے باسطوت پیغمبر بھی تھے۔ پڑھو آیت یحکم بها النبیون الذین اسلمو للذین هادوا (مائدہ) پس آنے والے شخص کے لئے محض عیسیٰ ابن مریم کی صفات سے متصف ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اسے حضرت یوشع کی طرح جہاد، حضرت داؤد کی طرح قتال اور حضرت سلیمان کی طرح عظیم بادشاہت بھی تو کرنی چاہئے تاکہ محمد ﷺ کی ''یہودی امت'' کی اصلاح، وعظ وبیان سیف وسنان ہر طرح سے کر سکے۔ کیا مرزا قادیانی ایسے ہی تھے؟ ہرگز نہیں وہ تو فرماتے ہیں: ''یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا، درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۸۴، خزائن ج۳ ص۱۹۸،۱۹۷) پھر مرزا قادیانی اس یہودی امت کی کیا اصلاح کر سکتے ہیں؟ دیکھنہ لوہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟ مرزا قادیانی

آئے بھی اور چلے بھی گئے۔ لیکن کیا اصلاح کی؟ یہی نا کہ اپنے اتباع کے ماسوا تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر اور جہنمی بنادیا۔ کیا اچھی اصلاح ہوئی؟ اور اپنے اندر عیسیٰ ابن مریم کی صفات کا کیسا اچھا ثبوت دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ”یھلك الله فی زمانه الملل کلها الاالاسلام، تملاء الارض من المسلم (ابو داؤد)“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سوائے اسلام کے اور کسی دین کا پتہ بھی نہ ہوگا۔ ساری زمین مسلمانوں سے بھر جائے گی۔ لیکن مرزا قادیانی نے چالیس کروڑ مسلمانوں (اور بقول خود نوے کروڑ مسلمانوں (تحفہ گولڑویہ ص۶۷، خزائن ج۱۷ص۲۰۰) کو بوجہ مرزا قادیانی پر ایمان نہ لانے کے کافر بنایا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ص۱۷۹) پس ساری زمین تو کافروں سے بھر گئی۔ انا للہ!

داعی...... ان ینزل فیکم میں آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کیا ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا...... الخ! (ص۳)

مجیب...... خطاب صحابہ کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ عامہ امت محمدیہ تا قیامت مخاطب ہے ابن خزیمہ و حاکم نے روایت نقل کی ہے۔ ”عن انس قال النبی ﷺ سیدرك رجال من امتی عیسیٰ ابن مریم ...... الخ“ (کنزالعمال ج۷ص۶۰) یعنی میری امت کے لوگ عیسیٰ کا زمانہ پائیں گے نہ صحابہ لوگ اور دیگر احادیث صحیحہ کثیرہ میں حضرت عیسیٰ کا قرب قیامت تشریف لانا مصرح ہے ملاحظہ ہوں۔ قال لا تقوم الساعة حتی ینزل عیسیٰ ابن مریم (مسند احمد ص۴۹۳ ج۲، ابن ماجہ ص۳۸) لن تقوم الساعة حتی ترون قبلها عشر آیات ...... ونزول عیسیٰ ابن مریم (صحیح مسلم ص۳۹۳ ج۲) لاتقوم الساعة حتیٰ فینزل عیسیٰ بن مریم (صحیح مسلم ج۲ ص۳۹۱) ظاهرین الی یوم القیامة فینزل عیسیٰ ابن مریم (صحیح مسلم ص۸۷ ج۱) کیف تهلك امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح آخرها (مشکوٰۃ ص۵۷۵) ان تمام حدیثوں میں حضرت عیسیٰ کا نزول قرب قیامت مذکور ہے اور پچھلی روایت میں امت محمدیہ کے آخر زمانہ میں حضرت مسیح کا ہونا مصرح ہے نہ عہد صحابہ میں نہ چودہ سو سال کے بعد۔

داعی...... کسر صلیب کے یہ معنی ہیں کہ دین نصاریٰ کو باطل کریں گے۔ تاکہ حقیقتاً صلیب ٹوٹ جائے۔ (ص۳)

مجیب...... آپ لوگوں کے دین و امانت کا ماتم کیا جائے یا علم و فضل کا فتح الباری سے عبارت نقل کر کے عمداً ترجمہ میں تحریف کرتے ہو۔ اللہ سے ڈرو۔ عبارت مذکور یہ ہے: ”یبطل دین

النصرانيه بان يكسر الصليب حقيقة (فتح الباری پ۱۳ص۴۸۱) بتاؤاس عبارت میں تا کہ کسی لفظ کا ترجمہ ہے؟ صحیح ترجمہ یوں ہے کہ دین نصرانیت کواس طور پر باطل کریں گے کہ صلیب کو حقیقت میں توڑ ڈالیں گے۔

اگر ابطال دین نصاریٰ ہی کسر صلیب ہے۔ (بقول ناشر دعوۃ) تو یہ کسر صلیب مجازاً ہوئی نہ حقیقت۔ حالانکہ لفظ حقیقتاً اس معنی کی تردید کررہا ہے۔ علاوہ ازیں بان کے معنی 'تا کہ' نہیں ہوتے۔ 'بایں کہ' معنے ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے:''یقیم به الملة العوجاء بان يقولو الا اله الا الله '' ترجمہ: اس کا تیسیر القاری میں یوں لکھا ہے۔'' راست کند بوے ملت ابراهيم را بايں كه مى گويند كلمه توحيد را '' (ص۲۶۱ ج۲) 'تا کہ' ترجمہ نہیں کیا ہے۔ قرآن میں ليس البرّوبان تاتو (بقرہ:۱۸) رضوا بان يكونو (توبہ:۸۷) کا ترجمہ کسی مترجم نے '' تا کہ '' نہیں کیا ہے اور نہ یہ ترجمہ صحیح ہوسکتا ہے اس کتاب کے شروع میں ہمارا خطبہ پڑھو۔ بان یبطل...... الخ! غرضیکہ حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں کسر صلیب حقیقتاً ہوگی صحیحین کی حدیث میں اگر یکسر الصلیب آیا ہے تو مسند احمد میں لحو الصلیب وارد ہے۔ (ص۲۹ ج۲) یعنی صلیب کا نام ونشان مٹا دیں گے اور ابوداؤد میں فیدق الصلیب مروی ہے (ص۱۳۵ ج۲) یعنی صلیب کو چور چور کردیں گے یہ سب الفاظ دال بر حقیقت ہیں۔ دست مبارک سے توڑ پھوڑ ڈالا تھا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی صلیب کو اپنے دست مبارک سے چکنا چور کردیں گے۔ اگر جوں کا نام ونشان باقی نہ رہے گا چونکہ مرزا قادیانی بزعم خود مسیح مدعو تو بنے اور کسر صلیب نہ کرسکے اس لئے آپ لوگ تاویل نہیں تحریف پر آمادہ ہوگئے۔ والعیاذ باللہ

داعی...... يقتل الخنزير کے معنے ہرگز یہ نہیں کہ سؤروں کو قتل کریں گے کیونکہ یہ ایک نبی کی شان کے خلاف ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ خنزیر صفت لوگوں...... الخ! (ص۴)

مجیب...... اب آپ کا فرض ہے کہ ایک نیا لغت تیار کریں جس میں امت محمدیہ کے معنی یہودی، صلیب کے معنی عیسائی خنزیر کے معنی آدمی، دمشق کے یعنی قادیان، کدعہ (اصل لفظ کرعہ ہے۔) کے معنی کادیان، لد کے معنے لودھیانہ، خرد جال کے معنی ریل گاڑی، ابن مریم کے معنی غلام احمد، دو زرد چادروں کے معنی مراق وسلس البول، مدینہ کے معنی بہشتی مقبرہ وغیرہ وغیرہ لکھ دیں اور تحریر وتقریر میں اسی لغت انیث البحر کا حوالہ دے دیا کریں۔ لوگ بلا چوں چرا مان لیں گے۔ ورنہ محاورہ عرب کی رو سے یہاں ''یقتل'' من باب اطلاق الفعل علی القول ہے۔ یعنی یامر بالقتل حضرت عیسیٰ لوگوں کو قتل خنزیر کا حکم دیں جیسے کہ قرآن مجید میں ہے والله يكتب ما يبيتون (النساء)

ای یأمر بکتاب مایبیتون (تفسیر جلالین والسراج المنیر وغیرہ) یعنی منافقین راتوں میں جومشورہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لکھنے کا (ان فرشتوں کو) حکم دیتا ہے۔ جیسا کہ دوسرے جگہ فرمایا۔ ورسلنا لدیھم یکتبون (زخرف) ان کے پاس ہمارے فرشتے لکھتے ہیں۔

اسی طرح صحیح بخاری میں ہے: "اخر رسول اللہ ﷺ الکتاب فکتب...... الخ! (پ۱۰،پ۱۱)" یعنی آنحضرت نے رقعہ صلح نامہ لیکر خود لکھ دیا اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ امی تھے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے پھر کیسے سارا صلحنامہ خود لکھ دیا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہاں فعل کا اطلاق قول پر ہے۔ یعنی لکھنے کا حکم دیا۔ فتح الباری شرح بخاری میں ہے: "کتب بمعنے امر بالکتابة وھو کثیر کقولہ کتب الی قیصر وکتب الی کسریٰ (ص۲۲،پ۱۷)" یعنی کتب معنے میں امر بالکتابہ کے ہے اور ایسا اطلاق بہت ہے جیسے کہ قیصر روم کو چٹھی لکھی خسرد کے فارس کو خط لکھا یعنی لکھوایا۔ اسی طرح یقتل الخنزیر کے معنے یامر بقتل الخنزیر ہیں یعنی مسیح قتل خنزیر کا حکم دیں گے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نے مدینہ طیبہ میں قتل کلاب کا حکم مرحمت فرمایا تھا۔ پس اگر امر بقتل کلاب شان مصطفوی کے خلاف تھا تو امر بقتل خنزیر بھی شان عیسیٰ کیخلاف ہوگا۔ والا فلا۔

داعی...... ابن کثیر سے جو حدیث (تا) صفحہ نقل نہ کیا (ص۳)

مجیب...... حافظ ابن کثیر نے مشہور محدث ابن ابی حاتم سے بالسند اپنی تفسیر جلد ثانی میں۔ یہ حدیث نقل کی ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامة (ص۲۳۰ج۲) حدیث مذکور کو محدث کبیر ابن جریر نے بھی اپنی (تفسیر جامع البیان جلد سوم ص۱۸۳) میں اور حافظ سیوطی نے (درمنثور جلد دوم ص۳۶) میں نقل کیا ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے یہود سے فرمایا تھا کہ بے شک عیسیٰ نہیں مرے ہیں اور بے شک، وہ لوٹ آنے والے ہیں۔ تمہاری طرف قیامت سے پیشتر پس جو شخص اس قول نبوی سے منکر ہو وہ کافر ہے جیسا کہ شیخ ابوبکر بن اسحاق نے معانی الاخبار میں بالسند نقل فرمایا ہے۔ عن جابر قال قال ﷺ من انکر نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فقد کفر (فصل الخطاب نسخہ قلمی) یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا انکار کرے وہ کافر ہوگیا۔

داعی...... یہ حدیث نہیں بلکہ حسن بصری کا قول ہے...... پس ایک انسان کے قول کی کیا حیثیت ہے۔ (ص۳)

مجیب...... وہ تو حدیث مرفوع تھی، حسن بصری کا بھی ایک قول تفسیر ابن کثیر جلد سوم میں بایں الفاظ بالسند منقول ہے۔ عن الحسن وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ قال

قبل موت عیسیٰ واللہ انہ لحی الآن عند اللہ ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعون (ص۱۴۳۱ ج۳) یعنی حسن بصری نے آیت نہیں ہے کوئی اہل کتاب مگر ضرور ایمان لائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے کی تفسیر میں فرمایا کہ موتہ میں ضمیر عیسیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پھر فرمایا (قسم ہے اللہ کی بے شک عیسیٰ اس وقت اللہ کے پاس البتہ زندہ ہیں اور جب وہ اتریں گے تو سب لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ حسن بصری کا یہ قول (تفسیر ابن جریر ص۱۲ ج۶ در منثور ص۲۴۱ ج۲ اور فتح الباری شرح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۸۱) میں بھی منقول ہے۔ ظاہر ہے کہ حسن بصری کا یہ قول قرآن مجید سے مستفادہ مستخرد ہے اور اسی حدیث مرفوع کے مطابق جو اوپر منقول ہوئی۔

داعی...... اس کا نشان صحاح ستہ میں ہونا چاہئے تھا......الخ! (ص۳)

مجیب...... صحاح ستہ سے بہت سی حدیثیں اوپر ہم نے آپ کے جواب میں نقل کر دی ہیں پھر احادیث نبویہ صحاح ستہ ہی میں محصور نہیں ہیں اور یہ تو بتائے کہ تیقّن والی بے سند روایت کہاں سے آپ پیش کرتے ہیں؟ جناب مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷ میں جو حدیث یتزوج و یولد لہ لکھی ہے وہ صحاح ستہ میں کہاں ہے؟

۲...... (حقیقت الوحی ص۱۹۴ وحاشیہ چشمہ معرفت ص۳۱۴، خزائن ج۲۳ ص۳۲۹) میں جو روایت کسوف وخسوف در رمضان تحریر کی ہے وہ صحاح ستہ میں کس جگہ ہے؟

۳...... (ضمیمہ انجام آتھم ۴۱ وحاشیہ کتاب البریہ ۲۲۶، خزائن ج۱۱ ص۳۲۵) میں جو اثر خروج مہدی از کدعہ درج کیا ہے وہ صحاح ستہ کی کس کتاب کا ہے؟

۴...... کتاب (مسیح ہندوستان میں ص۵۳ و ص۵۴، خزائن ج۱۵ ص۵۵) میں جو تین حدیثیں حضرت عیسیٰ کی سیاحت سے متعلق تحریر ہیں ان کا پتہ صحاح ستہ سے بتاؤ؟ ایسی بہت سی حدیثیں مرزا قادیانی کی تصانیف سے پیش کی جاسکتی ہیں۔ جو صحاح ستہ کی نہیں ہیں۔

مرزائیو! ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

داعی...... قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی لوٹتی ہی نہیں کیونکہ حضرت ابن عباسؓ سے اس کی دوسری قرأت قبل موتہم مروی ہے دیکھو ابن جریر وتفسیر کشاف (ص۴)

مجیب...... جو مرجع بہ کی ضمیر کا ہے وہی موتہ کی ضمیر کا ورنہ انتشار ضمائر لازم آئے گا جو مخل فصاحت ہے۔

۲...... حضرت ابن عباسؓ سے قرأۃ قبل موتھم کہیں بھی مروی نہیں ہے۔ ابن جریر میں نہ کشاف میں نہ کسی تفسیر میں یہ آپ کا جھوٹ اور ابن عباس پر صریح اتہام ہے۔ اگر ابن عباسؓ کی قرأت قبل موتھم کی تفسیر کشاف وابن جریر سے آپ دکھلا دیں تو کم از کم میرے خیال میں اتنی تبدیلی ضرور ہو جائے گی کہ میں سمجھوں گا کہ مرزائی کبھی سچ بھی بول دیتے ہیں۔

۳...... صاحب کشاف نے یہ بھی تو لکھا ہے: ''الضمیران بعیسیٰ بمعنیٰ وان منھم احد الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وھم اھل الکتاب الذین یکونون فی زمان نزولہ (ص۲۳۹ ج۱)'' یعنی بہ اور موتہ کی دونوں ضمیریں عیسیٰ کی طرف پھرتی ہیں اس معنی میں کہ اہل کتاب سب کے سب ضرور ایمان لائیں گے۔ عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے اور یہ وہ اہل کتاب ہوں گے جو نزول عیسیٰ کے وقت موجود ہوں گے۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ ''ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف لوٹتی ہی نہیں۔'' قول مذکور کے مقابل میں غلط اور باطل ہوا یا نہیں؟

۴...... اب محدث کبیر ابن جریر کا فیصلہ سنئے جن کا نام آپ نے پہلے لکھا ہے فرماتے ہیں: ''انما معناہ الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ (الیٰ قولہ) وان ذالک کان عند نزولہ (ص۱۴ ص۶)'' یعنی جز ایں نیست کہ معنی آیت یہ ہے کہ ضرور ضرور عیسیٰ پر ایمان لائیں گے عیسیٰ کی موت سے پہلے اور یہ ان کے نزول کے وقت ہوگا۔ اس کے بعد احادیث نزول نقل کی ہیں اور اس عبارت کے پیشتر بڑی تفصیل سے اس معنے (اہل کتاب اپنی موت سے پہلے ایمان لائیں گے) کی خرابی بیان کرتے ہوئے ان الفاظ میں تردید کی ہے: ''فلو کان کل کتابی یؤمن بعیسیٰ قبل موتہ لوجب ان لا یرث الکتابی اذا مات علی ملتہ الا اولادہ الصغار او البالغون منھم من اھل الاسلام ان کان لہ ولد صغیرا او بالغ مسلم وان لم یکن لہ ولد صغیرہ ولا بالغ مسلم کان، یکون میراثہ مصروفا حیث یصرف الیہ مال المسلم یموت ولاوارث لہ، وان یکون حکمہ حکم المسلمین فی الصلوٰۃ علیہ وغسلہ وتقبیرہ، لان من مات مؤمنا بعیسیٰ فقد مات مؤمنا بمحمد وجمیع الرسل ...... الخ! (ص۱۴ ج۶)'' یعنی اگر ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰ پر ایمان لے آتا تو ایسی صورت میں جبکہ وہ ملت عیسیٰ پر مرا ہے ضروری ہے کہ اس کے وارث، چھوٹے بچے (جو فطرۃ اسلام پر ہوتے ہیں) یا وہ بالغ اولاد جو مسلمان ہوں، بشرطیکہ موجود ہوں وارث بنیں۔ اگر یہ موجود نہ ہو تو اس مرنے والے کا مال اسی طرح اسلامی بیت المال کے حوالہ کیا جائے۔ جس طرح لاوارث مسلمان مرنے والے کا مال اسلامی بیت المال کو دیا

جاتا ہے اور اس (کتابی ملت عیسیٰ پر) مرنے والے کا حکم جنازہ پڑھنے، غسل دینے اور دفن کرنے میں وہی ہونا چاہئے جو مسلمانوں کے لئے ہے اس لئے کہ جس کتابی کی موت اس حالت میں ہوئی کہ وہ عیسیٰ پر ایمان لاچکا تھا تو وہ محمد ﷺ اور تمام پیغمبروں پر ایمان لاچکا۔" فرمایئے جناب! اس کا کیا جواب ہے؟

۵...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (جن کو مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹) "رئیس محدثین" کا خطاب دیا ہے) قرآن مجید کی آیت مذکورہ کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ پس ثابت ہوگیا کہ موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ ہی کی طرف لوٹتی ہے۔ "لاغیر اور ناشر دعوۃ" کا انکار پہ مبنی بر جہل ہے۔

داعی...... حضرت ابوہریرہ یہ معنی لیتے تھے کہ اہل کتاب اس فیصلہ پر کہ مسیح مقتول بالصلیب نہیں ہوا۔ مسیح موعود کے وقت یقین کرلیں گے...... الخ! (ص ۴)

مجیب...... حضرت ابوہریرہ صحابیؓ پر یہ صریح اتہام ہے ورنہ بتاؤ حضرت ابوہریرہ سے یہ معنے کس حدیث کی کتاب میں منقول ہیں؟ بصورت عدم ثبوت اس آیت کو سن لو: انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللّٰہ واولئک ھم الکاذبون (نحل:۱۰۵) جھوٹی افتراء وہی کرتے ہیں جن کو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہے اور جھوٹے بھی لوگ ہیں اور یہ کہنا کہ مسیح کے مقتول بالصلیب نہ ہونے پر مسیح موعود کے وقت اہل کتاب یقین کریں گے بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ یقین تو اہل کتاب کے بہت سے فرقوں کو محمد رسول اللہ ﷺ سے بہت پیشتر ہی سے حاصل تھا۔ جارج سیل نے قرآن کے انگریزی ترجمہ ص ۳۸ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ "فرقہ بے سی لی ڈین جو عیسائیت کے شروع میں تھا۔ مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کرتا تھا۔ ایسے ہی فرقہ سیر تھین جو ان سے بھی پیشتر تھا اور کارپاکریشن جو مسیح کو انسان مانتے ہیں ان کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے" اسی طرح فوتیس کا بھی ایک حوالہ نقل کیا ہے اور ذرا یہ تو بتایئے کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق مسیح موعود آیا اور چلا بھی گیا۔ کیا اہل کتاب نے اس فیصلہ پر کہ مسیح مقتول بالصلیب نہیں ہوا۔ یقین کرلیا ہے؟ وا ذلیس فلیس افسوس کوئی بات تو ٹھکانے کی کرتے۔

داعی...... حیات مسیح کا عقیدہ نصرانی ہے نہ اسلامی...... الخ! (ص ۴)

مجیب...... حضرت عیسیٰ کی مصلوبیت اور موت کا عقیدہ نصرانی ہے اور اس کا گھڑنے والا پولوس ہے۔ پڑھو پولوس کے خطوط رومیوں اور کرنتھیوں کے نام جو عہد نامہ جدید میں منقول ہیں۔

داعی...... خدا نے دو ہزار برس سے ان کو زندہ اور اپنی طرح سے حی وقیوم رکھا ہوا ہے۔ (ص ۲)

مجیب...... خدا کی پناہ اس افتراء سے، کس مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کی طرح حی وقیوم ہیں؟ جبکہ ہم ان کی موت بعد النزول کے قائل ہیں۔ ان احادیث نبویہ کو غور سے پڑھو: ''ثم یتوفی یفصلی علیه المسلمون ویدفنونه (مسند احمد ج۲ ص۴۳۷) ثم یموت فیدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ ص۴۷۲) یعمل فیهم بکتاب الله وسنتی ویموت (الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ للبرزنجی ص۲۴۹ عن ابی الشیخ) ان عیسیٰ یأتی علیه الفناء (ابن جریر ج۳ ص۱۰۰،۱۰۱)'' یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعد نزول ا...... عیسیٰ فوت ہوں گے مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے اور دفن کریں گے۔ ۲...... پھر عیسیٰ مریں گے بعدہ میرے مقبرہ میں میرے پاس مدفون ہوں گے۔ ۳...... عیسیٰ قرآن وحدیث پر عمل کریں گے اور مرجائیں گے۔ ۴...... عیسیٰ پر فناء آئے گی (یہ نصاریٰ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا) نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی زبان سے کہلوایا تھا: یوم اموت (مریم:۳۳) جس دن میں مروں گا پس فنا پذیر ہستی کس طرح اللہ تعالیٰ کی طرح حی وقیوم ہوسکتی ہے اور کون مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے؟ درحقیقت یہ تمام مسلمانوں پر اتہام ہے۔ اور تہمت لگانی مرزائیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

داعی...... وفات مسیح کے عقیدہ کو لبیک کہئے (تا) عیسائیت کی بنیادیں کھوکھلی اور عیسائی مذہب پاش پاش ہوجاتا ہے۔ (ص۴)

مجیب...... وفات مسیح کا عقیدہ رکھنے سے عیسویت کی بنیادیں مستحکم اور مذہب عیسوی انتہا درجہ کی تقویت پاتا ہے۔ اس لئے کہ نصرانیوں کے مذہب کا دارومدار کفارہ پر ہے اور وفات مسیح دلیل کفارہ ہے۔ البتہ حیات مسیح کے عقیدہ سے کفارہ باطل ہوجاتا ہے۔ اور نصرانیت کی بنیادیں کھوکھلی اور عیسوی مذہب پاش پاش ہوجاتا ہے۔ اب میں آپ کے الفاظ میں کہتا ہوں۔ وفات مسیح کا عقیدہ نصرانی ہے۔ نہ اسلامی، افسوس اور صد افسوس کہ قادیانی مبلغین نصرانی عقیدہ کی تبلیغ واشاعت کررہے ہیں اور عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی تائید کررہے ہیں جس سے ہزاروں اسلام کے قائل حلقہ بگوش عیسویت ہورہے ہیں۔ اسی کو کہا ہے۔

زموت حضرت عیسیٰ بنا کفارہ محکم کرد
دلیری ھا ہدید پرستاران مرزا را

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ والصلوٰة والسلام علی خاتم المرسلین وآخر النّبیین۔ واله واصحابه وسائر اتباعه اجمعین!

۲۹؍جمادی الآخریٰ ۱۳۵۲ھ، مطابق ۲۰؍اکتوبر ۱۹۳۳ء

معیار نبوت

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۷)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ الذی قال فی کتابه المبین، قل صدق اللہ فاتبعوا ملة ابراهیم حنیفا وما کان من المشرکین۔ والصلوٰة والسلام علی محمدن الصادق المصدوق الذی جاء بالصدق وصدق المرسلین۔ و علیٰ اله وصحبه والذین صدقوا انبیاء اللہ ونصروا دین نبیهم حتی اتا هما الیقین۔ وقاتلوا الذین کذبوا علیٰ اللہ وبرزوهم فی حلل الانبیاء بعد خاتم النّبیین وعلیٰ اولیاءه وسائر اتباعه اجمعین۔

مسلمانو! ابوالبشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرنوں بعد جبکہ بنوآدم میں مسئلہ توحید، اختلافی مسئلہ بن گیا اور لوگوں کو رفتہ رفتہ توحید سے نفرت اور شرک واوہام پرستی سے الفت پیدا ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے رسولوں کو بھیجنا شروع کیا تا کہ ان کے ذریعے سے نور حق واضح ہو اور ظلمت باطل کا نور جیسا کہ سورہ یونس میں ارشاد ہے: ''وما کان الناس الا امة واحدة فاختلفوا (یونس:۱۹)'' اور سورہ بقرہ میں فرمایا: ''کان الناس امة واحدة بعث اللہ النّبیین مبشرین ومنذرین وانزل معهم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفو فیه فیه (بقرہ:۲۱۳)'' یعنی سب لوگ ایک دین (توحید) پر تھے پھر انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور ان پر سچی کتاب اتاری تا کہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کردے۔

انبیاء کرام نے تشریف لا کر تمام اختلافات دور کئے، راہ حق پر گامزن ہونے والوں کو وعدہ جات کی بشارت سنائی اور باطل پرستوں کو وعید عذاب سے ڈرایا۔ اپنی صداقت کے لئے اللہ کے حکم سے معجزے دکھائے، پیش گوئیاں کیں جن کو منکرین نے بھی حرف بحرف پوری ہوتے ہوئے دیکھا۔ لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات، نہ ماننا تھا نہ مانے۔ جاءتهم رسلهم بالبینات وما کانوا لیومنوا (یونس:۱۳) یعنی پیغمبر دلائل ومعجزات لائے پر لوگ ایمان نہ لائے بلکہ ان کی صداقت اور رسالت کو اپنے خود ساختہ معیاروں پر جانچنا چاہا۔ کسی نے کہا کہ:

۱...... رسول کو جنس بشر سے نہیں ہونا چاہئے۔ قرآن مجید میں ان کا قول یوں منقول ہوا۔ ما هذا الا بشر مثلکم یاکل مماتاکلون، و یشرب مما تشربون، ولئن اطعتم

بشراً مثلکم انکم اذا لخاسرون (مومنون:۳۳،۳۴) دیکھو جی یہ تو تمہارے جیسا بشر ہے جو تم کھاتے ہو یہ کھاتا ہے جو تم پیتے ہو یہ پیتا ہے۔ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کی تو تم خسارہ میں رہو گے۔ اللہ پاک نے ان کو جواب دیا: ''وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحی الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون، وما جعلنا هم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین (انبیاء:۷،۸)'' یعنی ہم نے جتنے رسول بھیجے سب مرد (انسان) تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے رہے، سو جاننے والو سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے اور ہم نے ان کو جسم (بلا روح) نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانے نہ کھائیں اور وہ نہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔

۲...... کسی نے کہا کہ رسولوں کو سامان خوردونوش کے لئے بازاروں میں پھرنا زیبا نہیں۔ ما لهذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق (فرقان:۷) یہ کیسے پیغمبر ہیں کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں پھرتے ہیں۔ اللہ نے جواب دیا: ''وما ارسلنا قبلك من المرسلین الا انهم لیاه کلون الطعام ویمشون فی الاسواق (فرقان:۲۰)'' یعنی ہم نے جتنے رسول بھیجے سب ہی تو کھانے کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔

۳...... کوئی بولا کہ رسول کے پاس اپنا باغ ہونا چاہئے جس کا پھل وہ کھالیا کرے اور خزانوں سے اس کا گھر بھرا ہو'' او یلقی الیه کنز او تکون له جنة یاکل منها (فرقان:۸)'' اس پر خزانے برسیں۔ اس کا اپنا باغ ہو جس سے (پھل) کھائے، ان کو جواب دیا گیا: ''تبارك الذی ان شاء جعل لك خیراً من ذالك جنات تجری من تحتها الانهار ویجعل لك قصوراً (فرقان:۱۰)'' بابرکت ہے وہ اللہ اگر چاہے تو رسول کو اس سے کہیں بڑھ کر بہت سے ایسے باغات مہیا کر دے سکتا ہے۔ جس کے نیچے سے پانی کی نہریں جاری ہوں اور بہت سے محلات بھی دے سکتا ہے۔ (لیکن ان چیزوں کو معیار نبوت سمجھنا کافروں کا جہل ہے)

۴...... کوئی ہرزہ سرائی کرتا کہ رسول کو عورتوں سے بے تعلق رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: ''ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذریة (رعد:۳۸)'' ہم نے رسولوں کو بیویاں اور اولاد مرحمت فرمائی تھیں۔

۵...... کوئی لب کشائی کرتا کہ رسول کو عذاب کے آنے یا قیامت کے برپا ہونے کی تاریخ ووقت کا بھی علم ہونا چاہئے اور وہ آ آ کر دریافت کرتے۔ ''متیٰ هذا الوعد ان کنتم صادقین قل انما العلم عند الله وانما انا نذیر مبین (ملك:۲۵،۲۶)'' بتاؤ وعدہ

عذاب کب پورا ہوگا؟ جواب ملا: کہہ دو کہ علم خدا کو ہے میں تو (منکر کو عذاب سے) ڈرا دینے والا ہوں۔"یسئلونك عن الساعة ایان مرساها قل انما علمها عند ربی لا یجلّیها لوقتها الا هو (اعراف:۱۸۷) "پوچھتے ہیں کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ (جواب ملا) کہہ دو کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے وہی اس کو اپنے وقت پر ظاہر کرے گا۔

۶...... منکرین نے اب دیکھا کہ پیغمبر ہمارے مقرر کردہ معیار پر پورے نہیں اترتے تو انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ ایسے رسول کی ہم کو ضرورت نہیں اللہ کو جو پیغام دینا ہو ہم سے براہ راست فرما دے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کا قول ہے۔ ارشاد ہے:"وقال الذین لا یعلمون لولا یکلمنا الله او تاتینا آیة (بقرہ:۱۱۸) "بے علموں نے کہا کہ اللہ خود ہم سے کیوں نہیں بولتا یا کوئی بڑا نشان ظاہر ہو۔ اللہ نے فرمایا:"ما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشاء...... الخ! (الشوریٰ:۵۱) "یعنی اللہ کسی بشر سے کلام نہیں کرتا مگر اس صورت میں کہ اس پر خفیہ وحی کرے یا پس پردہ فرمائے یا فرشتہ بھیجے جو اس کے اذن سے اس بشر کو وحی پہنچائے۔

۷...... منکرین نے کہا کہ ہمارے پاس فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بھیج دے۔"ولو شاء الله لا نزل ملئكة (مومنون:۲۴) لولا انزل علینا الملئكة (فرقان:۲۱) "یعنی اللہ فرشتہ کو اتار دے۔ اللہ نے جواب دیا:"ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا وللبسنا علیهم ما یلبسون (انعام:۹) "اگر ہم فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجیں تو آدمی کی شکل میں بھیجیں گے۔ پھر تو وہی شبہ ہوگا جو انسانی پیغمبروں پر تم کو ہے۔

۸...... تب منکروں نے کہا کہ اچھا بشر رسول کے ساتھ فرشتہ رسول بھی۔ ہاں میں ہاں ملائے "لولا انزل الیه ملك فیكون معه نذیرا (فرقان:۷) "یعنی کیوں پیغمبر کی طرف فرشتہ نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ ہم کو انذار کرے۔ جواب ملا:"ولو انزلنا ملكا لقضی الامر ثم لا ینظرون (انعام:۸) "یعنی فرشتہ کے آنے پر تو معاملہ کا فیصلہ ہی ہو جائے گا اور منکرین کو پھر مہلت نہیں ملنے کی۔

۹...... منکروں نے کہا کہ پھر ہماری حسب منشاء پیغمبر پر معجزے اترنے ضروری ہیں: "وقالوا لولا انزل علیه آیات من ربه (عنکبوت:۵۰) "خدا پیغمبر پر نشانیاں (معجزے) کیوں نازل نہیں فرماتا؟ ان سے کہا گیا:"قل انما الآیات عند الله وانما انا

نذیر مبین اولم یکفهم انا انزلنا علیك الکتاب یتلیٰ علیهم (حواله مرقومه: ۵۰،۵۱) ''اے پیغمبران سے فرمادو کہ معجزے اللہ کے اختیار میں ہیں میں تو صرف ایک ڈرسنانے والا ہوں، کیاان کو (یہ معجزہ) کافی نہیں جو کتاب ہم نے اتاری ہے اوران پر پڑھی جاتی ہے؟ یعنی سب بڑا معجزہ قرآن مجید موجود ہے۔

۱۰...... منکرین اس پر بولے کہ خدا معجزہ نہیں بھیجتا تو پیغمبر آپ ہی بنا کر لائیں: ''واذ لم تاتهم بآیة قالوا لولا اجتبیتها قل انما اتبع ما یوحیٰ الّی من ربی، هذا بصائر من ربکم وهدی و رحمه لقوم یؤمنون واذ قرئ القرآن فاستمعواله وانصتو لعلکم ترحمون (اعراف:۲۰۳، ۲۰۴) ''اے پیغمبر جب آپ کوئی معجزہ نہیں پیش کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ از خود کیوں نہیں بنالائے۔ان کو جواب دیجئے کہ میں تو صرف وحی الٰہی کا تابع ہوں۔ یہ قرآن بڑا معجزہ موجود ہے جو ماننے والوں کے لیئے ہدایت اور رحمت کا سبب ہے (افسوس کہ تم اس کو سنتے ہی نہیں تم کو چاہئے کہ) جب قرآن پڑھا جائے تو تم چپ چاپ ہوکر غور سے سنوتا کہ تم پر رحمت (ہدایت نصیب) ہو۔'' سبحان اللہ کیسا معقول جواب ہے۔

۱۱...... منکرین نے کہا کہ ہم قرآن کو اس صورت میں مان لینے کو تیار ہیں کہ اس کو بدل کر دوسری کتاب لے آؤ یا اسی میں کچھ ردوبدل کردو۔''قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقرآن غیر هذا او بدله (یونس:۱۵) '' کافروں نے کہا کہ اس کے سوا دوسرا قرآن لاؤ یا اس کو بدل دو' جواب دیا گیا قل ما یکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی ان اتبع الاما یوحیٰ الی (الیٰ قوله) فقد لبثت فیکم عمرامن قبله افلا تعقلون (یونس:۱۵،۱۶) یعنی مجھے حق نہیں کہ کلام الٰہی کو خود بدل دوں میں تو وحی ربانی کا تابع ہوں میں نے اپنی پہلی ساری عمر تم میں بسر کی ہے۔ذرا عقل سے کام لو۔یعنی پہلے کبھی تم نے مجھے جعل سازی کرتے نہیں دیکھا، تو اب مجھ سے کس وجہ سے جعل سازی کی توقع رکھتے ہو؟

۱۲...... معاندین نے آخر میں کہا کہ اچھا پہلے کی طرح ایک بار پھر آسمانوں کے اوپر جاؤ اور خدا کے پاس سے لکھا ہوا قرآن اتار لاؤ، ہم مان لیں گے اور ترقیٰ فی السماء ولن نؤمن لرقیك حتیٰ تنزل علینا کتابا نقرؤه (بنی اسرائیل:۹۳) آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور صرف چڑھ جانے کی سند نہیں وہاں سے لکھا ہوا قرآن لاتا ہوگا جس کو ہم پڑھ لیں گے ان کو جواب دیا گیا قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (آیت:۹۳) آپ فرمادیں کہ میرا

رب پاک ہے۔ (کہ کوئی اس پر زور وزبردستی کرے) میں تو صرف (فرمانبردار) انسان اور رسول ہوں۔'' کفار کو اس بات کا علم تھا کہ آنحضرت ﷺ معراج جسمانی کے مدعی ہیں۔ اسی لئے انہوں نے ترقیٰ فی السماء کے بعد یہ قید بھی لگادی۔ لن نؤمن لرقیك حتی تنزل علینا کتابا نقرئه کہ مبادا آپ پچھلے اسراء (معراج) کا حوالہ نہ دے دیں۔

اعلام...... یہاں پر یہ بتادینا ضروری ہے کہ فقرہ ھل کنت الا بشرا رسولا، آسمان پر چڑھ جانے کے محال ہونے پر دلالت نہیں کرتا، بسہ وجہ اول آیت مذکورہ میں منکرین کے اور بھی اعتراضات وسوالات کا تذکرہ ہے اور ان کل امور کا ممکن اور غیر ممتنع ہونا قرآن مجید کی دوسری آیتوں سے صاف صاف ثابت ہے۔ دوم انبیاء کی ذات سے خرق عادت امروں کا باذن الٰہی واقع ہونا مستبعد نہیں ہے عادت جاریہ کے خلاف کسی امر کا پیغمبر سے صدور ہی تو معجزہ ہے۔ سوم کفار کا سوال ہی بتاتا ہے کہ وہ ان امور کا ظہور پیغمبر سے ممکن جانتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے کہا کہ آپ ان ممکنات کو بصورت واقعات کر دکھائیں۔

معیار نبوت

ناظرین! آپ منتظر ہوں گے کہ اصل معیار نبوت سے آپ کو باخبر کیا جائے لیکن ذرا ٹھہریئے۔ پہلے آپ کو یہ بتادوں کہ منکرین اسلام کے خودساختہ معیاروں کی طرح' پنجابی حقیقی کی امت نے بھی ایک جدید معیار گھڑ لیا ہے جو یہ ہے۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبله (یونس:۱۶) ابھی آپ اوپر نمبر ۱۱ میں پڑھ آئے ہیں کہ فقرہ مذکورہ کفار کے تبدیلی قرآن کی فرمائش کے جواب میں وارد ہوا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مختص ہے۔ معیار نبوت وہ ہے جس پر تمام انبیاء ورسل برابر ہیں۔ انبیاء سابقین نے نہ تو اپنی عمر سابق بطور معیار کے پیش کی ہے نہ اس معیار پر تمام انبیاء پورے اتر سکتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے تو اس معیار کا صاف انکار کیا ہے۔ جبکہ فرعون نے ان کی سابق زندگی کو قتل قبطی اور احسان فراموشی وغیرہ سے متہم کیا تھا اور کہا تھا: ''لبثت فینا من عمرك سنین۔ وفعلت فعلتك التی فعلت وانت من الکافرین (شعراء:۱۸،۱۹)'' یعنی اے موسیٰ تو نے اپنی عمر کے بہت سے سال ہم میں گزارے ہیں اور تو نے وہ کام (قتل) کیا جو کیا اور تو ناشکرا ہے، تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: ''قال فعلتها اذاً وانا من الضالین ففررت منکم لما خفتکم (شعراء:۲۰،۲۱)'' میں نے یہ کام (قتل) اس وقت کیا جب کہ میں گمراہوں سے تھا پھر تمہارے خوف سے میں نے راہ فرار اختیار کی (مطلب یہ کہ میں اپنی صداقت میں اپنی پہلی زندگی نہیں پیش کررہا ہوں بلکہ معجزہ عصا وید بیضا

پیش کرتا ہوں) اور دیکھو لوط علیہ السلام اہل سدوم کی طرف بھیجے گئے حالانکہ وہ خود سدوم کے باشندہ نہ تھے۔ تو سدوم والے لوط کی پہلی زندگی کے حالات سے کیونکر واقف ہوسکتے تھے؟ پس پیغمبر کی سابق زندگی معیار نبوت نہیں ہوسکتی۔

معیار نبوت کیا ہے؟

معیار نبوت وہ ہے جس پر تمام پیغمبر برابر ترین اور وہ یہ ہے جس کو اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے:" وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحی الیهم......... ثم صدقنا هم الوعد فانجیناهم ومن نشاء واهلکنا المسرفین (انبیاء:۷تا۹)" یعنی جتنے رسول ہم نے بھیجے جن کو ہم وحی کرتے تھے ان سے جو وعدے ہم نے کیے سچے کیے ان کو ہم نے (مکر کفار سے) بچایا اور جس کو ہم نے چاہا اور منکرین وماکرین کو ہلاک کردیا۔ اس آیت نے بتایا کہ معیار نبوت یہ ہے کہ پیغمبر وحی الٰہی سے جو خبر دیتا ہے جو پیش گوئیاں کرتا ہے وہ حرف بحرف سچی نکلتی ہیں، اور کیوں نہ سچی نکلیں۔ وحی تو اللہ عالم الغیب کرتا ہے۔ اگر پیش گوئیاں اور خبریں جھوٹی ثابت ہوں تو اس کا الزام اللہ پر آئے گا کہ نعوذ باللہ خدا نے جھوٹ کہا، خدا ہی نے جھوٹا وعدہ کیا والعیاذ باللہ۔ حالانکہ اللہ صادق القول ہے، جھوٹ کے شائبہ سے بھی پاک ہے، اللہ فرماتا ہے:" ومن اصدق من الله حدیثا (نساء:۸۷)" ﴿اللہ سے زیادہ باتوں میں کون سچا ہے؟﴾ "ومن اصدق من الله قیلا (ایضاً:۱۲۲)" ﴿کہہ دو کہ اللہ سے زیادہ قول میں کون سچا ہے۔﴾ "قل صدق الله (آل عمران:۹۵) ان الله لا یخلف المیعاد (یوسف:۹)" ﴿اللہ وعدوں کا خلاف نہیں کرتا﴾ "لن یخلف الله وعده (حج:۴۷)" ﴿ہرگز اللہ وعدہ خلاف نہ کرے گا۔﴾ غرض اس مضمون کی آیتیں بہت ہیں۔

حضرت یونس کا وعدہ

امت مرزائیہ کہتی ہے کہ اللہ نے یونس علیہ السلام سے ان کی قوم کو ہلاک کردینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن ہلاک نہیں کیا، دوسرے لفظوں میں مرزائیوں کے نزدیک خدا نے اپنے پیغمبر سے صریح جھوٹ بولا، پناہ بخدا، پناہ بخدا، آسمان کیوں نہیں پھٹ پڑتا، زمین کیوں نہیں ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی! اللہ اکبر، کبرت کلمة تخرج من افواههم۔

مسلمانو! سنو، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں چار جگہ آیا ہے۔ سورہ یونس، سورہ انبیاء اور سورہ قلم میں اختصار کے ساتھ ہے اور سورہ صافات میں قدرے تفصیل سے، لیکن کہیں بھی اللہ کا وعدہ حضرت یونس علیہ السلام سے ان کی قوم پر عذاب بھیجنے کا مذکور نہیں ہے۔

اگر وعدہ الٰہی ہوتا تو ضرور پورا ہو کر رہتا، اللہ فرماتا ہے فلا تحسبن اللّٰہ مخلف وعدہ رسلہ (ابراھیم:٤٧) یعنی مت سمجھو اللہ کو پیغمبروں سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا، وہ عزیز ہے یعنی غلبہ رکھتا ہے اب دیکھو سچے پیغمبر کی پیش گوئیاں یوں پوری ہوتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیاں

۱...... ”عن انس قال ندب النّبی ﷺ الناس فانطلقوا حتی نزلوا بدراً فقال ﷺ ھذا مصرع فلان ویضع یدہ علی الارض ھھنا وھھنا قال فما ماط احدھم عن موضع ید رسول اللّٰہ ﷺ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۵۲۳،۵۳۵)“ ﴿آنحضرت ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام بدر پہنچے آنحضرت ﷺ نے زمین پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ ابوجہل مقتول ہو کر اس جگہ گرے گا فلاں کا فراس جگہ، صحابہ کہتے ہیں کہ کفار مقتولین سے ہر ایک کی نعش اسی جگہ پڑی تھی جس جگہ آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھ کر بتایا تھا ذرا بھی کوئی ادھر ادھر نہ تھا۔﴾

۲...... ”عن سھل بن سعد ان النّبی ﷺ قال یوم خیبر لاعطین الرایۃ غداً رجلا یفتح اللّٰہ علی یدیہ......الخ! متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۵۵۵)“ جنگ خیبر میں ایک روز آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایک ایسے بہادر (علی المرتضیٰؓ) کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ کل فتح بخشے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، صبح کو حیدر کرار تشریف لے گئے مرحب کو قتل کیا۔ قلعہ کا پھاٹک توڑ دیا۔ یہود کو شکست دی اور خیبر فتح ہو گیا۔

۳...... ”عن سھل بن حنظلۃ قال جاء ھوازن بظعنھم ونعمھم الیٰ حنین فتبسم النبی صلعم وقال تلک غنیمۃ المسلمین غداً ان شاء اللّٰہ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ ص۵۲۳)“ ﴿فتح مکہ کے بعد حنین میں کفار ہوازن اپنی عورتوں بچوں اونٹوں جانوروں سمیت میدان جنگ میں آئے تھے۔ آنحضرت ﷺ کو جب اطلاع ہوئی تو آپ مسکرائے اور فرمایا کل یہ سب چیزیں مسلمانوں کو غنیمت میں ملیں گی انشاء اللہ﴾ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک ایک صحابی کے حصہ میں سو سو اونٹ آئے۔

۴...... ”عن ابی سعید ان النّبی ﷺ قال رائیتنی اسجد فی ماء وطین من صبیحتھا فمطرت السماء تلک اللیلۃ فرأیت النبی ﷺ یسجد فی الماء والطین حتی رأیت اثر الطین فی جبھتہ (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ص۱۷۴)“ ﴿آنحضرت ﷺ نے

صحابہ سے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے اپنے کو شب قدر کی صبح کو نماز میں سجدہ کیچڑ میں کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ شب قدر میں بارش ہوئی۔ مسجد کے چھت کے ٹپکنے سے ٹھیک اسی جگہ بارش کے قطرے گرے جس جگہ سجدہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ نے کیچڑ میں سجدہ ادا کیا صبح دیکھا تو آپ کے ماتھے پر کیچڑ کا نشان موجود تھا۔﴾

۵...... ''عن ابن عمر قال امر النّبی ﷺ فی غزوة موتة زید بن حارثہ فقال ان قتل زید فجعفر وان قتل جعفر فعبد الله بن رواحة (الیٰ) اخذ الرایة زید فاصیب ثم اخذ جعفر فاصیب ثم اخذ ابن رواحة فاصیب......الخ! (صحیح بخاری پ۱۷، باب غزوۂ موتہ)'' ﴿جنگ موتہ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت زید کو افسر بنایا اور فرمایا کہ زید کی شہادت کے بعد حضرت جعفر سردار ہوں، جعفرؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے، عبداللہ کی شہادت کے بعد کسی اور کو منتخب کر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پہلے زیدؓ شہید ہوئے، پھر حضرت جعفرؓ نے جام شہادت پیا، پھر حضرت عبداللہ نے شربت شہادت نوش کیا۔﴾

۶...... ''عن ابی هریره قال وکلنی النّبی ﷺ بحفظ زکوٰة رمضان فاتانی آت فجعل یحثو من الطعام (الیٰ قوله) قال اما انه سیعود فرصدته فجاء فاخذته......الخ! (صحیح بخاری، مشکوٰۃ ص۱۷۷)'' حضرت ابوہریرہ کو صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر کیا گیا تھا ایک شخص آکر اناج چرانے لگا میں نے اس کو پکڑا، اس نے مفلسی کی شکایت کی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا اور آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ پھر آئے گا۔ میں اس کی تاک میں رہا۔ چنانچہ دوبارہ وہ آیا میں نے اسے پکڑ لیا (ایسا کئی بار ہوا)

۷...... ''عن عائشة ان جبریل جاء بصورتها فی خرقة حریر خضراء الیٰ رسول الله ﷺ فقال هذه زوجتك فی الدنیا والآخرة رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص۵۶۵، ۵۶۶)'' ﴿حضرت عائشہ کے نکاح سے بہت پہلے حضرت جبرئیل نے ان کی تصویر سبز ریشمی کپڑے پر لا کر آنحضرت ﷺ کو دکھائی اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہوگی، دنیا اور آخرت دونوں جگہ میں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ خبر صحابہ کو ں، آخر ایک دن حضرت عائشہؓ سے آپ کا نکاح ہو گیا۔﴾

۸...... ''عن شداد بن اوس ان النّبی ﷺ اخبر قریشا صبیحة المعراج ان غیرهم تقدم فی یوم کذا فقدمت الظهر یقدمهم الجمل الذی وصفه رواه

البزار والطبرانی (فتح الباری ص۳۵۳)" ﴿آنحضرت ﷺ نے شب معراج کی صبح کو قریش سے فرمایا کہ تمہارے بنجاروں کا قافلہ (جو مجھے راستہ میں ملا تھا) فلاں دن مکہ پہنچ جائے گا اس کے آگے فلاں رنگ کا اونٹ ہے۔ آخر وہ قافلہ روز معین پر ظہر کے وقت مکہ پہنچ گیا۔ آگے وہی اونٹ تھا۔ جس کا حلیہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔﴾

۹...... "اخبر النبی ﷺ عمه انه ارسل علی صحیفتهم الارضة فلکلت جمیع ما فیها الانکر الله، فاخبر ابو طالب قریشا فانزلوه الصحیفة فراؤ الامر کما اخبر به النبی ﷺ، آه ملتقطاه (زادالمعاد ج۱ ص۲۹۹)" ﴿مکہ معظمہ میں مسلمانوں کی روزانہ ترقی دیکھ کر کفار نے مسلمانوں کا بائیکاٹ کیا چمڑہ پر عہد نامہ لکھا گیا، آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا اور بیوی بچوں، تم مسلمانوں اور کل بنو ہاشم کے ساتھ دو تین سال تک ایک پہاڑ کی گھاٹی میں نہایت عسرت کے ساتھ دن کاٹے ایک دن آپ نے ابوطالب سے کہا کہ چچا جان! اللہ کے حکم سے اس عہد نامہ کو دیمک نے چاٹ کر صاف کر دیا ہے۔ اس میں بس اللہ کا نام باقی ہے، ابوطالب نے قریش کو خبر دی۔ انہوں نے خانہ کعبہ کے دروازہ پر سے عہد نامہ کا اتار کر دیکھا، تو اسے ویسا ہی کرم خوردہ پایا جس طرح آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی۔﴾

۱۰...... آنحضرت ﷺ کی ایک پیش گوئی آئندہ کے متعلق سنئے اور اس کے وقوع کی تصدیق بھی ملاحظہ فرمایئے: "وعن عدی قال قال النبی ﷺ یا عدی هل رایت الحیرة فان طالت بك حیوة فلترین الظعینة ترتحل من الحیرة حتیٰ تطوف بالکعبة لا تخاف احدا الا الله ولئن طالت بك حیوة لتفتحن کنوز کسریٰ (الیٰ) قال عدی فرأیت الظعینة ترتحل من الحیوة حتی تطوف بالکعبة لا تخاف الا الله وکنت فیمن افتتح کنوز کسریٰ بن هرمز رواه البخاری (مشکوٰۃ ص۵۱۶)" ﴿آنحضرت ﷺ نے عدی بن حاتم سے فرمایا تھا کہ تم کو شہر حیرہ کا جائے وقوع معلوم ہے نا؟ تمہاری زندگی (دراز ہوگی) تم دیکھو گے کہ وہاں سے شتر سوار عورت تن تنہا بلا خوف وخطر آ کر طواف کعبہ کرے گی۔ تمہاری عمر زیادہ ہوگی تو خسرو پرویز شاہ فارس کے خزانے فتح ہوتے دیکھو گے۔ عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں حیرہ کی عورت کو تن تنہا مکہ پہنچ کر طواف کعبہ کرتے دیکھا اور شاہ فارس کے خزانے فتح کرنے والوں میں خود شریک وشامل تھا۔﴾

دوستو! آپ نے دیکھا کہ سچے پیغمبر کی خبریں اور پیش گوئیاں کیسی ہو بہو پوری ہوئیں اب ذرا جھوٹے نبی کی پیش گوئیوں اور الہامات کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

مرزا قادیانی متنبی کی پیش گوئیاں

۱...... ’’مرزا قادیانی نے ۵؍جون ۹۳ء کو امرتسر میں مباحثہ نصاریٰ کے خاتمہ پر پیش گوئی کی کہ ’’ڈپٹی آتھم ۱۵ ماہ کے عرصہ میں بہ سزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲) پندرہ مہینہ ختم بھی ہو گئے اور آتھم نہیں مرا نہ مسلمان ہوا بلکہ اس کے بعد بھی دو سال کے قریب تک زندہ رہا۔

۲...... لیکھرام آریہ کے بارے میں ۲۰؍فروری ۹۳ء کے اشتہار میں اعلان کیا کہ ’’اس پر چھ سال کے عرصہ میں غارق عادات عذاب نازل ہوگا۔‘‘ (سراج منیر ص۱۳، خزائن ج۱۲ ص۱۵) حالانکہ وہ چار سال میں کسی ہندو کے چھرے سے مقتول ہوا اس پر کوئی خارق عادات عذاب نازل نہ ہوا، کیونکہ قتل روزمرہ کی بات ہے۔

۳...... ۱۰؍جولائی ۸۸ء کو اشتہار دیا کہ ’’محمدی بیگم جس کے دوسرے سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک مر جائے گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸) محمدی بیگم کا نکاح ۷؍اپریل ۹۴ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور سے ہو بھی گیا اور دونوں میاں بیوی مع بال بچوں کے آج تک زندہ ہیں مرزا قادیانی کا البتہ پتہ نہیں۔

۴...... اشتہار مذکور میں محمدی بیگم سے نکاح کے متعلق یہ بھی لکھا کہ ’’ہر مانع کو دور کر کے محمدی سے نکاح ہوگا۔ (ایضاً)‘‘ اور آسمان پر نکاح پڑھا بھی جا چکا تھا۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰) اس انتظار میں بیس سال کامل گزر گئے لیکن ہنوز روز اول کا معاملہ رہا آخر اسی حسرت میں مرزا قادیانی کی جان بھی گئی۔

۵...... ۲۱؍نومبر ۹۸ء کو مولانا محمد حسین بٹالوی کی نسبت کہا کہ ۱۳ ماہ میں ۱۵؍دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵؍نومبر ۱۸۹۹ء کو اشتہار شائع کیا کہ جنوری ۱۹۰۰ء تک مر جائیں گے (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۶۰)۔ حالانکہ مولانا بٹالوی مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد بھی ۱۲ سال تک زندہ رہے۔

۶...... ۵؍نومبر ۱۸۹۹ء کو اشتہار شائع کیا کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک تین سال میں کوئی بین آسمانی نشان ظاہر ہوگا۔ تین سال گزر گئے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۷۷، ۷۸)

۷...... ۶؍فروری ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں دو سال میں پنجاب میں طاعون آنے کی پیش گوئی کی (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲) لیکن طاعون چار سال کے بعد آیا۔

۸...... اشتہار مذکور میں حفاظت قادیان کا الہام آویٰ القریۃ شائع ہوا، جب قادیان میں طاعون آیا تو الہام احافظ کل من فی الدار (تمہ حقیقت الوحی ص ۱۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۵۴۷) کی پناہ لی، آخر دار مرزا میں بھی طاعون گھسا اور شریف احمد نبی زادہ کو لمبی طاعون ہو گیا۔ (حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷) پس نہ قادیان محفوظ رہا نہ مرزا قادیانی کا گھر۔

۹...... عمر کے بارے میں الہام ہوا کہ اسی ۸۰ برس یا پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم (ضمیمہ براہین ج ۵ ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۹) لیکن خیریت سے عمر صرف ۶۸ برس کی ہوئی۔

(نور الدین ص ۱۷۰)

۱۰...... مولانا ثناء اللہ صاحب کو قادیان بلایا پھر اعلان کیا کہ وہ قادیان نہیں آئیں گے۔ (اعجاز احمدی ص ۷، ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) مولانا ۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچ گئے تو علماء سے گفتگو نہ کرنے کا خدائی معاہدہ سنا دیا اور (۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۶) کو آخری فیصلہ کا اشتہار شائع کر کے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو خود ہی چل بسے۔ جیسا کہ ٹریکٹ نمبر ۴ میں بہ تفصیل لکھ کر شائع کر دیا گیا ہے۔

اعلام...... ان دس پیش گوئیوں کی تفصیل اور ان پر مرزائیوں کے عذرات کے جواب مفصل دیکھنا ہوں تو کتاب الہامات مرزا میں ملاحظہ کر لیں۔

بھائیو! اوپر آپ نے آنحضرت کی دس پیش گوئیاں اور ان کا حرف بحرف پورا ہونا دیکھا پھر مرزا قادیانی کی دس پیش گوئیاں اور ان میں سے ایک کا بھی پورا نہ ہونا ملاحظہ کیا۔ چونکہ مرزا قادیانی نے دافع الوساوس ص ۲۸۸ میں نبوت کے اس معیار کو تسلیم کیا ہے۔ نیز قرآن مجید نے بھی اسی معیار کو پیش کیا ہے اور مرزا قادیانی اس معیار پر پورے نہیں اترے لہٰذا مرزا قادیانی نہ رسول ہیں نہ نبی، نہ عیسیٰ ہیں نہ مسیح بلکہ:

رسول قادیانی کی رسالت
جہالت ہے ضلالت ہے بطالت

والحمد للہ اولاً و آخراً!!

۱۰ر رجب المرجب ۱۳۵۲ھ

تمام شد...... ناشر سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام، مدن پور، بنارس

(مطبوعہ سلیمانی پریس محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس)

نور اسلام

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابن مریم کو خدا کس نے کہا — ہے مجاہد کی سراسر افتراء
کیا ملائک اور جن زندہ نہیں — ابن مریم پھر بنے کیونکر خدا
ایک دن آجائے گی ان پر فنا — موت سے ہے مخلصی کس کو بھلا
افتراء بہتان وتہمت کس لئے — کچھ تو آخر چاہیے خوف خدا
نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر — اب جگر تھام کے بیٹھ کر میری باری آئی

الحمد للّٰہ الذی رفع عیسیٰ ابن مریم حیاً الیٰ السماء ثم ینزل له الیٰ الارض قبل یوم الدین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ آخر رسوله محمد خاتم النّبیین، الذی اخبرنا بخروج الدجاجلة الکذابین قریباً من ثلاثین اخرهم المسیح الاعور الذی یقتله عیسیٰ بحربته عند باب مدینة اللد من مدائن فلسطین، وعلیٰ آله واصحابه الذین اجمعوا علیٰ حیوٰۃ عیسیٰ ونزوله قبل قیام الساعة رضی اللّٰہ عنهم اجمعین!

مسلمانو! انجمن اشاعت اسلام کے مختلف ٹریکٹ اور رسالوں میں متنبی قادیان کی پرفن چالیں اور ان کے مریدوں کی گستاخ طرازیاں آشکارا کی جاچکی ہیں، اس کا تازہ نمونہ ان کا ٹریکٹ نمبر ۲ ہے، جس پر "سلسلہ ظہور امام" کا عنوان جلی حرفوں میں قائم کیا گیا ہے۔ جو در حقیقت اس بات کا اعلان ہے کہ جس "امام" کے ظہور کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ وہ صرف ایک ہی شخص نہ ہوگا، بلکہ اماموں کے ظہور کا لگاتار سلسلہ قائم رہے گا۔ پھر جن آیتوں اور حدیثوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے۔ ان آیتوں اور حدیثوں کی تردید کا بھی دعویٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تردید اور رسالت مآب علیہ السلام کی باتوں کا جواب دیا جارہا ہے، پس جو شخص اللہ کے مقابلہ ومعارضہ پر آمادہ ہو، اللہ کے رسول ﷺ کی تصریحات کی تردید کررہا ہو، اس کی جرأت اور بے باکی کا کیا ٹھکانا؟ اس کے ایمان واسلام کا کیا اعتبار؟ اس کی امانت اور دیانت کا کیا بھروسہ؟ وہ تو نور الٰہی کے بجھا دینے کے درپے ہے۔ لیکن۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کتاب وسنت کی یہ سچائیاں محض اس لئے جھٹلائی جارہی ہیں کہ ایک جھوٹا سچا ثابت ہو سکے، اس کے مکروخدع، فریب ودجل پر پردہ ڈالا جا سکے، اس کی تذویر وتلبیس، تاویل وتحریف طشت از بام نہ ہو سکے۔

بلا سے کوئی ادا اس کی بدنما ہوجائے
کسی طرح تو مٹ جائے ولولہ دل کا

دوستو! انجمن ہذا کی مسلسل گولہ باریوں نے قادیانی قلعہ کو بیخ وبنیاد سے ہلا دیا ہے۔ انجمن کے مدلل اور مفصل رسالوں نے مرزائی کیمپ میں ہلچل ڈال دی ہے، ان کی چھاؤنی میں شتم وطعن کے بے کار اسلحے باقی رہ گئے ہیں، منہ میں کف بھر کے کسی کو ''سنی کوفی'' اور کسی کو ''نجدی وہابی'' کے طعنے دے رہے ہیں (ٹریکٹ نمبر۲ ص۲) اور جو شامت آئی تو ہماری انجمنوں کو بھی کوسنے لگے، انجمن اشاعت اسلام کو وہ شامت اسلام (ص۲۰،۲۱،ص۲۲) اور انجمن اشاعۃ الحق کو شامت الحق بنادیا۔ (ص ۱۷ وص ۳۳ وص ۲۳ وص ۲۴)

لگے ہو منہ چڑھانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لینا دہن بگڑا

مرزائیو! ہم بھی تمہاری ''انجمن احمدیہ'' کو انجمن احمقیہ لکھ سکتے تھے۔ ہم بھی ''مجاہد'' کا مجاور بنا سکتے تھے۔ ہم بھی ''سلسلہ عالیہ'' کو غالیہ میں تبدیل کر سکتے تھے، لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ہم کو قرآن پاک اس سے منع کرتا ہے۔ ہم کو ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے اس حرکت سے روک دیا ہے، ہمارے سچے پیغمبر تمہارے دیسی نبی کی طرح مخالفوں کو گالیاں نہیں دیتے تھے، بلکہ صبر کرتے اور ان کے لئے دعائیں فرماتے تھے۔

دشنام خلق رانہ دہم جز دعا جواب
ابرم کہ تلخ گیرم وشیرین عوض دہم

قادیانی ٹریکٹ نمبر۲ ہمارے کسی ٹریکٹ کا بھی جواب نہیں ہے

مرزائیوں نے اپنے ٹریکٹ نمبر۲ کے ٹائٹل پیج پر لکھ دیا ہے۔ ''بجواب ٹریکٹ ہائے نمبر۱،۲،۳'' درحقیقت یہ ایک کھلا ہوا مغالطہ ہے۔ ایک صریح دھوکہ ہے جو عوام کو دیا گیا ہے، لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے، اور یہ باور کرایا گیا ہے کہ ہم (مرزائیوں) نے انجمن اشاعت اسلام کے تین ٹریکٹ کے جواب دے دیئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ مرزائیوں نے ہمارے کسی ایک ٹریکٹ کا بھی جواب نہیں دیا ہے اور نہ ان کا جواب مرزائیوں کے بس کا ہے۔ وہ ایسے

لوہے کے چنے ہیں، جن کو مرزائی آسانی سے نہیں چاب سکتے۔ ہمارے پہلے ٹریکٹ کو اٹھا کر دیکھئے اور پھر قادیانی ٹریکٹ نمبر۲ کو بار بار پڑھئے کہیں بھولے سے بھی اس کا ذکر نہیں آیا چہ جائیکہ کسی لفظ کا جواب ہو۔ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیك البصر خاسأ وھو حسیر (ملک) اسی طرح ہمارا دوسرا ٹریکٹ (اظہار حقیقت) جو تیرھویں صفحہ پر ختم ہو گیا ہے۔ان ۱۳ صفحوں میں حیات مسیح کے جو دلائل مرقوم ہیں ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا گیا ہے۔بجز مرزا قادیانی کے دو تائیدی حوالوں کے جو ص۳ میں براہین احمدیہ سے اور ص۶ میں ضمیمہ انجام آتھم سے منقول ہیں۔ان پر ۲۲، ص۲۳، ص۲۴ میں مجاہد صاحب نے جو خامہ فرسائی کی ہے اس کا کچا چٹھا اس رسالہ کے آخر میں کھولا جائے گا۔انشاء اللہ! ہمارا ٹریکٹ نمبر۳ جو نزول مسیح اور ختم نبوت سے متعلق ہے۔یہ بھی پہلے نمبر کی طرح اچھوتا اور لاجواب ہے۔مرزائی فاضل مولوی نے اس نمبر کو ہاتھ تک نہیں لگایا ہے۔لیکن اپنے ٹریکٹ نمبر۲ کے پہلے صفحہ پر ''بجواب ٹریکٹ ہائے'' (اس ''ہائے'' کے قربان) نمبر۳ بھی لکھ دیا ہے۔تاکہ عوام سمجھیں کہ قادیانی پارٹی نمبر۳ کے جواب سے بھی سبکدوش ہو چکی ہے، لیکن ص۳ میں اپنی تردید آپ ہی کر دی ہے اور لکھ دیا ہے کہ ''تیسرے کے نصف حصہ کا جواب ہے۔'' حالانکہ ایک لفظ کا بھی جواب نہیں دیا ہے۔ بلکہ حقیقت میں جواب سے ہی جواب ہے' اگر نمبر شماری کا ہی نام جواب ہے تو اور نمبروں کے بھی ہندسے لکھ دیتے اور یوں تحریر فرماتے ''انجمن اشاعہ کے رسائل نمبر۱،۲،۳،۴،۵،۶،۷،۸،۹،۱۰،۱۱ اور جتنے نمبر آئندہ شائع ہوں ان سب کا ایک ہی جواب'' پبلک پھر کبھی بھی آپ سے ہمارے جوابوں کا مطالبہ نہ کرتی بلکہ کہتی۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی مرے سب کے جواب میں

وفاعہد

انجمن احمدیہ بنارس کا وعدہ' رسالہ ''دعوۃ الی الحق'' کے ص۳ میں تو یہ تھا کہ ''آنے والے شخص کی مشارکت صفاتی یا مشابہت روحانی تفصیلی طور پر تو ہم ظہور امام کے ٹریکٹ نمبر۲ میں ہی دیں گے۔'' ہم بھی منتظر تھے کہ ٹریکٹ نمبر۲ میں اس ''مشارکت'' اور ''مشابہت'' کا نظارہ ہوگا۔اسی لئے بڑے شوق سے ان کے نمبر۲ کو پڑھا لیکن اس میں بجائے ''مشارکت'' کے مشاجرت اور بجائے ''مشابہت'' کے مشاتمت پایا، افسوس

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

شکوہ بے جا

ہمارے فاضل مولوی کو شکایت ہے کہ ہمارا ٹریکٹ نمبر۵ ان کے پاس نہیں پہنچا، پھر اس کی تاریخ اشاعت (۱۵ جمادی الاولیٰ) بھی لکھ دی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہمارا ٹریکٹ ان کی نظر سے گزر چکا ہے' کیا لطف ہے کہ ایک ہی سطر میں ٹریکٹ نمبر۸ کے نہ پہنچنے کی شکایت بھی ہے اور پہنچنے کا اقرار بھی، یہ تو اس ناقب کی مثال ہوئی جس نے مجمع کی حیرت ان لفظوں میں دور کی تھی کہ "گٹھری بھیتر اور میں باہر"

صاف انکار نہ کر وصل سے اوشوخ مزاج
بات وہ ہو کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

اختلاف بیانی

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

حضرت مرزا قادیانی کے اقوال باہم اس قدر متضاد اور متناقض ہیں کہ بجز "حافظہ نباشد کے کوئی صورت تطبیق وجواب کی ممکن ہی نہیں، تو اس سنت پر عمل کرنا مرزائیو کا فرض اولین کیوں نہ ٹھہرے؟ چنانچہ مجاہد صاحب کا یہ ٹریکٹ نمبر۲ بھی اختلاف بیانیوں کا اچھا خاصہ مجموعہ ہے' چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

تفاسیر سے متعلق

صفحہ ۱۷ کی آخری سطر میں "تفاسیر کی کتابوں کو غیر معتبر" قرار دیا ہے۔ ص ۱۸ میں علماء کو ان لفظوں میں الزام دیا ہے۔ تفاسیر کی غیر معتبر باتوں پر دوسروں کو یقین کر لینے کی دعوت دیتے ہیں اور پھر خود ہی ص ۷ میں مسلمانوں کو حضرت ابیؓ کی قرأت قبل موتہم جو انہیں "غیر معتبر" تفسیروں میں منقول ہے' قبول کر لینے کی دعوت دی ہے۔ اور قرأت شاذہ سے قرأت متواترہ کی تردید کی ہے۔ بے خبری میں۔ اپنے پیر مغان (مرزا قادیانی) کی بھی تردید کردی ہے کیونکہ مرزا قادیانی تو مفسرین کی عزت کرتے اور ان کی تفسیروں سے استناد کرتے ہیں۔ چنانچہ (تحفہ گولڑویہ ص ۹۴ کے حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۲۴۸) میں لکھتے ہیں۔ "تمام اکابر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں......" اور مجاہد صاحب ان کو غیر معتبر بتا رہے ہیں۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

احادیث سے متعلق

ص ۲ میں لکھا ہے "احادیث کی کیا وقعت ہوسکتی ہے" پھر خود ہی ص ۳ میں تحریر کیا۔ "احادیث کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔" ایک جگہ انکار دوسری جگہ قبول ہے۔ ص ۱۹ میں صحیح بخاری اور ابن ماجہ کو معاریض ابراہیم علیہ السلام اور سحر نبی کے ذکر میں۔ غیر معتبر تفاسیر کے ساتھ شامل کردیا ہے اور ص ۱۸ میں لکھا ہے کہ "ہم احمدی ان باتوں کو غلط سمجھتے ہیں" پھر خود ہی ص ۱۷ میں صحیح بخاری و ابن ماجہ کو "دنیائے اسلام کی معتبر اور مستند کتب احادیث" میں شمار کیا ہے اور ص ۱۵ میں من السماء کی بحث میں صحیح بخاری کو بطور شاہد کے پیش کیا ہے۔ یہاں غلط بات والی کتاب صحیح ہوگئی۔ ص ۱۲ میں جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کو جہنمی بتایا ہے اور پھر خود ہی ص ۱۵ میں لوکان عیسیٰ حیا کی جھوٹی روایت اور ص ۲ کی آخری سطر میں ماوافق کتاب اللہ فاقبلوہ وان خالفہ فردوہ (جو حدیث قرآن کے مطابق ہو اسے صحیح سمجھنا جو مخالف ہو اسے رد کردینا) کی موضوع حدیث (دیکھو موضوعات صغانی ص ۱۱) وتذکرہ الموضوعات ص ۲۸ بیان کی ہے۔ ص ۲۲ میں مشکوٰۃ فصل ثالث کی حدیث کو "تھرڈ کلاس" کی حدیث قرار دیا ہے۔ حالانکہ صاحب مشکوٰۃ کے فصل ثالث میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیثیں بھی نقل کرتے ہیں، شروع مشکوٰۃ کا ص ۸ ہی دیکھ لو، امام بخاری و مسلم کی حدیثوں کو صاحب مشکوٰۃ نے ص ۳ میں اعلیٰ درجہ (فرسٹ کلاس) کی حدیث کہا ہے۔ لیکن مجاہد صاحب کے قاعدہ سے بخاری و مسلم کی روایت بھی بوجہ فصل ثالث میں مذکور ہونے کے تھرڈ کلاس کی حدیث ہوگئی۔ یہ ہے ان مرزائیوں کے قلب پر کینہ میں احادیث نبویہ کی عزت اور یہ ہے ان کا محدثانہ نظر و اجتہاد۔

ہر بو الہوس نے عشق پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

بزرگان سلف پر اتہام

مجاہد صاحب نے بڑی جدوجہد سے، سلف وخلف کے بعض معروف اور غیر معروف حضرات میں سے بیس نام گنوائے ہیں جو ان کے زعم فاسد میں "وفات عیسیٰ" کے قائل تھے۔ اور ان کے اقوال پیش کرنے کا وعدہ آئندہ کسی ٹریکٹ پر اٹھا رکھا ہے۔ ص ۳

مرزائیوں کی یہ بڑی جسارت اور ان کا صریح اتہام ہے جسے وہ لوگ بزرگان سلف کے سر منڈھتے ہیں۔ ان یقولون الا منکرا من القول وزورا۔ ذیل میں ہم ان بزرگان سلف سے نام بنام بتائیں گے کہ وہ ہرگز ہرگز ان قادیانیوں کے ہم خیال نہ تھے اور یہ کہ ان کا دامن اس

بہتان سے پاک ہے۔ پہلے ہم بطریق عموم کے جماعت صحابہ کرام کی بابت دکھلانا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی بابت مشکوۃ نبوت سے کسی قسم کا عقیدہ رکھنے کی ان کو تعلیم ملی تھی۔

صحابہ کرامؓ

مدینہ طیبہ کی پاک سرزمین ہے' آفتاب اسلام کو طلوع ہوئے بائیس ۲۲ سال گزر چکے ہیں' بقعہ حجاز مع اطراف کے نور ایمان سے منور ہو چکا ہے۔ مکہ بھی فتح ہو چکا ہے اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ لوگوں کے سامنے ہے، نبی کریم ﷺ کو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں قیام فرما ہوئے پورے نو سال ہو چکے ہیں، عام الوفود ہے، یعنی عرب کے ہر چہار گوشوں سے مسلمانوں کے وفد دار ہجرۃ (مدینہ منورہ) کی جانب کشاں کشاں چلے آرہے ہیں، انصار کی سرزمین بے شمار مسلمانوں کی جماعت سے بھری ہوئی ہے کہ ایک روز یکا یک آفتاب کو گرہن لگتا ہے۔ جگر بند رسول، ابراہیم کی وفات ہوتی ہے، تمام مسلمانوں میں جن سے کہ مدینہ طیبہ کی ہر گلی اور کوچے، بازار اور سڑکیں پٹی ہوئی ہیں، اضطراب برپا ہو جاتا ہے۔

اتنے میں منادی رسول کی صدا کانوں میں آتی ہے جو گرہن کی نماز کے لئے تمام لوگوں کو مسجد نبوی کی طرف دوڑ جانے کا اعلان کرتا پھرتا ہے۔ مدینہ کے تمام مکان مکینوں سے یک دم خالی ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے، مرد اور عورتیں، لڑکے اور بچے مسجد نبوی میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور سب کو صلوٰۃ کسوف پڑھاتے ہیں۔ یہ نماز اتنی لمبی ہوتی ہے کہ عورتیں غش کھا کھا کر گر جاتی ہیں۔ نمازی دھوپ میں تلملا اٹھتے ہیں بعد نماز حکم ہوتا ہے کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں' ابوبکر صدیقؓ بھی تشریف فرما ہیں اور عمر فاروقؓ بھی' ابن عباسؓ بھی حاضر ہیں اور امام حسنؓ بھی عشرہ مبشرہ بھی موجود ہیں اور اصحاب بدر و رضوان بھی غرض تمام مہاجرین و انصار، شہری و بیرونی صحابہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک بصیرۃ افروز خطبہ دیتے ہیں' جس میں پہلے تمام حاضرین سے اپنی تبلیغ کی شہادت لیتے ہیں، جم غفیر بول اٹھتا ہے۔ نشهد انك قد بلغت، حضور ﷺ! آپ نے فرض تبلیغ بخوبی ادا فرما دیا' پھر آپ گرہن کی حقیقت، ترغیب توبہ، تیس جھوٹے مدعیان نبوت کا خروج، اعور دجال کا ظہور اور اس کے دجل و مکر کا تفصیلی بیان دیتے ہوئے بلند آواز سے فرماتے ہیں۔ فیصبح فیهم عیسیٰ ابن مریم فیهزمه الله وجنوده......الخ! (مستدرک حاکم ج۱ ص ۳۳۱) یعنی عہد دجال اکبر میں ایک صبح کو حضرت عیسیٰ ابن مریم تشریف لائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کی بدولت دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا۔ دجال قتل کیا جائے گا......الخ!۔ حاصل کلام یہ کہ جس طرح تمام صحابہ کرامؓ عقیدہ توحید ورسالت، برزخ ومعاد کی تعلیم آنحضرت ﷺ سے پاک ذرہ برابر اس میں تبدیلی نہیں کرتے تو کیونکر باور کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تو ان کو معراج سے واپس تشریف لاکر حضرت عیسیٰ سے آسمان پر ملاقات ہونا اور بزمانہ خروج دجال حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اتر کر آنا اور دجال کا قتل کرنا خود حضرت عیسیٰ کی زبان سے سن کر بیان فرمایا (مسند احمد ج۱ص۳۷۵ وابن ماجہ مصری ج۲ص۲۶۸) گرہن کے خطبہ مذکور میں سب صحابہ کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا اور پھر صحابہ کا عقیدہ متبدل ہوجائے اور اپنے نبی کی تعلیم کے برخلاف ان کا مذہب یہ ہوجائے کہ حضرت عیسیٰ مر گئے اور وہ اب نہیں آئیں گے؟ لا یقول بذلك الا جاهل بليد، مفتر عنيد، اخزاهم الله وخيبهم، وجعل النار ماواهم۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ وعمر فاروقؓ

تقریر بالا کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہتی کہ ہم نام بنام صحابہ کے حیات ونزول عیسیٰ کی بابت ثبوت پیش کریں لیکن جن چار صحابیوں کے نام ٹریکٹ نمبر۳ کے ص۳ پر مرقوم ہیں۔ ان کی بابت ہم چند تصریحات ذیل میں پیش کریں گے۔

پہلا نام حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اور دوسرا حضرت عمر فاروقؓ کا ہم ایسی ایک حدیث لکھتے ہیں جن میں دونوں بزرگوں کا نام ایک جگہ موجود ہے اور اس سے معلوم ہوگا کہ ان دونوں خلیفوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ کی بابت کیا ہوسکتا ہے؟ امام احمد بن حنبل (مرزائی ٹریکٹ میں ان کا نام بھی قائلین وفات کی فہرست میں مذکور ہے؟) حضرت جابرؓ سے باسند حدیث نقل کرتے ہیں۔ جاء (رسول اللّٰہ الیٰ ابن صیاد) ومعه ابو بکر وعمر فی نفر من المهاجرین والانصار وانا معه (الیٰ قوله) فقال عمر اجر لی فاقتله فقال ﷺ ان یکن هو فلست صاحبه انما صاحبه عیسیٰ ابن مریم علیه الصلوٰة والسلام الحدیث (مسند امام احمد ج۳ص۳۶۸) یعنی آنحضرت ﷺ خروج ابن صیاد کی خبر سن کر تحقیق امر وتبلیغ دین کی غرض سے اپنی مسجد سے روانہ ہوتے ہیں۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ اور جابرؓ نیز ایک جم غفیر مہاجرین وانصار کا، رواں ہے (ابن صیاد سے بہت سی گفتگو اور سوال وجواب کے بعد) حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کردینے کی اجازت طلب کی۔ آنحضرت ﷺ نے (ابوبکرؓ وجابرؓ ومہاجرینؓ وانصارؓ کے سامنے حضرت عمرؓ سے) فرمایا اگر یہ وہی (دجال معہود) ہے تو تم اس کے قاتل نہیں ہوسکتے۔

اس کے قاتل تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے۔اس حدیث میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

۱...... آنحضرت ﷺ ابوبکر و عمر و دیگر مہاجرین وانصار کے سامنے یہ فرمارہے ہیں کہ دجال اکبر کو حضرت عیسیٰ آکر قتل کریں گے۔

۲...... حضرت ابوبکرؓ بالکل خاموش رہتے ہیں اور اعتراض نہیں کرتے کہ یارسول اللہ یہ آپ کیا فرمارہے ہیں؟ اللہ تو فرماتا ہے قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴) یعنی آپ کے پہلے کے تمام رسول تو (بقول مرزائیاں) فوت ہو چکے ہیں تو عیسیٰ جب مر گئے پھر اب کیسے وہ آکر دجال کو قتل کریں گے؟ بلکہ خاموشی سے فرمان نبوی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور آپ کے ساتھ (ابن صیاد کو چھوڑ کر) واپس چلے آئے اور کسی روایت میں ان سے وفات عیسیٰ مصرح نہیں۔

۳...... حضرت عمرؓ جن کی رائے کے مطابق وحی الٰہی نازل ہوتی تھی۔ جس کی شان میں ان اللہ جعل الحق علی اللسان عمر (مشکوٰۃ ص۵۳۹) وارد ہے۔ یعنی اللہ عمر کی زبان پر حق جاری کرتا ہے، جنہوں نے بارہا نبی کریم ﷺ کو بعض امور میں بغرض توضیح مسئلہ و بہ نیت طمانیت قلب ٹوک دیا ہے۔ حدیبیہ کے صلح نامہ کے خلاف ان کی جدوجہد مشہور ہیں، ابن ابی منافق کا جنازہ پڑھنے کو جب نبی کریم ورحیم آگے بڑھے ہیں تو دامن تھام کر عرض کرتے ہیں: ’’الیس اللہ نهاك ان تصلی علی المنافقین (بخاری مصری ج۱ص۱۴۵)‘‘ کیا آپ کو خدا نے منافقوں کا جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں ہے؟ سید الاوس سعد بن معاذؓ کے لئے جیسے ہی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’قوموا الی سیدکم فانزلوه ‘‘ اٹھ کر جاؤ اپنے سردار کو اتار لاؤ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ’’سیدنا اللہ عزوجل (مسند احمد ج۲ص۱۴۲)‘‘ ہمارا سردار تو اللہ عزوجل ہے‘ تعجب ہے کہ وہ عمرؓ حضرت عیسیٰ کی آمد سن کر بالکل خاموش رہتے ہیں اور کچھ نہیں بولتے کہ یارسول اللہ قرآن میں تو عیسیٰ کے لئے متوفیك اور توفیتنی آیا ہے وہ تو وفات پا چکے ہیں‘ پھر کیونکہ وہ دوبارہ آکر دجال کو قتل کریں گے؟ ان کو کہنا تھا کہ حیات مسیح تا قیامت کا عقیدہ تو شرکیہ ہے (بقول مرزا) آپ شرک مٹانے کو آئے ہیں یا اس کے استحکام کو؟ جب عمرؓ کچھ بھی نہیں بولتے اور ابن صیاد کو چھوڑ کر خاموشی سے آپ کے ساتھ واپس لوٹ پڑتے ہیں، تو صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کی طرح حضرت عمرؓ کا بھی مذہب یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے۔

حضرت امام حسنؓ

مستدرک حاکم ج۳ص۱۴۳ میں عن الحریث سمعت الحسن بن علی یقول قتل لیلة انزل القرآن ولیلة اسریٰ بعیسیٰ ولیلة قبض موسیٰ (درمنثور

ج۳ص۳۶) حریث کہتا ہے کہ میں نے امام حسنؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جس شب میں قرآن نازل ہوا۔ جس رات کو عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چڑھائے گئے جس رات کو موسیٰ کی جان قبض کی گئی، اسی شب میں حضرت علیؓ کو شہادت نصیب ہوئی، امام حسنؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت فعل اسریٰ اسی طرح بولتے ہیں جس طرح قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کی معراج جسمانی کی بابت اسریٰ بولا گیا ہے۔ اور اسراء لغت میں اعضاء سے متعلق مانا گیا ہے نہ روح سے، مصباح منیر (لغت کی معتبر کتاب) میں ہے۔ السرایۃ اذ قطعتہ بالسیر یعنی جب تو اپنے جسم کے ساتھ چل کر کوئی مسافت طے کرے تو ''سرایت'' بولیں گے۔ اللہ نے موسیٰ کو وحی بھیجی فاسر بعبادی لیلا (دخان) بنی اسرائیل کو راتوں رات لے چل۔ لوط کو وحی آئی فاسر باھلك بقطع من اللیل (ہود ۸۱ وحجر ۶۵) اے لوط تو اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے اس بستی سے لے نکل۔ پس ثابت ہوا کہ ''اسراء'' انتقال مکانی کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ اگر امام حسنؓ کا مذہب وفات عیسیٰ کا ہوتا تو جس طرح موسیٰ کے لئے انہوں نے قبض کہا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی یہی فعل بولتے' دونوں پیغمبروں کے لئے دو متناقض لفظ نہ فرماتے، پس آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہو گیا کہ امام حسنؓ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے۔ والحمد للہ!

حضرت ابن عباسؓ

روی النسائی عن ابن عباس قال لما اراد اللہ ان یرافع عیسیٰ الی السماء ......الخ! (درمنثور ج۲ ص۲۳۸) واخرج ابو الشیخ عن ابن عباس، مدّفی عمر ہ حتی اھط من السماء الی الارض یقتل الدجال (ایضاج۲ص۳۵۰) وروی الامام احمد عن ابن عباس فی قولہ وانہ لعلم للساعۃ قال ھو خروج عیسیٰ بن مریم قبل یوم القیامۃ (مسند احمد ج۱ص۳۱۸ ومستدرک حاکم ج۲ص۴۲۸) امام نسائی نے اپنی سند سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے آپ نے کہا کہ جب اللہ حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھانے لگا...... نیز ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی عمر بہت لمبی کی گئی ہے یہاں تک کہ آسمان سے زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ اور آیت علم للساعۃ کی تفسیر میں ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ کا قیامت سے پیشتر تشریف لانا مراد ہے۔ لیجئے ابن عباسؓ بھی حیات ونزول عیسیٰ کے قائل تھے۔

امام مالکؒ

ابو عبداللہ مالکیؒ نے صحیح مسلم کی شرح اکمال اکمال المعلم میں تحریر کیا ہے: ''وفی

العتبية قال مالك بينا الناس قيام يستمعون لاقامة الصلوٰة فتغشاهم غمامة فاذا عیسیٰ قد نزل...... الخ (ج۱ص۲۶۶) ”یعنی امام مالکؒ نے فرمایا کہ مسلمان لوگ (امام مہدی کے پیچھے) کھڑے ہوئے نماز (فجر) کی تکبیر (اقامت) سن رہے ہوں گے کہ سر کے اوپر بدلی نظر آئے گی۔ اس سے حضرت عیسیٰ اتریں گے۔ لیجئے حضرت! دیکھئے امام مالکؒ بھی حیات ونزول عیسیٰ کو قائل تھے۔ فموتوا بغیظکم!

امام بخاریؒ

امام بخاری نے اپنی جامع صحیح میں حضرت عیسیٰ کے اترنے کا ایک خاص باب ہی منعقد فرمایا ہے۔ باب نزول عیسیٰ ابن مریم ﷺ (پ۱۳) اس باب میں دو حدیثوں سے حضرت عیسیٰ کا نزول ثابت کیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مقامات میں بھی۔ چنانچہ پارہ۸ باب قتل الخنزیر وپارہ۹ باب کسر الصلیب میں احادیث نزول عیسیٰ لائے ہیں۔ نیز امام بخاریؒ اپنی تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں: ”یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیه فیکون قبره رابعا (درمنثور ج۲ص۲۴۵وص۲۴۶)“ حضرت عیسیٰ آنحضرت ﷺ اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے پاس (روضۂ مطہرہ میں) مدفون ہوں گے۔ ان کی قبر وہاں پر چوتھی قبر ہوگی۔ فرمایئے جناب! امام بخاری بھی تو نزول عیسیٰ اور مدینہ میں ان کے آئندہ زمانہ میں دفن کئے جانے کے قائل ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ

امام صاحب اپنی مشہور کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ”ونزول عیسیٰ علیه السلام من السماء...... حق کائن (ص۱۳مطبوع دائرۃ المعارف دکن)“ یعنی حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا حق ہے۔ ہونے والا ہے۔ کہئے مزاج بخیر ہے؟

امام شافعیؒ

امام شافعی، امام مالک کے شاگرد رشید ہیں۔ ان کی کوئی تصنیف بھی حدثنا مالکؒ سے خالی نہیں۔ اوپر امام مالک کا مذہب بیان ہو چکا ہے کہ وہ نزول عیسیٰ کے قائل تھے۔ نیز تمام صحابہ تابعین وتبع تابعین کا یہی مذہب تھا۔ تو امام شافعی کا مذہب بھی اس کے خلاف نہیں ہوسکتا اور نہ کہیں بھی ان سے وفات عیسیٰ کی تصریح منقول ہے، برخلاف اس کے امام شافعی سے حضرت عیسیٰ کی آمد مروی ہے، چنانچہ سنن ابن ماجہ میں ہے یونس (شاگرد امام شافعی) کہتا ہے: ”حدثنا محمد بن ادریس الشافعی...... لاتقوم الساعة الّا علیٰ شرار الناس ولا المهدی

الا عیسیٰ ابن مریم (ابن ماجہ مصری ج ۲ص ۲۵۷)''نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدترین لوگوں پر اور (اس سے پہلے کامل اور آخری اور معصوم) مہدی حضرت عیسیٰ بن مریم ہوں گے۔ یہ وہ روایت ہے جس کے نقل کرنے میں امام شافعی متفرد اور تنہا ہیں اور چونکہ ان کا شیخ محمد بن خالد جندی منکر الحدیث ہے۔ لہٰذا یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں ہے۔ ہاں امام شافعی یا ان کے شیخ کا قول بے شک ہے۔ پس امام شافعی کا مذہب بھی وہی ہوا جو امام مالک کا تھا اور امام شافعی سے حضرت عیسیٰ کا قریب قیامت کے آنا بصراحت ثابت ہوگیا۔ والحمد للہ!

امام احمد بن حنبلؒ

مجاہد صاحب نے امام احمد کے بجائے ان کے دادا حنبل کا نام لکھا ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے یا مغالطہ بہرحال امام احمد کا مذہب حضرت عیسیٰ کے نزول اور آمد ثانی کا اتنا مشہور ہے کہ اس کا انکار آفتاب کا انکار ہے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں بکثرت احادیث صحیحہ نزول عیسیٰ سے متعلق درج کی ہیں۔ اگر بتمامہا ان کو نقل کیا جائے تو ایک مستقل رسالہ تیار ہو جائے۔ ہم ان کی کتاب مسند سے صرف چند صفحوں اور جلد کا حوالہ لکھ دیتے ہیں جس کا دل چاہے، نکال کر ملاحظہ کرلے۔ ان روایات سے امام احمد کا مذہب نزول وحیات عیسیٰ کا صاف ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو جلد اوّل ص ۳۱۸ وص ۳۷۵ وج ۲ ص ۱۶۶، ص ۲۹۰، ص ۲۹۸، ص ۳۳۶، ص ۴۱۱، ص ۴۳۷، ص ۴۹۴ وجلد سوم ص ۳۴۵، ص ۳۶۸، ص ۳۸۴، ص ۴۲۰ وج ۴ ص ۱۸۲، ص ۲۱۷، ص ۴۲۹ وج ۵ ص ۱۳ ص ۲۷۸ وج ۶ ص ۷۵ (اس بحر بیکران سے اتنے حوالے سرسری نظر سے ملے ہیں)

ابوعبداللہؒ مالکی

انکا نام خواہ مخواہ نمبر بڑھانے کو لکھ دیا ہے۔ ان سے کہیں بھی وفات عیسیٰ کی تصریح منقول نہیں اور نہ ایسا ممکن ہے جب کہ ان کے امام (مالکؒ) نزول عیسیٰ کے قائل ہیں جیسا کہ خود انہیں ابوعبداللہ مالکی کی کتاب اکمال شرح صحیح مسلم سے اوپر نمبر ۵ میں بذیل ذکر امام مالک نقل کیا جاچکا ہے اور خود ابوعبداللہ مالکی نے احادیث نزول صحیح مسلم کی شرح میں بڑے زور سے نزول عیسیٰ کی تائید کی ہے۔ کل مالکیوں کا یہی مذہب ہے۔ قاضی عیاض مالکی کا مذہب خود اسی اکمال میں نزول عیسیٰ کا منقول ہے۔ زرقانی مالکی مذہب شرح مواہب جلد ششم ذکر المعراج میں مسطور ہے۔ شیخ احمد مالکی نے صاوی علی الجلالین ج ۴ص ۴۴ پر نزول کی صراحت کی ہے۔ وقس علیٰ ھذا!

حافظ ابن قیمؒ

ان پر بھی وفات عیسیٰ علیہ السلام کے اقرار کا الزام اسی طرح غلط ہے جس طرح ان دسوں بزرگوں پر جن کا اوپر بیان ہوا ہے۔ حافظ ابن قیم نے تو اپنی اکثر تصنیفات میں حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا بصراحت اقرار کیا ہے۔ ہم ان کی چند کتابوں سے ذیل میں حوالے درج کرتے ہیں۔ ابن قیم کتاب البیان میں لکھتے ہیں: ''وهذا المسيح ابن مريم حى لم يمت وغذاوة من جنس غذاء الملئكة (ص۱۳۹) وانه رفع المسيح اليه (ص۲۲)'' دیکھو تبیان فی اقسام القرآن مطبوع میری مکہ۔ یعنی حضرت عیسیٰ زندہ ہے مرے نہیں اور ان کی غذا وہی ہے جو فرشتوں کی ہے اور مسیح اللہ کی طرف (آسمان پر) اٹھائے گئے تھے۔ نیز ابن قیمؒ مدارج السالکین میں تحریر فرماتے ہیں: ''واذا نزل عيسىٰ بن مريم فانما يحكم بشريعة محمد ﷺ (ص۳۳۲ ج۲ مطبوع المنار مصر)'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو محمد ﷺ کی شریعت سے فیصلہ کریں گے۔ اور ابن قیم ہدایۃ الحیاریٰ میں ارقام فرماتے ہیں: ''عيسىٰ ابن مريم يظهر دين الله ويقتل اعداء وهو نازل علىٰ المنارة الشرقية بدمشق نازلا من السماء فيحكم بكتاب الله وسنة رسوله آه ملتقطاً (ہدایۃ الحیاری مع ذیل الفارق ص۴۳ مطبوعہ مصر)'' یعنی حضرت عیسیٰ آسمان سے دمشق کے پورب والے منارہ پر اتریں گے۔ اللہ کے دین کو غالب کریں گے۔ اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے۔ قرآن وحدیث سے فیصلہ فرمائیں گے۔ اور ابن قیم قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں: ''واليه قد رفع المسيح حقيقة ولسوف ينزل كى يرى بيان (ص۳۹) وكذالك رفع الروح عيسىٰ المرتضىٰ، حقا اليه جاء فى القرآن (ص۲۲) واليه قد عرج الرسول حقيقة وكذا ابن مريم مصعد الابدان (ص۱۰۷) واليه قد صعد الرسول وقبله. عيسىٰ ابن مريم كاسر الصلبان (ص۱۳۷ مطبوعہ مصر)'' یعنی حضرت عیسیٰ درحقیقت آسمان پر اٹھائے گئے اور عنقریب نازل ہوں گے تاکہ آنکھوں سے دیکھے جائیں۔ روح اللہ عیسیٰ کا رفع الی السماء حق ہے قرآن میں آیا ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی معراج جسمی میں تحقیق ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بدن کے ساتھ اٹھائے گئے۔ محمد ﷺ آسمان پر چڑھ کر گئے اور آپ کے پہلے حضرت عیسیٰ صلیب کے توڑنے والے بھی آسمان پر لے جائے گئے تھے۔ غرض ابن قیم سے میں کہاں تک نقل کرتا جاؤں۔ مرزائیوں کی تکذیب کے لئے اتنا بہت ہے۔

ابن حزمؒ

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی مشہور کتاب المحلی میں لکھتے ہیں: ''ان عیسیٰ ابن مریم ینزل (ج۱ص۸)''یعنی عیسیٰ بے شک نازل ہوں گے۔ پھر ص۹ میں نزول عیسیٰ کی حدیث بھی نقل کی ہے۔ نیز اپنی دوسری کتاب الفصل فی الملل میں لکھتے ہیں: ''فی الاثار المسندۃ الثابتۃ فی نزول عیسیٰ ابن مریم فی آخر الزمان (مطبوعہ مصر ج۴ص۱۸۰)''یعنی آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول احادیث میں آیا ہے جو بالسند اور ثابت ہیں اور جلد اول میں لکھا ہے: ''جاءت الاخبار الصحاح من نزول عیسیٰ (الیٰ) فوجب الاقرار بھذہ الجملۃ (ج۱ص۷۷)''یعنی صحیح حدیثوں سے نزول عیسیٰ ثابت ہے اور اس کا اقرار کرنا واجب ہے۔ نیز ج۳ میں لکھتے ہیں: ''واما من قال ان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ (ج۳ص۲۴۹)''یعنی جو شخص کہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا اور کوئی نبی ہوگا اس کے کافر ہونے میں دو شخصوں کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ لیجئے ابن حزم آنحضرت ﷺ کے بعد صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا مانتے ہیں اور دوسرے مدعی نبوت کو کافر بنا رہے ہیں۔ مرزائیو! جن کو تم نے اپنا ہم خیال سمجھا تھا وہ تم کو کافر کہتے ہیں۔

ابن عربیؒ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی صوفی اپنی آخری تصنیف فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں: ''عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل یحکم بشریعۃ محمد ﷺ (ب۱۴) ینزل عیسیٰ ابن مریم بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق...... الخ! (باب۲۶۶ ج۳ص۳۲۷،۳۲۸) انہ لم[1] یمت الیٰ الان بل رفعہ اللہ الیٰ ھذہ السماء واسکنہ فیھا (باب۳۶۷ ج۳ ص۳۴۱) انہ یموت اذا قتل الدجال...... الخ! (باب۳۶۹)'' حاصل ان عبارات کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم دمشق سے پورب سفید منارہ پر اتریں گے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ سے فیصلہ کریں گے، وہ ابھی تک مرے نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھا کر وہاں ہی بسایا ہے، جب وہ (آخر زمانہ میں اتر کر) دجال کو قتل کر دیں گے تو ان کو موت آئے گی۔ ......؟ شیخ اکبر کا یہ فیصلہ کیا آپ لوگ مانیں گے؟ ...... ابن عربی کی مزید تصریحات (فتوحات مکیہ ج۱ ص۱۳۵ و ص۱۴۴،۱۸۵ و ص۲۲۴ و ج۲ ص۳ و ص۴۹ و ص۱۲۵ و ج۳ ص۵۱۳ و ص۵۱۴) میں بھی نزول عیسیٰ کی

---

[1] ابن عربی کی یہی عبارت فصوص الحکم مع شرح ملا جامی کے ص۳۱۳ پر بھی ہے۔

بابت صاف صاف موجود ہیں۔

جبائی معتزلیؒ

قال الجبائی انه لما رفع عیسیٰ علیه السلام ...... الخ! (کشف الاسرار مطبوع مصر وعقیدۃ الاسلام ص۱۴۴) صاحب کشف الاسرار علامہ جبائی سے ناقل ہیں جبائی نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ کا رفع الیٰ السماء ہوا تو یہود نے ایک شخص کو عیسیٰ کے تابعداروں سے قتل کر دیا...... الخ! لیجئے جبائی معتزلی بھی موت عیسیٰ کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ صاف صاف وہ حضرت عیسیٰ کا رفع تسلیم کرتے ہیں۔

شامی حنفیؒ

ابن عابدین شامی اپنی مشہور کتاب رد المحتار میں لکھتے ہیں: ''انما یحکم (عیسیٰ) بالاجتهاد او بما تعلمه من شریعتنا فی الحقیقة خلیفة عنه (شامی مطبوع مجتبائی ج۱ ص۳۹)'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو فیصلے یا تو اپنے اجتہاد سے کریں گے یا ہماری شریعت جو کچھ انہوں نے آسمان پر سیکھی ہے اس سے فیصلے کریں گے یا قرآن مجید میں نظر وفکر کر کے فہم حاصل کریں گے۔ اس سے فیصلہ کریں گے۔ کیونکہ حقیقت میں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور قائم مقام ہوں گے۔ پس علامہ شامی بھی حضرت عیسیٰ کی آمد کے اقراری ہیں۔

ملا علی قاری حنفیؒ

آپ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: ''انه یذوب کالملح فی الماء عند نزول عیسیٰ من السماء (مطبوع مصر ص۹۲ طبع ۱۳۲۳ھ وص۱۰۱ طبع مصر ۱۳۲۷ھ)'' یعنی حضرت عیسیٰ جب آسمان سے اتریں گے تو دجال اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں اور شرح شفاء میں تحریر کرتے ہیں: ''ان عیسیٰ نبی قبله وینزل بعده ویحکم بشریعته ویصلی الی قبلته ویکون من جملة امته (مطبوع استنبول ج۲ ص۵۱۹)'' یعنی حضرت عیسیٰ نبی ہو چکے پیشتر آنحضرت کے اور نازل ہوں گے بعد آپ کے اور فیصلہ کریں گے آپ کی شریعت سے اور نماز پڑھیں گے آپ کے قبلہ کی طرف اور ہوں گے آپ کی امت سے اور شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔'' فینزل عیسیٰ ابن مریم من السماء علی منارة مسجد دمشق فیاتی القدس (مرقاۃ مطبوع مصر ص۱۶۰ ج۵)'' یعنی عیسیٰ آسمان سے اتریں گے دمشق کی مسجد کے منارہ پر، پھر بیت

المقدس تشریف لائیں گے اور شرح شمائل میں ارقام فرماتے ہیں: "ان عیسیٰ یدفن بجنب نبینا علیہ السلام بینہ و بین الشیخین (جمع الوسائل مطبوعہ مصر ص ۵۶۳)" یعنی حضرت عیسیٰ (بعد نزول) ہمارے پیغمبر ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے آپ کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان میں۔

ملا علی قاری کے یہ چار حوالے مرزائیوں کی تکذیب کے لئے کافی ہیں۔

خواجہ محمد پارساؒ

خواجہ صاحب اپنی کتاب فصول ستہ میں فرماتے ہیں: "حضرت عیسیٰ بعد از نزول عمل بمذہب...... خواہد کرد۔" دیکھو مکتوبات سرہندی کا مکتوب ۵۷ دفتر سوم، پس خواجہ محمد پارسا بھی نزول عیسیٰ کی صراحت فرما رہے ہیں اور فصل الخطاب من منکر نزول عیسیٰ کا کفر حدیث سے نقل کیا ہے۔

داتا گنج بخشؒ

حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش اپنی کتاب کشف المحجوب میں ترقیم فرماتے ہیں: "حضرت عیسیٰ مرقع (پیوند لگے ہوئے کپڑے) رکھتے تھے جس کو وہ آسمان پر لے گئے۔ (ص ۵۲ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور)" لیجئے داتا گنج بخش صاحب تو حضرت عیسیٰ کے بدن کیا بدن کے کپڑے سمیت آسمان پر جانا لکھ رہے ہیں۔

حافظ محمد صاحبؒ

حافظ محمد صاحب لکھو کے (پنجاب) والے کا مشہور پنجابی شعر کتاب احوال الآخرۃ ص ۳۰ پر یوں مرقوم ہے۔ آسماناں تھیں حضرت عیسیٰ سوڈھے مکاں آوے اوپر منارے شرقی مسجد جامع آن ملاوے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے فرشتوں کے کندھے کے سہارے آئیں گے۔ دمشق کی جامع مسجد کے پورب والے منارے پر۔ اس سے زیادہ کیا چاہئے۔

علمی مرحومؒ

مولوی محمد حسن علمی بھی حیات عیسیٰ کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: "آسمان پر عیسیٰ اور داؤد و موسیٰ خاک میں (مجموعہ خطب علمی مطبوعہ علمی پریس لاہور ص ۱۴)" اگر بقول آپ کے وہ وفات عیسیٰ کے قائل ہوتے تو مصرع یوں لکھتے "حضرت داؤد و موسیٰ اور عیسیٰ خاک میں" جب وہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر فرما رہے ہیں اور حضرت موسیٰ و داؤد کو خاک میں لکھتے ہیں تو صاف یہی معنی ہوئے کہ حضرت عیسیٰ تو زندہ آسمان پر چل بسے اور حضرت موسیٰ و داؤد مر کر خاک میں مدفون ہوئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جتنے حضرات کے نام آپ نے قائلین وفات عیسیٰ کی فہرست میں گنوائے تھے وہ

سب لوگ حیات ونزول عیسیٰ کے اقراری اور ہمارے ہم خیال نکلے کیا خوب

سنا کرتے تھے شہرہ ذوق جن کی پارسائی کا
وہ سب رند خرابات اپنے نکلے ہم نوا نکلے

''وغیرہ'' کی حقیقت

مجاہد صاحب نے بڑے مجاہدہ کے بعد بیس ۲۰ نام جو پیش کیے تھے ان کی حقیقت تو ظاہر ہو چکی اب ذرا ان کے ''وغیرہ'' کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

مجدد الف ثانیؒ

حضرت شیخ احمد سرہندی مکتوبات میں فرماتے ہیں ''حضرت عیسیٰ کہ از آسمان نزول خواہد فرمودہ متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود'' (مکتوبات ۱۷ دفتر سوم) یعنی حضرت عیسیٰ آسمان سے نزول فرما کر خاتم النبیین کی شریعت کی پیروی کریں گے۔

پیران پیرؒ

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں: ''رفع اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ السلام الی السماء (مصری ج ۲ ص ۶۱)'' یعنی اللہ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا۔

خواجہ اجمیریؒ

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کا ارشاد سنو ''حضرت عیسیٰ از آسمان فرود آید'' (انیس الارواح لکھوری ص ۹) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

شیخ صابری

پیران کلیر والے شیخ محمد اکبر صابری کا فرمان سنو ''مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود و عیسیٰ باو اقتدا کردہ نماز خواہد گزارد (اقتباس الانوار ص ۷۲)'' یعنی امام مہدی حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔

معروف کرخیؒ

''عن ابی نعیم قال سمعت معروفا الکرخی یقول...... اوحی اللہ الیٰ جبریل ان ارفع عبدی الیّ (حیوۃ الحیوان ج ۱ ص ۳۵)'' حضرت معروف کرخی نے فرمایا کہ

(مکر یہود کے وقت) اللہ نے جبرائیل کو وحی کی کہ میرے بندہ عیسیٰ کو میرے (آسمان کی) طرف اٹھالاؤ۔

شیخ عطارؒ

مولانا فریدالدین عطار لکھتے ہیں:

عشق عیسیٰ را بگردوں می برد
یافتہ ادریس جنت از صمد

(مثنوی عطار ص ۲۰)

یعنی عشق الٰہی حضرت عیسیٰ کو آسمانوں پر لے گیا اور حضرت ادریس نے خدا سے جنت پائی۔

مولانا رومؒ

جس طرح مولانا عطار نے فرمایا ہے: "عشق عیسیٰ را گردون می برد"

مولانا جلال الدین رومی بھی فرماتے ہیں: "جسم خاك از عشق بر افلاك شد (دیباچہ دفتر اول)" یعنی خاکی جسم عشق الٰہی کے باعث آسمانوں پر چلا جاتا ہے۔ دونوں بزرگوں کا مطلب ایک ہی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ

حضرت شاہ صاحب تاویل الاحادیث میں لکھتے ہیں: "رفعه الى السماء (مترجم ص ۶۰)" اللہ نے عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا۔

شاہ رفیع الدینؒ

آپ اپنی مشہور کتاب علامات قیامت میں لکھتے ہیں: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ کئے آسمانوں سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔"

(اردو ترجمہ ص ۱۰ طبع دہلی)

شاہ عبدالقادرؒ

آپ موضح القرآن میں لکھتے ہیں: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں چوتھے آسمان پر جب یہودیوں میں دجال پیدا ہوگا تب اس جہاں میں آ کر اسے ماریں گے۔"

(مطبوعہ قومی پریس کانپور ص ۹۶)

اس صحبت میں مرزا قادیانی نے اپنے ازالہ میں ۳۰ نمبر کھینچ تان کر پورے کیے تھے ہم نے بھی سینکڑوں اقوال بزرگان سلف سے بالفعل صرف ۳۰ یہاں پر لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم
جنید وشبلی وعطار شد مست

آغاز جواب

مجاہد کی ''اصولی بات'' پر ایک نظر

ٹریکٹ ظہور امام نمبر ۲ ص ۴ پر مجاہد صاحب نے ایک خود ساختہ غلط اصول پیش کرتے ہوئے کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ جس میں عوام کالانعام کو کئی مغالطے دیئے ہیں۔

پہلا مغالطہ

لکھتے ہیں ص ۴ ''ہم احمدی لوگ تمام انبیاء کو...... روحانی طور سے زندہ...... ان کی ارواح کو...... آسمانوں میں قرار یافتہ مانتے ہیں۔'' حالانکہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ کو جسمانی زندگی سے زندہ آسمان پر مانتے ہیں (نور الحق ج ۱ ص ۵۰) جیسا کہ ہمارے (ٹریکٹ نمبر ۶ ص ۱۰ و ص ۱۱) پر مفصل مرقوم ہے۔

دوسرا مغالطہ

ص ۴ میں لکھتے ہیں: ''آجکل کے اکثر لوگ...... حضرت عیسیٰ کو...... خاکی جسم کے ساتھ...... آسمانوں پر زندہ مانتے ہیں۔'' آج کل کے لوگ نہیں بلکہ عہد نبوی سے حسب تعلیم نبوی تمام سلف وخلف کے لوگ ایسا ہی مانتے اور لکھتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ اوپر تیس ۳۰ بزرگوں کی تصریحات سے صاف ظاہر ہے۔ جن میں صحابہ کرام، آئمہ عظام، محدثین فخام، اولیاء کبار اور فقہائے امصار سب ہی تو موجود ہیں۔

تیسرا مغالطہ

لکھتے ہیں ص ۴ ''کسی ضعیف حدیث میں یا غلط قول میں آسمان کا بھی لفظ ہو۔'' حالانکہ جن احادیث میں من السماء کا لفظ آیا ہے۔ (جواب دعوۃ کا ص ۱۲ دیکھو) ان کو سلف وخلف میں سے کسی محدث نے بھی ضعیف نہیں کہا ہے اور مجاہد صاحب نے بھی ان کی تضعیف میں کوئی ضعیف قول

تک بھی کسی سے نقل نہیں کیا ہے۔ اسی طرح جن بزرگان سلف کی عبارات میں آسمان کا لفظ آیا ہے۔ مثلاً حضرت ابن عباسؓ، امام ابو حنیفہؒ، حافظ ابن قیمؒ، شیخ اکبر ابن عربیؒ، علامہ شامیؒ، ملا علی قاریؒ، مجدد الف ثانیؒ، پیران پیرؒ، خواجہ اجمیریؒ، مولانا عطارؒ، داتا گنج بخشؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادرؒ، حافظ محمد مرحوم، علمی مرحوم، جن کی تصریحات اوپر منقول ہو چکی ہیں نیز دیگر بزرگان سلف وخلف جن کے اقوال ہم آئندہ بھی نقل کریں گے۔ ان تمام بزرگوں کے قول کو غلط قول کہنا بڑی جسارت اور عوام کو کھلا ہوا مغالطہ دینا ہے۔

چوتھا مغالطہ

لکھتے ہیں ص ۴: ''جسمانی زندگی ثابت نہیں کی جاسکتی جب تک حضرت عیسیٰ کے ذکر کے ساتھ جسم خاکی، آسمانی دنیا، جسمانی زندگی کے تینوں الفاظ کی واضح تصریح نہ ہو۔'' کیا مرزا قادیانی کو حضرت موسیٰ کے لئے یہ تینوں الفاظ کسی آیت یا حدیث میں مصرح مل گئے تھے، جن کی بناء پر نور الحق میں انہوں نے حضرت موسیٰ کی جسمانی زندگی آسمان پر تحریر کی ہے؟ اگر یہ اصولی بات مرزا قادیانی کے لئے ضروری نہ تھی تو ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟ اور کیا خدا اور رسول کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ آپ کی خودساختہ اصولی بات کی پابندی کریں پھر یہ آپ کا مغالطہ نہیں تو کیا ہے؟

پانچواں مغالطہ

لکھتے ہیں ص ۴: ''حدیث میں آسمان کا لفظ...... مولوی صاحبان کی طبع آزمائی کا نتیجہ ہے نہ کہ آنحضرتﷺ کا فرمودہ'' جس طرح مرزا قادیانی نے ان لمھدینا آیتین...... الخ! کو آنحضرتﷺ کا فرمودہ لکھ دیا ہے (نور الحق ص ۴۱، ج ۲، خزائن ج ۸ ص ۲۰۹) جیسے مولوی غلام احمد مجاہد نے ''جو قرآن کے مطابق ہو وہ صحیح سمجھنا...... الخ!'' کو آنحضرتﷺ کا فرمان تحریر کر دیا ہے۔ (ظہور امام نمبر ۲ ص ۹ سطر ۲۰،۱۹) اسی طرح دوسری علماء حق کو بھی سمجھتے ہیں کہ من السماء کا لفظ محدثین نے آنحضرتﷺ کی طرف غلط منسوب کر دیا ہے۔ سچ ہے المرء یقیس علیٰ نفسہ وبس یہ بھی صریح مغالطہ ہے۔

مجاہد کے جوابات کی حقیقت

اس رسالہ کے شروع میں ہم لکھ آئے ہیں کہ ہمارا دوسرا ٹریکٹ جو ''اظہار حقیقت'' کے نام سے شائع ہوا تھا اور جو تیرھویں صفحہ پر ختم ہو گیا ہے۔ اس کا جواب مجاہد صاحب نے نہیں دیا۔

ٹریکٹ مذکور کے آخر میں ص ۱۵ و ص ۱۶ پر ایک مختصری فہرس شائع کی گئی تھی۔ مجاہد صاحب نے اس فہرس کے جواب دینے کی سعی لا حاصل کی ہے۔ وہ بھی خیر سے پوری نہیں بلکہ ۲۲ نمبروں میں سے صرف دس نمبروں کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے۔ یعنی نصف قرضہ بھی ادا نہیں کیا ہے۔ پس جو کچھ بھی ملا ہے اس کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

بحث آیات

جواب دلیل نمبر ۱

فہرست میں یہ دلیل نمبر ۵ تھی مجاہد صاحب نے پانچ کو ایک بنا دیا، ہم نے صلبوہ کا ترجمہ ''صلیب پر چڑھانا'' لکھا تھا جس طرح شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا ہے۔ ''نہ سولی پر چڑھایا'' شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے: ''بر دار نه کردند اورا'' مجاہد صاحب لکھتے ہیں: ''یہ ترجمہ غلط اور عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ (ص ۵)'' مرزا قادیانی تو شاہ ولی اللہ صاحب کو ''رئیس محدثین'' تسلیم کریں (ازالہ ص ۱۵۴، خزائن ج ۳ ص ۱۷۸، ۱۷۹) اور مجاہد غلام قادیانی ان کو زبان عربی اور اس کی لغت سے سراسر ناواقف بتائیں، یہ ہیں: تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

صلب کے معنے

مجاہد صاحب نے ایک نئی حقیقت بیان کی ہے کہ: ''صلب کے معنی سولی پر چڑھانے کے نہیں، سولی پر چڑھا کر مار دینے کے ہیں۔'' (ص ۵) کیا اچھا ہوتا کہ اگر مجاہد صاحب یہ بھی بتا دیتے کہ عربی زبان میں صرف سولی پر چڑھانے کے لئے کون سا لفظ بولا جاتا ہے؟ اجی حضرت! جو الفاظ کہ افعال کے لئے موضوع ہیں وہ صرف ان کی ابتدائی صورت کے لئے ہوتے ہیں۔ نتیجہ ان میں داخل نہیں ہوتا۔ نتیجہ پر دلالت ترکیب سے ہوتی ہے، یا زیادت سے۔ اسی لئے عربی لغت کی تمام کتابوں میں صلب کے معنی صرف سولی پر چڑھانا مرقوم ہیں۔ موت اسے لازم نہیں۔ ورنہ عرب عرباء کا کوئی شعر پیش کرو۔ مجاہد صاحب بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں، لکھتے ہیں: ''لسان العرب میں ہے الصليب هذه القتلة المعروفة '' لسان العرب کا تمام عربی لغات سے اعلیٰ و افضل ہونا شے دیگر ہے اور اس کا سمجھنا شے دیگر۔ مجاہد صاحب نے جوش جہاد میں قتلة کے معنی ''قتل کر دینا'' کئے ہیں۔ میں ان کی علمیت پر ہنسوں یا ان کے ''مولوی فاضل'' ہونے کا ماتم کروں؟ جناب والا! فعلة کا وزن عربی زبان میں نوعیت ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے: قواعد فن صرف کی مشہور کتاب شافیہ میں ہے: ''ويكسر الفاء للنوع نحو ضربة وقتلة'' پس

لسان العرب میں صلب کے ضمن میں جو القتلة المعروفة لکھا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ ''صلیب بھی قتل کا ایک ذریعہ ہے'' کیونکہ لفظ قتل عام ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں، ایک ان میں سے صلیب بھی ہے، اس لئے قرآن مجید میں ماقتلوہ کے بعد ماصلبوہ کی تصریح کی ضرورت پڑی، قوم یہود قتل مسیح کی صورت، صلیب پر چڑھا کر مارنا کہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قتل کی نفی ماقتلوہ سے کی اور صلیب پر چڑھانے کو ماصلبوہ سے رد کیا۔ پس ماصلبوہ میں فعل صلب جو منفی ہے، صلیب پر چڑھانے کے معنی میں ہوا نہ صلیب پر مارنے کے معنے میں کیونکہ مارنے کی نفی تو ماقتلوہ میں ہو چکی تھی۔ رہا صلیب پر چڑھانا، سو اس کی تردید ماصلبوہ سے کر دی گئی۔ فافھم!

رفع کے معنے

رفعه الله اليه فہرست میں دلیل نمبر ۶ تھی مجاہد صاحب نے اس کو بھی نمبر ا میں داخل کر دیا ہے۔ ''جواب دعوت'' کے ص ۶ تا ۹ میں رفع کے معنے سے متعلق ہم سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔ اس لئے یہاں ہم اختصار سے کام لیں گے۔

سنئے! جب رفع یرفع رافع میں سے کوئی بولا جائے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول جوہر ہو۔ (عرض نہ ہو) اور صلہ الیٰ مذکور ہو اور مجرور اس کا ضمیر ہو اسم ظاہر نہ ہو وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو۔ وہاں سوا آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں۔'' اس کے خلاف کوئی آیت یا حدیث پیش کرو اور منہ مانگا انعام حاصل کرو۔ اب ہم مجاہد صاحب کے الفاظ میں لکھتے ہیں ''ہم بانگ دہل کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی جہاں رفع مستعمل ہو اور اللہ فاعل ہو اور کوئی جوہر مفعول ہو اور وہاں صلہ الیٰ جس کے بعد ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہو مذکور ہو پھر وہاں سوا آسمان پر اٹھانے کے کوئی دوسرے معنی ہوں۔'' اگر ایک مثال بھی ایسی مل جائے تو بے شک رفع الله اليه کے معنے جو سلف وخلف نے آج تک کئے ہیں غلط ہو جائیں گے اور سب کے سب قرآن کریم میں اپنی رائے سے معنے کرنے کی وجہ سے (حسب تصریح مباہلہ) جہنمی قرار پائیں گے۔ ورنہ پھر مجاہد صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو اپنا ٹھکانا وہاں ہی تلاش کرنا چاہئے یا ان میں ہمت وجرأت ہو تو اپنے معنے ثابت کرنے کی غرض سے ہمارے پیش کردہ کلیہ اور قاعدہ کو توڑ دیں جس طرح ہم نے ان کے قاعدہ کو ''جواب دعوت'' میں توڑ دیا ہے۔ (ص ۶ سے ص ۹ تک ملاحظہ ہو)

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

مجاہد صاحب نے لسان العرب سے ایک عبارت پیش کی ہے جو بالکل ہمارے موافق ہے اور وہ یہ ہے فی السماء اللہ الرافع ھوالذی یرفع المومنین بالاسعاد والیاؤ بالتقریب، کیونکہ اس میں رفع کا صلہ الیٰ مع ضمیر کے جو فاعل کی طرف راجع ہو موجود نہیں پس اس میں آسمان پر اٹھائے جانے کے معنی نہیں ہو سکتے بلکہ اسعاد (نیک بخت بنانے) اور تقریب (مقرب بنانے) کے معنے ہوں گے۔ اور یہ ہماری بحث سے خارج ہے علاوہ ازیں یہ مومنین اور اولیاء اللہ سے متعلق ہے۔ نہ انبیاء ورسل سے فافترقا کہئے کچھ سمجھئے بھی؟

یا رب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دے ذکر اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

جواب دلیل نمبر ۲

قبل موتہ کا ترجمہ ہم نے ''عیسیٰ کی موت سے پہلے'' لکھا تھا جس طرح شاہ ولی اللہ صاحب نے جن کو مرزا قادیانی رئیس محدثین مانتے ہیں۔ (دیکھو ازالہ ص ۱۵۳، خزائن ج ۳ ص ۱۷۸،۱۷۹) ترجمہ لکھا ہے ''البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ'' اور جس طرح محدث ابن جریر طبریؒ نے (جن کو مرزا قادیانی نے نہایت معتبر اور آئمہ حدیث سے لکھا ہے۔ (دیکھو حاشیہ چشمہ معرفت ص ۲۵۱، خزائن ج ۲۳، ص ۲۶۱) ترجمہ لکھا ہے: ''لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ (ج ۶ ص ۱۴) یعنی حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے۔ مجاہد صاحب بیک جنبش قلم اس مسلم اور قدیمی ترجمہ کو بھی غلط قرار دیتے ہیں اور اس کی چار وجوہات بیان کرتے ہیں دیکھو ص ۶ پہلی وجہ یہ بیان کی کہ ''مرجع ضمیر میں جب مفسرین میں اختلاف ہے۔ تو یہ آیت (دلیل محکمہ نہ ہی) اور ترجمہ بھی صحیح نہیں ہوا۔'' سبحان اللہ قربان جائے اس فاضلیت پر اللہ تعالیٰ نے جس کتاب کے دلائل کو محکم فرمایا ہے۔ کتاب احکمت آیاتہ (ہود ۱) اس کا محکم ہونا مفسرین کے اختلاف سے باطل ہو جاتا ہے؟ نازم برین فہم۔ ص ۱۷ میں کتب تفاسیر کو غیر معتبر قرار دیا ہے اور یہاں اختلاف مفسرین سے آیت قرانیہ کو ہی غیر محکم ٹھہرا دیا۔ غرض کتاب وسنتہ ان کے نزدیک بازیچہ طفلان ہے۔ جہاں موافق باتیں مل گئیں وہاں معتبر ورنہ غیر معتبر۔

ایں کار از تو آید ومرزا چنیں کند

رہی ترجمہ کی صحت اس کے متعلق ہم ''جواب دعوت'' کے ص ۳۲، ۳۳ میں بوضاحت بتا چکے ہیں کہ جو ترجمہ ہم نے کیا ہے وہی صحیح ہے۔ دوسری وجہ یہ بیان کی کہ حضرت ابی بن کعبؓ کی قرأۃ میں قبل موتہم کا لفظ ہے۔ پس یہاں عیسیٰ کی موت مراد نہیں بلکہ اہل کتاب کی موت مراد ہے۔

اس کے تین جواب ہیں۔ لفظاً یہ کہ حضرت ابی بن کعب کی یہ قرأۃ بوجہ شاذہ ہونے کے متروک اور اس سے استدلال غلط ہے۔ حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ حضرت ابی بن کعب کی اس قسم کی قرأتوں کو نہیں مانتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری پارہ ۲۰ کے آخر میں ہے: ''قال عمر ابی اقرائنا وانا لندع من لحن ابی...... الخ!'' یعنی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابی بڑے قاری ہیں تو بھی ہم صحابہ لوگ ان کی غلط قرأتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔

فتح الباری میں ہے: ''انه ربما قرء ما نسخت تلاوته لکونه لم یبلغه النسخ (پ۱۸ص۱۱۷)'' یعنی حضرت ابی ایسی قرأۃ پڑھتے ہیں جس کی تلاوت منسوخ ہوچکی ہے اوران کے بارے میں یہ کواس کا منسوخ ہونا معلوم نہیں۔ حضرت عمرؓ کا ایک دوسرے قول ابی کے بارے میں یہ ہے۔ ''اما انه اقرأنا للمنسوخ (فتح الباری انصاری پ۲۰ص۳۶۴)'' یعنی حضرت ابی الفاظ منسوخ التلاوۃ کو بہت پڑھا کرتے تھے۔ پس جب حضرت ابی کی قرأۃ کا یہ حال ہے تو ان کی قرأت قبل موتہم کیسے معرض استدلال میں پیش ہوسکتی ہے؟ ثانیاً اگر ہم ابی کی قرأت کو مان بھی لیں تو اس صورت میں ہم کہیں گے کہ ابی کی قرأۃ محمول ہوگی ان کتابیوں پر جو نزول عیسیٰ سے قبل مریں گے۔ اور قرأۃ متواترہ کا تعلق ان کتابیوں سے ہوگا جو نزول عیسیٰ کے زمانہ میں زندہ اور باقی رہیں گے۔ جیسا ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا ہے: ''اذا کان عند نزول عیسیٰ آمنت به احیاؤهم کما آمنت به موتاهم (درمنثور ص۲۴۱ ج۲)'' یعنی حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت جو کتابی زندہ ہوں گے اسی طرح ایمان لائیں گے جس طرح نزول عیسیٰ سے پیشتر وہ کتابی جو اپنے مرنے کے وقت ایمان لاکر مرچکے۔

فنعم الوفاق وحبذا الاتفاق۔ ثالثاً مذہب اصولیین کے مطابق اگر قرأۃ شاذہ کو قرأۃ متواترہ کے تابع کریں تو دونوں ایک ہی محمل پر محمول ہوں گی اور مطلب یہ ہوگا کہ: ''کل امت اهل کتاب من حیث القوم نه من حیث الاشخاص'' اپنے فنا ہوجانے سے پیشتر حضرت عیسیٰ پر ایمان لائیں گی۔ جیسا کہ عقیدۃ الاسلام میں ہے۔ ''ای یومنن به باجمعهم معا قبل موتهم ویکون المصدر کما فی قوله تعالیٰ ثم بعثنا کم من بعد موتکم (ص۱۴۳)'' یعنی عیسیٰ پر ایمان لائیں گے۔ سب کے سب اہل کتاب اپنے ایک دم سے مرجانے کے پہلے اور مصدر (موتهم) کے وہی معنے ہوں گے جو قرآن کی آیت من بعد موتکم کے معنی ہیں یعنی اللہ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ہم نے تم کو زندہ کیا تم سب کے ایک دم سے مرجانے کے بعد (بنی اسرائیل نے اللہ کے دیکھنے کی فرمائش کی تھی ان پر ان پر بجلی گری اور

سب ایک دم سے مر گئے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ کی دعا سے اللہ نے ان کو زندہ کیا تھا) پس جیسے بعد موتکم کے معنی ہیں سب بنی اسرائیل کے ایک دم سے مر جانے کے بعد، اسی طرح قرأۃ ابی میں قبل موتہم کے معنی ہوں گے۔ سب اہل کتاب کے ایک دم سے مر جانے کے پہلے اور سب اہل کتاب کا ایک دم سے فنا ہو جانا اور ان کے کسی فرد کا باقی نہ رہنا قیامت کے قریب ہی ہوگا۔ نزول عیسیٰ کے بعد پس قرأۃ ابی اور قرأۃ متواترہ کا حاصل ایک ہی ہوا اور نزول عیسیٰ دونوں سے ثابت ہوا جو ہمارے موافق اور مؤید ہے اور مرزائیوں کے مخالف اور ان کو مضر۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان کا

مجاہد صاحب نے اس مقام پر بھی اپنی حسب عادت ایک مغالطہ دیا ہے اور لکھا ہے کہ ''حضرت عیسیٰ سولی پر مر کر بموجب توریت بری موت مر گئے۔ (ص۷)'' حالانکہ توریت میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ مطلقاً ہر صلیب پر لٹکایا ہوا بری موت مرتا اور لعنتی ہوتا ہے' بلکہ خاص اس شخص کو ملعون کہا گیا ہے جو کسی جرم واجب القتل کی سزا میں مصلوب ہو۔ دیکھو کتاب استثناء میں مرقوم ہے: ''اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہوا اور وہ مارا جائے اور اسے درخت میں لٹکائے (تا) پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔ (باب ۲۱ آیت ۲۲،۲۳)'' فانّٰی هذا من ذاك!

تیسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ قیامت کے دن عیسیٰ یہودیوں کے خلاف گواہ ہوں گے پہلے نہیں ہوں گے۔ (ص۷)'' ہاں صاحب کون کہتا ہے کہ وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں گواہ ہوں گے؟ جو قرآن کہتا ہے وہی ہم بھی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ان پچھلے اہل کتاب کے ایمان کی شہادت قیامت کے دن دیں گے۔ آپ نے ان کے برخلاف گواہ بننا کہاں سے سمجھ لیا؟ کسی مترجم قرآن نے بھی ان کے خلاف گواہ بننے کا ترجمہ نہیں لکھا ہے۔ شاید یہ دھوکہ آپ کو علیہم شہیداء کے علیٰ سے ہوا ہے تو دیگر آیات سن لیجئے: ''جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا (بقرہ:۱۴۳)'' یہاں بھی اسی طرح علیکم شہیدا وارد ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ امت وسط (صحابہ کرام) کے خلاف گواہ ہوں گے۔ اور سنئے: ''جئنا من کل امة بشهید وجئنا بك علی هٰؤلاء شهیدا (نساء:۴۱)'' قیامت میں ہر پیغمبر اپنی امت کا گواہ ہوگا اور آنحضرت ﷺ ان پیغمبروں پر گواہ ہوں گے تو کیا آنحضرت کی گواہی پیغمبروں کے خلاف ہوگی؟ کیونکہ یہاں بھی علیٰ موجود ہے اور لیجئے: ''هو سماکم المسلمین

من قبل وفی ہذا لیکون الرسول شہیداء علیکم (حج:۷۸)'' یہاں بھی علیٰ آیا ہوا ہے تو کیا آنحضرت ﷺ مسلمانوں کے خلاف گواہ بنیں گے؟ اور جب فرمانبرداروں کے خلاف آپ گواہی دیں گے تو خطا کاروں کا اللہ ہی مالک ہے۔

پس اگر خلاف کے معنے ان آیات میں غلط ہیں: ''تو آیت ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیداء (النساء:۱۵۹)'' میں کیوں کر صحیح ہو سکتے ہیں؟ معنے یہاں پر وہی صحیح ہیں جو ہم نے کئے ہیں۔ یعنی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان کے ایمان لانے کی شہادت دیں گے۔ کیونکہ شاہد کا مشہود علیہم کی جماعت میں ہونا ضروری ہے۔ پڑھو آیت: ''وکنت علیہم شہیداً مادمت فیہم (مائدہ: ۱۱۷)'' پس جو کتاب والے زمان نزول عیسیٰ میں ان پر ایمان لائیں گے حضرت عیسیٰ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے جیسا کہ تفسیر خازن میں ہے۔ یشہد علیٰ تصدیق من صدقہ منہم وآمن بہ۔ محدث ابن جریر (جو مرزا قادیانی کے نزدیک نہایت معتبر آئمہ۔ حدیث سے ہے) جامع البیان میں لکھتے ہیں: ''وتصدیق من صدقہ منہم (ج۶ص۱۵)'' یعنی تمام مومنین ومصدقین اہل کتاب کی حضرت عیسیٰ قیامت میں تصدیق کریں گے۔

پس مجاہد صاحب کے اس تیسری وجہ کی دیوار جو خلاف کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی ٹوٹ کر گر پڑی۔ چوتھی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قیامت تک یہودیوں اور عیسائیوں میں بغض وعناد باقی رہے گا اور عیسیٰ پر ایمان لے آنے کی صورت میں عداوت اور بغض باقی نہیں رہتا (ص۸ ملخصاً) یہ وجہ بھی عجیب ہے سنئے جناب! ایمان اور عداوت میں منافاۃ نہیں ہے۔ دونوں چیزیں یک جاجمع ہو سکتی ہیں۔ جیسے قادیانی اور لاہوری دونوں پارٹیوں میں بغض وعداوت ہے لیکن دونوں مرزا قادیانی کو مانتے ہیں۔ اب آیت قرآنیہ: ''والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیامۃ (مائدہ:۶۴)'' کا صحیح مطلب سنئے۔ ''الیٰ یوم القیامۃ سے مراد قرب یوم القیامۃ '' ہے کیونکہ فنائے عالم کے بہت عرصہ کے بعد قیامت کا دن ہوگا جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے پس جب کوئی آدمی ہی زندہ نہ ہوگا تو دشمنی کس میں ہوگی؟ پس لامحالہ الیٰ کے معنے قرب کے کرنے ہوں گے اور جب قرب یوم القیامۃ معنے متعین ہوئے تو اس سے مراد زمانہ نزول عیسیٰ ہوا اور حدیث مسلم ''لتذہبن الشحناء والتباغض '' کی رو سے زمانہ نزول عیسیٰ میں بغض اور عداوتیں جاتی رہیں گی۔ پس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ یہودیوں کی آپس میں اور عیسائیوں کی آپس میں اس وقت تک عداوت رہے گی جب تک وہ یہودیت ونصرانیت پر قائم رہیں گے اور وہ اس حالت پر نزول عیسیٰ تک رہیں گے۔ جب حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے تو یہ

سب ان پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں گے۔ پس ان میں باہمی عداوت بھی نہ رہے گی۔ کیونکہ اب وہ نہ یہودی رہے نہ عیسائی۔

ان مسائل میں ہے کچھ زرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

جواب دلیل نمبر۳

فہرست میں یہ دلیل نمبر۷ تھی مجاہد صاحب نے اس کو نمبر۳ بنا دیا ہے۔ ہم نے متوفیک کے وہی معنے کئے تھے جو مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ ۵۲۰، خزائن ج۱ ص۶۲۰ میں کئے ہیں یعنی'' تجھے پوری نعمت دوں گا۔'' مجاہد صاحب کہتے ہیں کہ یہ معنے ''زبان عربی کے بالکل خلاف ہیں۔ (ص۹)'' معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی تادم تصنیف براہین احمدیہ زبان عربی سے یکسر نابلد تھے۔ بہت اچھا آپ ایسا کہیں، ہم تو نہیں کہتے۔ مجاہد صاحب نے ایک ہزار روپیہ کے انعام کا ذکر کرتے ہوئے وہی پرانا راگ الاپا ہے کہ ''قرآن وحدیث، لغت سے ایک مثال ایسی دکھائے جس میں توفی باب تفعل سے ہو، خدا فاعل ہو اور ذی روح کے لئے بولا گیا ہو پھر اس کے معنی سوا قبض روح۔ یعنی موت کے کوئی اور ہوں۔ ص۸، قرآن مجید میں صاف صاف جب یتوفاکم باللیل (انعام:۶۰)'' موجود ہیں جس میں توفی باب تفعل سے ہے۔ اللہ فاعل ہے ذی روح (انسان) مفعول ہے پھر اس کے معنی قبض روح یعنی موت کے نہیں ہیں۔ بلکہ سورہ زمر میں تو صاف صاف اللہ یتوفی الانفس کے ساتھ ساتھ والتی لم تمت (زمر:۴۲) بھی مذکور ہے۔ جو اس امر کا ثبوت بالصراحت ہے کہ توفی بحسب الوضع بمعنے موت موضوع نہیں ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں توفی کا لفظ حیوۃ کے مقابلہ میں کہیں نہیں بولا گیا ہے بلکہ حیوۃ کے مقابلہ میں ہر جگہ موت یا اس کا مشتق استعمال کیا گیا ہے۔

چند آیتیں ملاحظہ ہوں: ''یحیی ویمیت (بقرہ:۲۵۸)'' ''یحیی الارض بعد موتھا۔ احیاء وامواتا (مرسلات:۲۶)، یحییکم ثم یمیتکم امات واحییٰ (قمر:۴۴) لا یموت فیھا ولا یحییٰ (اعلیٰ:۱۳) یخرج الحی من المیت، اموات غیر احیاء (نحل:۲۱) الحیی الذی لا یموت۔ یحیی اللہ الموتیٰ۔ احی الموتیٰ '' اور جس طرح قرآن مجید میں توفی کی نسبت فرشتوں کی طرف کی گئی ہے۔ جیسے توفتہ رسلنا، اماتۃ کی نسبت کہیں بھی غیر اللہ کی طرف نہیں کی گئی ہے بلکہ فعل اماتت ہر جگہ اللہ کی طرف ہی منسوب ہے جیسا کہ اوپر کی آیات سے ظاہر ہے۔ ان باتوں سے صاف ثابت ہے کہ توفی کے معنے حقیقت میں

موت کے نہیں ہیں اور جس نے بھی ایسا لکھا ہے بطور مجاز کے لکھا ہے۔ جیسا کہ مجاہد صاحب نے بحوالۂ بخاری متوفیك کے معنے ابن عباسؓ سے ممیتك نقل کر دیئے ہیں (ص۹) "یہ معنے مجازی ہیں نہ حقیقی، جیسا کہ تاج العروس شرح قاموس میں صراحت کی ہے۔ (جواب دعوت کا ص ۵ دیکھو) ورنہ حضرت ابن عباسؓ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے قائل ہیں۔ جیسا کہ اسی رسالہ کے شروع میں نسائی و مسند احمد کے حوالہ سے نقل کیا جا چکا ہے۔ پس ابن عباسؓ کی مراد ممیتک سے امانۃ بعد النزول ہے اور وہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں جیسا کہ تفسیر عباسی میں ہے: "مقدم ومؤخر...... متوفيك قابضك بعد النّزول (ص۳۸ مطبوع مصر)" باقی بحث توفی کی ہمارے رسالہ "جواب دعوت" میں از ص۳ تا ص۶ ملاحظہ ہو۔

آگے مجاہد صاحب نے اپنی سوم میں رفع کا ذکر پھر چھیڑ دیا ہے۔ اس پر بحث جواب دلیل نمبر ۱ میں ہم بہت کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ البتہ یہاں پر مجاہد صاحب نے ایک عجیب بات لکھ دی ہے۔ کہ "آنحضرت ﷺ ضرور آسمان پر جاتے...... مگر معراج کے بعد ایک دفعہ بھی ان معنوں میں آپ کا رفع نہیں ہوا کہ آپ آسمان پر اس جسم مبارک سے گئے ہوں۔ (ص۹)" تو کیا شب معراج میں آنحضرت ﷺ کا اپنے جسم مبارک کے ساتھ ہفت افلاک کے سیر کرنا ہماری طرح آپ بھی مانتے ہیں؟ اگر آپ مانتے ہوں تو ذرا صاف صاف لکھ تو دیجئے کہ آنحضرت ﷺ کو معراج بجسدہ العنصری ہوئی تھی، پھر تو حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء کا اقرار بھی آپ سے ہم کرا لیں گے۔ انشاء اللہ!

راہ پر ان کو تو لے آئے ہیں ہم باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

رہی دعائے وارفعنی تو ضرور قبول ہوئی پڑھو ورفعنا لك ذكرك۔ چونکہ یہاں رفع کا صلہ الیٰ مع اپنی ضمیر مجرور کے مذکور نہیں ہے اس لئے ارفعنی سے مراد رفع الی السماء نہیں ہے بلکہ رفع ذکر و رفع مراتب مراد ہے: "كما قال حسانؓ وصنم الا له اسماء النبى مع اسمه۔ اذ قال فى الخمس المؤذن اشهد"

جواب دلیل ۴

فہرست میں یہ پہلی دلیل تھی جس کو مجاہد نے چار کر دیا اور پھر چار نمبروں میں اس کا جواب (اپنے زعم میں) دیا ہے۔ ہم نے آیت انہ لعلم للساعۃ (زخرف:۶۱) میں علم کا ترجمہ نشان اور ساعۃ کا ترجمہ قیامت کیا تھا جیسا کہ (مرزا قادیانی کے رئیس محدثین) حضرت شاہ ولی اللہ

صاحب نے ترجمہ فرمایا ہے۔ ’’عیسیٰ نشان است قیامت را‘‘ اور شاہ رفیع الدین صاحب نے ’’علامت قیامت‘‘ ترجمہ کیا ہے اور شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی ’’نشان ہے‘‘ ترجمہ لکھا ہے۔ مجاہد صاحب نے نمبر۱ میں لکھا۔ ہے: ’’یہ ترجمہ سراسر غلط ہے: (ص۱۰)‘‘ گویا یہ سب مترجمین لغت عرب سے ناآشنا تھے تو کیوں نہ اپنی معتبر لغت کی کتاب لسان العرب کو (جس کو ص۵ میں تمام عربی لغات سے اعلیٰ وافضل مانا ہے) یہاں پر کھول کر دیکھ لیا۔ علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: ’’وانہ لعلم للساعۃ وھی قرأۃ اکثر القراء...... المعنی ان ظھور عیسیٰ ونزولہ الیٰ الارض علامۃ تدل علیٰ اقتراب الساعۃ (لسان العرب ج۱۵ ص۳۱۲)‘‘ اسی سے آپ کے تینوں نمبروں کا جواب ہوگیا تیسرے نمبر میں آپ نے انہ کی ضمیر میں اختلاف بتایا ہے۔ لسان العرب سے فیصلہ ہوگیا کہ ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع ہے پہلے نمبر کا جواب بھی ہوگیا کہ علم کے معنی علامت (نشان) ہیں دوسرے نمبر کا فیصلہ بھی ہوگیا کہ ساعت سے مراد قیامت ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کا نزول قرب قیامت ہی ہوگا۔

فرمایئے اس ’’اعلیٰ وافضل‘‘ لغت کی کتاب کا فیصلہ آپ کو منظور ہے نا؟ یا ’’میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو‘‘ علم سے نشان مراد ہونے کی وجہ سے بھی سن لیجئے امام رازی فرماتے ہیں: سمی الشرط الدال علی الشیء علماء لحصول العلم بہ (تفسیر کبیر ج۷) چونکہ نشان مقصود پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس سے اس کا علم حاصل ہوتا ہے اس لئے اس کو بھی علم بولتے ہیں۔ دوسرے نمبر میں ساعت کے معنے پر جو کلام کیا ہے یہ اس لئے کہ آپ لوگوں کو قیامت پر یقین نہیں ہے۔ ورنہ اتنی جرأت وجسارت چہ معنے دارد؟ آپ کو اختیار ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں ساعت سے قیامت مراد لی گئی ہے آپ اسے قوم کی تباہی‘‘ کے معنے میں لے لیں۔ کوئی آپ کا کیا بگاڑے گا اصل یہ ہے کہ جب ایمان کمزور ہوجاتا ہے تو فاسد العقیدہ طبائع ایسے ہی حیلے اور بہانے پیدا کرلیتی ہیں۔ ورنہ جب ذات سرور کائنات علیہ التحیات کا وجود علامات قیامت سے ہے تو شق القمر کا اعجاز کیوں نہ نشانات قیامت سے ہوگا؟ اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب وشاہ رفیع الدین صاحب نے اقتربت الساعۃ کا ترجمہ ’’نزدیک آمد قیامت‘‘ اور ’’نزدیک آئی قیامت‘‘ کیا ہے۔ آپ قیامت سے پڑے انکار کیا کریں آپ کا انکار مانع قیامت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے مرزا قادیانی نے آیت مذکورہ انہ لعلم للساعۃ کی تفسیر میں لکھا ہے یکون آیاۃ لھم علی وجوہ القیامۃ (حمامۃ البشریٰ ص۹۰، خزائن ۷ ص۳۱۶) مرزا قادیانی نے خود ساعت کے معنے قیامت کے کئے ہیں۔ تیسرے نمبر میں لکھتے ہیں ’’انہ کی ضمیر میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ (ص۱۰)‘‘ کوئی وجود باری

یا نبوت پیغمبر میں اختلاف کر بیٹھے تو آپ ان دونوں چیزوں کا بھی انکار کردیں گے۔ اجی حضرت جب انہ سے پہلے اور پیچھے صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ’’ولما ضرب ابن مریم مثلا (الیٰ قولہ) ولما جاء عیسیٰ بالبینات الایۃ (زخرف: ۶۳)‘‘ تو سوائے حضرت عیسیٰ کے ضمیر کا کوئی دوسرا مرجع مراد لینا ضعیف و بعید ہوگا۔ قابل لحاظ وہ اختلاف ہوتا ہے جو ناشی از دلیل ہو، بلا دلیل اختلاف درحقیقت اختلاف ہی نہیں ہے۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ سابقاً لاحقاً ذکر عیسیٰ موجود ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کے دست راست مولوی سید احسن صاحب امروہی قادیانی آنجہانی نے اپنی کتاب ’’اعلام الناس‘‘ میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ’’ضمیر انہ‘‘ طرف قرآن مجید یا آنحضرت کے راجع نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ ہی کی طرف راجع ہے۔ (ص۵و۶ ج۲)

چوتھے نمبر میں مجاہد صاحب نے یوں گل افشانی فرمائی ہے کہ ’’عیسیٰ کے قیامت کی نشانی ہونے سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں؟ (ص۱۰)‘‘ سنئے جناب! حضرت ابن عباسؓ (جن کے بارے میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ابن عباس کے حق میں علم قرآن کی دعا مستجاب ہوچکی ہے۔ (ازالہ ۸۹۳، خزائن ج۳ ص۵۸۷) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ’’ما ادری علم الناس بتفسیر ہذہ الآیۃ الم یفطنو لھا وانہ لعلم الساعۃ ای نزول عیسیٰ ابن مریم (تفسیر ابن جریر ص۴۹، ج۲۵ و مسند احمد ص۳۱۷ و ص۳۱۸ ج۱) محدث ابن جریر جن کو مرزا قادیانی نے معتبر ائمہ حدیث سے مانا ہے۔ (چشمہ ۱۵۱، خزائن ج۲۳ ص۲۶۱) اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے ناقل ہیں، ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ میں نہیں جانتا کہ لوگوں کو اس آیت کی صحیح تفسیر معلوم بھی ہے یا نہیں؟ علم للساعۃ سے مراد حضرت عیسیٰ کا نزول ہے۔ اور نزول مستلزم صعود ہے اور زمانہ قبل نزول میں حیات بھی ضروری ہے‘ اس لئے آیت مذکورہ مثبت صعود (رفع) و مثبت حیات و مثبت نزول سب کچھ ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذلک! مجاہد صاحب نے آگے پھر ایک انوکھی بات کہہ دی ہے کہ ’’قیامت میں لوگوں کی دوبارہ پیدائش بغیر ظاہری سامان کے ہوگی۔ (ص۱۰) یہ بالکل غلط ہے حدیث متفق علیہ میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’ینزل اللہ من السماء ماء فینبتون کما ینبت البقل ومن عجب الذنب یرکب الخلق یوم القیامۃ او کما قال (مشکوٰۃ)‘‘ یعنی اللہ بارش برسائے گا اس سے لوگ ساگ پات کی طرح اگیں گے اور ریڑھ کی ہڈی سے ترکیب بدن ہوگی، یعنی قیامت میں لوگوں کی دوبارہ پیدائش اسباب سے ہوگی اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش بغیر اسباب کے ہوئی تھی جیسا کہ مجاہد صاحب کو بھی مسلم ہے فانی التشبیہ واین التقریب؟

وہ جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی
پاپوش میں لگا دی کرن آفتاب کی

جواب دلیل نمبر ۵

فہرست کی چوتھی دلیل کو مجاہد صاحب نے پانچویں بنا دیا ہے اور ہر آیت کے ترجمہ کو آپ غلط ہی فرمائے جاتے ہیں چنانچہ پہلے نمبر میں لکھتے ہیں۔ ''کف فعل اس امر کو ضروری نہیں قرار دیتا کہ یہودی پاس ہی نہ پھٹکے ہوں (ص۱۱)'' ہاں صاحب یہودی پاس ہی نہ پھٹک سکے تھے۔ بدو دلیل، اوّل یہ کہ آیت کففت بنی اسرائیل عنك (مائدہ:۱۱۰) میں کف کا مفعول بنی اسرائیل کو بنایا ہے نہ کہ ضمیر مخاطب کو۔ یعنی میں نے دور ہٹائے رکھا بنی اسرائیل (یہود) کو تجھ سے یہ نہیں فرمایا کففتك عن بنی اسرائیل (ہٹا دیا تجھ کو بنی اسرائیل سے) کیونکہ ضرر پہنچانے کا ارادہ یہودیوں کا تھا۔ پس انہیں کو ہٹائے رکھنے کا ذکر مناسب ہے۔ دوم یہ کہ کف کا صلہ عن ذکر کیا ہے جو بعد (دوری) کے لئے آتا ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے: ''لنصرف عنه السوء والفحشاء (یوسف:۲۴)'' ہم یوسف سے برائی اور بے حیائی کو دور ہٹا دیں۔ یہ نہیں فرمایا نصرفہ عن السوء...... الخ (یوسف کو برائی سے ہٹا دیں یہ اگر ہوتا تو شبہ ہوتا کہ یوسف کے دل میں برائی (قصد زنا) آ گئی تھی جیسا کہ مجاہد صاحب نے ص۱۹ کے نمبر۳ میں نقل کیا ہے۔ بلکہ اللہ نے برائی اور بدی کے ارادہ کو ہی دور دور رکھا یوسف تک پہنچنے ہی نہیں دیا۔ اسی طرح اللہ نے یہود بے بہبود کو حضرت مسیح سے دور دور رکھا، ان کو حضرت عیسیٰ کے پاس پھٹکنے بھی نہ دیا۔ پھر وہ کس طرح آپ کو صلیب پر کھینچ سکتے ہیں؟ اور کیسے کوئی اذیت پہنچا سکتے ہیں؟ یہی مطلب آیت نمبر ۵۵: ''آل عمران مطهرك من الذين كفروا (کافروں یعنی یہودیوں سے تجھ کو پاک رکھنے والا ہوں) کا بھی ہے۔ اس میں بھی تطہیر سے مراد یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ یہودیوں کی مکر سے پاک رہیں گے گویا ایک آیت دوسری کی تفسیر ہے۔ والحمد للہ!

مجاہد صاحب آگے یوں گل افشانی فرماتے ہیں'' کف فعل ان کی شرارت کے نتیجہ کو پورا نہ ہونا ظاہر کرتا ہے، یعنی انہوں نے پورا زور لگایا اور اپنی طرف سے جو کرنا تھا کر لیا مگر نتیجہ کے اعتبار سے وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوئے۔ (ص۱۱)'' پھر نمبر۲ میں خود اپنے اس بیان کی تردید بھی کر دیتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں'' جب شروع شروع میں حضرت عیسیٰ ان کے پاس دعویٰ لے کر آئے تو خدا تعالیٰ نے ان کے فوری جوش کو روک دیا (ص۱۲) یہود کا جوش جب ابتدا میں ہی روک دیا گیا تو پھر یہود نے ''شرارت'' کیوں کی؟ اور کسطور سے ''اپنی طرف سے جو کرنا تھا

کرلیا؟'' ان کا جوش تو خدا نے روک دیا تھا' پھر نتیجہ کی ناکامی کیسی؟ اس پر طرفہ یہ کہ آگے یہ بھی لکھتے ہیں کہ'' یہ کہاں ثابت ہوا کہ جب تک ان کا وجود رہا وہ بالکل محفوظ ہی رہے۔ (ص۱۲)'' حالانکہ اوپر یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ'' یہودیوں کا مقصد...... سولی پر چڑھا کر مارنا مقصود تھا۔'' جس میں وہ کامیاب نہ ہوئے۔ (ص۱۱)'' اور بقول یہود حضرت عیسیٰ کا وجود اس دنیا میں ان کے صلیب پر چڑھائے جانے کے وقت تک تھا۔ تو مجاہد صاحب کی ہی مختلف تحریروں سے ثابت ہوگیا کہ'' جب تک حضرت عیسیٰ کا وجود رہا وہ بالکل محفوظ رہے'' کیونکہ ایک تو'' شروع شروع'' کا وقت ہے جس وقت دشمنوں کو'' فوری جوش پیدا ہوا۔ یہ ابتداء ہوئی پھر یہودیوں کی'' شرارت'' اور ان کا پورا زور لگانا'' اور'' اپنی طرف سے جو کرنا تھا کرلینا'' پھر'' نتیجہ کی ناکامی اور پورا نہ ہونا'' یہ انتہا ہوئی۔ اس ابتداء اور انتہا کے مابین۔ وجود مسیح کا محفوظ رہنا'' خود مجاہد صاحب کی ہی عبارتوں سے ظاہر ہورہا ہے لیکن خود مجاہد صاحب کو پتہ نہیں کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں؟ طرفہ پر طرہ یہ کہ مجاہد صاحب کو قتل یحییٰ سے بھی انکار ہے۔ اسے مسلمانوں (مفسروں) کا قول قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ'' بقول مسلمانوں کے یحییٰ بھی یہودیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تو ان کے قتل کا دعویٰ بھی یہودی کرتے...... الخ! (ص۱۱)''

یہودی دعویٰ کریں یا نہ کریں' ہماری اور آپ کی مسلم کتاب قرآن مجید میں تو موجود ہے:
''یقتلون النّبیین (بقرہ:۶۱) یقتلون الانبیاء (اٰل عمران:۱۱۲) فریقاً یقتلون (مائدہ:۷۰)''
پہلی آیت میں قوم موسیٰ کا ذکر ہے، دوسری میں اہل کتاب کا، تیسری میں بنی اسرائیل کی صراحت ہے' پس قرآن مجید سے ثابت ہے کہ یہود سے قتل انبیاء سرزد ہوا۔ نیز جرم قتل انبیاء سوائے قوم یہود کے اور کسی امت سے ثابت نہیں اگرچہ ہر امت نے اپنے پیغمبر کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ پس آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون سے انبیاء ہیں۔ جنہوں نے یہود کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کیا ہے اگر آپ مفسرین کی نہیں مانتے؟ جو ہاں یہ خوب کہی کہ'' یحییٰ کو بھی خدا محفوظ رکھتا۔'' یہ سوال تو خدا پر ہے۔ میری سنیئے تو عرض کروں کہ قرآن مجید میں تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

رسولوں کی قسمیں

کہ خدا کے پیغمبر تین طرح پر بھیجے گئے ہیں اول وہ جو صاحب شریعت ہیں اور وہ پانچ ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد علیہم السلام جن کا ذکر سورہ احزاب وسورۃ شوریٰ میں ہے۔ دوم وہ جو صاحب شریعت نہ تھے البتہ صاحب معجزات اور اپنی قوم کی طرف مستقل رسول تھے جیسے ہود، صالح، شعیب، لوط، سوم وہ جماعت ہے جو حکمت ونبوت دی گئی لیکن اتباع تورات کی مامور تھی

"یحکم بہا النّبییون (مائدہ:۴۴)" یہ انبیاء ما بین موسیٰ وعیسیٰ ہیں جن میں یحیٰؑ، زکریاؑ بھی ہیں۔ قسم اول دوم کے پیغمبروں کے برخلاف دشمن اپنی تدبیروں میں ناکام رہتے ہیں کیونکہ ان کا قتل شریعت ورسالت میں شبہ ڈالتا ہے' بخلاف تیسری جماعت کے ان کا قتل کتاب وشریعت میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یحیٰ علیہ السلام کو جام شہادت پی لینے دیا اور عیسیٰ علیہ السلام چونکہ صاحب شرع رسول ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ان کے پاس بھی پھٹکنے نہ دیا اور چونکہ یہود دعوائے قتل مسیح جزم ومفاخرت کرتے تھے اور کہتے تھے انا قتلنا المسیح یعنی یقیناً ہم نے مسیح کو قتل کر دیا۔ یہود کے زعم میں قتل محل خاص میں واقع ہوا، اسی لئے مفعول المسیح کو موصوف ذکر کیا اور عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ﷺ اس کی صفت۔ پس اللہ نے ان کے فخر اور لاف زنی کی تردید وتکذیب ماقتلوہ وماصلبوہ سے کی اور ان کے جزم کا ابطال وماقتلوہ یقیناً سے فرمایا اور حقیقت امر کو ولکن شبہ لہم اور بل رفعہ اللہ الیہ سے کھول دیا۔ لہٰذا مجاہد صاحب کا یہ لکھنا کہ "دونوں کے قتل کرنے کی نوعیت میں فرق تھا۔ (ص ۱۱)" محض مہمل اور نتیجہ جہالت ہے۔ یہود ایسے ہی قول کی وجہ سے ملعون قرار پائے۔ اور آج جو مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا مانے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

تاریخی امور میں قیاس

مجاہد صاحب امر واقع شدہ میں بھی قیاس کو دخل دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ "تمام نبیوں کو تکلیفیں پہنچیں سخت سے سخت مصائب کا سامنا ہوا، حتیٰ کہ حبیب خدا ﷺ پر بھی کئی دفعہ جان جوکھوں کے معاملے آئے اور خدا نے نہ روکا مگر عیسیٰ کے..... پاس یہودیوں کا پھٹکنا بھی گوارا نہ ہوا...... الخ! (ص ۱۲)" اجی حضرت! وقائع اور امور تاریخیہ میں قیاس کو بالکل دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وقوع حوادث کی صورت واحد نہیں ہوا کرتی، کہ تمام انبیاء کے واقعات کو ہم رنگ سمجھ لیا جائے۔ اس لئے کہ صورت نجات ایک ہی طریق میں منحصر نہیں ہے۔ علاوہ ازیں دین اسلام سماعی ہے۔ قیاسی نہیں ہے' جو امر جس طرح قرآن وحدیث میں وارد ہے۔ اسے اسی طرح ماننا اسلام ہے' نہ کہ اس میں اپنے قیاسات خفیہ کو دخل دینا۔ قرآن مجید میں چونکہ حضرت ابراہیم کا آگ میں ڈالا جانا اور پھر سلامت رہنا مذکور ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بحر قلزم میں راستہ بن جانا (جس کو آپ نے ص ۱۱ میں پایاب ہو جانا غلط لکھا ہے۔) قرآن حکیم ہی بیان کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا غار ثور میں امن پانا قرآن کریم ہی بتلاتا ہے۔ اس لئے ان واقعات کو ہم اسی طرح مانتے ہیں اور چونکہ حضرت عیسیٰ کا صلیب پر نہ چڑھایا جانا اور یہودیوں کا آپ تک نہ پھٹکنا قرآن پاک میں صاف صاف آیا

ہے۔اس لئے اس کا ہم اسی طرح یقین رکھتے ہیں۔اپنے قیاس سے کچھ نہیں کہتے۔اور نہ واقعات میں قیاس کا دخل ہوتا ہے۔

کف قوم وکف ید

مجاہد صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ ''یہی فعل کف مسلمانوں کے حق میں بھی استعمال ہوا ہے.....فعجل لکم هذه وکف ایدی الناس عنکم (فتح:۲۰) کیا مخالف لوگ مسلمانوں کے پاس بھی نہ پھٹکے تھے؟ (ص۱۱)'' مجاہد صاحب نے غور نہ کیا کہ یہاں کف فعل کا مفعول ایدی (ہاتھ) ہے اور آیت ما نحن فیھا میں کففت کا مفعول قوم بنی اسرائیل ہے۔صلہ دونوں جگہوں میں عن آیا ہے۔پس کف بنی اسرائیل عن المسیح تو یہ ہوا کہ قوم یہود حضرت مسیح کے پاس نہ پھٹکے دور دور رہے اور کف ایدی عن المسلمین یہ ہے کہ لڑائی نہ ہو، قتال دور رہے۔خواہ مخالف پاس بھی آجائیں۔جس کو سورہ مائدہ میں یوں فرمایا ہے۔اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم (مائدۃ:۱۱) یعنی یہود بنی النضیر نے مسلمانوں پر دست درازی کرنی چاہی۔اللہ نے ان کے ہاتھ کو دور رکھا یعنی قتال نہ ہونے دیا۔یہود مسلمانوں کو قتل نہ کر سکے۔کف ید کی تفسیر قرآن خود یوں کرتا ہے۔کیف بأس الذین کفروا (نساء:۸۴) یعنی کافروں کی جنگ کو خدا روک دے۔جنگ وقتال پاس نہ پھٹکے۔پس کف قوم وکف ید میں دقیق فرق ہے۔گو مآل دونوں کا (شر اعداء سے محفوظ رہنا) واحد ہے فافهم!

نتیجہ

مجاہد صاحب آخر میں لکھتے ہیں ''اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اب تک آسمان پر اس جسم کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔(۱۲)'' جب اس آیت سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ یہود کے ہاتھ سے حضرت عیسیٰ صلیب پر نہیں چڑھائے گئے کیونکہ وہ آپ کے پاس بھی نہ پھٹک سکے تو مسیح علیہ السلام آخر کہاں گئے؟ اور کیا ہوئے؟ اس کو بل رفعہ اللہ الیہ سے واضح فرما دیا۔جس سے ان کا اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمانوں پر جانا ثابت ہو گیا کما بینتہ مرارا!

مجاہد کا میدان سے فرار

حیات مسیح کے دلائل میں فہرست میں ۱۴ عدد آیات قرآنیہ پیش کی گئی تھیں، جن میں سے صرف چھ آیتوں کے متعلق مجاہد صاحب نے اپنا قلمی جہاد جیسا بھی ہو سکا اپنی جماعت میں لاج رکھنے کو پیش کیا۔باقی آٹھ آیتوں کی بابت اعداد بڑھانے کا ''بہانہ کر کے میدان چھوڑ کر بھاگ

سچ ہے المحر یلقیس علی نفسہ' جس طرح خود اعداد بڑھا کر لکھ دیا' بجواب ٹریکٹ ہائے نمبر۱، نمبر۲، نمبر۳ حالانکہ ہمارے تینوں ٹریکٹوں میں سے کسی کا بھی جواب نہیں دیا۔ اسی طرح اپنی خصم کو بھی اعداد کا بڑھانے والا سمجھ لیا۔

بہانہ کرتا ہے ساقیا کیا نہیں ہے شیشہ میں مے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لینا تیرا سبو بھی نہیں رہے گا

بحث احادیث

جواب دلیل

فہرست میں یہ دلیل نمبر۱۵ ہے' مجاہد صاحب اس کو چھٹی دلیل لکھتے ہیں۔ حدیث لینزلن فیکم ابن مریم پر بحث کرتے ہوئے کس سادگی سے فرماتے ہیں۔ ''نزول کا لفظ آسمان سے اترنے کو ثابت نہیں کرتا۔ (ص۱۳) پھر تو قرآن مجید کی بابت بھی جس کے لئے نزل وانزل آیا ہے۔ منزل من السماء ہونے کا انکار کر دیجئے۔ کیونکہ آریہ وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں کہ: ''نزول کا لفظ آسمان سے اترنے کو ثابت نہیں کرتا۔'' ماھو جوابکم فھو جوابنا کتب لغت میں نزول کے معنے الانحطاط من علو الیٰ سفل (اوپر سے نیچے کو اترنا) صاف صاف مرقوم ہیں۔ جیسا کہ ہم ''جواب دعوت'' کے ص۱۲،۱۳ میں مع حوالہ لکھ چکے ہیں اور اسی رسالہ کے ص۹ میں حضرت عیسیٰ کا رفع بالبدن مدخول الیٰ یعنی سماء کی طرف ہم ثابت کر چکے ہیں۔

پس نزول بھی ان کا سماء (آسمان) ہی سے ہوگا جیسا کہ نص احادیث اور تصریحات آئمہ سلف وخلف سے صاف ثابت ہے اور اسی رسالہ میں بیان ہو چکا ہے۔ مجاہد صاحب نے آگے آیات: انزلنا علیکم لباسا (اعراف:۲۶)، انزلنا الحدید (حدید:۲۵)، انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا (طلاق:۱۰،۱۱)، انزل لکم من الانعام (زمر:۶)، ما تنزلہ الا بقدر معلوم (حجر:۲۱) تحریر کی ہیں۔ انزال لباس کا جواب ٹریکٹ ''جواب دعوت'' کے ص۱۷ پر اور انزال حدید کا جواب ص۱۵،۱۶ پر اور انزال رسول کا جواب ص۱۳،۱۴ پر ہم بسط سے دے چکے ہیں حاجت اعادہ نہیں ہے۔ انزال انعام کا جواب اسی ٹریکٹ کے ص۱۳ پر اور انزال رزق کا جواب ص۱۷ پر ملاحظہ کر لیں کہ ان آیات میں مسبب بول کر سبب مراد لیا گیا ہے۔ کیونکہ بعض آیات میں محض نزول کا ہی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ آسمان کا لفظ بھی موجود: ''یرزقکم من السماء (یونس:۳۱) انزل اللہ من السماء من رزق (جاثیہ:۵) وفی السماء رزقکم

(ذاریات:۲۲) لہٰذا تمام آیات مسبب کے سبب کو آسمان سے ہی اترنا ثابت کرتی ہیں۔ وہوالمراد!

مجاہد صاحب کا ایک عجیب دجل ملاحظہ ہو لکھتے ہیں کہ ''احادیث میں نزول اترنے کا لفظ دجال کے لئے بھی آیا ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ دجال بھی زندہ ہے..... الخ! (ص۱۴)'' ہاں صاحب دجال بھی زندہ ہے۔ حدیث تمیم داری صحیح مسلم میں ملاحظہ ہو اور سنئے شیطان بھی زندہ ہے اور وہ بھی جنت سے اتارا گیا تھا۔ پس دجال کے لئے اگر لفظ فینزل بعض السباخ (صحیح بخاری پ۲۹) حدیث میں آیا ہے تو آپ کو کیوں قراقر ہو گیا حدیث بیہقی میں اس کی سواری کا بھی تو ذکر موجود ہیں عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال يخرج الدجال علىٰ حمارٍ...... الخ! (مشکوٰۃ ص۴۶۹) یعنی دجال گدھے کی سواری پر چلے گا۔ اور اسی سواریؔ سے وہ اترے گا۔ کیونکہ نزول کے معنے ہی ہیں اوپر سے نیچے اترنا کما هو اسی معنے میں معلقه امری لقیس کا شعر عقرت بعيری يا امری القيس فانزل ''جواب دعوت'' کے ص۱۲ پر پہلے ہی لکھا جا چکا ہے' جس میں پشت شتر سے زمین پر اترنا مذکور ہے۔ اسی طرح پشت خر سے دجال بھی سباخ (ارض مدینہ) پر اترے گا۔ افسوس آپ کی عقل وخرد پر۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

جواب دلیل نمبر ۷

ہماری فہرست میں یہ دلیل نمبر ۱۸ تھی، مجاہد صاحب نے اسے ''ساتویں دلیل'' بنا دیا۔ ''لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا اسی کو کہتے ہیں۔ (ص۱۴)'' پھر مجاہد صاحب کو ''خدا کا غضب'' یاد نہ آیا کہ رسول پاک ﷺ کی فرمودہ حدیث سے انکار کر بیٹھے اور اپنے پیر مغان حنفیؔ کی سنت پر عمل کیا کہ ''حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)''

''فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة اويصيبهم عذاب اليم (نور:۶۳)'' کسی بے باکی اور ڈھٹائی سے لکھتے ہیں۔ ''من السماء کے الفاظ رسول پاک ﷺ کے فرمائے ہوئے ہرگز نہیں ہیں۔ (تا) کسی مولوی صاحب نے یا کسی کاتب نے من السماء کا لفظ اپنے پاس سے لکھ دیا ہے۔ (ص۱۴،۱۵)'' ''كبرت كلمة تخرج من افواههم'' جو چیز آپ کے مطلب کی ہو اس کو تو آپ لوگ آنحضرت ﷺ کی طرف انتساب کر دیں اور جان بوجھ کر حضرت پر جھوٹ وافتراء کریں جس طرح جناب مرزا قادیانی نے چشمہ معرفت میں لکھ دیا ہے کہ: ''جو نشانیاں زمانہ مہدی معہود کی آنحضرت ﷺ نے مقرر کی تھیں۔ اس کے زمانہ میں کسوف

خسوف رمضان میں ہونا...... الخ! (ص ۳۱۴)" بتاؤ آنحضرت ﷺ نے کہاں فرمایا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان میں کسوف وخسوف ہوگا؟ کیا یہ قول رسول علیہ السلام ہے؟ اسی طرح مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵) میں لکھا ہے: قال النبی ﷺ یخرج المهدی من قرية يقال لها كدعه ۔ بتاؤ آنحضرت ﷺ نے کہاں فرمایا ہے کہ مہدی کدعہ گاؤں سے خروج کرے گا؟ کیا یہ فرمان رسول ہے؟ کیا یہ روایت جھوٹی اور موضوع نہیں ہے؟ کیا اس کا راوی عبدالوہاب بن ضحاک کذاب نہیں ہے؟ (میزان) مجاہد صاحب! کیا آپ نے خود بھی ایک جھوٹی روایت رسول پاک کی طرف اپنے اسی ٹریکٹ کے ص ۲ میں منسوب نہیں کر دی ہے کہ "جو قرآن کے مطابق ہو صحیح سمجھنا؟"

آپ لوگ دیدہ دانستہ جھوٹی حدیثیں رسول پاک کا نام لے کر بیان کریں اور خدا کی غضب سے مطلق نہ ڈریں اور ہم جب سچی حدیث جسے کسی محدث نے ضعیف تک بھی نہیں کہا ہو۔ پیش کریں تو اس سے انکار کر جائیں اور اسے افتراء نیز "مولوی" یا کاتب کا بڑھایا ہوا بتائیں؟ اللہ سے ڈرو۔

الیس منکم رجل رشید

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

مجاہد صاحب نے آگے تمسخر کیا ہے لکھتے ہیں "جیسے...... کسی کاتب نے ...... لفظ خر کو...... خر عیسیٰ لکھ دیا تھا۔ (ص ۱۵)" اتنا اضافہ اور کر لیجئے، جیسے کسی نے ریل گاڑی کو خر مسیح بنا دیا تھا۔ جیسے کسی نے کدعہ کو قادیان کا مخفف کہہ دیا تھا۔ (حاشیہ کتاب البریہ ص ۲۴۳، خزائن ج ۱۳ ص ۲۶۱) جس طرح کسی مصنف نے الفاظ حدیث: "یخرج فی آخر الزمان رجال " کو دجال اور رجلود الضان من اللین (مشکوٰۃ باب الریاء) کو من الدین لکھ دیا تھا (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۷ ص ۲۳۵) اور جس طور سے کسی مراتی نے آیت قرآنی: "ما یکون لی ان ابدله (یونس:۱۰)" کو مایقول لی سے بدل دیا تھا (براہین احمدیہ ج ۳ ص ۲۸۲، خزائن ج ۱ ص ۵۷۴) اور خود مجاہد صاحب نے آیت سورہ روم هم غلفلون کو لغافلون سے اصلاح کی تھی (اشتہار مجاہد بجوابات سوالات مولوی محمد ابراہیم صاحب) اور دوسرے مرزائیوں نے مصر پہنچ کر بعض مطابع میں تصحیح پروف کے کام پر نوکری کی اور شرح فقہ اکبر کی (طباعت کے وقت ۱۳۲۳ھ میں) مشہور حدیث لو کان موسیٰ حیا میں بجائے موسیٰ کے عیسیٰ حیا بنا دیا تھا۔ جس کو مجاہد صاحب نے کس

بھولے پن سے محمدی عالم کے سر منڈا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''کسی ہندوستانی مولوی صاحب نے ہماری ضد میں۔ ''شرح فقہ اکبر میں۔ اب شائع ہوئی ہے۔...... عیسیٰ کے بجائے موسیٰ لکھ دیا ہے۔ (ص ۱۵)'' حالانکہ شرح فقہ اکبر اب شائع نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت سے بہت پیشتر لاہور میں طبع ہوکر شائع ہوئی تھی۔ اس میں لوکان موسیٰ حیا ہے۔ پھر مطبع مجتبائی دہلی میں ۱۳۰۷ھ میں طبع ہوئی اس میں بھی لو کان موسیٰ حیا ہے۔ پھر اسی مطبع میں ۱۳۱۴ھ میں چھپی، اس کو مجاہد صاحب لکھتے ہیں۔ ''اب شائع ہوئی ہے۔'' حالانکہ اب یعنی ۱۳۲۳ھ میں۔

مصری نسخہ میں تحریف

مصر میں طبع ہوئی ہے۔ اس میں تمام قدیم مطبوع وقلمی نسخوں کے خلاف لوکان عیسیٰ حیا شائع ہوا ہے۔ پھر اس کی نقل ۱۳۲۷ھ کے نسخہ میں طبع ہوگئی ہے۔ جو سراسر محرف اور یقیناً کسی مرزائی کی کارستانی ہے جو مصر میں موجود ہیں اور حال میں مسلمانوں سے لڑائی بھی کر بیٹھے تھے۔ جس پر مصری عدالت نے مرزائیوں پر جرمانہ بھی کیا ہے۔ (دیکھو مصری اخبار الفتح نمبر ۳ نمبر ۳۷۷، ۱۱ر رمضان ۱۳۵۲ھ) لہٰذا مجاہد صاحب کا یہ الزام کہ ''مرزائیوں کی مخالفت میں کسی ہندوستانی مولوی نے بجائے عیسیٰ کے لو کان موسیٰ حیا لکھ دیا ہے۔'' بالکل غلط اور ہندی علماء پر سراسر اتہام ہے کیونکہ مجاہد صاحب کا یہ الزام اگر صحیح ہو اور ملا علی قاری نے حقیقت میں لو کان عیسیٰ حیا ہی تحریر کیا تھا تو پھر ملا علی قاری کی عبارت عند نزول عیسیٰ من السماء کے کیا معنی ہوں گے جو حدیث مذکور کے اوپر متصل مذکور ہے اور اسی کی دلیل میں حدیث مذکور تحریر کی ہے۔ یعنی دعویٰ ان کا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے؟ اور دلیل یہ ہے کہ عیسیٰ مر گئے اگر زندہ ہوتے تو یہ کرتے؟ سبحان اللہ دعویٰ اور دلیل میں کیسی تقریب تام ہے کہ زمین گول ہے اس لئے کہ چاول سفید ہے۔ پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی۔ مصری نسخہ میں تحریف ایک اور طریق سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر ص ۹۲ میں ہے اشار الی ھذا المعنی ﷺ بقوله لوكان عيسىٰ حيا ما وسعه الا اتباعي وقد بيّنت وجه ذلك عند قوله تعالىٰ واذ اخذ الله...... الخ فی شرح الشفاء۔ اس عبارت میں ملا علی قاری نے حدیث لو کان...... الخ لکھ کر حوالہ دیا ہے۔ اپنی شرح شفاء کا پس دیکھنا چاہئے کہ ملا صاحب نے اپنی شرح شفاء میں آیت مذکورہ کے تحت میں کیا تحریر کیا ہے؟ ملا صاحب کی شرح شفاء استنبول میں ۱۳۰۹ھ میں شرح فقہ اکبر مطبوع مصر سے بہت پہلے طبع ہوئی ہے۔ اس کی ج ا کے فصل سابع میں آیت واذ اخذ اللہ کے تحت میں لکھتے ہیں: والیه اشار ﷺ بقوله حين رای عمرؓ انه ينظر فی

صحیفة من التورٰلة لو کان موسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی آه (ج۱ص۱۰۶)
یہاں تو صاف صاف بجائے عیسیٰ کے موسیٰ موجود ہے۔ استنبول میں تو کوئی ''ہندوستانی مولوی صاحب'' موجود نہ تھے اور ۱۳۰۹ھ میں وہاں مرزا قادیانی کا کسی کو پتہ بھی نہ تھا کہ ضد ومخالفت کا شبہ ہو۔ پس ملاعلی قاری نے جس طرح شرح شفاء میں حدیث لوکان موسیٰ حیا تحریر کی تھی اسی طرح شرح فقہ اکبر میں بھی تحریر کی اور اسی صورت میں وہ حدیث دعوائے نزول مسیح کی دلیل ہوسکتی ہے۔ لہٰذا شرح فقہ اکبر کے تمام ہندی نسخے صحیح ہیں اور مصری نسخہ غلط ومحرف ومبدل ہے۔

آج دعویٰ ان کی یکتائی کا باطل ہوگیا
رو برو ان کے جو آئینہ مقابل ہوگیا

محدثین کا طرز عمل

یہ شبہ محض جہالت کا نتیجہ ہے کہ فلاں محدث نے اس لفظ کو متن حدیث میں ذکر نہیں کیا۔ جیسا کہ مجاہد صاحب نے پیش کیا ہے کہ ''امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، سیوطی نے حدیث نزول عیسیٰ میں من السماء کا لفظ درج نہیں کیا۔ اس لئے یہ لفظ آج کل بڑھا دیا گیا ہے۔ (ص۱۵)'' جن لوگوں کو فن حدیث میں ادنیٰ مسکہ بھی ہے ان سے پوشیدہ نہیں کہ محدثین کی حالتیں اور غرضیں بیان حدیث کے وقت مختلف ہوتی ہیں۔ حالتوں کی بابت امام مسلمؒ مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں: ''کانت لهم تارات یرسلون فیها الحدیث وتارات ینشطون فیها...... الخ'' (مطبوعہ مصر ص۲۰) یعنی رواہ حدیث کبھی حالت غیر نشاط میں ہوتے ہیں تو حدیث سے کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ کبھی نشاط میں ہوتے ہیں تو سب کچھ بیان کردیتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں: مذهبهم فی قبول ما یتفرد به المحدث من الحدیث ان یکون قد شارك الثقات من اهل الحفظ فی بعض ما رووا امعن فی ذلك علیٰ الموافقة لهم فاذا وجد کذلك ثم زاد بعد ذلك شیئاً لیس عند اصحابه قبلت زیادته (مطبوعہ مصر ص۴) لان المعنی الزائد فی الحدیث المحتاج الیه یقوم مقام حدیث تام (ص۳) یعنی کوئی محدث حدیث کے کسی لفظ (مثلاً من السماء) کے بیان کرنے میں متفرد ہے تو اس کی قبولیت کے بارے میں محدثین کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس محدث کی مشارکت ثقہ حافظین کی بعض روایت (متن) میں ثابت ہوا اور وہ دیگر رواۃ حدیث کی۔

موافقت میں کوشش بھی کرتا ہو، پھر اگر اس کے بیان کردہ متن میں کوئی لفظ زیادہ مذکور ہے۔ (جیسے بیہقی میں من السماء کی زیادتی) تو اس کی یہ زیادتی مقبول ہوگی۔ اس لئے کہ حدیث

میں کوئی زائد معنے جس کی ضرورت بھی ہے وہ پوری حدیث کے قائم مقام ہوتا ہے۔اس اصل کو یاد رکھو اور امثلہ ذیل ملاحظہ کرو۔صحیح بخاری میں حدیث ممانعت رفع نظر الی السماء فی الصلوٰۃ کی مطلق ہے۔(مصری ج۱ ص۴۲۷) صحیح مسلم میں عند الدعاء زیادہ ہے(مصری ج۱ ص۱۷۱) یعنی نماز میں دعا کرنے کے وقت آسمان کی طرف نظر نہ اٹھاؤ۔صحیح بخاری میں ہے لخلوف فم الصائم الطیب عند اللہ من ریح المسك (مصری ج۱ ص۲۱۲) صحیح مسلم میں یوم القیامۃ زیادہ ہے۔(مصری ج۱ ص۴۲۷) یعنی روزہ دار کے منہ کی بو قیامت کے روز اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ ہوگی۔مجاہد صاحب کے اصول سے عند الدعاء اور یوم القیامۃ شاید امام مسلم نے یا کسی ''کاتب'' نے یا ''ہندوستانی مولوی'' نے بڑھایا ہوگا؟ کیوں ٹھیک ہے نا؟ اور سنئے۔صحیح مسلم میں ہے:ثم وضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ (مصری ج۱ ص۱۵۸) صحیح ابن خزیمہ میں علی صدرہ زیادہ ہے۔(بلوغ المرام) راوی ایک،سند ایک،اسی طرح کی سینکڑوں مثالیں کتب حدیث سے پیش کی جاسکتی ہیں۔

لیکن آج تک کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہوا کہ یہ ''آنحضرت پر افتراء'' ہے یا ''کسی مولوی یا کاتب'' نے بڑھا دیا ہے یا ''کسی کی مہربانی کا نتیجہ ہے یا ''یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح بدلا گیا ہے۔'' جیسا کہ مجاہد صاحب نے زیادت من السماء پر ژاژ خائی فرمائی ہے۔یہ سب فن حدیث اصول سے جہالت اور بیگانگی کا نتیجہ اور باطل مذہب کی پاسداری اور تعصب کا کرشمہ ہے۔

نہیں معلوم تم کو ماجرائے دل کی کیفیت
سنائیں گے تمہیں ہم ایک دن یہ داستان پھر بھی

حدیث بیہقی

ہم نے فہرست میں حدیث ینزل من السماء درج کی تھی اس میں نہ بیہقی کا نام لیا تھا نہ بیہقی میں ینزل ہے لیکن ''چور کی داڑھی میں تنکا'' مجاہد صاحب کو حدیث بیہقی کا ہی خیال گزرا اور لکھ مارا ''ان الفاظ کو امام بیہقی کی کتاب اسماء والصفات سے پیش کیا جاتا ہے۔(ص۱۴)'' ''مان نہ مان میں تیرا مہمان'' اسی کو کہتے ہیں۔آگے تحریر فرماتے ہیں۔سیوطی نے......بیہقی کے حوالے سے اس حدیث کو اپنی کتاب (تفسیر درمنثور) میں درج کیا مگر من السماء کا لفظ نہیں لکھا (تا) اصل بیہقی میں نہیں ہے۔(ص۱۵)'' سیوطی کا تساہل اور زلت قسم مشہور ہے۔تفسیر جلالین میں بحوالہ صحیح مسلم حدیث ''ابدؤ ما بدأ اللہ بہ'' بصیغہ امر نقل کر کے سعی کی فرضیت ثابت کرتے ہیں۔(مصری ص۱۴) حالانکہ صحیح مسلم میں اس طرح (بصیغہ امر) نہیں ہے۔اسی طرح آیت کلالہ کے بارے میں

سیوطی صاحب تحریر کرتے ہیں۔ نزلت فی جابر وقد مات من اخوات (جلالین مصری ص ۵۸) یہ ان کی بھول ہے۔ حضرت جابر عہد نبوی میں آیت کلالہ کے نزول کے وقت نہیں مرے تھے۔ بلکہ مدینہ طیبہ کے تمام صحابیوں کے بعد حجاج کے زمانہ میں مرے تھے (اصابہ) اسی طرح سیوطی سے بہت ہی غلطیاں ہر فن میں واقع ہوئی ہیں۔ تفصیل کے لئے حافظ سخاوی کی کتاب الضوء للامع دیکھنی چاہئے۔ اسی طرح ان سے حدیث بیہقی کے نقل کرنے میں تساہل ہو گیا ہوگا اور من السماء کا لفظ ان کو یاد نہ رہا ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی نظر بخاری و مسلم کے متن پر ہو اور بیہقی کا نام انہوں نے بوجہ توافق لاکثر المتن کے لکھ دیا ہو، جس طرح کے خود امام بیہقی نے حدیث مذکور نقل کر کے رواہ البخاری واخرجہ مسلم کہہ دیا ہے: ''لانہ ربما یغزو روایتہ لبعض المحدثین اذا اخرجہا باکثر کلماتہ ولا یشترط استیعاب الفاظ الروایہ یعنی امام بیہقی نسبت کر دیتے ہیں۔ حدیث کو بعض محدثوں کی طرف جبکہ اس محدث نے اس حدیث کو اس کے اکثر کلمات سے نقل کیا ہو یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس حدیث کے پورے الفاظ اس محدث نے نقل کئے ہیں: ''فاذا قال المحدث رواہ البخاری کان مرادہ ان اصل الحدیث اخرجہ البخاری (التصریح ص ۱۶)

پس جب کوئی محدث کہتا ہے کہ اس حدیث کو بخاری نے نقل کیا ہے تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کی اصل جامع بخاری میں ہے (نہ پورے الفاظ) کما لا یخفیٰ علی من لہ ادنیٰ مسکۃ من الحدیث ولا یجھل بضیع المحدثین، جیسا کہ حدیث جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مجاہد صاحب کا یہ کہنا کہ ''من السماء کا لفظ اصل بیہقی میں نہیں ہے۔ (ص ۱۵)'' اس امر پر دلیل ہے کہ انہوں نے اصل کتاب (الاسماء والصفات) دیکھی ہی نہیں۔ نہ ان کو یہ معلوم کہ کتاب مذکور کی حقیقت کیا ہے؟ سنئے سلف میں ایک بڑا فتنہ ''فرقہ جہمیہ'' کے نام سے اسی طرح پیدا ہوا جس طرح آج کل فتنہ مرزائیہ۔ فرقہ جہمیہ اسماء وصفات باری میں طرح طرح کی تاویلیں بلکہ تحریفیں کرتا تھا اس لئے اہل سنت نے عموماً اور محدثین کرام نے خصوصاً اس فرقہ کی تردید میں بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں۔ کتاب الاسماء والصفات البیہقی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جہمیہ کے عقائد باطلہ میں سے ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ ان اللہ لیس فی السماء (کتاب العلو مطبوعہ مصر ۳۳۲) امام بیہقی نے اپنی کتاب مذکور میں اس کی تردید میں کئی باب منعقد کئے ہیں اور اللہ فی السماء کو بہت سی حدیثوں سے ثابت کیا ہے۔ ص ۲۹۹ میں باب آمنتم من فی السماء کا منعقد فرماتے ہیں اور مختلف احادیث نبویہ سے مسئلہ مذکور ثابت کرتے ہیں۔ اسی کے

بعد ص ۳۰۱ میں باب رافعك الیّ، رفعه الله الیه، تعرج الملئكة، الیه یصعد الكلم الطیب کالائے ہیں اور مختلف حدیثوں سے فرشتوں کلموں اور عملوں کا آسمان پر خدا کی طرف جانا ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً

"مثلاً ولا یصعد السماء الاالطیب (ص ۳۰۱، ۳۰۲)" عروج الملئكة الی السماء (ص ۳۰۲) پھر یہ اس باب میں لائے ہیں۔ آمنتم من فی السماء (ص ۳۰۲) اسی باب میں پہلی حدیث حضرت عیسیٰ کی بابت بھی لائے ہیں۔ "کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم (ص ۳۰۱)" پس انصاف کرو کہ جب مصنف کا مقصود ہی یہی ہے کہ اس باب میں خصوصیت سے الی السماء، فی السماء، من السماء ثابت کیا جائے۔ تو یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ "اصل بیہقی میں من السماء کا لفظ نہیں ہے۔" جیسا کہ مجاہد صاحب نے کمال تعصب سے (ص ۱۵ میں) لکھ دیا ہے۔ حالانکہ امام بیہقی اس چیز کے ثابت کرنے کے درپے ہیں۔

ہٹ چھوڑیئے بس اب سر انصاف آیئے
انکار ہی رہے گا میری جان کب تلک

من السماء کا لفظ دیگر کتب حدیث میں

۱...... کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۸ میں ہے قال ابن عباس قال رسول الله ﷺ فعند ذلك ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء الی جبل (۱) فیق...... الخ (۲) منتخب الکنز علی ہاشمی المسند الاحمد جلد ششم ص ۵۶ میں ہے۔ قال رسول الله ﷺ فعند ذلك ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء...... الخ۔ (۳) حج الکرامہ (جس کو مرزائی اکثر پیش کیا کرتے ہیں) ص ۴۲۳ میں ہے۔ سمعت رسول الله ﷺ یقول ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء۔

۴...... محدث ابن عساکر بھی بسند اسحاق بن بشیر اپنی تاریخ میں اس حدیث کو یوں ہی لائے ہیں۔

۵...... سیوطی نے جمع الجوامع میں اس کو یوں ہی نقل کیا ہے۔

۶...... ایک حدیث کا حوالہ مرزا قادیانی نے بھی یوں دیا ہے کہ "حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔" (ازالہ اوہام طبع اوّل ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲، وطبع حال ص ۳۶، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱) غالباً اسی لئے مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا کہ: "حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔" (حاشیہ ص ۳۶۱، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱) پس مجاہد صاحب کا من السماء سے انکار کرنا۔ کتب حدیث اور خود اپنے نبی کی۔

تصنیفات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

خود فراموشی کند اتهمت نهد اغیار را

جواب دلیل نمبر ۸

فہرست میں یہ دلیل نمبر ۱۹ تھی مجاہد صاحب نے اس کا جواب تو کچھ نہ دیا البتہ ایک تاویل باطل کردی کہ "حضرت عیسیٰ مقام فج الروحاء سے حج کا تلبیہ پکاریں گے، یہ آنحضرت ﷺ کا ایک کشف ہے۔ (ص ۱۶)" حالانکہ حدیث مذکور میں آئندہ زمانہ کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کا لفظ لیھلن ہے۔ (ج ۱ ص ۴۰۸) اس میں نون ثقلیہ بالام تاکید آیا ہے جو مضارع کو خالص استقبال کے لیئے کردیتا ہے۔ اس پر تمام نحویوں کا اتفاق ہے۔ ملاحظہ ہو کافیہ، مفصل، الفیہ، شرح ملا، رضی وتکملہ وغیرہ مغنی اللبیب میں ہے۔ اما المضارع انکان حالا لم یوکدهما وان کان مستقبلا اکدبهما وجوبا (ص ۲۲ ج ۲) یعنی مضارع جب حال کے لئے ہوتا ہے تو نون ثقلیہ بالام تاکید اس پر نہیں ہوتا۔ اور اگر استقبال کے معنے میں ہو تو لام ونون کا اس پر داخل ہونا واجب ہے۔ پس لیھلن کے معنے ہوئے آئندہ زمانہ میں تلبیہ پکاریں گے۔ دیگر احادیث سے بھی اس معنے کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ مسند احمد میں ہے قال ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم فیقتل الخنزیر ویمحو الصلیب...... وینزل الروحاء فیحج منها...... الخ! (ج ۲ ص ۲۹۰) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ اتریں گے خنزیر کو قتل کردیں گے صلیب کو مٹادیں گے۔ اور روحاء میں اتریں گے۔ وہاں سے حج کریں گے۔ محدث ابن جریر حدیث لائے ہیں: "یقول ﷺ لیھبطن اللہ عیسیٰ ابن مریم حکما عدلا...... یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر...... ولیسلکن الروحاء حاجا...... الخ! (ص ۱۸۴ ج ۳) آپ نے فرمایا ضرور اللہ اتارے گا عیسیٰ کو حاکم وعادل بنا کر، آپ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کردیں گے اور ضرور ضرور وہ روحاء کو جائیں گے۔ حج کے ارادہ سے (یہاں بھی نون ثقلیہ مع لام تاکید آیا ہے) اور سنئے، مستدرک حاکم میں ہے: "قال ﷺ لیھبطن عیسیٰ ابن مریم حکما عدلا واماما مقسطا ولیسلکن فجاحاجا اور معتمرا اولیثنینهما ولیأتین قبری حتیٰ یسلم علیٰ ولاردن علیه (ص ۵۹۵ ج ۲)" حضور نے فرمایا البتہ ضرور اتریں گے عیسیٰ بن مریم حاکم عادل اور امام منصف ہو کر اور البتہ ضرور جائیں گے۔ فج الروحاء کو حج یا عمرہ یا دونوں کے ارادہ سے اور البتہ ضرور آئیں گے۔ (مدینہ) میں میری قبر کے پاس یہاں تک کہ مجھے سلام کریں گے اور میں (قبر میں سے) جواب دوں گا۔ (سب فعل موکد

بنون ثقیلہ ولام تاکید ہیں جو آئندہ زمانہ کی خبر دیتے ہیں۔ صحیح مسلم نمبر ۴ میں ہے: ''قال ﷺ والذی نفسی بیدہ لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا او لیثنینهما (ج۱ ص۴۸۲، مطبوعہ مصر)'' نبی ﷺ کی تاکید قسم فرماتے ہیں کہ قسم اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ضرور ضرور احرام باندھیں گے یا تلبیہ پکاریں گے۔ حضرت عیسیٰ مقام فج الروحاء سے حج کا یا عمرہ کا یہ دونوں کو ملائیں گے۔ محدث ابن عساکر روایت لائے ہیں: یقول یهبط عیسیٰ ابن مریم فیصلی الصلوات یجتمع الجمع ویزید فی الحلال تجذیه رواحله ببطن الروحاء حاجا او معتمرا له (کنزالعمال ج۷ ص۲۶۷) فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم اتریں گے۔ نماز پنجوقتہ ونماز جمعہ پڑھائیں گے اور (شرع محمدی کی بعض حلال چیزوں کو بعض مفتیوں نے حرام کر دیا ہوگا اسے وہ) حلال ٹھہرائیں گے، ان کی اونٹنیاں ان کو سوار کر کے وسط روحاء میں لائیں گے۔ حج یا عمرہ کے لئے۔ غرض میں کہاں تک حدیثیں لکھتا جاؤں۔ کیا اب بھی کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ''یہ آنحضرت کا ایک کشف ہے۔'' یہ زمانہ آئندہ کی خبر ہے انصاف!انصاف!!

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

مجاہد صاحب فرماتے ہیں ''ایک حدیث میں حضرت موسیٰ کا بھی تلبیہ کرنا، اونٹنی پر سوار ہو کر شعائر اللہ میں پھرنا مذکور ہے۔ (ص۱۶)'' اس حدیث میں لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ کے ساتھ فعل نہیں وارد ہے۔ بلکہ کانی انظر الی موسیٰ فنذکر من لونه وشعره وارد ہے۔ (صحیح مسلم مصری ج۱ ص۸۱) دوسری روایت میں حین اسریٰ بی لقیت موسیٰ آیا ہے۔ (صحیح مسلم ص۸۱) یعنی شب معراج میں میں موسیٰ سے ملا۔ ان کا رنگ ایسا، بال ایسے، صورت، ایسی تھی گویا اس وقت بھی میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ تلبیہ پکارتے ہوئے وادی (ارزق) سے گزر رہے ہیں۔ پس یہ دیکھنا شب معراج میں ہے نہ ''کشف تعبیر طلب والحدیث یفصل بعضه بعضا۔ مجاہد صاحب نے ازراہ تمسخر لکھا ہے۔ ''یہ بھی اب عقیدہ رکھ لو حضرت موسیٰ بھی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ص۱۶ کیا آپ کا عقیدہ یہ نہیں ہے؟ کیا آپ کے پیر پیغمبر جناب مرزا قادیانی نے یہ نہیں لکھا ہے؟ کہ: ''ہم پر فرض ہوگیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ موسیٰ زندہ آسمان میں موجود ہے۔'' (نورالحق ج۱ ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۹) اس چیز کو ہم ''جواب دعوت'' کے ص۱۱ پر تفصیل سے پیش کر چکے ہیں پھر کس منہ سے اس کے خلاف آج آپ بول پڑے؟ کہئے:

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مجاہد صاحب آگے لکھتے ہیں ”دوسری حدیث میں دجال کا بھی بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا جانا مذکور ہے۔ (ص۱۶)“ لیکن اس حدیث میں یہ نظر نہ آیا کہ رسول ﷺ فرماتے ہیں:”بینما انا نائم رائیتنی اطوف بالکعبة فاذا رجل احمر (الی قولہ) قالوا الدجال (صحیح مسلم مصری ج۱ص۸۲)“ یعنی میں نے سوتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ میں طواف کعبہ کررہا ہوں۔ اچانک ایک سرخ رنگ کا آدمی (تا) لوگوں نے کہا یہ دجال ہے۔ پس جب حدیث میں صاف طور سے مصرح ہے کہ یہ خواب کا واقعہ ہے‘ تو اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج کو قیاس کرنا جبکہ ان کے لئے زمانہ آئندہ کی خبر صراحت سے دی گئی ہے۔ قیاس مع الفارق ہے۔ اسی کو کہا ہے:

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک
کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

جواب دلیل نمبر۹

ہماری فہرست کی دلیل نمبر۶ او نمبر۷ اکو نویں دلیل بنادیا اور ساتھ ہی شکایت بھی کردی کہ ”حدیث ان عیسیٰ لم یمت کا انجمن اشاعت اسلام نے حوالہ نہیں دیا۔ (ص۱۷)“ حالانکہ انجمن اپنے ٹریکٹ نمبر۶ کے ص۳۰ پر چار کتابوں کا حوالہ پیش کرچکی ہے۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن کثیر اور درمنثور پھر آگے لکھتے ہیں کہ ”میں عبارت کو حدیث الرسول کہنا ہی غلط ہے۔ (۱۷)“ یہی تو آپ لوگوں کے ”یہود صفت“ ہونے کی دلیل ہے کہ جو حدیث آپ کے برخلاف ہو وہ حدیث الرسول نہیں ہے اور موضوعات واباطیل جن سے آپ کا مطلب نکلتا ہو وہ سب احادیث الرسول ہیں۔ جیسا کہ نمبر۷ کے تحت میں ہم یہ تفصیل لکھ آئے ہیں۔ سچ فرمایا رب العزت نے:”یحرفون الکلم من بعد مواضعه یقولون ان او تیتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا (مائدہ:۴۱،۳۱)“ یعنی بدل دیتے ہیں یہود کلام کو بعد اس کے کہ وہ اپنی جگہ پر ہوتا ہے، کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تو اس کو قبول کرلینا اور اگر یہ حکم نہ دئے جاؤ تو مت ماننا۔“ صدق اللہ۔

آگے دلیل کیا خوب دیتے ہیں کہ اگر ”یہ حدیث الرسول ہوتی...... تو صحابہ کرامؓ...... دوسروں کے پاس بیان کرتے...... الخ!(ص۱۷)“ صحابہ نے بیان نہیں کیا تو ہم تک یہ حدیث پہنچی کیونکہ بلاسند تو ہے نہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد ان عیسیٰ لم یمت...... الخ کو باب مدینۃ العلم مولیٰ علی مرتضیٰؓ نے سنا۔ ان سے حسن بصری (سیدالتابعین وشیخ الصوفیہ) نے

اخذ کیا۔ ان سے ربیع نے ان سے ابوجعفر نے ان سے ان کے بیٹے عبداللہ نے ان سے اسحٰق نے ان سے مثنٰی نے ان سے ابن جریر طبری نے۔ (ج۳ص۱۸۳) تفسیر ابن جریر کتب متداولہ میں سے ہے اور اس میں حدیث کی سند متصل بھی موجود ہے' پھر مجاہد صاحب کا یہ لکھنا کہ ''سند کا ذکر نہیں' اور ''کتب متداولہ میں باسناد و متصل ضرور ذکر ہوتا (ص۱۷)'' کتنا غلط اور دلیل جہالت ہے۔ محمد بن جریر طبری اتنے بڑے پایہ کا محدث ہے کہ ابن خلکان وغیرہ نے ان کو ائمہ مجتہدین میں سے لکھا ہے خود آپ کے مرزا قادیانی نے چشمہ معرفت میں لکھا ہے کہ: ''ابن جریرؒ...... نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے۔ (حاشیہ ص۲۵۰، خزائن ج۲۳ص۲۶۱)'' مجاہد صاحب نے حدیث مذکور کے لئے'' دنیائے اسلام کی معتبر و مستند کتب ص۱۷ ا کی ہی خواہش ظاہر کی ہے جب مرزا قادیانی نے ابن جریر کو معتبر اور امام حدیث مان لیا ہے تو اب مجاہد صاحب و دیگر قادیانی حضرات کو حدیث ان عیسیٰ لم یمت کو فرمان رسول مان لینے میں کیا عذر ہے؟

رہ گیا یہ انوکھا مطالبہ کہ بخاری و مسلم و ترمذی ابوداؤد و ابن ماجہ نسائی میں ذکر ہونا چاہئے۔ (ص۱۷)'' محض مہمل اور ہٹ دھرمی ہے جبکہ خود مرزا قادیانی نے بہت سی حدیثیں اپنے مدعیٰ کے اثبات کے لئے صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے پیش کی ہیں۔ جس کا نمونہ ہم ''جواب دعوت'' کے ص۱۳ پر دکھا چکے ہیں۔ اور خود محدثین کرام بھی تمام احادیث الرسول کو صحاح ستہ میں محصور نہیں مانتے۔

حدیث عیسیٰ لم یمت کے راوی صحابی کا نام

مجاہد صاحب کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ رسول کریم سے یہ ارشاد سننے والے کا نام تک مذکور نہیں ہے۔ (ص۱۷)'' صحابی کے نام کا مذکور نہ ہونا حدیث کی صحت میں قادح نہیں ہوتا مقدمہ ابن الصلاح میں ہے:'' **فالجهالة بالصحابي غير قادمة لان الصحابه كلهم عدول** (مصری ص۴۲)'' یعنی صحابہ چونکہ سب عدول (ثقہ) ہیں اس لئے ان کے نام کا معلوم نہ ہونا حارج نہیں ہے۔ تاہم اگر مجاہد صاحب کی یہی خواہش ہے کہ وہ حدیث ان عیسیٰ لم یمت کی روایت کرنے والے صحابی کا نام ہی ضرور معلوم کریں گے تو ہم خود امام حسن بصری سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ پس سنئے امام حسن بصری نے اپنے شاگرد یونس بن عبید سے فرمایا تھا:'' **كل شيء جعلني اقول قال رسول الله ﷺ فهو عن علي بن ابي طالب غيراني في زمان لا استطيع ان اذكر عليا** (تہذیب الکمال للمزی)'' یعنی جتنی حدیثوں میں، میں قال رسول اللہ کہوں وہ حضرت علیؓ سے مجھے پہنچی ہیں۔ میں ایسے (ظالم حجاج کے) زمانہ میں ہوں کہ حضرت علیؓ کا نام

نہیں لے سکتا۔ پس ثابت ہوگیا کہ ابن جریر میں جو قال الحسن قال رسول اللہ ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت..... الخ بالسند منقول ہے اس کے راوی حضرت علیؓ ہیں۔

کتب تفاسیر

حدیث مذکور کی بحث میں مجاہد صاحب کتب تفاسیر کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے خود اکابر مفسرین سے استناد کیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص۹۴، خزائن ج۱۷ ص۲۴۸)

مجاہد صاحب نے نقول حوالہ میں بڑی خیانت کی ہے چنانچہ پہلے نمبر میں قاضی شوکانی کی کتاب فوائد مجموعہ کے ص۱۱۱ سے امام احمد کا قول نقل کرتے ہیں کہ ”تین قسم کی کتابیں بے اصل ہیں من جملہ ان کے کتب تفاسیر بھی۔ (ص۱۸)“ اور آگے کی تمام عبارتیں کھا گئے۔ هذا محمول علی کتب مخصوصة فی هذه المعانی الثلاثة غیر معتمد علیها...... الخ (ص۱۱۱) یعنی امام احمد کی مراد خاص کتابیں ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جاتا پھر آگے اس کی تصریح بھی کر دی ہے۔ یعنی تفسیر کلبی تفاسیر مبتدعین تفاسیر صوفیہ، تفسیر ثعلبی، تفسیر واحدی، تفاسیر روافض وغیرہ، امام احمد کی مراد محدثین کی تفاسیر نہیں ہے جو بالسند حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ ورنہ امام احمد خود ایک مبسوط تفسیر کے مصنف ہیں۔ پھر تو وہ اپنے ہی قول سے ملزم ہوں گے۔ اور ان کی تفسیر خود ان کے ہی قول سے بے اصل ہو جائے گی۔ اسی طرح صاحب فوائد مجموعہ بھی مصنف تفسیر فتح القدیر ہیں۔ جو مصر میں طبع ہو چکی ہے۔ اسی طرح جلال الدین سیوطی جن کا قول نمبر۳ میں لکھا ہے دو دو تفسیروں کے مؤلف ہیں۔ یہ لوگ گویا خود اپنی تالیفات کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔ ولا یقول بذلك الا من سفه نفسه آگے نمبر۲ میں جو علامہ ابن خلدون کا قول لائے ہیں اس سے نمبر۱ کی تردید خود بخود ہو جاتی ہے۔

اس طرح پر کہ نمبر۱ میں تو کتب تفاسیر کو بالکلیہ بے اصل ٹھہرایا اور نمبر۲ میں ان کتب میں اعلیٰ ومقبول باتوں کا ہونا بھی مان لیا۔ وهل هذا الا تهافت۔ پھر ابن خلدون نے یہ بھی تو لکھا ہے جسے مجاہد صاحب ہضم کر گئے۔ فكتب الكثير من ذلك ونقلت الآثار الواردة فيه عن الصحابة والتابعين وانتهى ذلك الى الطبرى (ج۱ ص۳۶۶) یعنی اکثر سلف نے تفسیریں لکھیں اور ان میں جو حدیثیں صحابہ سے مروی اور آثار تابعین سے منقول ہیں ان کتابوں میں لکھی گئیں اور یہ التزام محدث ابن جریر طبریؒ پر منتہی ہوا۔ ہم نے بھی تو حدیث ان عیسیٰ لم یمت ابن جریر طبریؒ سے ہی نقل کی ہے جس کی تعریف علامہ ابن خلدون بھی فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد مجاہد صاحب نے نمبر۳ میں جو جلال الدین سیوطی کی اتقان سے نقل کیا ہے۔ ”انہوں (مفسرون) نے اسنادوں کو ترک کر دیا (تا) نقائص پیدا ہو گئے۔ (ص۱۸) یہ ان تفسیروں کی بابت ہے۔ جن

کے مصنفوں نے سندیں ترک کر دیں ہیں اور تفسیر ابن جریر وابن کثیر ان تفسیروں میں سے ہیں جو سندیں بیان کرتے ہیں۔

پس ظاہر ہے کہ یہ دونوں تفسیریں ان تفاسیر میں سے نہیں ہیں جن میں بوجہ ترک اسانید نقائص پیدا ہو گئے۔ افسوس ہے مجاہد صاحب کی خیانت پر کہ اتقان سے جو عبارت نقل کی ہے اس کے اوپر کی عبارت قصداً چھوڑ گئے جو یہ ہے: "بعدهم ابن جرير الطبرى وكتابه اجل التفاسير واعظمها (الىٰ) فهو يفوقها بذلك (اتقان مصری ج۲ص۱۹۰)" یعنی تفسیر ابن جریر طبری تمام تفسیروں میں بڑی جلالت اور عظمت والی ہے اور سب میں فوقیت رکھتی ہے پھر آگے لکھتے ہیں: "يقول عليه تفسير الامام ابن جرير الطبرى الذى اجمع العلماء المعتبرون علىٰ انه لم يؤلف فى التفسير مثله. (ج۲ص۱۹۱)" یعنی جس تفسیر پر بھروسہ کرنا چاہئے وہ تفسیر ابن جریر ہے جس کے بارے میں اجماع ہو چکا ہے کہ تفسیر میں اس جیسی کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی۔ اس لئے مرزا قادیانی نے اس کو معتبر مانا ہے۔ (چشمہ معرفت کا حاشیہ ص۲۵۱، خزائن ج۲۳ص۲۶۱) اسی تفسیر میں ان عیسیٰ لم یمت کی حدیث بالسند منقول ہوئی ہے کہئے مجاہد صاحب کیا سمجھے؟

ضیا کو تیرگی اور تیرگی کو جو ضیا سمجھے
پڑیں پتھر سمجھ ایسی پہ وہ سمجھے تو کیا سمجھے

جواب دلیل نمبر ۱۰

ہماری فہرستوں میں بیسویں دلیل حدیث ثم يموت فيدفن معى فى قبرى مسطور تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول مریں گے اور مقبرہ رسول میں دفن ہوں گے۔ مجاہد صاحب نے حسب عادت اس حدیث سے بھی انکار کر دیا ہے اور لکھا ہے "آنحضرت ﷺ کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے۔ (ص۴۰)" اور اس دعویٰ کے ثبوت میں چھ نمبر قائم کئے ہیں۔ نمبر۱ میں لکھا ہے کہ "مؤلف شرح مواہب اللدنیہ فرماتے ہیں والله اعلم بصحة خدا ہی اس کی صحت کو جانے۔ (ص ایضاً)" خدا تو سب کچھ جانتا ہے وہ اس دجل کو بھی جانتا ہے جو یہاں آپ نے کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ: "والله اعلم "مصنف مواہب کا قول تھا اسے آپ نے شارح مواہب کا قول بنا دیا ملاحظہ ہو (زرقانی شرح مواہب ج۸ص۳۳۸) علاوہ ازیں زرقانی شارح مواہب تو حدیث مذکور کی تائید میں ایک اور بھی صحیح حدیث نقل کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے: "وعند احمد بسند صحيح عن ابى هريرة رفعه انه يمكث فى الارض اربعين سنة

(ج ۸ص ۳۲۸)'' کو مسند احمد میں سند صحیح سے بروایت ابی ہریرہ مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ زمین میں چالیس سال ٹھہریں گے اور اس حدیث مشکوٰۃ والی میں یمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری وارد ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸۰)

پس شارح مواہب نے حدیث مذکور کی تصحیح دوسری حدیث سے کردی اور خود اس کی سند پر کوئی کلام نہ کیا نہ اس کو ضعیف کیا نہ موضوع بتایا نہ بے اصل ٹھہرایا۔ اسی طرح ملا علی قاری نے بھی شرح مشکوٰۃ میں حدیث مذکور پر کوئی جرح نہیں کی۔ اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی شرح فارسی مشکوٰۃ میں حدیث مذکور پر کوئی جرح نہیں کی خود محدث ابن جوزی جو نہایت متشدد ہیں اور کئی صحیح اور حسن حدیثوں کو موضوع کہہ دیا ہے۔ وہ اپنی دو دو کتابوں (کتاب الوفاء اور کتاب المنتظم) میں حدیث مذکور نقل کرتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ صاحب کنز العمال اور صاحب مشکوٰۃ بھی اس حدیث کو نقل کر کے خاموش ہو جاتے ہیں۔ علامہ ابن المراغی تاریخ مدینہ میں رواہ علامہ سمہودی وفاء الوفاء (تاریخ مدینہ) میں اس روایت کو درج کرتے ہیں اور کچھ نہیں بولتے خود قسطلانی مواہب میں نقل کر کے سکوت کرتے ہیں۔ امام قرطبی تذکرہ اور بقاعی سر الروح میں اس کو بلا جرح نقل کرتے ہیں۔ حجج الکرامہ ص ۴۲۹، ۴۳۰ (جس کا مرزائی بہت حوالہ دیتے ہیں) میں اس حدیث کو نقل کر کے کوئی کلام نہیں کیا۔'' اسی طرح بہت سے محدثین اور مؤرخین اس حدیث کو بلا جرح وقدح نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ حتیٰ کہ خود مرزا قادیانی نے بار بار اس روایت کو نقل کیا اور اس سے استناد کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی کا حدیث مذکور کو ماننا

مرزا قادیانی حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں: ''اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد له ...... اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں ...... مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے ...... اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی (ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ص ۳۳۷) دیکھو مرزا قادیانی حدیث مذکور کو فرمانِ رسول تسلیم کر رہے ہیں اور ان کا ایک سیہ دل مرید لکھتا ہے کہ'' آنحضرت ﷺ کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے۔ (ص ۱۰) اب خاص طور سے فیدفن معی فی قبری کے متعلق مرزا قادیانی کے اقوال ملاحظہ ہوں۔ اخبار الحکم میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کی قبر میری قبر ہوگی۔'' (الحکم ۱۰ار مئی ۱۹۰۳ء،

ص۲) اور ازالہ اوہام میں تحریر کرتے ہیں کہ "ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔" (ازالہ اوہام ص ۴۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲) اور کشتی نوح میں ارقام فرماتے ہیں: "یہی بھید ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔" (ص ۱۵ مطبوعہ قادیان، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶) آپ کے خلیفہ محمود میاں انوار خلافت میں بیان کرتے ہیں "آنحضرت نے فرمایا ہے کہ وہ میری قبر میں دفن ہوگا۔" (ص ۵۰) کہئے مجاہد صاحب یہ آپ کے بزرگان دین بلکہ آپ کے پیغمبر اور ان کے خلیفہ تو حدیث مذکور کو آنحضرت کا قول تسلیم کرتے ہیں اور آپ ہماری مخالفت میں یہی کہے جاتے ہیں کہ "آنحضرت کی طرف غلط منسوب ہے۔ (ص ۲۰)" حالانکہ مرزا قادیانی جب کسی حدیث کو قبول کرتے ہیں تو خدا سے علم پا کر۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ کا حاشیہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱)

پس ان کی قبول کردہ حدیث سے آپ کسی طرح بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اور ان کا اس حدیث کو قبول کرنا بلکہ اس سے استناد کرنا ان کے ان الفاظ سے کھلا ثابت ہے کہ وہ اپنی پیشن گوئی کی تصدیق حدیث مذکور سے فرماتے ہیں (ضمیمہ انجام آتھم کا حاشیہ مذکورہ ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) اور الفاظ یدفن معی فی قبری کا ترجمہ کشتی نوح میں نقل کر کے لکھتے ہیں۔ "وہ میں ہی ہوں۔" (ص ۱۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴) پس مجاہد صاحب نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۲ کے آخری صفحہ (نمبر ۴۴) میں بعنوان "ایک اور عذر کی حقیقت" لکھا ہے کہ حدیث یدفن معی وضعی ہے اور "مرزا قادیانی نے اسے اپنے مخالفوں کے سامنے اس لئے پیش کیا ہے کہ مخالف لوگ اس حدیث کو مانتے ہیں حضرت مرزا قادیانی نہیں مانتے۔" کتنا غلط اور جھوٹ بلکہ صریح دجل اور فریب ہے۔ مجاہد نے ناظرین کی آنکھوں میں خاک جھونکی ہے۔ ہم نے مرزا قادیانی کی عبارتیں مختلف کتب سے جو نقل کی ہیں ان سے مجاہد کے "عذر کی حقیقت" کی اصلی حقیقت خوب واضح ہو جاتی ہے۔ کہ مرزا قادیانی حدیث مذکور کو صاف صاف حدیث رسول تسلیم کر کے اس کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیتے ہیں۔ مجاہد صاحب:

باندھی ہے تم نے زیر فلک جھوٹ پر کمر
شاید بگڑ گیا ہے کہیں پاٹ نیل کا

نمبر ۲...... میں مجاہد صاحب یوں گل افشانی فرماتے ہیں کہ "حضرت عائشہؓ کے خواب کے بھی خلاف ہے۔" (ص ۲۰) حدیث نبوی اگر کسی امتی کے خواب کے خلاف یا قول کے خلاف ہونے سے غلط ہو جائے تو آج احادیث کا سارا دفتر مردود ہو جائے گا۔ اور اسلام دنیا سے رخصت۔ یہ

اچھا اصول آپ نے وضع فرمایا۔ جس کا دنیا میں کوئی قائل ہی نہیں۔

این کا داز تو آید و مردان چنیں کنند

حالانکہ ''اظہار حقیقت'' کی عبارت ص ۹ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کو تیسرا چاند مان لینے پر حضرت عائشہ کا خواب (جو موطا میں مذکور ہے) اس حدیث کے عین مطابق ہو جاتا ہے۔ اس پر یہ اعتراض کہ ''حضرت ابوبکر نے غلط سمجھا۔'' (ص ۲۰) بالکل غلط ہے حضرت ابوبکرؓ نے وفات رسول پر جو فرمایا تھا هذا احدا قمارك (موطا ص ۸۰ و مستدرک حاکم ص ۶۰ ج ۳) اس میں الشمس کو قمر تغلیبا فرمایا تھا' جیسے سورج اور چاند کو قمرین کہتے ہیں۔ خود آپ کے پیغمبر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

لــه خسف الــقـمـر الـمـنيـر وان لـي
غســار الـقـمــران الـمشـرقــان اتنكـر

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

اس شعر میں مرزا قادیانی نے سورج کو قمر لکھا ہے اسی طرح اقمار میں آنخضرت ﷺ کو سورج اور بقیہ تین اور دفن ہونے والوں کو چاند فرمایا ہو تو کیا اعتراض؟ اگر آپ کو اس ''تاویل'' کے ماننے میں تردد ہو تو ہم بھی آپ کو اس کے ماننے پر مجبور نہیں کرتے اور نہ ہم اس سے بقول آپ کے ''چھٹکارا'' چاہتے ہیں۔ بلکہ اس کا دوسرا مطلب جو واقعی اور اصل مطلب ہے۔ تحریر کرتے ہیں' سنئے۔ حضرت عائشہؓ کو خواب میں تین چاند اس لئے دکھائے گئے کہ ان کی زندگی میں تین ہی چاند ان کے حجرہ میں دفن ہونے والے تھے اور وہ صرف تین کو ہی دیکھنے والی تھیں۔ آنخضرت ﷺ کو، حضرت ابوبکرؓ کو، حضرت عمرؓ کو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ حضرت عائشہ کی زندگی میں دفن ہونے والے نہیں تھے اس لئے حضرت عائشہ کو چار چاند نہیں دکھائے گئے۔ لیکن جب مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ آنخضرت نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا تو اب مرزائیوں کو انکار کیوں ہے؟ یاللعجب!

نمبر ۳..... میں مجاہد صاحب ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ ''حضرت عمرؓ نے اپنے دفن ہونے کے لئے حضرت عائشہ سے اجازت کیوں مانگی؟ (ص ۲۱)'' اس لئے اجازت مانگی کہ حضرت عمرؓ نے خواب مذکور نہیں دیکھا تھا نہ ان سے آنخضرت ﷺ نے اس امر میں کچھ فرمایا تھا کہ تم میرے گھر میں مدفون ہوگے نہ حضرت عمرؓ نے اس باب میں کچھ آنخضرت ﷺ سے سنا تھا۔ اور اسی ایک امر پر کیا موقوف ہے۔ حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ بہت سی حدیثیں بالمشافہ آنخضرت ﷺ سے نہیں سنیں بلکہ بعد میں ان کو دیگر صحابہ سے معلوم ہوئیں۔ کـمـا لا يـخـفـى عـلـىٰ من له ادنىٰ مسكة فى

الـحـديـث۔ عندالضرورت ہم اس کی بیسیوں مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ: ’’حضرت عائشہؓ نے کہہ کیوں نہ دیا (تا) اجازت کی کیا ضرورت؟‘‘ (ص۲۱)

قابل توجہ نہیں، وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ کو پیغام نہیں دیا تھا کہ مجھ سے اجازت مانگو۔ اجازت مانگنا فعل عمرؓ ہے اور وہ بھی حسب ہدایت قرآنی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا...... الخ! (نور:۲۷)‘‘ یعنی دوسرے کے گھروں میں بغیر اجازت کے نہ جاؤ۔ روضہ نبوی حضرت عائشہؓ کا گھر تھا اللہ نے ازواج نبی کے گھروں کو ان کی طرف منسوب فرمایا ہے: ’’وقرن فی بیوتکن (احزاب:۳۳)‘‘ اس لئے حضرت عمرؓ کو اجازت طلب کرنے کی ضرورت ہوئی اور حضرت عائشہؓ کے اجازت دے دینے کی وجہ ان کا وہی خواب تھا۔ ورنہ ان کو حق تھا کہ اجازت نہ دیتیں جیسا کہ بہتوں کو اجازت نہیں دی کما سیاتی۔ پس اجازت دے دینا ہی کہہ دینا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ مجاہد صاحب کس زبان سے کہتے ہیں کہ ’’وہ حدیث جو پیش کی جاتی ہے وہ وضعی ہے نہ کہ سچی۔ (۲۱) جب کہ مرزا قادیانی خود بھی اس حدیث کو پیش کر کے خود کو اس کا مصداق قرار دیتے ہیں کما مرّ۔ کیا مرزا قادیانی بقول مجاہد وضعی حدیث بیان کیا کرتے ہیں؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

نمبر۴...... میں مجاہد صاحب جولانی قلب یوں دکھاتے ہیں ’’حضرت عائشہ نے کیوں یہ فرمایا کہ میں نے اسے اپنے لئے رکھا ہوا تھا (تا) معلوم ہوا کہ وہاں اور جگہ نہیں ہے۔ (ص۲۱)‘‘ حضرت عائشہ کے الفاظ یہ ہیں: ’’کنت اریده لنفسی ولاوثرنه الیوم علیٰ نفسی (بخاری پ۶ وپ۱۴)‘‘ اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو مجاہد صاحب سمجھتے ہیں کہ اسے اپنے لئے رکھا تھا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرا ارادہ تھا کہ یہاں پہلے کی طرح بے تکلف رہتی سہتی۔ لیکن اب بوجہ ایک اجنبی کے وہاں آجانے کے مجھے تکلیف ہوگی تو بھی میں اپنی جان پر ایثار کروں گی اور اس تکلیف کو برداشت کروں گی۔ جیسا کہ ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: ’’لم اضع ثیابی عنی منذ دفن عمر فی بیتی (فتح)‘‘ یعنی جب سے عمر میرے گھر میں دفن ہوئے میں نے اوڑھنی تک نہیں اتاری۔ اس تکلیف کو تاحیات برداشت کیا لیکن ساری عمر اسی حجرہ میں ہی رہیں۔ اگر وہاں جگہ نہ تھی تو حضرت عائشہ وہاں کیوں کر رہتی تھیں؟ اور کیوں مرنے کے وقت اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کو وصیت کی تھی کہ لا تدفنی معھم (بخاری پ۶، پ۳۰) مجھے یہاں دفن نہ

کر دینا۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی تھی جیسا کہ مسند اسماعیلی میں اس روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ وکان فی بیتها موضع قبر (فتح الباری پ ۶) یعنی وہاں ایک قبر کی جگہ اور تھی حضرت عائشہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں میرے اقرباء اس جگہ میں جو حضرت عیسیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ مجھے نہ دفن کر دیں۔ اس لئے بھانجے کو وصیت کر دی کہ مجھے یہاں دفن نہ کیجیو۔ فتح الباری شرح بخاری میں ہے: "قولها عند وفاتها لا تدفنی عندهم یشعر بانه بقی من البیت موضع للدفن (پ ۶)" یعنی حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ دفن کرنا اس امر کو مشعر ہے کہ بیت عائشہ میں دفن کے لئے جگہ موجود تھی۔ چنانچہ خود صحیح بخاری میں ہے: "کان الرجل اذا ارسل الیها من الصحابة قالت لا (پ ۳۰)" یعنی صحابہ میں سے اکثر لوگ اس جگہ میں دفن ہونے کے لئے حضرت عائشہ سے اجازت مانگتے تھے لیکن وہ کسی کو اجازت نہیں دیتی تھیں۔ طبقات ابن سعد میں ہے: "ان الحسن بن علی اوصیٰ اخاه ان یدفنه عندهم (الیٰ) فدفن بالبقیع (فتح: پ ۳۰)" حضرت حسن نے بھی وہاں دفن ہونا چاہا تھا۔ لیکن بقیع میں دفن کئے گئے۔ اگر روضۂ نبوی میں چوتھی قبر کی جگہ نہ تھی تو یہ صحابہ لوگ آخر کس طرح وہاں دفن ہونے کی خواہش کرتے تھے؟ یا اللہ یا انصاف۔

نمبر ۵...... میں مجاہد صاحب یوں ژاژ خائی فرماتے ہیں "کون بے غیرت مسلمان ہوگا جو آنحضرت کی قبر کو کھود کر...... حضرت عیسیٰ کو لٹائے گا۔ (ص ۲۱)" اسی قسم کے مسلمان ہونگے جس قسم کے مسلمانوں نے آنحضرت کی قبر کھود کر حضرت ابوبکر صدیق کو وہاں لٹایا تھا۔ ہاں اسی طرح کے مسلمان جنہوں نے پھر کھود کر حضرت عمر فاروق کو وہاں دفن کیا تھا۔ ہاں ہاں اسی طرح کے "بے غیرت" جو کشتی نوح میں لکھتے ہیں "آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ: "مسیح میری قبر میں دفن ہوگا۔" (خزائن ج ۱۹ ص ۱۶) اور جو "انوار خلافت" میں تحریر کرتے ہیں کہ "آنحضرت نے فرمایا ہے کہ وہ میری قبر میں دفن ہوگا۔" (ص ۵۰) اسی رنگ کے مسلمان وہاں حضرت عیسیٰ کو بھی گاڑیں گے۔ سمجھا جناب نے؟ پھر جناب کا یہ لکھنا کہ: "مولوی صاحبان نے قبر کے معنے مقبرہ کر کے دھوکا دیا ہے (یا) غلط ہے۔" (ص ۲۱) خود دھوکہ دہی اور غلطی ہے۔ ورنہ سب سے بڑے دھوکہ دینے والے (دجال) اور غلطی کرنے والے جناب مرزا قادیانی ہی ٹھہریں گے جنہوں نے ازالہ اوہام میں تحریر کیا ہے۔ کہ "جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔" (ازالہ اوہام ص ۲۵۲، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲) روضہ اور مقبرہ ایک ہی چیز ہے۔ اب اپنے مرزا سے پوچھو کہ "قبر کے معنے روضہ کس لغت میں ہیں؟" اور یدفن معی فی قبری کے معنے "روضہ کے پاس مدفون ہو۔" مرزا قادیانی نے "عربی

زبان" کے محاورہ کے خلاف کیا ہے یا نہیں؟ پھر "بہشتی مقبرہ" سے جو آواز مرزا قادیانی کی سنائی دے اسے بذریعہ اشتہار شائع کر دو۔ پھر ہم تم کو نہر کے معنے منہر اور قبر کے معنے مقبرہ عربی زبان سے ثابت کر دیں گے۔ انشاءاللہ!

نمبر۶...... میں مجاہد صاحب نے وہی اوپر والی بات پھر اگل دی ہے کہ "اس حدیث کو کسی محدث...... نے اپنی کتاب میں درج نہیں کیا۔" (ص۲۲) یہ مجاہد کا قصور نظر ہے۔ اسی بحث کے نمبرا کے جواب میں ہم محدثین کی ان کتابوں کو نام بنام لکھ آئے ہیں جن میں حدیث مذکور درج کی گئی ہے۔ فانظر واثمه۔

مجاہد صاحب کو اپنی حرکات شنیعہ پر تو کبھی تعجب نہیں آیا کہ اپنی غرض فاسد کے لئے تو اوّل مجہول حدیثوں سے استناد کرتے ہیں اور ہم جو صریح وصحیح حدیثیں پیش کرتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ "کوئی صحیح حدیث نہیں ملتی جس میں آسمان کا لفظ ہو...... الخ! (ص۲۲)" حالانکہ اسے ہم پیش کر چکے ہیں مگر:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ؟

جواب دلیل نمبر۱۱

ہمارے دلائل کی فہرست (جس کا مجاہد صاحب جواب دینے بیٹھے تھے اس) میں سوائے قرآن اور حدیث کے اور کسی کا بھی کوئی قول نہیں پیش کیا گیا تھا لیکن مجاہد صاحب نے اپنے مرزا کے ایک قول کو جسے ہم نے (اظہار حقیقت ص۳) میں بطور الزام کے لکھا تھا اسے ہماری دلیل بنا دیا ہے اور وہ بھی نمبر۱۱ کی دلیل سبحان اللہ! لکھتے ہیں کہ "جب تک مرزا نے نہیں لکھا تھا اس وقت تک عیسیٰ زندہ نہ تھے جب مرزا نے لکھ دیا تو عیسیٰ زندہ ہوگئے۔" (ص۲۲) حیات عیسیٰ کا مدار کتاب وسنت پر ہے نہ قول مرزا پر۔ لیکن جو لوگ مرزا کے قول کو وحی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کو ملزم کرنے کے لئے مرزا کا قول پیش کیا گیا تھا۔ لیکن مجاہد صاحب اپنے پیغمبر مرزا کو رسم ورواج کا پابند بتاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں "رواجی طور پر لکھ دیا دعویٰ سے پہلے۔" (ص۱۲) سنئے جناب! مرزا کا قول حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا اس کتاب سے پیش کیا گیا تھا جس کا نام ہے براہین احمدیہ۔ جو احمدیوں کے دلائل کی کتاب ہے۔ جو الہامی تائید سے لکھی گئی اور مرزا قادیانی اس وقت بقول خود رسول ہو چکے تھے۔ (ایام الصلح اردو ص۷۵، خزائن ج۱۴ ص۳۰۹) نیز کتاب مذکور کو "آنحضرت ﷺ نے (بقول خواب مرزا) قبول بھی فرمالیا تھا۔" (براہین احمدیہ ص۲۴۹، خزائن ج۱ ص۲۷۵) اور آنحضرت ﷺ نے

کتاب مذکور کے کسی مضمون یا کسی لفظ کے ردوبدل کرنے کی ہدایت نہیں فرمائی تھی پھر رواجی طور پر کیونکر لکھ دیا؟ کیا پیغمبر بھی رواج کا پابند ہوتا ہے؟ "دعویٰ سے پہلے" کی ایک ہی کہی، براہین احمدیہ کو مرزا قادیانی نے مبعوث ہونے کے بعد تالیف فرمایا ہے چنانچہ اپنی کتاب حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں: "میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور ہونے اور مبعوث ہونے کے چھپ کر شائع ہوئی۔ ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز مشرف مکالمہ ومخاطبہ پاچکا تھا پھر سات سال بعد کتاب "براہین احمدیہ" جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے۔ تالیف ہوکر شائع کی گئی جیسا کہ سرورق پر یہ شعر لکھا ہے۔: "تاریخ بھی یا غفور نکلی واہ واہ۔"

(حقیقت الوحی ص ۱۹۹، ص ۲۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۸)

پس حضرت عیسیٰ کی حیات ونزول سے متعلق مرزا قادیانی کا اقرار، خدا سے شرف مکالمہ پانے اور مامور مبعوث (پیغمبر) ہونے کے سات برس بعد کا ہے نہ رواجی طور پر پیغمبر رواج کا پابند نہیں ہوتا۔ لیکن مجاہد صاحب نے یہاں پر کمال بلادت کا ثبوت دیا ہے وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کو بھی رواج کا پابند بنادیا ہے اور نماز کو جو عمل ہے عقیدہ ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں حضرت نبی کریم ﷺ نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کیں اسی رواج کے ماتحت...... نماز جیسی عقیدہ...... میں یہود کے رواج کی پیروی......" (ص ۱۴۳) اسی کو کہتے ہیں کہ "ایک تو کریلا دوسرا نیم چڑھا" ایک تو نماز کو عقیدہ غلط لکھا دوسرے نبی کریم علیہ السلام کو یہود کے رواج کا پیرو بنا کر آپ ﷺ کی توہین کی۔ یہ ہے مرزائیوں کا دین وایمان کہ جو عیب مرزا میں نکل آئے جھٹ اسی قسم کے محبوب اللہ کے سچے پیغمبروں کے سر یہ لوگ منڈھ دیتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود بھی لکھ گئے ہیں کہ "میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کرسکتے کہ جس اعتراض میں گزشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵) پناہ بخدا، مرزائیو! اللہ سے ڈرو اور سنو آنحضرت ﷺ نے بیت المقدس کو قبلہ اللہ کے حکم: "فبھداھم اقتدہ" کی وجہ سے بنایا تھا اور یہ حکم آپ کو مکہ معظمہ میں مل چکا تھا (انعام: ۹۰)" (سورہ انعام کی ہے۔) پھر اللہ نے اس کو سورہ بقرہ اتار کر منسوخ فرمادیا اور حکم دیا: "فول وجھک شطر المسجد الحرام (بقرہ: ۱۵۰)" اب مسجد حرام کی طرف منہ پھیرکے نماز عمل ہے اور عملیات میں نسخ ہوتا ہے بخلاف عقیدہ حیات ونزول مسیح کے عقائد میں نسخ نہیں ہوتا۔ پس مرزا قادیانی کا عقیدہ مندرجہ براہین احمدیہ پچھلی تحریروں سے منسوخ نہیں ہوسکتا۔

البتہ دونوں تحریروں میں تعارض ہوگا پس بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا دونوں قول مرزا کے ساقط کیجئے اب بقول آپ کے ”پس فیصلہ ہوگیا۔“ (ص۴۲) یہ عقیدہ کی خرابی کہیں تو کیسے بنی؟ غیر کو مجرم بناتے تھے۔ یہ گت ان کی بنی۔

توہین انبیاء کرام علیہم السلام

مجاہد صاحب نے بعنوان ”ایک عذر نامعقول کی حقیقت“ ایک نہایت ہی نامعقول بات تحریر کی ہے۔ جو سراسر موجب اہانت پیغمبران علیہم السلام ہے۔“ لکھتے ہیں۔ انبیاء کو اپنی وحی کے معنے سمجھنے میں غلطی لگتی رہی ہے...... آنحضرت ﷺ کو بھی بعض وقت اجتہادی غلطی فہم معانی میں ہوئی۔ جیسے صلح حدیبیہ واقعہ جائے ہجرت کا واقعہ...... نوح کا اپنے بیٹے کو اہل سمجھنا...... یونس کا نہ سمجھنا اور خدا پر ناراض ہونا۔“ (ص۴)

معاذ اللہ معاذ اللہ! پیغمبر اور خدا پر ناراض ہو؟ ”اذ ذھب مغاضباً (انبیاء:۸۷)“ کے معنے اپنی طرف سے ناراض ہوکر جانا ہے، نہ خدا سے۔ نوح کا بیٹا کسی غیر کے نطفہ سے نہ تھا۔ انہیں کا بیٹا تھا اور انہیں کے اہل سے تھا۔ ”لیس من اھلك (ھود:۴۶)“ میں مطلق اہل سے ہونے کی نفی نہیں ہے۔ ”انه عمل غیر صالح“ کی قید نے یہ بتایا کہ وہ ان لوگوں سے نہیں ہے جو علم باری میں نجات پانے والے ہیں۔ پس نوح کو علم باری کا کیا پتہ؟ اس لاعلمی کی وجہ سے انہوں نے بطور استعداد و استکشاف حال ولد غریق کے استفسار فرمایا نہ کہ وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی وثم بینهما۔ واقعہ حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ سے کوئی بھی غلطی نہیں ہوئی ہے۔ جائے ہجرت کا دیکھنا خواب کا واقعہ ہے۔

مرزا قادیانی نے خواب میں توفی کے معنے نہیں کئے ہیں۔ بلکہ جاگنے کی حالت میں تالیف براہین کے وقت ”پوری نعمت دینے۔“ کا ترجمہ کیا ہے اور یہ لفظ قرآنی مرزا قادیانی پر نہیں اترا تھا۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ پس وحی محمدی کے سمجھنے میں مرزا قادیانی کو کیونکر غلطی لگی؟ سوا اس کے کہ مان لیا جائے کہ مرزا قادیانی قرآن یا عربی نہیں جانتے تھے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے مولوی اصغر علی روحی لاہوری کے مقابلہ پر کہہ دیا تھا کہ ”میں عربی کا عالم نہیں ہوں۔“ (الحکم ۱۷؍اکتوبر ۱۹۰۲ء ص۵) لیکن بقول مجاہد صاحب ”مرتا کیا نہ کرتا۔“ (ص۴۳) انہوں نے مرزا قادیانی کے دامن کو پاک کرنے کے لئے انبیاء کرام کے مقدس دامنوں کو آلودہ کردیا اور توہین انبیاء کرام کے مرتکب ہوئے اور اس لئے کہ ان کے دلوں میں انبیاء علیہم السلام کی کوئی عزت ووقعت نہیں ہے جیسا کہ اوپر لکھ آئے ہیں۔

کھل گیا عشق بتاں طرز سخن سے مومن
اب مکرتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو؟

معذرت

دوستو! قادیانی ٹریکٹ نمبر۲ کا جواب ماہ رجب کی آخری تاریخوں تک ہی تقریب اختتام کے پہنچ چکا تھا کہ میرے سفروں کا سلسلہ شروع ہوگیا" جس کا خاتمہ یکم رمضان ہوا۔ پھر رمضان مبارک کی مصروفیتیں تکمیل جواب سے مانع آئیں۔ آواخر رمضان وشوال میں قادیانی برکات (زلازل وغیرہ) کے اثرات سے پریشانی رہی۔ آخراراکین انجمن اشاعت الاسلام کے بے انتہا مجبور کرنے پر ماہ ذیقعدہ میں رسالہ ہذا کی تکمیل کردی جو آپ کے سامنے ہے۔

"والعذر عند کرام الناس مقبول' فالحمد للّٰہ الذی بنعمته تتم الصالحات الباقیات والصلوٰۃ مع السلام علیٰ محمد الذی ختم به النّبییون اولو الشرائع والمعجزات غیرهم من تابعیهم ذوی الفضائل والبرکات۔ ما دامت الارض والسماوات الکرّات والمرات"

قادیانی ٹریکٹ نمبر۳ کی حقیقت

ہمارے ٹریکٹ نمبر۶ مسمی بہ"جواب دعوت" کے نام نہاد جواب میں مجاہد صاحب نے اپنا ٹریکٹ نمبر۳ شائع کیا ہے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم جواب دعوت کے جواب سے سبکدوش ہوگئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جواب سے ہی جواب ہے۔ ہمارا ٹریکٹ نمبر۶ پورے ۳۶ صفحوں کا ہے۔ اس میں پورے دس صفحوں کو تو مجاہد صاحب نے ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے۔ یعنی ص ۶، ۹، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۴، ۳۱، ۳۵ پس ان دس صفحوں کا جواب تو مجاہد کے ذمہ جوں کا توں باقی ہے۔ رہ گئے باقی ۲۶ صفحے، ان کی بابت ملاحظہ فرمائیے۔ ہمارے ٹریکٹ میں سوائے پہلے اور پچھلے صفحہ کے ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں۔ ص۲ میں سے مجاہد نے ساڑھے ۶ سطریں لی ہیں۔ ص۳ سے آدھی سطر۔ ص۵ سے بھی آدھی سطر۔ ص۷ سے سوا۴ سطریں۔ ص ۸ سے ۴ سطریں۔ ص۱۰ سے ساڑھے ۴ سطریں۔ ص۱ سے ۱ تہائی سطریں۔ ص۱۲ سے سوا ۳ سطریں۔ ص۱۳ سے ۲۔۳/۴ سطریں۔ نمبر۱۴ سے ڈیڑھ سطر۔ ص۱۵ سے ۳ سطریں۔ ص۱۷ سے ۶ سطریں۔ ص۲۱ کے آدھے کالم سے ۷ سطریں گویا ساڑھے ۳ پوری سطریں ص۲۲ سے ایک سطر ص۲۳ سے ۳ سطریں۔ ص۲۵ سے ایک سطر۔ ص۲۶ سے بھی ایک سطر ص۲۷ سے ۲ سطریں۔ ص۲۸ سے ڈیڑھ سطر۔ ص۲۹ سے آدھی سطر۔ ص۳۰ سے ۳ سطریں۔ ص۳۲ سے ۲ سطریں۔ ص۳۴ سے ۱۔۳/۴ سطر۔ ص۲۶ سے ۲

سطریں۔ یعنی رسالہ ''جواب دعوت'' کی ۷۳۰ سطروں میں سے صرف ۶۵ سطروں کے جواب دینے کے مجاہد صاحب نے کوشش کی ہے اور وہ جواب بھی کیا ہے کہ منہ چڑھایا ہے اس جواب کے اکثر حصوں کی تردید ہمارے اسی رسالہ میں ہو چکی ہے۔ رسالہ ''جواب دعوت'' کے باقی ۶۶۵ سطروں کا جواب مجاہد کے ذمہ ہنوز جوں کا توں باقی ہے۔ یوں سمجھئے کہ مجاہد صاحب نے رسالہ جواب دعوت کے گیارہ حصوں میں سے صرف ایک حصہ کے جواب دینے کی سعی کی ہے۔ باقی دس حصوں کے جواب سے عاجز رہ گئے یا تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم ان کے ٹریکٹ نمبر۳ کے جواب میں کوئی علیحدہ کتاب لکھیں۔ تاہم اگر دوستوں نے ضرورت سمجھی اور مسلمانوں کا اصرار ہوا تو چند صحبتوں میں اس کا مکمل دندان شکن جواب تحریر کر دیں گے۔ انشاء اللہ العزیز! کیونکہ۔

ظفر نصیب میں ہٹتے نہیں ہیں دشمن سے
ہمارا ہاتھ ہے لائق کڑی کمان کے لئے
مناظر ہیں نہیں میرے رد برو یہ تاب
کہ لب ہلا بھی سکے غیر کچھ بیان کے لئے
یہ سب فضل ہے اس خالق دو عالم کا
کہ مثل شیر ہیں ہم دفع دشمناں کے لئے

تمت الرسالۃ

قادیانی ٹریکٹ نمبر۴ کا جواب اور اس کی حقیقت

خلیفہ قادیان نے ماہ نومبر ۱۹۳۲ء میں ۳۲ صفحوں کا ایک رسالہ شائع کیا تھا جس کا نام ہے۔ ''سرزمین کابل میں ایک تازہ نشان کا ظہور'' مجاہد صاحب نے کمال جدوجہد سے چھ صفحوں کا اضافہ کر کے اسی رسالہ کو بعینہا بنارس میں طبع کرا کے شائع کر دیا اور اس کو ''سلسلہ ظہور امام کا ٹریکٹ نمبر۴'' بنا دیا۔ یہ ہے اس ٹریکٹ کی حقیقت۔

ٹائٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مجاہد صاحب نے ہمارے ٹریکٹ نمبر۷ ''معیار نبوت'' کے جواب دینے کی سعی لا حاصل کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''پیغمبروں کی پیشین گوئی کے حرف بحرف پورا ہونے کی شرط محض غلط ہے۔'' یہ تو مجاہد صاحب بلکہ ہر مرزائی کی جبلی عادت ہو گئی ہے کہ جو امور نص قرآن وحدیث سے ثابت ہو وہ سب ان کے نزدیک ''غلط'' ہوتے ہیں۔ صحیح وہی ہوتا ہے جو یہ لوگ کہیں۔ تاکہ مرزا قادیانی کی نبوت کا ڈھیہ کسی طرح سچی ہو جائے۔ خواہ سچے پیغمبر نعوذ باللہ

جھوٹے ہی کیوں نہ ثابت ہوں۔

بلا سے کوئی اور ان کی بدنما ہو جائے
کسی طرح تو مٹ جائے ولولہ دل کا

مجاہد صاحب کی دلیل ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: "پورا ہونا ضروری ہوتا تو خدا کیوں فرماتا: "لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون (روم:۶)" کیوں اعتراض کرتے ہیں؟ گویا مجاہد صاحب یہ سمجھے کہ اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ پیغمبروں کی پیش گوئی حرف بحرف پوری نہیں ہوتی۔ ناظم برین فہم، پوری آیت یوں ہے: "ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعلمون ظاھراً من الحیٰوۃ الدنیا وھم عن الآخرۃ ھم غافلون (روم:۷)" یعنی مدد دیتا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اور وہی غلبہ والا رحم والا ہے۔ وعدہ ہے اللہ کا (مدد کا) اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ لیکن اکثر لوگ (مشرکین) کو (اللہ کے وعدوں کا) علم نہیں ان کا تو صرف دنیا کی زندگی کی ظاہر (معمولی) باتوں کا علم ہے اور وہ آخرت (کی باتوں) سے غافل (بے خبر) ہیں مشرکین مکہ نے کہا تھا کہ جس طرح فارس والے امی ہیں اور رومی اہل کتاب پر غالب آئے ہم بھی امی ہیں اور محمدی اہل قرآن پر غالب آئیں گے۔ اللہ نے ان کی تردید فرمائی کہ ۹ برس کے اندر اہل روم اہل فارس پر غالب ہوں گے۔ اور مسلمان مکہ والوں پر (بدر میں) غالب ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہوکر رہے گا (چنانچہ پورا ہوا) لیکن مشرکین مکہ نہیں جانتے۔ کہ شکست خوردہ رومی کیونکر غالب اہل فارس پر فتح پائیں گے اور بے سروسامان قلیل مسلمان کیونکہ سارے مکہ والوں پر فتح حاصل کریں گے۔ وہ تو دنیوی ساز وسامان اور کثرت تعداد پر غلبہ کو منحصر جانتے ہیں۔ ان کو کیا خبر کہ

اوست سلطان ہرچہ خواھد آں کند
عالمے رادردمے ویراں کند

پس آیت تو کچھ کہہ رہی ہے اور مجاہد صاحب کچھ الاپ رہے ہیں۔ (فحوائے من چہ گویم وطنبورہ من چہ سراید) سبحان اللہ!

دوسری دلیل مجاہد صاحب نے اس سے بھی عجیب دی ہے لکھا ہے کہ "یعقوب کی پیش گوئی عسیٰ اللہ ان یاتینی بھم جمیعا (یوسف:۸۳)"...... وہ تینوں نہ آئے الٹا حضرت

یعقوب کو ہی جانا پڑا۔'' بریں عقل و دانش ہزار آفرین۔ یہاں اتیان بمعنے تدبیر ہے اور کلام عرب میں اتیان تدبیر کے معنوں بہت مستعمل ہے مشہور لغوی راغب اصفہانی کی مفردات ملاحظہ ہو۔ یعقوب علیہ السلام امید اور توقع کا اظہار فرمار ہے ہیں کہ عسی اللّٰہ ان یاتینی بھم جمیعا (یوسف :۸۳) یعنی قریب ہے کہ اللہ میرے اور ان لڑکوں (روبن، یوسف اور بنیامین) کے اکٹھا ہونے کی کوئی تدبیر کرے گا۔ چنانچہ حضرت یعقوب کی یہ توقع حرف بحرف پوری ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مصر میں اکٹھا کر دیا۔ فاین ھذا من ذاك۔

آہ نادر شاہ کہاں گیا

کہا جاتا ہے کہ یہ مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی ہے جو بقول مجاہد ''حرف بحرف پوری ہوگئی۔'' اور ان کے نزدیک یہ ''مرزا قادیانی کی نبوت کا تازہ ثبوت ہے۔'' مجاہد صاحب نے ص ا سے ص ۲۵ تک ''خلیفہ قادیان'' کے شائع کردہ رسالہ سے ''حرف بحرف'' نقل کر دیا ہے۔ یہی اس کے حرف بحرف پورے ہونے کا ثبوت ہے۔ ہم ان ۲۵ صفحوں کی طویل عبارت کی روح کو چند لفظوں میں نکال لیتے ہیں۔ پس ہمارا جواب ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی کی پیش گوئی مذکور موم کی ناک جیسی ہے کہ جس طرف چاہے موڑ لو۔ آپ کے خلیفۂ قادیان نے پہلے اس کو بچہ سقہ کے واقعہ پر چسپاں کیا اور غضب یہ کیا کہ ڈاکو بچہ سقہ اور اس کے تین سو ڈاکو ساتھیوں کو اصحاب بدر سے تشبیہ دی چنانچہ ص ۶ کا عنوان ملاحظہ ہو'' کابل میں بدر کی جنگ کا نظارہ'' اور ص ۷ میں لکھتے ہیں۔ ''اطلاع حضرت مسیح موعود کو اس (خدا) نے دے رکھی تھی بچہ سقہ کو ایک جماعت کے ساتھ جو تعداد میں اصحاب بدر کے مطابق تھی۔ یعنی کل تین سو سپاہی تھے (تا) تختہ الٹ دیا۔'' کتنی جسارت اور ہمارے زخمی دلوں پر نمک پاشی کی گئی ہے کہ ڈاکوؤں کو بدری صحابیوں کے مشابہ قرار دیا اور ان کے ظالمانہ تغلب کو فتح بدر کا مماثل بنایا اور ذرا نہ سمجھے کہ جب نادر خان مرحوم نے ان ڈاکوؤں کو قتل کر دیا تو وہ اصحاب کرام کا قاتل ہونے کے باعث مومن کہاں رہا کیوں نہ ہو جو لوگ سقوط بغداد پر خوشیاں منائیں اور ترکوں کو بندر اور سور قرار دیں۔ (الفضل ۱۰؍اکتوبر ۱۹۱۷ء) ان سے جو نہ ہو تھوڑا ہے۔ لطف پر لطف یہ ہے کہ جب نادر خان مرحوم نے بچہ سقہ وغیرہ کو فنا کے گھاٹ اتار کر کابل پر دخل جمایا اس وقت بھی یہی الہامی پیش گوئی ''آہ نادر شاہ کہاں گیا'' نادر خاں پر جڑ دی۔ چنانچہ خلیفہ صاحب لکھتے ہیں ''اس میں یہ بتایا گیا کہ اس پہلے واقعہ (بچہ سقہ) کے بعد نادر بادشاہ افغانستان ہوگا۔'' (ص ۸) مطلب یہ ہوا کہ بچہ سقہ

جیسے اصحاب بدر کی حکومت کے زمانہ میں کابل کے لوگ پکار رہے تھے۔ (وہ بھی اردو میں) کہ" آہ نادرشاہ کہاں گیا" یہاں آئے اور بادشاہ بن کر حکومت کرے۔ چنانچہ نادر خاں پہنچے اور بادشاہ بن گئے۔ گویا پیشین گوئی پوری ہوگی۔ اچھا پھر کیا باقی رہا کہ جب نادر خان شہید ہوئے۔ یہی الہامی پیشین گوئی پھر یاد آ گئی اور لکھ دیا کہ" اس کی موت واقع ہوگئی حتیٰ کہ سب ملک (کابل کا) چلا اٹھے گا (اردو زبان میں) کہ آہ نادرشاہ کہاں گیا؟ (ص۸)" کیا خوب ایک ہی پیش گوئی تخت پر بھی اور تختہ پر بھی؟

بات وہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

طرہ یہ کہ کابل والے پشتو اور فارسی سب بھول گئے لگے اردو زبان میں چلانے کہ" آہ نادرشاہ کہاں گیا؟" یہ اردو زبان کابلیوں کی مادری زبان کب سے بنی؟ یا یہ تو نہیں ہے کہ:

یار من ترکی ومن ترکی نمی دانم

دراصل مذکور پیش گوئی کو شاہ کابل کی شہادت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں زلزلہ و قحط و جنگ پر تو مذاق اڑایا جائے اور مرزا قادیانی تحریر فرمائیں۔ "اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی...... کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا۔ ہمیشہ قحط نہیں پڑتے...... اس نادان اسرائیلی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا؟" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸) کیا ہمارا حق نہیں کہ اس کے جواب میں ہم بھی یوں کہیں کہ" اس مراقی انسان (مرزا قادیانی) کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلہ آئے گا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۹۲) تخت پر بلائیں نازل ہوں گی۔ (حقیقت الوحی ص۲۶۴، خزائن ج۲۲ ص۲۷۷) نادرشاہ کہاں گیا؟ (۳ مئی ۱۹۰۵ء) کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے؟ کیا تخت بارشیں نہیں ہوتیں؟ کیا بادشاہ مرا نہیں کرتے؟ اس نیم فلسفی ومراقی نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھ لیا؟ کیونکہ "پیش گوئی سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کے کام آ سکے لیکن جب ایک پیش گوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی ہے؟ (تحفہ گولڑویہ طبع سوم ص۱۴۱، خزائن ج۱۷ ص۳۰۱)" ناظرین!

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مدن پورہ کا اشتہار

مولوی غلام احمد مجاہد نے ٹریکٹ مذکور کے ص۲۶ سے ص۲۸ تک انجمن اشاعت

الاسلام مدن پورہ کے اشتہار پر خامہ فرسائی کی ہے' واقعہ یہ ہے کہ صوبہ بہار کے مشہور شہر چھپرہ میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کا اٹھارہوں سالانہ جلسہ ۸، ۹ر دسمبر ۱۹۳۳ء کو اور آل انڈیا اہلحدیث لیگ کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۰ر دسمبر ۳۳ء کو ہونے والا تھا۔ (چنانچہ ہوا) ان دونوں جلسوں کی شرکت کے لئے شیر پنجاب فاتح قادیان جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری (متعنا اللہ بطول بقاءٖ) ۶ر دسمبر ۳۳ء کو بنارس سے گزرنے والے تھے۔ اراکین انجمن مذکور کے بے حد اصرار سے جناب مولانا ممدوح نے ایک شب کے لئے بنارس قیام فرمانا اور تقریر کرنا منظور فرمالیا تھا۔ اراکین انجمن نے مولانا کے وعظ کا اشتہار شائع کیا۔ مجاہد صاحب نے جھٹ ایک ''کھلی چھٹی'' مولانا موصوف کے نام شائع کردی اور مولانا کی تقریر شروع ہونے سے چند منٹ پہلے جلسہ میں تقسیم کرنا شروع کی۔ صدر انجمن نے نہایت فراخ حوصلگی سے مجاہد صاحب کو شکوک پیش کرنے کی تحریری اجازت دے دی۔ مجاہد صاحب جو صرف اپنے کیمپ میں ہی جہاد کرنا جانتے تھے۔ شیر پنجاب کے مقابل آنے کی ہمت نہ کر سکے اور جلسہ ختم ہوجانے کے بعد ایک تحریر پر تزویر بھیج دی جس میں اراکین انجمن پر کچھ الزام دھر دیا اور مولانا امرتسری پر سوقیانہ حملہ بھی۔ جیسا کہ اہل بنارس لئے انجمن کے اشتہار میں فریقین کے خطوط سے معلوم کرلیا ہوگا۔ اراکین انجمن نے گفتگو کے لئے دوسرے روز صبح پھر ایک موقع دیا۔ لیکن مجاہد صاحب نہ آئے۔ اور بقول ''کھسیانی بلی کھمبہ نوچے'' اپنی خجالت مٹانے کو ایک اشتہار شائع کردیا جس کی سرخی رکھی ''مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حالات علم وتقوی'' اس اشتہار میں۔

مجاہد کے اشتہار کا جواب

ازاوّل تا آخر جھوٹ ہی جھوٹ بکا چنانچہ نمبروار ملاحظہ ہو:

پہلا جھوٹ...... ''ظہور امام نمبر ا کا جواب کسی سے بھی بن نہ پڑا'' حالانکہ مدن پورہ کی انجمن زاد آخرت نے صولت اسدیہ کے نام سے اس کا جواب عرصہ ہوا، دے دیا تھا۔ اور ہمارا جواب زیر طبع ہے۔

دوسرا جھوٹ...... ''ٹریکٹ نمبر ۲ کا جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی'' حالانکہ اس کا جواب اسی وقت لکھ دیا گیا تھا جو ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔

تیسرا جھوٹ...... ''مولوی ثناء اللہ امرتسری سے ہمارے خلاف لیکچر کرانے کی سوجھی۔'' جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو خاص لیکچر دینے کے لئے بلایا گیا تھا حالانکہ وہ اہلحدیث کانفرنس کے سالانہ جلسہ کی صدارت کے لئے چھپرہ تشریف لے جارہے تھے۔

چوتھا جھوٹ...... ''مساوی وقت دینے سے راہ فرار اختیار کی۔'' حالانکہ مساوی وقت دیا گیا تھا اور تحریر دے دی گئی تھی کہ ''مولانا جتنی دیر تقریر فرمائیں گے۔ اتنا ہی وقت گفتگو کے لئے دیا جائے گا۔'' پھر تحدید کے وقت بھی مساوی کی گئی تھی یعنی پانچ پانچ منٹ۔

پانچواں جھوٹ...... ''حفظ امن کی ذمہ داری سے بھی انکار کر دیا'' حالانکہ لکھ دیا گیا تھا کہ ''ذمہ دار ہمارے اور آپ کے اخلاق ہوں گے۔'' اب اور کس طرح ذمہ داری لی جاسکتی تھی۔''

چھٹا جھوٹ...... ''ہمیشہ ہمارے ساتھ درندگی برتی جاتی ہے۔'' حالانکہ ہر جگہ شرارت مرزائیوں کی ہوتی ہے اس لئے مصری عدالت نے مرزائیوں پر جرمانہ بھی کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو اخبار الفتح قاہرہ نمبر ۳۷۷، ۱۱ر رمضان ۵۲ھ)

ساتواں جھوٹ...... ''امرتسر نے احمدیوں کو زخمی کیا'' صحیح فیصلہ تو عدالت ہی کرے گی لیکن اخباری رپورٹ اس کے بالکل برعکس ہے۔ بٹالہ کا واقعہ قتل اور قادیان میں لڑائی وغیرہ کے واقعات نیز مصر کا قصہ ہمیں مجاہد کے بیان کو صحیح سمجھنے سے مانع ہیں۔

آٹھواں جھوٹ...... ''علماء نجد وحرم نے مولوی ثناءاللہ کے برخلاف فتویٰ دیا'' حالانکہ علمائے نجد وحرم کے بڑے افسر قاضی القضاہ عبداللہ بن بلیہد نے بحکم جلالۃ الملک امام عبدالعزیز شاہ مملکت عربیہ سعودیہ جو تحریر دی تھی وہ یہ ہے رجع کل منهما الى تجديد عقد الاخوة واجتناب ماينافي ذلك جس کا ترجمہ (قادیان کے خلیفہ اول حکیم نورالدین آنجہانی کے نواسے کے مرتب کئے ہوئے ''فیصلہ مکہ'' کے (جس سے مجاہد صاحب نے نمبر۱ ونمبر۲ ونمبر۳ نقل کیا ہے۔) صفحہ ۱۳ میں) یوں منقول ہے۔ ''چونکہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے رجوع کر لیا ہے۔ اس لئے وہ اب ہمارا بھائی ہے۔'' یہ مجاہد صاحب کو نظر نہ آیا۔ افسوس!

نواں جھوٹ...... ''مولوی ثناءاللہ مولویوں اور حدیثوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ شعر مولوی اب طالب دنیا جیفہ ہوگئے ......الخ۔'' حالانکہ یہ شعر مولوی ثناءاللہ صاحب کا نہیں ہے۔ بلکہ دیوان گلشن ہدایت کا ہے اور اخبار اہل حدیث ۳۰ر مئی ۱۹۱۳ء میں جس کا حوالہ مجاہد نے دیا ہے کہیں بھی یہ شعر مندرج نہیں ہے۔ یہ دسواں جھوٹ ہے۔ البتہ اخبار اہل حدیث ۳۱ر مئی ۱۹۱۲ء میں محمد حسین خاں الہ آبادی کے مضمون میں شعر مذکور مرقوم ہے۔ اور ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے سے متفق نہیں ہوتا۔ پھر مولانا ثناءاللہ صاحب کا وہ عندیہ کیونکر ہوگیا۔

گیارہواں جھوٹ...... ''مولویوں میں شیطنت بھری ہوئی ہے اہلحدیث ۱۷ نومبر ۱۹۱۱ء'' یہ بھی مولانا امرتسری کا مضمون تحریر کردہ نہیں ہے۔ بلکہ صیغہ منقولات میں اخبار برق تخن بنگلور سے منقول ہے۔ پس یہ تحریر اڈیٹر برق تخن بنگلور کی ہے۔ نہ اڈیٹر اہلحدیث امرتسر کی۔

بارہواں جھوٹ...... ''اہلحدیث بھی بنی اسرائیل کی طرح (تا آخر) اہلحدیث ۲۵ ستمبر ۱۹۳۱ء ص ۱۱'' یہ مضمون مولوی عبداللہ موی' مقیم چھپرا کا لکھا ہوا ہے۔ نہ مولانا ابوالوفا کا۔ تعجب ہے کہ مجاہد نے نامہ نگاروں کے خیالات کو مولانا امرت سری کے سر کیسے موتڈھ دیا؟ کرے کوئی بھرے کوئی؟ یاللعجب

تیرہواں جھوٹ...... ''مولوی ثناء اللہ نے یہ معیار قرار دیا تھا کہ جھوٹے دغا باز کو لمبی عمر ملتی ہے۔ اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء'' اسے سفید جھوٹ کہوں یا سیاہ جھوٹ؟ کیونکہ یہ تحریر بھی مولوی صاحب ممدوح کی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے بعد بریکٹ میں ''نائب ایڈیٹر'' مرقوم ہے۔ پھر یہ معیار مولوی صاحب موصوف کا مقرر کردہ کیونکر ہوگیا؟ اور یہ نائب ایڈیٹر نے بھی مرزا قادیانی کی تحریر ''میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر نہیں ہوتی۔ (اشتہار آخری فیصلہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء۔ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)'' کی تردید میں یہ دکھانے کے لئے کہ مرزا قادیانی نے نص قرآن کے خلاف لکھا ہے ان کی عبارت پر ایک کا حاشیہ بنا کر نوٹ دیا ہے کہ آپ اس دعویٰ میں قرآن کے خلاف لکھ رہے ہیں (تا) قرآن میں یہ لیاقت؟'' پھر یہ معیار کیونکر ہوگیا اس میں تو مرزا کی قرآن دانی کی خبر لی گئی ہے اور آگے بریکٹ میں صاف صاف مرقوم ہے۔ ''نائب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث'' جو اندھوں کو نظر نہیں آتا ــ ولهم اعين لا يبصرون بها ـ نیز مولانا ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہل حدیث رجب ۱۳۲۶ھ کے ص ۲ پر صاف صاف اعلان بھی کر دیا تھا کہ ''وہ نوٹ میرا نہ تھا بلکہ راقم کا اپنا نام پیچھے اس کے لکھا تھا۔ (ج ۵ ص ۳۹)'' یہ ہے ''خاکسار غلام احمد مجاہد'' کے اشتہار کی حقیقت جس سے سوائے اکاذیب کے سچائی کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔

فــان كـنـت لا تـدری فتلك مـصيبة
وان كـنـت تـدری فـالـمـصيبة اعظم

مدن پورہ کے اشتہار کے جواب کا جواب

مجاہد صاحب نے انجمن اشاعت الاسلام کے جواب میں سات نمبر قائم کئے ہیں۔ ان کی بھی حقیقت ملاحظہ ہو:

۱..... لکھتے ہیں کہ ''۷ار شعبان کو مغرب کے وقت ہمیں اشتہار ملا (ص ۲۶)'' پھر آپ کا کھلا خط عین مغرب کے ہی وقت طبع ہو کر تقسیم کیسے ہو گیا؟ چنانچہ چوک میں نماز مغرب کے بعد فوراً ہی آپ کے آدمی کا کھلا خط لوگوں کو دے رہے تھے۔ جھوٹ ہو تو ایسا ہو کہ بچہ بچہ اسے جھوٹ کہہ دے۔

۲..... میں مرزا قادیانی کے چیلنج کا حوالہ طلب کیا ہے۔ جبکہ انہوں نے مولانا امرتسری کو پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیان بلایا تھا چنانچہ ملاحظہ ہو، مرزا قادیانی اپنے رسالہ اعجاز احمدی میں لکھتے ہیں: ''اگر یہ (مولوی ثناء اللہ صاحب) سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیش گوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں۔ (ص ۱۱، خزائن ج۱۹ص ۱۱۷)'' اور سنئے فرماتے ہیں ''ہم ان کو مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیان میں آئیں۔'' (ص ۲۸، خزائن ج۱۹ص ۱۳۲) اور لیجئے: ''وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس نہیں آئیں۔'' (ص ۳۳، خزائن ج۱۹ص ۱۴۸) اب فرمایئے کہ لعنة الله علی الکاذبین کی سیاہی کس کے چہرہ پر لگی؟

کس صفائی سے حوالہ دے دیا تحریر کا
منہ جو دیکھا ہم نے جھوٹے کا تو کالا ہو گیا

۳..... میں ناقل مسودہ کی غلطی پر پھولے نہیں سمائے کہ ''وہ مارا'' اصل مسودہ میں عبارت یوں ہے۔ ''ان دنوں بٹالہ سے قادیان تک ریل نہ تھی۔'' ناقل کی سبقت قلم نے بٹالہ کا امرتسر بنا دیا جیسے مجاہد صاحب نے اپنے اشتہار میں اہلحدیث ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء کو ۳۰ مئی ۱۹۱۳ء لکھ دیا ہے۔

ایں گناہیست کہ در شہر شمانیز کنند

۴..... میں مرزا قادیانی کی پیش گوئی ''مولوی ثناء اللہ قادیان میں ہرگز نہیں آئیں گے۔'' کو جھوٹ کہا ہے۔ (ص ۲۶) حالانکہ یہ پیش گوئی (اعجاز احمدی ص ۳۴، خزائن ج۱۹ص ۱۴۸) پر موجود ہے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے اسے نقل بھی کر دیا ہے۔ پھر جھوٹ کیا ہوا؟ ہاں مولانا امرتسری کے قادیان پہنچ جانے کی وجہ سے مرزا قادیانی کی پیش گوئی البتہ جھوٹی ہو گئی آگے مجاہد صاحب نے ص ۲۷ میں بجائے اس کے کہ مرزا قادیانی کی کتاب سے پوری عبارت نقل کرتے مرزا قادیانی کی عبارت کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کی بنا کر چھ نمبر لگا کر تحریر کیا ہے جس سے ناظرین کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔ ہم نے مرزا قادیانی کی عبارت صاف صاف اوپر نقل کر دی ہے۔ جو مجاہد صاحب کے بنائے ہوئے گھروندے کو چشم زدن میں نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسا کہ ناظرین یہ سارا قصہ ہمارے

ٹریکٹ نمبر۳ کے ص ۳،۴ پر مفصل ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مجاہد صاحب لاکھ لیپا پوتی کریں۔ لیکن کچھ بنا نہیں سکتے۔ جس قدر کرید کریں گے۔ اتنا ہی بو کرے گا۔ ع چوں بشوپی بلند تر باشد۔

۵...... میں لکھتے ہیں کہ ''یہ جھوٹ ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے مرزا قادیانی کے تین گھنٹوں کے مقابلہ میں صرف پانچ منٹ تقریر کے لئے مانگے۔'' (ص ۲۸) پھر آگے خود ہی یہ بھی لکھتے ہیں ''ضد کی کہ ہر ایک گھنٹے کے بعد کچھ وقت دیا جائے'' کچھ وقت سے مراد اگر پونے دو دو منٹ مان لیں جو ''ہر ایک گھنٹہ کے بعد مطلوب تھا تو تین گھنٹوں کے مقابلہ میں سوا پانچ منٹ ہوتے ہیں۔'' پھر جھوٹ کیا ہوا؟ اگر مرزا قادیانی کا ہی تقریر کرنا طے تھا تو مولانا امرتسری نے بھی تو اس کو مان لیا تھا اور لکھ دیا تھا کہ ''میں آپ کی بے انصافی قبول کرتا ہوں میں دو تین سطریں ہی کہ ''میں آپ کی بے انصافی قبول کرتا ہو میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا۔ آپ بلا شک تین گھنٹہ تک تقریر کریں۔'' (رقعہ ۱۱ر جنوری ۱۹۰۳ء، ملفوظات ج۲ ص ۶۸۵) مندرجہ الہامات مرزا ص ۱۲۰ پھر مرزا قادیانی پردہ سے باہر کیوں نہ نکلے؟ اور اندر ہی اندر کیوں بگڑتے بنتے رہے۔ جس پر مجاہد صاحب نمبر۶ میں بگڑ گئے ہیں۔

نمبر۶...... میں لکھتے ہیں ''مرزا قادیانی بگڑ گئے جھوٹ ہے۔ (ص ۲۸) ''مرزا قادیانی بگڑتے نہ تھے تو یہ کیوں لکھا تھا کہ ''چوروں کی طرح آ گئے'' صم بکم لعنت کے ساتھ لے جائیں گے۔'' آپ کے شیطانی وساوس ایسی گالیاں یا تو عورتیں پردہ کے اندر سے دیتی ہیں یا مرد غصہ میں بگڑ کر بکتے ہیں۔ لیکن آپ کے نزدیک تو بگڑنے پر بھی زلف اس کی بنا کی۔

۷...... میں لکھتے ہیں ''ہم نے رفع شکوک کے لئے وقت نہیں مانگا تھا (تا) جوابی تقریر کا مطالبہ کرتے تھے۔'' (ص ۲۸)

دروغ گویم بروے تو

اسی کو کہتے ہیں

جناب والا کھلی چٹھی میں آپ کی شکایت کیا تھی؟ یہی نا کہ ''جماعت احمدیہ کو سوال وجواب کرنے کی دعوت نہیں دی گئی۔'' اسی کا نام تو رفع شکوک ہے۔ پھر اپنی کھلی چٹھی میں اٹاوہ کی مثال بھی دی ہے۔ کیا اٹاوہ میں جوابی تقریر ہوتی تھی؟ یا دس دس منٹ سوال وجواب ہوتا تھا۔ سوال شک کا پیش کرنا اور جواب اس شک کا دفعہ ہے۔ اور ہم نے اس کی اجازت دے دی تھی جس کا آپ کو بھی اقرار ہے۔ پھر الٹی شکایت کیسی؟

الٹے ہی شکوے کرتے ہو اور کس ادا کے ساتھ
ناطاقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ

تین باتوں پر نظر

مجاہد کی تثلیث

مجاہد صاحب نے اپنے ٹریکٹ نمبر۴ کے آخری دو صفحوں (۳۰،۳۱) میں ایک تثلیث قائم کی ہے۔ یعنی اپنے ناظرین کی توجہ تین باتوں کی طرف مبذول کرائی ہے۔ نمبر اول میں لکھا ہے کہ قرآن کی تیس آیتوں سے وفات عیسیٰ ثابت ہے جس سے آٹھ آیتیں ظہور امام نمبر۱ میں پیش کی جاچکی ہیں۔ باقی ۲۲ آیتیں آئندہ بیان ہوں گی۔ ان کا جواب آج تک کسی نے نہیں دیا ملخصاً (ص۲۹)'' آپ بے چارے کہاں اتنا دم خم رکھتے ہیں کہ قرآن مجید سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کریں؟ ہاں آپ کے مسیح مرزا جن کی وفات ہوچکی۔ انہوں نے کھینچ تان کر قرآن سے تیس آیتیں ازالہ اوہام میں لکھی ہیں۔ (از ص۵۹۸ تا ۶۲۵، خزائن ج۳ ص۴۲۳) ان کا مفصل جواب جماعت اہلحدیث کی طرف سے مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی لکھ کر شائع کردیا تھا جس کا نام ہے۔ شہادۃ القرآن باعلیٰ النداء بان المسیح رفع حیا الی السماء۔ جو بنارس میں ہماری جماعت کے ہر گھر میں موجود ہے۔ جس کا جواب الجواب نہ مرزا قادیانی سے بن پڑا تھا نہ کسی مرزائی سے۔ یہ ہمارا قرضہ اب تک قادیانیوں کے ذمہ باقی ہے جس سے وہ تا قیامت سبکدوش نہیں ہوسکتے۔ اسی کتاب ازالہ سے ظہور امام نمبر۱ میں آٹھ آیتیں لکھ دی گئی ہیں۔ پس جس کا جواب ہوچکا ہے اسی کا پھر جواب لکھنا کچھ ضروری نہ تھا تو بھی بنارس قرض دار نہیں ہے۔ صولت اسدیہ کی صورت میں ادا کرچکا ہے۔ دوسری شکل میں بھی تیار ہے۔

نمبر دوم میں اپنے ٹریکٹ نمبر۲ کے جواب نہ ملنے کی شکایت کی ہے اس کا جواب ناظرین کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

نمبر سوم میں وفات عیسیٰ کی چند ضعیف اور بے اصل حدیثیں تحریر کی ہیں ان کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

احادیث وفات عیسیٰ کا حال

پہلی حدیث ان عیسیٰ عاش مائۃ وعشرین سنۃ حضرت عیسیٰ ایک سو بیس برس زندہ رہے ہیں۔ مجاہد صاحب اس کو صحیح علی شرط البخاری لکھتے ہیں (ص۲۹) حالانکہ اس روایت میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے جو سخت ضعیف ہے اور اس کی روایت مردود ہے۔ حافظ ابن

عبدالبر فرماتے ہیں: "فی هذا الخبر من روایة ابن لهیعة ولا حجة فی مثل هذا الاسناد عند جمیعهم (استیعاب ص۱۶۰ ج۱)" یعنی جس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہو وہ تمام محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہوتی۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ابن لهیعة ذاهب الحدیث (تاریخ بغداد ج۱۱ ص۱۱۳) یعنی ابن لہیعہ کی حدیث بے کار ہے۔ فتح الباری میں ہے: ابن لهیعة ضعیف (ص۱۲ پ ۱ ص۹۷ پ ۲) میزان الاعتدال میں ہے: ضعیف لا یحتج به، لیس بقوی، مفرط بالتشیع یعنی ابن لہیعہ ضعیف ہے قوی نہیں ہے اس سے دلیل نہیں لی جاتی یہ غالی شیعہ ہے۔ (ج۲)

خلاصۃ التذهیب میں ہے: قال یحیٰ بن معین لیس بالقوی قال مسلم ترکه وکیع ویحیٰ القطان وابن مهدی یعنی ابن معین نے فرمایا کہ ابن لہیعہ قوی نہیں ہے۔ امام مسلم نے فرمایا کہ وکیع اور یحییٰ قطان اور ابن مہدی کے نزدیک متروک ہے۔ تہذیب التہذیب میں ہے کہ کان یحیی بن سعید لایراه شیئا وعن ابن مهدی لا احمل عنده قلیلا ولا کثیرا وقال احمد ما حدیث ابن لهیعة بحجة وقال قتیبة لا نکتب حدیث ابن لهیعة وقال البخاری ترکه یحییٰ وقال ابن قتیبة ضعیف وقال ابن معین ضعیف لا یحتج بحدیثه وقال الجوزجانی لا ینبغی ان یحتج به لا یعتبر بروایته وقال ابو حاتم وابو زرعة ابن لهیعة امره مضطرب وقال ابو عبدالرحمن لا یحتج به وقال محمد بن سعد کان ضعیفا وقال مسلم ترکه ابن مهدی ویحیی بن سعید ووکیع وقال الحاکم ذاهب الحدیث وقال ابن حبان یدلس (ج۵)

○ یعنی ابن لہیعہ کو یحییٰ کچھ نہیں کہتے ابن مہدی کا قول ہے کہ اس سے تھوڑا بہت کچھ نہیں لینا چاہئے۔ امام احمد نے فرمایا کہ ابن لہیعہ کی حدیث حجت نہیں قتیبہ نے کہا کہ اس کی حدیث ہم نہیں لکھتے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ یحییٰ نے اس کو متروک کہا ہے۔ ابن قتیبہ نے اس کو ضعیف فرمایا ہے۔ ابن معین نے بھی اس کو ضعیف نا قابل حجت قرار دیا ہے۔ جوزجانی نے کہا کہ نہ تو اس سے حجت پکڑنی چاہئے نہ اس کی روایت سے دھوکہ کھانا چاہئے۔ ابو حاتم وابوزرعہ نے اس کی حدیث کو مضطرب کہا ہے۔ عبدالرحمٰن کے باپ نے بھی اسے نا قابل احتجاج سمجھا ہے۔ ابن سعد نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ امام مسلم نے فرمایا ہے کہ ابن مہدی اور یحییٰ اور وکیع کے نزدیک وہ

متروک ہے جو حاکم نے اسے ذاہب الحدیث اور ابن حبان نے مدلس کہا ہے۔ سبحان اللہ۔ ایسے مجروح راوی کی روایت بھلا کہیں صحیح اور پھر علی شرط البخاری ہو سکتی ہے؟ اسی لئے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت بالسنۃ میں حدیث مذکور نقل کر کے صاف لکھ دیا ہے۔ وفیہ کلام (ص ۱۱۸ مطبوع مجتبائی دہلی یعنی اس حدیث میں محدثین کو کلام واعتراض ہے۔ تعجب ہے کہ مجاہد صاحب کتاب مذکور کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن کتاب کھول کر نہیں دیکھتے۔ کہ اس میں کیا تحریر ہے۔ اسی طرح مجاہد صاحب نے تفسیر ابن کثیر کا بھی حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ خود ہی حدیث ان عیسیٰ لم یمت...... الخ کے حوالہ تفسیر ابن کثیر پر اپنے ٹریکٹ نمبر۲ ص ۱۸ میں کل کتب تفاسیر کو بے اصل وغیر معتبر ٹھہرا چکے ہیں۔ ان کو جب ضرورت پڑی تو وہی کتب معتبر بن گئیں۔ سنئے جناب حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔" انه رفع وله ثلاث وثلاثون سنة فی الصحیح وقدورد ذالك فی حدیث فی صفة اهل الجنة انهم علی صورة آدم ومیلاد عیسیٰ ثلاث وثلاثین سنة واما ما حکاه (الیٰ) فشاذ غریب بعید (ج۳ ص ۲۳۵)"

یعنی صحیح امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی عمر رفع کے وقت ۳۳ سال کی تھی اور یہ صراحت ایک حدیث میں آگئی ہے جو جنتیوں کے بیان میں وارد ہے کہ جنتی لوگوں کی صورت (طوالت میں) حضرت آدم کی سی ہوگی اور عمر حضرت عیسیٰ کے برابر ۳۳ برس کی ہوگی اور جو بعضوں نے نقل کیا ہے۔ کہ عیسیٰ سو سے زائد عمر تک رہے تھے۔ یہ روایت شاذ ونادر اور دور ہے حق سے۔ پھر ابن کثیر نے حضرت عیسیٰ کی ۳۳ سال والی عمر کی حدیث مرفوع کو بالسند تفسیر کی نویں جلد ۲۸۰ میں نقل کر دیا ہے۔

دوسری روایت

جو محض بے اصل ہے مجاہد صاحب نے یوں نقل کی ہے:" لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیّین لما وسعهما الا اتباعی (ص ۳۰)" اس کے جواب میں ہم خود مجاہد صاحب کی ایک تحریر ان کے ٹریکٹ نمبر۲ ص ۱۷ سے بمصداق "عطائے تو بلقائے تو بخشیدم" نقل کر دینا کافی جانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:" ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اس عربی عبارت کو حدیث الرسول کہنا ہی غلط ہے۔ چہ جائیکہ اس سے کچھ استنباط واستدلال کیا جاسکے۔ اگر حقیقتاً یہ حدیث الرسول ہوتی تو صحابہ کرام جو پروانہ وار آنحضرت ﷺ کے ساتھ مثل سایہ کے رہتے تھے۔ اور حضور ﷺ کے ارشادات کی خوشہ چینی کر کے اپنے ایمانوں کی تازگی کیا کرتے تھے اور

آنحضرت ﷺ کے ہر قول و فعل کو مشعل ہدایت سمجھ کر دوسروں کے پاس بیان کرتے تھے۔ اس پاک ارشاد کو نہ سنتے اور نہ بیان کرتے۔

حالت یہ ہے کہ اس ارشاد کے سننے والے کا نام تک مذکور نہیں ہے۔ بلکہ ساری درمیانی سند کا ذکر بھی نہیں ہے۔ پھر یہ ارشاد دنیائے اسلام کی معتبر و مستند کتب احادیث بخاری و مسلم، ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و نسائی کے علاوہ دیگر مسانید و سنن کی کتب متداولہ میں باسناد و متصل مذکور ہوتا اور بڑے طمطراق اور بڑی شان سے مذکور ہوتا مگر نہایت افسوس ہے کہ یہ ارشاد ان کا مشہور و متداول کتب میں کہیں بھی مذکور نہیں ہے۔ نہ اشارۃً نہ کنایۃً صرف تفسیر اور بعض غیر معتبر کتابوں میں مذکور ہے وہ بھی اس حالت میں کہ نہ سند کا پتہ نہ راوی کا پتہ۔"

کی بناوٹ بہت سی باتوں میں
پر کھلتی چھپی ہے بنائی بات؟

تیسری روایت

جو سراسر محرف ہے مجاہد صاحب نے شرح فقہ اکبر مصری کے حوالہ سے یوں لکھی ہے: لو کان عیسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی (ص۳۰) حالانکہ اصل حدیث جو معتبر کتب حدیث میں منقول ہے۔ وہ یہ ہے: "لو کان موسیٰ حیا ...... الخ "شرح فقہ اکبر کے تمام ہندی قدیمی اور قلمی نسخوں میں بھی لفظ موسیٰ ہے۔ نہ عیسیٰ۔ شرح فقہ اکبر کے مصنف نے اپنی دیگر تمام تصنیفات میں اس حدیث کو بالفاظ لوکان موسیٰ حیا نقل کیا ہے۔ پس ضرور مصری نسخہ میں تحریف کی گئی ہے۔ جیسا کہ اسی رسالہ میں نہایت بسط سے ہم نے اس کو لکھا ہے۔ اب یہاں پر ہم مجاہد صاحب کے الفاظ میں جواب تحریر کرتے ہیں جو ان کے ٹریکٹ نمبر۲ کے ص۱۴ و ص۱۵ سے ماخوذ ہے۔ "افسوس مجاہد صاحب کو نہ خدا کا غضب یاد رہا نہ رسول پاک کی حدیث یاد رہی کہ جو جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولے گا وہ اپنی جگہ جہنم میں بنائے گا۔ ناواقف لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا اسی کو کہتے ہیں، خدا ایسی دلیری کسی کو نہ دے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ "عیسیٰ حیا" کے الفاظ رسول پاک کے فرمائے ہوئے ہرگز نہیں ہیں۔ یہ سراسر افتراء بہتان ہے۔ کسی ضعیف سے ضعیف حدیث میں بھی "عیسیٰ حیا" لفظ رسول پاک کا فرمایا ہوا کوئی شخص نہیں دکھا سکتا۔ ان الفاظ کو شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر سے پیش کیا جاتا ہے۔ جو آج سے تیس سال قبل مصر میں چھپی ہے۔ اس کتاب میں کسی مرزائی نے یا کسی کاتب نے بجائے موسیٰ کے عیسیٰ کا لفظ اپنی طرف سے لکھ دیا ہے جیسے کسی

کاتب نے آیت خر موسیٰ صعقا میں لفظ خر (فارسی) سمجھ کر خر عیسیٰ لکھ دیا تھا۔ جیسے اس نے بجائے موسیٰ کے عیسیٰ بنادیا تھا اسی طرح مرزائیوں نے بھی بجائے موسیٰ کے عیسیٰ بنادیا ہے۔ فنعم الوفاق وجند الاتفاق۔

دیکھو قارورہ سے کیسا ان کا قارورہ ملا

۴...... چوتھی حدیث

بحوالہ صحیح بخاری لکھی ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے پہلے مسیح اور آنے والے مسیح کا رنگ، حلیہ، قد علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے۔ (ص ۳۰)" اس طرح سے اگر دو عیسیٰ ہو جاتے تو دو موسیٰ بھی ماننا ہوگا کیونکہ ایسا ہی اختلاف سراپا موسیٰ میں بھی اسی حدیث میں صحیح بخاری کی مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو: بدء الخلق میں ہے: "موسیٰ رجلا آدم طوالا جعداً کانه من رجال شنوئة ورایت عیسیٰ رجلامر بوعا مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض سبط الراس (بخاری مصری ص ۱۳۲ ج ۲)" یعنی موسیٰ گندمی رنگ کے قد لمبا گھونگھریالے بال والے تھے جیسے یمن کے قبیلہ ازوشنوہ کے لوگ، اور عیسیٰ درمیانہ قد سرخ وسفید رنگ سیدھے بال والے ہیں اور کتاب الانبیاء میں ہے: "رایت موسیٰ واذا رجل ضرب رجل کانه من رجال شنوئة ورایت عیسیٰ فاذا هو رجل ربعة احمر (وفی الحدیث الذی بعده) عیسیٰ جعد مربوع (بخاری مصری ج ۲ ص ۱۵۱) یعنی موسیٰ دبلے سیدھے بال والے تھے جیسے شنوہ کے لوگ اور عیسیٰ میانہ قد سرخ رنگ کے گھونگھریالے بال والے۔ پہلی حدیث میں موسیٰ گھونگھریالے بال والے تھے اور عیسیٰ سیدھے بال والے۔ اس حدیث میں موسیٰ سیدھے بال والے ہیں اور عیسیٰ گھونگرالے بال والے۔ پس بقول مجاہد کے دو موسیٰ ہوئے اور دو عیسیٰ اور گنتے جایئے: واما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر واما موسیٰ فآدم جسیم بسط کانه من رجال الزط (بخاری مصری ج ۲ ص ۱۵۸)" یعنی عیسیٰ کا رنگ سرخ، بال گھونگھریالے اور سینہ چوڑا ہے۔ لیکن موسیٰ کا رنگ گندمی ہے۔ موٹے بدن کے سیدھے بال والے جیسے جاٹ لوگ ہوتے ہیں۔ پہلی حدیث کے موسیٰ دبلے پتلے ازوشنوہ والوں کی طرح تھے اور اس حدیث کے موسیٰ موٹے بدن کے جاٹوں کی طرح ہیں۔ پہلی حدیث کے عیسیٰ کا رنگ سفید سرخی مائل ہے اور دوسری حدیث کے عیسیٰ کا رنگ بالکل سرخ۔ اس بناء پر جب دو عیسیٰ ہو سکتے ہیں ایک پہلا اور ایک آنے والا تو موسیٰ بھی دو ہو سکتے ہیں ایک پہلا اور ایک کوئی کیوں مجاہد صاحب درست ہے نا؟ اب سنئے اصل حقیقت کہ یہ ساری خرابی الفاظ حدیث کے صحیح معنے نہ کرنے سے پیدا ہوئی۔

حضرت عیسیٰ کے رنگ وحلیہ کے اختلاف کی حدیثیں

ورنہ حقیقت میں نہ موسیٰ کے حلیہ میں اختلاف ہے نہ عیسیٰ کے رنگ وحلیہ میں، جس سے کہ دو ہستیاں سمجھی جاسکیں۔ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے بیان میں لفظ جعد کے معنی گھونگھریالے بال کے نہیں ہیں بلکہ گٹھیلے بدن کے ہیں۔ نہایہ ابن اثیر میں ہے: معناہ شدیدا الاسر والخلق...... ناقة جعدة ای مجتمعة الخلق شدیدة یعنی جعد کے معنی جوڑ وبند کا سخت ہونا۔ جعدہ اونٹنی مضبوط جوڑ بند والی۔ مجمع البحار میں ہے: اما موسیٰ فجعد اراد جعودة الجسم وھو اجتماعه واکتنازه لاضد سبوطة الشعر لانه روی انه رجل الشعر وکذا فی وصف عیسیٰ (ج اص ۱۹۶) کذا فی فتح الباری (پ ۱۳ص ۲۷۶ ونووی شرح مسلم ج اص ۹۴) یعنی حدیث میں موسیٰ وعیسیٰ کے لئے جو لفظ جعد آیا ہے اس کے معنے بدن کا گٹھیلا پن ہوتا ہے۔ نہ بالوں کا گھونگھریالا ہونا ہے کیونکہ ان کے بالوں کا سیدھا ہونا ثابت ہے۔ اسی طرح لفظ ضرب اور جسیم میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ ضرب بمعنے نحیف البدن اور جسیم بمعنے طویل البدن ہے۔ قال القاضی عیاض المراد بالجسیم فی صفة موسیٰ الزیادة فی الطول (فتح الباری انصاری ص ۲۷۶ پ ۱۳) یعنی صفتِ موسیٰ میں لفظ جسیم کے معنی لمبائی میں زیادتی ہے۔ اسی طور سے حضرت عیسیٰ کے رنگ میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ لفظ احمر کا صحابی راوی نے سخت انکار کیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہے: عن ابن عمر قال لا واللہ ما قال النبی ﷺ لعیسیٰ احمر (بخاری المصری ج ۲ ص ۱۵۸) حضرت عبداللہ بن عمر قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ کی آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کی صفت میں احمر (یعنی سرخ رنگ) کبھی بھی نہیں فرمایا ہے۔ پس پہلا رنگ برقرار رہا یعنی سفید رنگ سرخی مائل (گندمی) لہٰذا رنگ وحلیہ کا اختلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدفوع ہے اور حقیقت میں جیسے موسیٰ ایک ہی تھے عیسیٰ بھی ایک ہی ہیں۔ والحمد للہ!

پانچویں حدیث

بحوالہ صحیح بخاری مجاہد صاحب نے اپنی طرف سے کچھ بڑھا کر یوں لکھی ہے۔

''معراج کی رات میں جیسے دوسرے نبیوں کی روحوں سے ملاقات کی ویسے ہی حضرت عیسیٰ کی روح سے۔ (ص ۳۰)'' حالانکہ نبیوں کی روحوں سے ملنا نہ تو صحیح بخاری میں مذکور ہے نہ حدیث کی اور کسی کتاب میں۔ یہ روح کا لفظ مجاہد صاحب نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ تا کہ یہ ثابت کریں کہ معراج میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کو ان انبیاء کے ساتھ دیکھا جو مر کر اس

زمین میں مدفون ہو چکے تھے تو آسمان پر ان کی روحوں سے ملاقات ہوئی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی مر چکے تھے جب تو ان کو فوت شدہ انبیاء کے ساتھ دیکھا۔ یہ استدلال ان کا غلط در غلط ہے ورنہ پھر لازم آئے گا کہ معراج کے وقت آنحضرت ﷺ بھی مر چکے تھے۔ جب تو آپ کی روح آسمان پر دیگر انبیاء کی روحوں سے ملی (کیونکہ مرزائی جسمانی معراج کے منکر ہیں۔) حالانکہ آنحضرت ﷺ کو اسی زندگی میں معراج ہوئی تھی اور وہ بھی جسمانی۔ پس جس طرح دیگر انبیاء کی ملاقات کے وقت آنحضرت ﷺ زندہ تھے۔ اور آسمانوں پر تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی زندہ تھے۔ اور آسمانوں پر تھے اور آنحضرت ﷺ کو اپنے نزول قرب قیامت کی خبر دی تھی۔ جیسا کہ ابن ماجہ میں مصرح ہے۔

چھٹی حدیث

بحوالہ صحیح مسلم مجاہد صاحب نے یوں پیش کی ہے کہ ”مجھے پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے ہونے والے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں تمام دنیا کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اگر پہلے عیسیٰ ہی آئیں تو وہ تمام دنیا کی طرف نبی ہو کر نبی کریم ﷺ کے شریک ہو جائیں گے پھر حدیث غلط ہو جائے گی۔ (ص۳۰)“ حدیث کو غلط تو مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت کر کے فرما ہی دیا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ تھے۔ وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النّبییون (مسلم ج۱ص۱۹۹) یعنی میں تمام خلق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری ذات سے نبیوں کا ہونا ختم کر دیا گیا ہے۔ پھر جب مرزا قادیانی نبی ہو گئے تو حدیث خود بخود غلط ہو گئی۔ لہٰذا پہلے عیسیٰ کے آنے پر اب کیا غلط ہوگی؟ اور آپ کو اب حدیث کے غلط ہونے کا کیا غم ہے۔ البتہ ہم مسلمانوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی حدیث کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ مرزا جھوٹا نبی ہے۔ اور حدیث رسول کا مضمون بالکل صحیح ہے۔ کہ نبیوں کا ہونا بند۔ حضرت عیسیٰ تشریف لائیں گے تو نبی ہو کر نہیں آئیں گے۔ امتی ہو کر آئیں گے۔ نبوت ان کو آنحضرت سے پہلے ملی تھی۔ اس وقت ان کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔

پڑھو ورسولا الی بنی اسرائیل (آل عمران:۴۹) اور آمد ثانی میں ان کی حیثیت آنحضرت کے خلیفہ کی ہوگی۔ پڑھو حدیث طبرانی انه خلیفتی فی امتی من بعدی (درمنثور ج۲ص۲۴۲) اسی کے ہم معنی روایت مسند احمد وابوداؤد وابن ابی شیبہ وابن حبان وابن جریر میں بھی موجود ہے۔ پس حضرت عیسیٰ تمام دنیا کی طرف بادشاہ اور خلیفہ ہو کر آئیں گے۔ نہ نبی

ہو کر۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ کے وصف رسالت الی کافۃ الخلق میں شریک نہیں ہوں گے۔ اور حدیث مسلم غلط نہیں ہوگی۔ بلکہ اپنی جگہ پر بحال رہے گی۔ ولیکن ھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ الرسالۃ المبارکۃ النافعۃ الکاملۃ لدفع مکائد الدجاجلۃ والحمد للہ اولا وآخر او ظاھرا او باطنا

به پایاں آمد ایں دفتر حکایت هم چناں باقی

تمام شد

قادیانی دوورقی ٹریکٹ نمبر ۵ کا جواب اور اس کی حقیقت

جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ نے ۱۶ر دسمبر ۱۹۳۳ء کو جلسہ اہلحدیث کلکتہ کے موقع پر ایک دوورقہ اشتہار مرزا قادیانی کے آخری فیصلہ سے متعلق پنجاب فائن آرٹ پریس کلکتہ میں چھپوا کر تقسیم کیا تھا۔ مجاہد صاحب بھی اس وقت کلکتہ پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے اسی دوورقہ اشتہار کو اسی پریس میں اپنے نام سے طبع کرالیا۔ کلکتہ کے اشتہار کی آخری دوسطریں ''معزز حضرات! سے ''والسلام'' تک تو اڑا دیں اور شروع میں ایک سطر کا اپنی طرف سے بطریق عنوان یوں اضافہ کر دیا۔ ''ٹریکٹ نمبر ۵ ظہور امام بجواب ٹریکٹ نمبر ۴ از مدن پورہ'' اور اسے بنارس لا کر تقسیم کر دیا۔ یہ ہے اس ٹریکٹ نام نہاد نمبر ۵ کی حقیقت۔

دراصل ہمارا ٹریکٹ نمبر ۴ قادیانیوں کے حق میں کچھ اسطرح کا لوہے کا چنا ثابت ہوا ہے کہ بے چاروں سے کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ سوچتے ہیں کہ کیا جواب دیں؟ قلم اٹھاتے ہیں اور پھر رکھ دیتے ہیں جب کچھ نہیں سوجھتا تو کبھی لاہوری ٹریکٹ پر قلم سے ''بجواب ٹریکٹ نمبر ۴ انجمن اشاعت الاسلام'' لکھ کر شہر میں بانٹتے ہیں اور کبھی کلکتہ کے اشتہار کو ٹریکٹ نمبر ۴ کا جواب بنا دیتے ہیں' حالانکہ اس کلکتہ والے اشتہار میں وہی باتیں ہیں جن کے کئی کئی جوابات ہم اپنے ٹریکٹ نمبر ۴ میں دے کر فارغ ہو بیٹھے ہیں۔ اس لئے مجاہد صاحب کا کلکتہ والے اشتہار کو اپنا ٹریکٹ نمبر ۵ بنا دینا مشہور مثل ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کا مصداق ہے۔ اور کیوں نہ ہو معلوم ہے کہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

پس جب انہوں نے ہمارے ٹریکٹ نمبر ۴ کے کسی بات کا جواب ہی نہیں دیا ہے تو ہم ان کا کیا جواب دیں؟ ہمارا قرضہ توجوں کا توں مرزائیوں کے ذمہ باقی ہے۔ البتہ اس رسالہ میں ہم بعض باتوں کی مزید وضاحت کئے دیتے ہیں۔ تاکہ مرزائی پھر کبھی اس بحث میں کچھ نہ بول

سکیں۔ پس واضح ہو کہ ٹریکٹ مذکور کے چار صفحوں میں دو ہی باتیں بیان کی گئی ہیں نمبر ا یہ کہ مرزا قادیانی کا اعلان ''آخری فیصلہ'' دعائے مباہلہ تھی اس چیز کے ثبوت میں تین صفحے سیاہ کئے گئے ہیں اور اس چیز کا جواب ہم اپنے ٹریکٹ نمبر ۴ میں بعنوان چوتھا عذر'' ص ۱۷ سے ص ۱۹ تک چھ نمبروں میں نہایت بسط سے دے چکے ہیں۔ اور اخبار بدر سے ثابت کر چکے ہیں کہ انجام آتھم والا مباہلہ منسوخ ہو چکا تھا' لیکن چونکہ پھر وہی ''مرغے کی ایک ٹانگ'' کی طرح مباہلہ کی صدائے بے ہنگام بلند کر دی گئی ہے۔ لہٰذا دوسری طور سے ہم اس کا جواب تحریر کرتے ہیں۔ پس سنئے۔ مرزا قادیانی نے کتاب اعجاز احمدی مطبوع ۱۹۰۶ء میں اور حقیقت الوحی میں ۱۹۰۶ء کو اعلان کیا تھا کہ ''میں آئندہ کسی کو مباہلہ کا چیلنج نہیں دوں گا۔''

پھر آخری فیصلہ والا اشتہار جو اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا، مباہلہ کا چیلنج کس طرح ہو سکتا ہے؟ رہا یہ امر کہ مرزا قادیانی نے مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا تھا۔ بلکہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے چیلنج دیا تھا جیسا کہ ٹریکٹ مذکور کے ص ۲ میں بحوالۂ اخبار اہلحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء مرقوم ہے۔ اس میں بھی اخفائے واقعہ سے کام لیا گیا ہے۔ سنئے مولانا امرتسری (متعنا اللہ بطول بقاءٗ) کے چیلنج مذکور کے جواب میں مرزا قادیانی کی طرف سے اخبار الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء اور اخبار بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا تھا کہ ''ہم آپ (مولانا امرتسری) سے اس چیلنج کے مطابق مباہلہ اس وقت کریں گے جب ہماری کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہو جائے گی۔ وہ کتاب ہم آپ کو (یعنی مولانا امرتسری کو) بھیج کر معلوم کریں گے کہ آپ نے اسکو پڑھ لیا ہے؟ (گویا امتحان لیں گے۔) پھر مباہلہ کریں گے۔ کتاب حقیقت الوحی ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی لیکن مولانا امرتسری کے پاس نہیں بھیجی گئی۔ (اہلحدیث ۱۲ جنوری ۳۴ء ص ۶ کالم نمبر ۳) تو مولانا صاحب نے ماہ جون ۰۷ء میں تقاضا کیا۔

اب قابل غور یہ ہے کہ:

۱...... مرزا قادیانی نے مباہلہ کو موقوف رکھا تھا حقیقت الوحی کے شائع ہو جانے اور مولانا امرتسری کے پڑھ لینے پر۔

۲...... حقیقت الوحی مئی ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی ہے۔

۳...... آخری فیصلہ والا اشتہار اس کتاب کے شائع ہونے سے ایک ماہ پیشتر ہی شائع ہو جاتا ہے۔

۴...... پس آخری فیصلہ کا اعلان مباہلہ کیونکر ہو گیا؟

۵...... اگر کتاب حقیقت الوحی کے شائع ہو جانے کے بعد کوئی اعلان مرزا قادیانی شائع کرتے ہیں تو اسے مباہلہ کہا جاسکتا اور یہ کہنا درست ہوتا کہ ''مرزا قادیانی نے مولانا امرتسری کا چیلنج مباہلہ کا منظور کیا۔''

۶...... اور جب ایسا نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ آخری فیصلہ کا اعلان مولانا امرت سری کے چیلنج مباہلہ کی منظوری نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کی ایک دعا ہے جو قبول ہوئی جیسا کہ ہم اپنے ٹریکٹ نمبر۴ میں بدلائل اس کو ثابت کر چکے ہیں۔ وھو المراد

گھر کے گواہ

قرآن مجید میں جس طرح مذکور ہے کہ زلیخا کے اہل میں سے ایک گواہ کی گواہی پر حضرت یوسف علیہ السلام بری ہو گئے تھے اسی طرح مرزا قادیانی کے اہل میں سے چند گواہوں کی شہادت موجود ہے جو ہمارے موافق ہے اور مرزائیوں کے برخلاف ان میں سے ایک گواہ (خلیفہ محمود) کی شہادت ہم اپنے ٹریکٹ نمبر۴ کے ص۱۹ میں بحوالہ تشحیذ الاذہان (ص۸۰، نمبر۶، ۷ ج۳، ماہ جون وجولائی ۱۹۰۸ء) پیش کر چکے ہیں کہ ''آخری فیصلہ'' مرزا قادیانی کی دعا نہ مباہلہ۔

۲...... دوسرے گواہ مولوی محمد احسن امروہی قادیانی آنجہانی (جو مرزا قادیانی کے دست راست تھے) کا اقرار ملاحظہ ہو وہ بھی مرزا قادیانی کے اس اعلان کو دعا قرار دیتے ہیں نہ مباہلہ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ''ایسی دعائیں تو حضرت سید المرسلین کی بھی قبول نہیں ہوئیں۔ (ریویو آف ریلیجنز بابت جون وجولائی ۱۹۰۸ کا ص۲۲۸)'' دیکھو مرزا قادیانی کے آخری فیصلہ کو کس طرح صاف صاف دعا بتا رہے ہیں۔ کاش تم سمجھو۔

۳...... تیسرے گواہ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور ہیں جو کہ اس وقت قادیان میں ہی رہتے تھے۔ اور قادیانی جماعت سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ قادیان ماہوار رسالہ ''ریویو'' کے اڈیٹر تھے انہوں نے رسالہ مذکورہ میں مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد ہی ایک مضمون لکھا تھا۔ جس کا عنوان تھا ''ثناء اللہ اور عبدالحکیم'' اس مضمون میں انہوں نے صاف صاف اقرار کیا تھا کہ مرزا قادیانی کی دعا کا نتیجہ مرزا قادیانی کیخلاف ثابت ہوا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی زندگی ہی میں ان دونوں کا ہلاک ہونا ضروری تھا...... جس کے خلاف حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بددعا کی ان میں سے کتنے اب نظر آتے ہیں؟ ایک یا دو مثالیں پیچھے رہنے والوں کو النادر کالمعدوم کے حکم میں سمجھنی چاہئیں۔''

(ریویو آف ریلیجنز ص۲۹۵ بابت جون وجولائی ۱۹۰۸ء)

اس بیان سے کھلا ثابت ہے کہ بموجب دعائے مرزا، مولانا ثناء اللہ صاحب کو مرزا سے پہلے مرنا چاہئے تھا لیکن نتیجہ اس کے برخلاف ہوا۔ گو اس امر کو شاذ و نادر قرار دیا ہے۔ لیکن تمسک کا ایک لفظ بھی اگر مشکوک ہو جائے تو سارا تمسک ردی ہو جاتا ہے۔ بہر حال یہ تو تسلیم ہے کہ حسب اعلان مرزا مولانا ثناء اللہ صاحب کو ان سے پہلے مرنا تھا لیکن مرے نہیں بلکہ مرزا صاحب ہی مر گئے اور الٹی آنت گلے پڑی کیا خوب۔

گفت مرزا مرثناء اللہ را
میرد اول ہر کہ ملعون خدا است
خود روانہ شد بہ سوئے نیستی
بود کذابے ولیکن گفت راست

نمبر ۲...... دوسری بات جو اس ٹریکٹ نمبر ۵ کے آخری صفحہ پر لکھی ہے یہ ہے کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک معیار نائب ایڈیٹر کے نام سے یہ شائع کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ لہٰذا مولوی صاحب اپنے قول کے مطابق عمر پا کر جھوٹے (کاذب) مفسد وغیرہ ثابت ہوئے۔ اگر واقعی یہ معیار ہے اور صحیح ہے تو آؤ اسی معیار پر مرزا قادیانی کو بھی جانچیں مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار آخری فیصلہ میں لکھا تھا کہ "میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔" پس بقول آپ کے چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی عمر لمبی ہوئی اور مرزا قادیانی کی بہت عمر نہیں ہوئی تو مرزا قادیانی بھی اپنے مقرر کردہ معیار سے اسی طرح جھوٹے اور مفسد (بوجہ عمر لمبی نہ ہونے کے) ثابت ہوئے جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے مقرر کردہ معیار سے (بوجہ لمبی عمر پانے کے) جھوٹے اور مفسد ثابت ہوئے۔ کیوں مجاہد صاحب ٹھیک ہے نا؟ کہ مولوی صاحب امرت سری کی طرح مرزا قادیانی بھی کذاب اور مفسد (اپنے معیار سے) ثابت ہو گئے۔

پس آپ لوگوں کی یہ تاویل آپ کے کس کام آئی؟ آپ کے مرزا سے تو الزام کاذب اور مفسد ہونے کا دفع نہیں ہوا۔ گو ان کے دشمن پر بھی لگ گیا۔ مرزائیوں کے استدلال ایسے ہی ہوتے ہیں کیوں نہ ہو۔ چاہ کن را چاہ در پیش

اب اصل حقیقت ملاحظہ ہو۔

۱...... ہم بذیل عنوان ''مدن پورہ کا اشتہار'' مجاہد صاحب کا تیرہواں جھوٹ ثابت کرتے ہوئے لکھ آئے ہیں۔ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے نہیں بلکہ نائب ایڈیٹر نے (شکر ہے کہ یہاں مجاہد کو بھی تسلیم ہے کہ یہ نوٹ نائب ایڈیٹر کے نام سے شائع ہوا ہے۔) مرزا قادیانی کی قرآن دانی کا راز طشت از بام کرنے کے لئے ان کے اشتہار کی عبارت ''مفسد کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔'' پر حاشیہ لکھا تھا کہ قرآن کے خلاف مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے جس سے ان کی قرآن میں لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کہ اسے کوئی معیار ٹھہرایا گیا تھا۔ پھر مولانا ثناء اللہ صاحب نے اپنے قلم سے جو عبارت لکھی تھی وہ یہ ہے کہ ''مفسد اور کذاب کی عمر کبھی بہت ہو جاتی ہے۔'' (اہلحدیث ج۵ ص۳۹، ص۳ کالم۲، ۳۱ جولائی ۱۹۰۸) پس یہ قاعدہ کلیہ نہ رہا کہ اسے معیار کہا جا سکے کیونکہ عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ مفسد و کذاب کی عمر کبھی لمبی نہیں بھی ہوتی۔ پس اس مفہوم کی بناء پر مولانا ثناء اللہ صاحب (باوجود لمبی عمر پانے کے) مفسد و کذاب ثابت نہیں ہوئے۔ فافہم

۲...... اگر ہم مان بھی لیں کہ عبارت مرقومہ بالا واقعی ایک معیار ہے اور سچ مچ لمبی عمر پانے والا کاذب ہی ہوتا ہے تو بھی مولانا امرتسری اس کے مصداق ثابت نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کاذب (جھوٹے) نہیں ہیں، مکذب (مرزائیوں کے نبی کی تکذیب کرنے والے) ہیں اور معیار یہ ٹھہرا ہے کہ کاذب کی عمر لمبی ہو نہ مکذب کی۔ کاذب اور مکذب کا فرق ظاہر ہے۔ پس چونکہ مولانا امرتسری مکذب ہیں اور ان کے نزدیک بلکہ جمہور مسلمانوں کے نزدیک مرزا کاذب ہے اور عمر بھی مرزا کی بہت لمبی ہوئی ہے۔ یعنی ۷۶ سال (ریویو آف ریلیجنز ص۲۳ بابت اپریل ۱۹۲۳ء) لہذا مرزا قادیانی ہی جھوٹے دغاباز مفسد ثابت ہوئے اور کیوں نہ ہو:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

ختم اللہ لنا بالحسنیٰ۔ واذا قنا حلاوۃ رضوانہ الاسنیٰ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خاتم النّبیین۔ وآخر المرسلین۔ وسلم الیٰ یوم الدین۔ آمین برحمتك یا ارحم الراحمین!

نوٹ: چونکہ یہ رسالہ بہت عجلت میں طبع ہوا ہے۔ اس لئے اس میں غلطیاں بہت رہ گئی ہیں۔ امید ہے کہ پڑھے لکھے حضرات از خود ان کو درست کر لیں گے۔ سیکرٹری!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دفع اوہام از ظہور امام

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۱۲)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والیتہ قد رفع المسیح بجسمہ
حیاً فینزل یکسر الصلبان
یفنی الدجاجلۃ اللئام بکفہ
فیموت یدفن بالمدینۃ فان

الحمد للہ الذی جعل عیسیٰ ابن مریم وامہ آیۃ واواھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ آخر نبیہ محمد خاتم المرسلین الذی اخبرنا بنزول عیسیٰ ابن مریم من السماء الی الارض ثم دفنہ معہ فی قبرہ قبل یوم الدین۔ وانبأنا بظہور الائمۃ المضلین وخروج الدجاجلۃ الکذابین۔ فکان کما قال صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ الہ واصحابہ وسائر اتباعہ اجمعین۔ اما بعد پچھلے دنوں بنارس کے قادیانیوں نے ایک رسالہ ''ظہور امام'' شائع کیا تھا۔ جس سے انہوں نے اپنے زعم فاسد میں قرآن حکیم کی آٹھ آیتوں (بلکہ ضمنی آیات کو ملا کر بارہ آیتوں) سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ وفات مسیح، مرزا غلام احمد آنجہانی کے دعوائے نبوت کی صداقت کو مستلزم نہیں ہے۔ اس لئے کہ وفات مسیح فرض بھی کر لی جائے تو بھی مرزا قادیانی کی نبوت کیا، ان کا راست گو ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

چونکہ مرزائی ہر جگہ اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کو پہلے تیار ہو جاتے ہیں اور صداقت مرزا پر بحث کرنے سے عمداً گریز کرتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ ان آیات پر ایک تنقیدی نظر ڈالی جائے۔ ہماری انجمن نے ظہور امام کا مفصل اور مدلل جواب انہیں دنوں تیار کر لیا تھا۔ جس کا ذکر بھی رسالہ ''دعوت'' میں کیا گیا ہے۔ لیکن جواب مذکور چونکہ طویل اور علمی رنگ میں ہونے کی وجہ سے عام فہم نہ تھا، اس لئے اس کی اشاعت ملتوی کر دی گئی۔ اب تو مرزائی دون کی لینے لگے اور اپنے ٹریکٹ نمبر۱ کو لاجواب سمجھ لیا۔ بالآخر مقامی مسلمانوں کا سخت اسرار ہوا کہ ٹریکٹ مذکور کا جواب ضرور شائع کیا جائے۔ خواہ مختصر ہی کیوں نہ ہو، تاکہ عوام کے شکوک واوہام دور ہوں اور جو وعدہ رسالہ (نور السلام ص۸۲) میں کیا گیا ہے۔ وہ پورا ہو جائے۔ اس لئے یہ مختصر سا

رسالہ شائع کیا جاتا ہے، جس میں ان آیات کے صحیح معنے اور مطلب کو واضح کردیا گیا ہے۔ جن سے وفات مسیح ثابت کرنے کی فضول کوشش کی جاتی ہے۔ نیز مرزائیوں کی تاویلات باطلہ کا پردہ فاش کردیا گیا ہے۔ ان ارید الا الاصلاح ماستطعت وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب

ایک ضمنی آیت

مولف ظہور امام نے ص ۳ میں آسمانی اور زمینی موجودہ بلاؤں اور مصیبتوں کو مرزا غلام احمد کی رسالت وامامت کے نہ ماننے کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اس آیت کو پیش کیا ہے: "وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا (بنی اسرائیل:۱۵)" حالانکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ پہلی امتوں (از نوح علیہ السلام تا مسیح علیہ السلام) کی بابت اپنی گزشتہ عادت آنحضرت ﷺ سے بیان فرمارہا ہے کہ نہیں تھے ہم عذاب کرتے (کسی منکر ومکذب کو) یہاں تک کہ ہم بھیج دیتے ایک رسول کو" جیسا کہ اس کے ایک آیت بعد فرمایا: "وکم اھلکنا من القرون من بعد نوح (بنی اسرائیل:۱۷)" یعنی کتنی قرنیں ہلاک کردیں ہم نے نوح کے بعد۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا قول وما کنا معذبین...... الخ پہلی امتوں سے متعلق ہے۔ جن کی ابتداء زمانہ نوح پیغمبر سے ہوتی ہے۔ امت محمدیہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ پہلی امتوں میں رسول خاص قوم کے لئے آتے تھے۔ جب محمد رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کے لئے رسول ہوکر تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا جدید قانون یوں بیان فرمایا: "وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون (انفال:۳۳)" یعنی اور نہیں اللہ عذاب کرے گا ان (امت محمدیہ) کو اس حال میں کہ وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ پس اب جبکہ لوگ استغفار چھوڑ دیں گے، اپنے اللہ سے منہ موڑ لیں گے۔ آسمانی اور زمینی بلائیں ان پر محیط ہوجائیں گی۔ پس یہ غلط ہے کہ مرزا قادیانی کا انکار سبب بلاء ہے اس لئے کہ خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے۔ جیسا کہ پہلے ٹریکٹوں میں اس کو مفصل لکھا جاچکا ہے۔

مرزائیوں کی بات میں اگر وہ ذرہ برابر صداقت ہو تو ان کو بتانا چاہئے کہ تیرہ صدیوں میں کون سی صدی آسمانی یا زمینی بلاؤں سے خالی گزری ہے؟ اگر کوئی بھی خالی نہیں گزری جیسا کہ تاریخی شہادتیں بکثرت موجود ہیں تو ان کو پھر بتانا ہوگا کہ آنحضرت ﷺ اور مرزا قادیانی کے

درمیان والے زمانہ میں کونسے انبیاء اور رسل گزر چکے ہیں۔ جن کے انکار کی وجہ سے مصائب اور بلائیں آتی رہیں۔ تفصیل نہ بتا سکیں تو اجمالاً سہی۔ ان کے نام ہی بتادیں۔ لیکن مرزا قادیانی کا یہ قول پیش نظر رکھیں:

''جس قدر مجھ سے پہلے...... گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت (نبوت) کا نہیں دیا گیا...... نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

پس جب مرزا قادیانی اور آنحضرت ﷺ کے مابین زمانہ میں کوئی رسول آیا ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول وما کنا معذبین...... الخ کے خلاف ہر صدی اور ہر زمانہ میں کیوں آسمانی اور زمینی بلائیں بھیجیں؟ ماهو جوابکم هو جوابنا!

پہلی آیت

ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین (بقرہ:۳۶) تمہارے لئے زمانہ میں ٹھہرنا اور ایک میعاد تک فائدہ اٹھانا ہے (ت) حضرت عیسیٰ بحیثیت انسان ہونے کے اس قانون خداوندی سے...... نہیں بچے (ص۴) سنئے جناب! قانون الٰہی یہ بھی ہے کہ خاص موقع میں کسی حکمت اور مصلحت کی بناء پر ان قوانین جاریہ کے خلاف تصرف کیا جائے، کیونکہ قانون بنانے والا اپنے قانون میں تغیر وتبدل بھی کرسکتا ہے۔ ورنہ معجزات اور کرامات سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔

۲...... آیت مذکورہ میں زمین کو انسانوں کے لئے قرار اصلی اور طبعی طور پر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ اس زمین پر پیدا ہوئے اور رہے۔ پھر نزول کے بعد بھی اسی پر قیام کریں گے اور اسی زمین پر ان کو موت آئے گی البتہ عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے کسی دوسری جگہ (آسمان) کا ان کے لئے جائے قرار بن جانا آیت مذکور کے خلاف نہیں ہے۔ جیسا فرشتوں کی جائے قرار اصلی اور طبعی طور سے آسمان ہیں مگر وہ عارضی طور سے کچھ مدت کے لئے زمین پر بھی رہتے ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ کا کچھ عرصہ تک عارضی طور سے کرہ زمین کو چھوڑ کر کسی دوسرے کرہ (آسمان) پر باذن اللہ قرار پکڑنا ہرگز تعجب انگیز نہیں ہے۔ نئی سائنس سے بھی علاوہ کرۂ زمین کے دوسرے آسمانی کروں (مریخ وغیرہ) میں انسانی اور حیوانی آبادیوں کا ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ جس کی خبر قرآن حکیم

نے پہلے ہی سے یوں دی تھی:’’ومن آیاته خلق السمٰوت والارض وما بث فیهما من دابة (شوریٰ:۲۹) ‘‘یعنی اللہ کی وحدانیت اوراس کی قدرت کی دلیلوں میں سے آسمانوں اور زمین کی خلقت اوران دونوں میں دابہ (چلنے پھرنے والے جانداروں) کا پھیلانا ہے۔فرشتوں کو سورہ نحل میں ان سے الگ ذکر کیا ہے۔چنانچہ فرمایا:’’ولله یسجد ما فی السمٰوات وما فی الارض من دابة والملٰئکة (نحل:۴۹)‘‘یعنی اللہ کے زیر حکم ہیں جو دابہ آسمانوں (اوپر کے کروں) میں ہیں اور جو دابہ زمین میں ہیں اور فرشتے بھی اس کو سجدہ کرتے ہیں۔پس اوپر کے کروں میں فرشتوں کے علاوہ انسانوں اور حیوانوں کا وجود ثابت ہوا جیسا کہ فلسفۂ جدیدہ نے اعلان کیا تھا۔

۳...... یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش عام انسانوں کے برخلاف نفخ روح القدس (جبریل) سے ہوئی ہے۔اس لئے آپ کی مشابہت پیدائش کے لحاظ سے فرشتوں سے ہے۔پس آپ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور آیت مذکورہ کے حکم سے خارج ہونا آپ کے مادہ فطری اور طبعی کی وجہ سے ہے جو دوسرے انسانوں کو حاصل نہیں۔خواہ ان کے مراتب کیسے ہی اعلیٰ کیوں نہ ہوں۔لہٰذا آیت مذکورہ وفات مسیح کی دلیل نہیں بن سکتی۔کما لا یخفیٰ

دوسری آیت

’’وفیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون (اعراف:۲۵)‘‘اس زمین میں تمہاری زندگی ہوگی اوراس میں تم مروگے اور تم اسی سے نکالے جاؤ گے (تا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس اٹل قانون کے خلاف کسی اور جگہ کیونکر زندہ رہ سکتے ہیں؟ (ص۵) سنئے جناب! اسی طرح حضرت عیسیٰ زندہ رہ سکتے ہیں جس طرح دیگر کروں کے انسان ان کروں میں زندگی گزارتے ہیں۔کمامر اور اسی طرح زندہ رہ سکتے ہیں جس طرح فرشتے آسمانوں پر زندہ ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت پیدائش کے لحاظ سے فرشتوں سے ہے۔کما ذکر۔پھر زندگی کے آخری ایام وہ اسی زمین پر گزاریں گے۔بعدہ وہ مدینہ طیبہ میں مریں گے اور روضہ نبویہ میں دفن کئے جائیں گے۔پھر اسی روضہ سے قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کی معیت میں اٹھیں گے۔کما ورد فی الحدیث عارضی طور سے کچھ مدت کے لئے ان کا آسمان پر چلا جانا نہ آیت مذکور کے منافی ہے نہ قانون الٰہی کے خلاف۔انه علی کل شیٔ قدیر یفعل ما یشاء

ویحکم ما یرید ۔اسی شبہ(اٹل قانون کی مخالفت) کودور کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء کے مضمون کواس جملہ پرختم فرمایا ہے۔’’وکان اللہ عزیزاً حکیما (نساء:۱۵۸)‘‘ یعنی اللہ غلبہ والا ہے۔(وہ قانون کو اپنی مصلحت اور حکمت کی بناء پر بدل سکتا ہے کیونکہ) وہ حکیم (بھی)سبحانہ ما اعظم شانہ پس اس دوسری آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔

تیسری آیت

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل......الخ (آل عمران:۱۴۴) یعنی محمد ایک رسول ہیں اوران سے پہلے جس قدر رسول ہوچکے ہیں۔یقیناً فوت ہوگئے۔(ص۵) خلت کے معنے عربی زبان میں ایسے گزرنے کے ہیں کہ پھر کبھی نہ آئے(تا)لسان العرب میں ہے اعرابی لوگ بولتے ہیں:خلا فلان اذا مات ۔فلاں آدمی مر گیا(ص۸) مولف ظہورامام نے آیت کے معنے میں خوب کتر بیونت کی ہے۔’’جس قدر کا‘‘ لفظ اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔خلت کے تین معنے ہیں:ہوچکے ہیں،فوت ہوگئے،ایسے گزرے کہ پھر کبھی نہ آئیں گے۔پھر اپنے پہلے معنی کی تردید خود ہی اعرابی کے قول سے (اس بے چارہ کو اعرابی لوگ بنا کر) کردی ہے۔ابن اعرابی کا قول (خلا بمعنے مات) جمہور اہل لغت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔اہل عرب جتنے الفاظ موت کے لئے بولتے ہیں ان میں خلو مادہ کا مشتق کوئی بھی نہیں ہے۔دیکھو فقہ اللغتہ وتہذیب الالفاظ وغیرہ کیونکہ خلو کے حقیقی معنی (جس سے خلت بنا ہے۔)دو ہی ہیں گزرنا اور خالی ہونا۔

۱...... خلو کا تعلق جب زمانہ سے ہوگا تو اس کے معنی گزرنے کے ہوں گے۔مفردات(لغت قرآن)میں ہے الخلو یستعمل فی الزمان والمکان (الیٰ) خلا الزمان مضی الزمان یعنی خلو کا استعمال زمانہ اور جگہ کے لئے ہوتا ہے۔خلا الزمان کے معنے زمانہ گزرا(نہ کہ مر گیا) شاعر کہتا ہے(دیکھو دیوان عامر)

لقد کان فیما خلا عبرۃ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وبالعلم یعتبر المبصر

یعنی جو زمانہ گزر گیا اس میں اولوالابصار کے لئے عبرت ہے۔قرآن مجید میں ہے۔’’بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ (حاقہ:۲۴)‘‘یعنی(عیش کرو)بدلہ میں اس کے جو تم نے گزشتہ زمانہ میں کیا۔مرزائیوں کے نزدیک اس کا ترجمہ یوں ہوگا’’بدلہ میں اس کے جو تم

نے مرے ہوئے زمانہ میں کیا۔" کیا یہ ترجمہ صحیح ہے؟ آؤ سنو قرآن نے خود ہی خلت کے معنے بیان فرمادیئے ہیں' سورہ حجر میں ارشاد ہے:"وقد خلت سنة الاولین (حجر:۱۳)" اور سورہ انفال میں فرمایا:"فقد مضت سنة الاولین (انفال:۳۸)" معلوم ہوا کہ خلت کے معنے مضت کے ہیں نہ ماتت کے۔

۲...... اور جب خلو کا تعلق جگہ سے ہوگا تو اس کے معنی خالی اور الگ ہونا ہوں گے۔لسان العرب میں ہے خلا المکان والشیء...... اذا لم یکن فیه احد، یعنی جگہ خالی ہوگئی جب اس میں کوئی نہ ہو، شیء خالی ہوگئی۔ جب اس میں کچھ نہ ہو۔ یہ کیفیت صرف موت کی ہی صورت میں منحصر نہیں ہے۔ زندہ جاندار بھی جگہ خالی کرتے ہیں۔عرب کا شاعر کہتا ہے۔حماسہ ملاحظہ ہو:

رسم لقاتلة الغرانق مابه الاالوحوش خلت له وخلالها

یعنی یہ نشان اس محبوبہ کی جگہ کا ہے جو نازک اندام جوانوں کی قاتلہ ہے' اب یہاں وحشی جانور ہیں جو اس جگہ گزرتے ہیں اور یہ جگہ ان جانوروں کے لئے خالی ہے۔ یہ معنے تو نہیں ہیں کہ وحشی جانور سب مرگئے اور وہ جگہ بھی مرگئی؟ قرآن مجید سے سنئے، ارشاد ہے:"واذ خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ (آل عمران:۱۱۹)" یعنی منافقین جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ سے انگشت بدنداں ہوتے ہیں۔ مرزائی اس کا ترجمہ یوں کریں گے۔"جب منافقین مرکر پھر کبھی نہیں آسکتے تو (مرجانے کے بعد) تم پر اپنی انگلیاں غصہ سے کاٹتے ہیں: کیا ایسا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں اور سنئے سورہ اعراف میں ہے:"قال ادخلو فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار (اعراف:۳۸)" یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ داخل ہو جاؤ تم (اے مجرمو) اس گروہ میں جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں کا جہنم کی طرف گزر چکا ہے۔ مرزائی اصطلاح سے اس کا ترجمہ یوں ہوگا۔"اللہ نے کہا تھا کہ اس جماعت میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور آدمیوں کی جہنم میں جا کر مرچکی ہے۔" ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ کس قدر غلط ہے۔ جہنم میں موت کسی کو بھی نہ آئے گی۔ جیسا کہ ارشاد ہے:وما هو بمیت (ابراهیم:۱۷) لا یموت فیها (اعلیٰ:۱۳) یعنی جہنمیوں کو موت نہیں ہے۔اردو زبان میں بھی"خالی ہونا" اور "گزرنا" مرجانے کے معنی میں نہیں بولا جاتا۔شاعر کہتا ہے۔

ادھر بیت الصنم خالی ادھر بیت الحرم خالی
پتہ لگتا نہیں اس کا عرب خالی عجم خالی
ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی
کہے دیتی ہے شوخی نقش پاکی

ان شواہد ونظائر کے بعد آیت مذکورہ کا صحیح ترجمہ ملاحظہ ہو۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴) نہیں ہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول تحقیق گزر چکے اور جگہ خالی کر چکے ہیں۔ ان سے پہلے کئی رسول۔ کوئی جگہ خالی کر کے زیر زمین مدفون ہوا اور کوئی جگہ خالی کر کے آسمان پر لے جایا گیا۔ آیت مذکور کے تھوڑا پہلے یہ آیت ہے: ''قد خلت من قبلکم سنن (آل عمران:۱۳۷) ''یعنی تم سے پہلے واقعات گزر چکے ہیں۔ واقعات مرا نہیں کرتے۔ اس سے تھوڑا پہلے آیت: ''واذا خلوا عضوا...... الخ'' ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ کے ذکر میں وارد ہے ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل (مائدہ:۷۵) یعنی نہیں ہیں مسیح بیٹے مریم کے مگر ایک رسول، تحقیق گزر چکے ہیں ان سے پہلے کئی رسول اگر خلت کے معنی کریں مر گئے اور الرسل کے معنی جس قدر رسول جیسا کہ مرزائی نے لکھا ہے۔ تو لازم آئے گا کہ محمد ﷺ بھی اس آیت کے نزول کے وقت مر چکے تھے کیونکہ آپ بھی الرسل میں داخل ہیں۔ حالانکہ بوقت نزول آیت آپ زندہ موجود تھے۔ پھر تو مرزائیوں کو کہنا ہوگا کہ محمد ﷺ رسولوں کی جماعت سے ہی خارج ہیں تو یہ الرسل کے خلاف ہوگا۔ اس لئے الرسل کا ترجمہ جس قدر رسول صحیح نہیں اور اوپر بیان ہو چکا ہے کہ خلت کے معنی ''مر گئے'' صحیح نہیں۔ لہٰذا آیت ''قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴) ''میں حضرت عیسیٰ کو داخل مان کر بدلالت آیت بل رفعه الله الیه معنے جگہ کو خالی اور تبدیل کرنا متعین ہوگا۔ فتدبر

مؤلف ظہور امام نے جو یہ لکھا ہے کہ ''حضرت عیسیٰ کو اللہ نے مستثنیٰ نہیں فرمایا۔'' (ص۶) ان کی بے علمی کا ثبوت ہے۔ مستثنیٰ کے لئے ضروری نہیں کہ اسی عبارت میں موجود ہو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلثه قروٓء (بقرہ:۲۲۸) اس آیت میں تمام مطلقہ عورتوں کے عدت تین حیض بیان فرمائی گئی ہے۔ حالانکہ حاملہ مطلقہ، صغیرہ مطلقہ، (جس کو حیض نہیں آیا) آئسہ مطلقہ (جس کا حیض بند ہو چکا ہے) غیر ممسوسہ مطلقہ (جس کو شوہر نے ہاتھ تک نہیں لگایا) یہ سب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ حالانکہ ان کا ذکر اس آیت میں نہیں

ہے۔ بلکہ دوسرے مقامات میں آیا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کے لئے دوسری جگہوں میں فرمادیا گیا ہے۔(رافعك اليّ، رفعه الله اليه، وكهلا، قبل موته، انه لعلم للساعة)یہ آیتیں آپ کے آسمان پر (زمین کو خالی کرکے) لے جائے جانے کے قریب اوراب تک زندہ موجود ہونے اور قیامت کے قریب آنے اوراس وقت تک بوڑھے نہ ہونے پر استثنائی دلائل ہیں جیسا کہ رسائل اظہار حقیقت کے آخراور جواب دعوت اورنور السلام میں شائع کیا جاچکا ہے۔اس لئے یہاں تفصیل کی حاجت نہیں ہے۔ فليطالع ثمه!

حضرت ابوبکرؓ کا استدلال

مؤلف ظہور امام کا یہ لکھنا کہ ”حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات قدخلت سے ثابت کی تھی۔(ص۶)“ صریح دجل اور جھوٹ ہے۔اصل واقعہ یہ ہے کہ جنگ احد میں آنحضرت علیہ السلام کی شہادت کی غلط خبر پھیل جانے سے بعض صحابہ کو وہم پیدا ہوا کہ رسالت اور موت میں منافاۃ ہے۔رسول کو مرنا نہیں چاہئے۔اس وہم کو دور کرنے کے لئے آیت مذکورنازل ہوئی تھی۔اللہ نے فرمایا افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم (آل عمران:۱۴۴) یعنی اگر محمد ﷺ کو موت آجائے یا شہید ہوجائیں تو کیا اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے؟اس میں اللہ نے سمجھادیا کہ نبی کیلئے موت ناممکن نہیں ہے۔اسی طرح کا وہم صحابہ کو دوبارہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت شدت غم سے پیدا ہوگیا تھا۔صدیق اکبرؓ نے اس وہم کو مختلف آیات پڑھ کر دور کیا۔پہلے سورہ زمر کی آیت انك ميت والی پڑھی پھر سورہ انبیاء کی آیت افان مت والی سنائی۔اس کے بعد سورہ آل عمران کی آیت بالا جوغزوہ احد کے دنوں میں اتری تھی تلاوت کی۔کیونکہ اس وقت کا وہم بعینہ ایام احد والا وہم تھا۔

آیت مذکورہ میں حضرت صدیقؓ کا استدلال ان مات سے ہے نہ خلت سے۔کیونکہ آپ کی نظر ہی موت کے ممکن ہونے پر تھی تا کہ نبوت اور موت کی منافاۃ کا وہم دور ہو۔چنانچہ بحمد اللہ یہ وہم دور ہوگیا اور سب صحابہ کو آپ ﷺ پر موت آجانے کا یقین ہوگیا۔انبیاء سابقین کی موت وحیات کسی کے خیال میں نہ تھی کہ حضرت عمرؓ یا اور کسی کو حیات عیسیٰ کے مسئلہ پر کچھ بولنے کی ضرورت پڑتی جبکہ یہ سب لوگ حیات ونزول عیسیٰ کے ہمیشہ قائل رہے۔پڑھو رسالہ نوراسلام ص۱۰،۱۱،مرزائیوں کا یہ زعم فاسد ہے کہ اس وقت وفات عیسیٰ پر اجماع ہوگیا تھا اس کا وجود اور ثبوت سوا ان کے پوشیدہ خانہ دماغ کے اور کہیں نہیں ہے۔ بلکہ تمام صحابہ کا اجماع واتفاق حیات نزول عیسیٰ پر البتہ ثابت ہے۔ (دیکھو نورالسلام ص۹)

ضمنی آیات

مؤلف ظہور امام نے تیسری آیت (مذکورہ) کے ذیل میں اور بھی کئی آیتیں لکھی ہیں۔ ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

اوّل...... ’’انهم میتون (زمر:۳۰)‘‘ یہ لوگ بھی مرجائیں گے (ص۶) یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ایک دن مرجائیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ’’ان عیسیٰ یأتی علیه الفناء (ابن جریر ج۳ ص۱۰۰،۱۰۱)‘‘ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آئندہ زمانہ میں فناء (موت) آئے گی۔

دوم...... ’’ماجعلنا لبشر من قبلك الخلد (الیٰ) فهم الخالدون (انبیاء:۳۴)‘‘ ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو (جن میں عیسیٰ بھی شامل ہیں) زندہ نہیں رکھا......الخ! (ص۶) ’’زندہ نہیں رکھا‘‘ ترجمہ غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے ’’ہم نے کسی بشر کے لئے آپ سے پیشتر ہمیشگی یا ہمیشہ کی زندگی نہیں بخشی۔‘‘ اس آیت میں بشر کے لئے ہمیشہ رہنے کی نفی کی گئی ہے اور ہم حضرت عیسیٰ کا ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا نہیں مانتے۔ یہ شان تو خدا کی ہے۔ هو الحی (مومن) بلکہ ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ چالیس پینتالیس سال قیام فرمائیں گے۔ نکاح کریں گے ان کو اولاد ہوگی۔ حج کریں گے۔ پھر مدینہ طیبہ میں مریں گے اور روضہ نبویہ میں دفن ہوں گے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے: ’’ثم یموت فیدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ:۴۷۲)‘‘

سوم...... ’’وما ارسلنا قبلك من المرسلین الا انهم لیأکلون الطعام ویمشون فی الاسواق (فرقان: ۳)‘‘ جو ہم نے رسول بھیجے وہ سب کے سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اگر ایک رسول بھی ایسا نہ ہو تو استدلال صحیح نہ ہوگا۔ (ص۷) پھر اس آیت کے بارے میں کیا کہو گے جو بالکل اسی طرح کفار کے اعتراض (تعدد ازواج نبی ﷺ) کے جواب میں نازل ہوئی تھی؟ ’’ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذریة (رعد:۳۸)‘‘ یعنی آپ سے پہلے جتنے رسول ہم نے بھیجے سب کے بیوی بچے تھے۔ اب بقول مرزائی اگر ایک رسول بھی ایسا نہ ہو تو استدلال صحیح نہ ہوگا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ کو نہ بیوی تھی (ریویو بابت اپریل ۰۲ء ص۱۴۴) نہ اولاد (حاشیہ تریاق القلوب ص۹۹، خزائن ج۱۵ ص۳۶۳) پس جب ایک رسول بغیر بیوی بچہ کے نکل آیا تو مرزائیوں کے نزدیک اللہ کا فرمان مذکور اور اس کا استدلال

سب رسولوں کے ازواج وذریت والے ہونے کا غلط ہو گیا؟ والعیاذ باللّٰہ، فما ھو جوابکم ھو جوابنا فافھم! تعجب تو یہ ہے کہ آیت مذکورہ وفات مسیح کی دلیل کیونکر بن گئی؟

سوال اگر یہ ہے کہ سب رسول کھایا پیا کرتے تھے تو آسمان پر حضرت عیسیٰ کہاں سے کھاتے پیتے ہوں گے؟ تو اس کے کئی جواب ہیں۔

۱...... رزق تو سب کو آسمان سے ہی ملتا ہے پڑھو آیت: ''وفی السماء رزقکم (ذاریات:۲۲)'' یعنی تمہارا رزق آسمان پر ہے۔

۲...... جنت سے ان کو غذا دی جاتی ہوگی کیونکہ جنت بھی تو آسمان پر ہی ہے۔ ارشاد ہے وعندھا جنۃ الماویٰ (نجم:۱۵) یعنی آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہی جنت ہے۔

۳...... اوپر ہم لکھ آئے ہیں کہ پیدائش کی رو سے حضرت عیسیٰ کی مشابہت فرشتوں سے ہے پس جو غذا فرشتوں کی آسمان پر ہے وہی حضرت عیسیٰ کی بھی وہاں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ یجزی اھل السماء من التسبیح والتقدیس (مشکوٰۃ ص۴۶۹) یعنی آسمان والوں کو تسبیح وتقدیس (غذا کے بدلے) کفایت کرتی ہے۔ فتفکر

۴...... ''ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (مائدہ:۷۵)'' ''مریم کا بیٹا مسیح ایک رسول ہے۔ جس قدر رسول اس سے پہلے تھے وہ سب مر چکے (ص۷) اس آیت پر بحث اوپر گزر چکی ہے۔ کہ خلت کا ترجمہ ''مر چکے'' غلط ہے۔ نیز الرسل کا ترجمہ ''جس قدر رسول'' صحیح نہیں فانظر ثمہ!

چوتھی آیت

''والذین یدعون من دون اللّٰہ (الیٰ) اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (نحل:۲۰)'' یعنی جن لوگوں کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہے (تا) مر چکے ہیں زندہ بھی نہیں ہے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے...... مسیح کی روئے زمین پرستش ہوتی ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ ایسے تمام معبود مر چکے ہیں (ص۸) اس ترجمہ میں کئی غلطیاں ہیں۔

۱...... الذین کا ترجمہ ''جن لوگوں'' کی صحیح نہیں کیونکہ الذین سے مراد اصنام (بت) ہیں۔ (جلالین وخازن ومعالم وغیرہ) صحیح ترجمہ یوں ہے۔ ''اور جن کو پکارتے ہیں۔'' کفار مکہ بت پرستی کرتے تھے نہ انسان پرستی۔ چنانچہ کعبہ کے تین سو ساٹھ بت جو فتح مکہ کے دن توڑے گئے اس پر

شاہد عدل ہیں۔ مرزائیوں کا یہ وہم کہ الذی کا لفظ ذوی العقول کے لئے خاص ہے اس لئے حضرت عیسیٰ بھی اس میں داخل ہیں محض غلط ہے۔ علم نحو یا لغت کی کسی کتاب میں الذی کا ذی عقل کے لئے خاص ہونا نہیں لکھا ہے۔ بلکہ اس کا استعمال بے عقل اور بے جان چیزوں پر بکثرت ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔ (دیوان متنبی ملاحظہ ہو:

والذی تنبت البلاد سرور   والذی تمطر السحاب مدام

یعنی شہروں کی زمینیں جو کچھ اگاتی ہیں وہ سب نشہ کی چیزیں ہیں اور بادل جو کچھ برساتے ہیں وہ سب شراب ہی ہے۔ اس شعر میں دو دفعہ الذی بے جان چیزوں کے لئے آیا ہے۔ قرآن مجید سے سنو: ”آمنو باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علیٰ رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل (نساء:۱۳۶) “یعنی ایمان لاؤ اللہ اور اس کے پیغمبر اور اس کتاب پر جو اپنے پیغمبر پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔ اس آیت میں دوبار الذی کتاب کے لئے آیا ہے۔ جو ذوی العقول میں سے نہیں ہے۔ پس آیت چہارم کو حضرت عیسیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

۲...... اموات کے معنے ”مرچکے ہیں“ بھی صحیح نہیں ورنہ مرزائی تاویل (کہ آیت سے وہ سب جاندار اور ذوی العقول معبود مراد ہیں۔ جن کی روئے زمین پر پرستش کی جاتی ہے۔) کی بناء پر لازم آئے گا کہ سب شیاطین کو بھی موت آچکی ہے۔ کیونکہ اللہ کے شریک وہ بھی مانے جاتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے: ”وجعلو اللہ شرکاء الجن (انعام:۱۰۰) “یعنی کافروں نے اللہ کا ساجھی جنوں کو ٹھہرایا ہے۔ نیز لازم آئے گا کہ تمام فرشتے مرچکے ہیں۔ اس لئے کہ آیت مذکورہ کے نزول کے وقت کفار مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کی بھی پرستش کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وجعلوا الملئکۃ الذین ھم عباد الرحمن اناثا (الیٰ قولہ) وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدناھم (زخرف:۱۹) “یعنی کافروں نے ٹھہرایا فرشتوں کو جو رحمان کے بندے ہیں۔ عورتیں (بیٹیاں) اور کہتے ہیں کہ اگر رحمان چاہتا تو ہم ان کو نہ پوجتے۔ یعنی اللہ کے چاہنے ہی سے تو ہم فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ پس جب فرشتے بھی ان معبودوں میں داخل ہوئے تو مرزائی تاویل کی بناء پر لازم آیا کہ وہ سب مرگئے۔ کیا خوب مرزا قادیانی نبی بن کر فرشتہ موت بھی بن گئے؟ اپنے مخالفوں کے لئے موت کی دعائیں کیں، مسیح کو مارا، شیاطین کو کھپایا، فرشتوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

زندوں کو مارنے کو مسیح الزمان ہوئے

۳...... غیراحیاء کے معنے ”زندہ بھی نہیں ہیں“ کیسا بھونڈا اور غلط ترجمہ ہے جو بتقلید مرزا لکھا گیا ہے۔اس ”بھی“ نے مرزا کے ساتھ مرزائیوں کی بھی لیاقت ظاہر کردی ہے۔ جب کہہ دیا گیا کہ مرچکے ہیں تو پھر اس فضول تکرار کی ”زندہ بھی نہیں ہیں۔“ کیا ضرورت؟ کیا ان دونوں جملوں میں کوئی فرق ہے؟ اللہ کا کلام بلاغت نظام ایسی لغویات سے پاک ہے۔ اموات کے بعد غیراحیاء اس لئے ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ان اصنام جماد کی حقیقت اصلیہ ظاہر ہو جائے کہ وہ علی الاطلاق مردہ ہیں۔ان کو حیٰوۃ کی ہوا بھی نہیں لگی نہ پہلے کبھی نہ اب (ابوالسعود)

۴...... ”وما یشعرون ایان یبعثون“ کا مطلب تو یہ ہے کہ ان (اصنام اموات) کو اس کا بھی شعور (علم) نہیں کہ ان کے پوجنے والے کب اٹھائے جائیں گے۔ (جلالین وفتح البیان وغیرہ) بلکہ ان سے بہتر تو ان کے عابد ہیں کہ ان کو علم وشعور اور حیٰوۃ تو حاصل ہے۔

کافران از بت بے جان چہ توقع دارید
باری آن بت بہ پرستید کہ جانے دارد

پانچویں آیت

”قال شرکائهم ما کنتم ایانا تعبدون (الیٰ) ان کنا عن عبادتکم لغافلین (یونس:۲۸،۲۹)“معبود کہیں گے کہ تم تو ہماری پرستش نہیں کرتے تھے (تا) ہم تو تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوچکے ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوں تو ان کو اس شرک کا بخوبی علم ہوگا۔اگر علم نہ بھی ہو تو دنیا میں دوبارہ آنے کے بعد ان کو علم یقینی ہو جائے گا۔ پھر وفات پاکر خدا کے حضور کیا خلاف واقعہ بیان کریں گے۔ کہ مجھے پرستش کی خبر نہیں؟ ایسا جھوٹ نبیوں کی شان کے خلاف ہے۔آہ ملخصاً (ص۶) ذرا یہ تو فرمائیے کہ نبی باوجود اپنی پرستش سے بے خبری کا اظہار کرنے کے یہ بھی کہے گا ما کنتم ایانا تعبدون ؟ یعنی تم تو ہماری پرستش نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ یقیناً ان کی پرستش ہورہی ہے جس کا آپ کو بھی اقرار ہے۔تو کیا ایسا جھوٹ نبیوں کی شان کے خلاف نہیں؟ اور کیا ان کا یہ خلاف واقعہ بیان ”تم ہم کو نہیں پوجتے تھے۔“ صحیح ہوگا؟ اور سنئے فرشتے بھی تو پوجے جاتے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔پس شرکاء میں بھی وہ داخل ہوئے۔تو کیا وہ بھی خلاف واقعہ بیان کریں گے کہ ہم کو پرستش کی خبر نہیں یا وہ بھی سب فوت ہوچکے ہیں؟ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوں تو ان کو اس شرک کا بخوبی علم ہوگا‘

اگر علم نہ بھی ہو تو زمین پر اترنے کے بعد تو ان کو علم یقینی ہو جائے گا۔ پھر کیونکہ خدا کے حضور غلط بیانی کریں گے؟ ایسا جھوٹ فرشتوں کی شان کے خلاف ہے۔ ماھو جوابکم حوحوابنا

اصل یہ ہے کہ آیت مذکورہ کو نہ فرشتوں سے کوئی تعلق ہے نہ حضرت عیسیٰ سے۔ اس لئے کہ آیت میں عابدین کے ساتھ ان کے معبودوں کو تہدید اور ڈانٹ ہے اور مقربین (ملائکہ وانبیاء) کی شان اس سے بلند وبالا ہے کہ ان کو ڈانٹ بتائی جائے کیونکہ اس میں تحقیر ہے۔ نیز آیت میں عابدین اور ان کے معبودوں کی باہم گفتگو کا ذکر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیز فرشتوں سے اللہ تعالیٰ سوال کرے گا اور یہ لوگ اللہ کو جواب دیں گے نہ اپنے عابدین کو۔ چنانچہ فرشتوں کا جواب سورہ سبا میں الگ بیان ہوا ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ وہ (اپنی معبودیت کے علم سے انکار نہیں کریں گے بلکہ) یوں کہیں گے: ”سبحانك انت ولینا من دونهم بل کانوا یعبدون الجن...... الخ! (سبا:۴۱)“ تیری ذات شریک سے پاک ہے ہمارا تعلق تجھ سے ہے نہ ان سے وہ تو شیطان کو پوجتے تھے۔ یعنی شیطان کے بہکانے سے انہوں نے شرک (ہماری پرستش) کیا تھا۔ لہٰذا یہ پوجا دراصل شیطان کی ہوئی نہ ہماری اسی طرح حضرت عیسیٰ کا جواب سورہ مائدہ میں الگ بیان ہوا ہے۔ جس میں منقول ہے کہ آپ (بھی اپنی معبودیت کے علم سے انکار نہیں فرمائیں گے بلکہ) یوں فرمائیں گے: ”سبحانك ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق (الیٰ) کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شیء شهید (مائدة:۱۱۶،۱۱۷)“ یعنی تیری ذات شریک سے پاک ہے۔ مجھ کو زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔ (تا) میرے رفع کے بعد تو ہی ان کا نگراں تھا اور تو تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ دیکھو دونوں مقربوں کا جواب ایک ہی طرح سبحانک سے شروع ہوگا اور جواب بالکل سچا دیں گے۔ نہ تو خلاف واقعہ کچھ کہیں گے نہ بے خبری کا اظہار کریں گے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرمائے گا: ”هذا یوم ینفع الصادقین صدقهم (مائده:۱۱۹)“ یعنی یہ دن وہ ہے کہ سچوں کو ان کا سچ کہنا ہی فائدہ دے گا۔ غرضیکہ اس پانچویں آیت کو بھی وفات مسیح سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

چھٹی آیت

”او ترقیٰ فی السماء (الیٰ) قل سبحان ربی هل کنت الابشرا رسولا (بنی اسرائیل:۹۳)“ یعنی تو آسمان پر چڑھ جا (تا) ان کو کہہ دے کہ میں تو بشر ہوں جو رسول کر کے بھیجا گیا۔ یہ صفات تو اس کی ہیں جو بشری لوازمات سے پاک ہے... شہادت اللہ میں داخل

نہیں کہ وہ کسی خاکی جسم کو آسمان پر لے جائے۔ (ص۱۰۹،۱۰) اس آیت پر رسالہ معیار نبوت (ص ۷) میں کچھ بحث کی گئی ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ کلمہ جامعہ هل كنت الا بشرا رسولا ، کفار کی ان سات فرمائشوں کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ جو انہوں نے طعنتاً کی تھیں اور وہ یہ ہیں۔

۱...... زمین سے چشمہ بہانا۔

۲...... نبی کے لئے کھجور اور انگور کا باغ ہونا۔

۳...... آسمان کا ٹکڑا (عذاب کے لئے) گر پڑنا۔

۴...... اللہ اور ملائکہ کی ضمانت تصدیق۔

۵...... نبی کے واسطے سونے کا محل ہونا۔

۶...... نبی کا آسمان پر چڑھ جانا۔

۷...... وہاں سے لکھی لکھائی کتاب کا اتار لانا جسے کفار پڑھ سکیں۔ پس جواب مذکور سے اگر بشر کا آسمان پر جانا محال ثابت ہوتا ہے تو بقیہ امور ۶ کا وقوع بھی محال ہوگا۔ کیونکہ ساتوں سوالوں کا جواب ایک ہی دیا گیا ہے۔ حالانکہ دوسری آیتوں سے ان امور کا ممکن ہونا بلکہ واقع ہونا ثابت ہے۔ نیز معجزہ نام ہی ہے کسی امر کا عادل جاریہ کے خلاف پیغمبروں سے واقع ہونے کا علاوہ ازیں کافروں کا سوال خود بتلاتا ہے کہ وہ ان امور کا ظہور پیغمبر علیہم السلام سے ممکن جانتے تھے، سوال ان کا صرف اسی قدر تھا کہ آنحضرت ﷺ ہماری خاطر اپنی اعجازی قوت سے ان ممکنات کو بصورت واقعات کر دکھائیں۔ لکھی ہوئی کتاب آسمان سے ہمراہ لانے کی بخ اسی لئے لگادی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ معراج جسمانی کے مدعی ہیں۔ مبادا آپ پچھلی بار آسمان سے ہو آنے کا حوالہ نہ دیں۔ پس اللہ نے ان کے ساتوں سوالوں کے جواب میں ایک ہی فقرہ جامعہ کہہ دینے کا حکم دیا: ”قل سبحانك ربي هل كنت الا بشرا رسولا“ یعنی کہہ دو کہ میرا رب اس بات سے پاک ہے کہ اس پر کوئی زور اور زبردستی کرے۔ میں تو فرمانبردار انسان، پیغام کا پہنچانے والا ہوں۔ میں اپنے اختیار سے ان تمام امور کو انجام نہیں دے سکتا نہ خدا سے ان باتوں کو بزور پوری کرا سکتا ہوں۔ وہ چاہے گا تو تمہارے سوالات پورے کرے گا۔ نہیں تو نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ”یہ صفات اس کی ہیں جو بشری لوازمات سے پاک ہو یا یہ کہ عادت اللہ میں داخل نہیں کہ وہ کسی خاکی جسم کو آسمان پر لے جائے۔“ جیسا کہ ظہور امام کے مؤلف نے بکواس کی ہے۔ اللہ کے ارادہ سے خاکی جسم کا زندہ آسمان پر جانا عامۂ بشر بلکہ کافروں کے لئے بھی ممکن ہے۔

اللہ فرماتا ہے:''ولو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیه یعرجون (حجر:١٤) ''یعنی اگر ہم کافروں کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیں۔ پھر یہ سارے دن اس میں چڑھتے رہیں......الخ۔ پھر انبیاء ورسل خاص کر حضرت عیسیٰ اور محمد علیہما السلام کے لئے جسم سمیت زندہ آسمان پر جانا کس طرح محال ہوسکتا ہے؟ حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر لے جایا گیا۔ آنحضرت ﷺ کو معراج جسمانی کرائی گئی۔ حضرت موسیٰ کو مرزا قادیانی نے زندہ آسمان پر موجود تسلیم کیا۔ (نور الحق ص۵۰، ج۱، خزائن ج۸ ص۶۹) فماذا بعد الحق الا الضلال

ساتویں اور آٹھویں آیات

''یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ومطھرك من الذین کفروا......الخ! (ص۱۰)''''فلما توفیتنی......الخ! (ص۱۲)''ان دونوں آیتوں میں توفی کے مشتقات کے معنے اور اس پر پوری بحث رسالہ (جواب دعوت ص۳تا۶) اور (نور اسلام ص۳۳) میں پڑھئے رفع کے معنی اور اس کی پوری تحقیق رسالہ (جواب دعوت ص۶تا۹) اور (نور اسلام ص۲۶،۲۷) دیکھئے۔ مطھرك کا صحیح مطلب نور اسلام ص۳۸ پر ملاحظہ کیجئے۔ یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

الحمد الله کہ مرزائیوں کی پیش کردہ آیتوں میں سے کوئی بھی ان کے مدعا کے لئے مثبت نہ ٹھہری بلکہ پچھلی دونوں (نمبر۷، نمبر۸) آیتوں سے حیات عیسیٰ اور ان کا رفع الی السماء بجسدہ العنصری بخوبی ثابت ہے جیسا کہ رسالہ جواب دعوت اور نور اسلام کے پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں البتہ ''ظہور امام'' میں مرزائی نے صحیح بخاری کی ایک حدیث سے توفی کے معنے موت ثابت کرنے کی فضول کوشش کی ہے۔ اس کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

حدیث بخاری

''فاقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ ابن مریم وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم......الخ (پ۱۳، پ۱۸، پ۲۷)'' تو میں بھی اس طرح کہوں گا جس طرح اس نیک مرد عیسیٰ نے کہا تھا وکنت علیھم ...... الخ۔ اس حدیث میں لفظ وہی توفیتنی ہے جو قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے استعمال ہوا ہے......اب جو معنے حضور علیہ السلام کے واسطے ہوسکتے ہیں وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہونے چاہئیں۔ (یعنی دونوں پیغمبر مر گئے۔ (ص۱۴،۱۵)) اسی قاعدہ سے آیت مذکور کے جملہ

تعلم مافی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك میں نفس عیسیٰ اور نفس خدا کے ایک ہی معنی ہونے چاہئیں کہ نفس الٰہی (جو پاک اور بے مثل ہے اور نفس عیسیٰ جو مخلوق ہے) دونوں ایک ہی طرح کے ہیں۔ کیونکہ اللہ پاک کے لئے لفظ نفس وہی ہے جو حضرت عیسیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ وتعالیٰ اللہ عن ذلك علوا کبیرا۔ پس جس طرح دونوں لفظ نفس کی حقیقت جداگانہ ہے۔ اسی طرح دونوں پیغمبروں کے لئے لفظ توفیتنی جو مستعمل ہوا ہے اس کی حقیقت بھی جداگانہ ہے۔ دونوں نبیوں کے حالات مخصوصہ جو خارجی دلیلوں سے ثابت ہیں۔ ان کی بناء پر حضرت عیسیٰ کی توفی رفع آسمانی سے ہوئی ہے اور آنحضرت ﷺ کی توفی موت سے حضرت عیسیٰ کی توفی بالرفع الی السماء کے دلائل رسائل جواب دعوت، نور اسلام میں لکھے گئے ہیں اور محمد ﷺ کی توفی بالموت کے دلائل آپ کا کفن ودفن اور نماز جنازہ وغیرہ ہیں جو بالتواتر منقول اور ثابت ہیں نیز روضۂ اطہر آپ ﷺ کا مدینہ طیبہ میں موجود ہے جواب تک زیارت گاہ حجاج ہے۔ فافترقا۔ مرزائی مترجم نے قال العبد کا ترجمہ ''عیسیٰ نے کہا تھا'' غلط کیا ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ ''عیسیٰ فرمائیں گے۔'' کیونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اور قیامت ابھی آنے والی حدیث مذکور کے شروع میں ہی یہ الفاظ موجود ہیں۔ انکم محشرون الی اللہ...... الخ! جس کا ترجمہ بھی مرزائی نے ظہور امام کے ص۱۴ پر یوں کیا ہے۔'' اے لوگ تم اللہ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔'' اس کے باوجود آگے یوں ترجمہ کر دیا۔'' عیسیٰ نے کہا تھا: یا للعجب ۔ اس قصہ کی ابتداء قرآن میں یوم یجمع اللہ الرسل سے ہوئی ہے۔' اور انتہا ہذا یوم ینفع الخ پر۔ یہ اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن وقوع پذیر ہوگا۔ نیز سورہ نساء میں آیا ہے:'' ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا (نساء:۱۰۹)'' یعنی حضرت عیسیٰ قیامت کے دن اہل کتاب پر شاہد ہوں گے۔ ہمارے رسول علیہ السلام بھی نہایت صراحت سے فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ یہ بات قیامت کے دن فرمائیں گے۔ چنانچہ محدث ابن عساکر اور حافظ عماد الدین ابن کثیر حدیث مرفوع نقل کرتے ہیں:

''عن ابی موسیٰ الاشعری قال قال ﷺ اذا کان یوم القیامة دعی بالانبیاء وامـمهم ثم یدعی بعیسیٰ ابن مریم...... ثم یقول أنت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون اللہ فینکران یکون قال ذلك...... الخ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ہوگا دن قیامت کا بلائے جائیں گے۔ سب انبیاء اور ان کی امتیں، پھر بلائے جائیں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے پھر اللہ پوچھے گا کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ بناؤ مجھ کو اور میری ماں دونوں

کو معبود سوائے اللہ کے۔ پس انکار کریں گے۔ عیسیٰ اس سے کہ کبھی ہو یہ بات یہ لیجئے قرآن بھی یوم القیامۃ بصراحت کہتا ہے۔ ہمارے رسول علیہ السلام بھی یوم القیامۃ بتصریح فرمارہے ہیں۔ اب مرزائی لوگ اپنے رسول کا نص صریح سنیں۔ مرزا قادیانی نے فعل ماضی بمعنے مضارع مستعمل ہونے کی مثال میں اذ قال اللہ یعیسیٰ...... الخ! (آیت مذکورہ) کو پیش کیا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۶، خزائن ج۲۱ ص۱۵۹)

''خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کو کہے گا کہ تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا...... الخ!''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰، خزائن ج۲۱ ص۱۵)

اب تو مولف ظہور امام کو بھی ماننا پڑے گا کہ ان کا ترجمہ ''کہا تھا'' بالکل غلط ہے اور یہ مصرع ان کے ورد زبان ہوگا۔ خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم!

خاتمہ

الحمد للہ! کہ ظہور امام نمبر ۱ کا جواب ایک یوم کی صحبت واحدہ میں قلم برداشتہ تحریر ہوا۔ ناظرین کو ہمارا جواب پڑھ کر آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہوگیا ہوگا کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے بھی حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ آیت قبل موتہ (مائدہ) ان کی حیات پر نص صریح ہے۔ دیکھو جواب دعوت ص۳۱، ۳۲، ۳۳، نور اسلام از ص۲۷ تا ص۳۲۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہے تو حدیث نزول میں اماماً سے مراد بھی وہی عیسیٰ بن مریم ہیں نہ مرزا غلام احمد قادیانی۔ لہٰذا دیہہ پنجاب کے امام فتنہ کا ظہور، رسالہ ظہور امام سے ثابت نہیں ہوا اور بھلا کسی مراقی کو کوئی نبی ورسول وامام مہدی کیونکر مان سکتا ہے؟ جس کا حال یہ ہے:

کلام لغومی گوید ولی می خواند الہامش
ہم ابن اللہ شدت وہم رہ حق می نہد نامش
خود شد گمرہ شدست وخلق راہم میکند گمرہ
کسے کہ پیروش باشد نہ بینم نیک انجامش

قال اللہ وجعلناہم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون واتبعناہم فی ہذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیامۃ ہم من المقبوحین سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین۔ والحمد للہ رب العالمین!

تمام شد!

سیف ربانی برگردن قادیانی

حضرت مولانا محمد شریف قادریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ (سب صفتیں اللہ تعالیٰ کے لئے، ایک ہے اور تمام صفات میں بے مثال ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام رحمتیں ہمیشہ اس رسول اقدس (اور اس کی آل کرام اور صحابہ عظام) پر جس کے بعد مدعی نبوت اور اس کو ماننے والے مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج اور ہر غیر مسلم سے بدتر ہیں۔ اما بعد ناظرین! مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مسیح جس کی نسبت قرآن کریم اور خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں اور احادیث نبی کریم ﷺ میں خبر ہے وہ میں ہوں لکھتا ہے:

ا...... ''مسیح موعود جس کے آنے کا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا ہے یہ عاجز (مرزا) ہی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۹۱، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

''میرا یہ دعویٰ کہ کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشین گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۸، خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۵)

نتیجہ...... مرزا قادیانی نے اتنی بات تو تسلیم کر لی کہ قرآن مجید میں مسیح موعود کے آنے کا وعدہ اللہ نے فرمایا ہے نیز احادیث میں بھی نبی کریم ﷺ سے مسیح موعود کے آنے کا ثبوت تسلیم کرتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ بیٹے مریم کے ہیں تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے یا مرزا قادیانی؟ جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا ہے۔ سو ہم اس مقدمہ کو دربار نبوت ﷺ میں پیش کرتے ہیں کیونکہ خالق کائنات نے اپنی مخصوص کتاب قرآن مجید میں آپ ﷺ کی شان میں وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد نرلی وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے، فرمایا ہے۔ نبی نے آنے والے مسیح موعود کے علامات و نشانات مفصل بیان فرمادیئے ہیں۔ تاکہ میری امت کسی جھوٹے فریبی مدعی کے دام تزویر میں پھانس کر ایمان کو ضائع نہ کرے۔ ایک طرف حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مخصوص نشانات وعلامات لکھے جاتے ہیں اور دوسرے طرف مرزا قادیانی پیش کیا جاتا ہے۔ ہم نے دیکھنا ہے کہ مرزا قادیانی میں مسیح موعود کے علامات پائے جاتے ہیں یا نہیں۔

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

۱...... قال رسول اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلا......الخ (بخاری شریف)

''قسم ہے اس ذات کی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ابن مریم (مریم کا بیٹا) نازل ہوگا اور تمہارے ہر ایک مختلف فیہ مسئلہ کا عدالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۰۱، خزائن ج ۳ ص ۱۹۸)

الف...... اس حدیث میں رسول کریم نے خدا کی قسم کھا کر آنے والے مسیح موعود کا نام ابن مریم (مریم کا بیٹا) فرمایا ہے۔

ب...... حکماً عدلا (عدالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا) قسم کے متعلق مرزا قادیانی لکھتا ہے۔ نبی کا کسی بات کو قسم کھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جائے۔ نہ استثناء بلکہ اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے۔ ورنہ قسم سے فائدہ ہی کیا۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۱۴ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

معلوم ہوگیا کہ ابن مریم سے مراد نبی کریم ﷺ کی، عیسیٰ بیٹا مریم صاحب انجیل ہیں نہ چراغ بی بی کا بیٹا۔

مرزا غلام احمد قادیانی

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی، مریم کا بیٹا نہیں اس لئے مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔ نیز مرزا قادیانی نے ابن مریم (مریم کا بیٹا) ہونے سے انکار کیا کہ میں نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام مجھ پر لگاوے وہ مفتری اور کذاب جھوٹا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) اس لئے مرزائی قادیانی کو مسیح موعود نہیں کہہ سکتے۔

(۲) مرزا قادیانی کو نہ حکومت نصیب ہوئی اور نہ ہی عدل بلکہ خود تمام عمر محکوم انگریز رہا اس لئے موعود نہیں ہوسکتا۔

خود لکھتا ہے ''ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح آجائے جن حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانا جائے تو رسول اللہ کی پیشین گوئی جھوٹی ہو جائے گی۔

بس مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

۲...... قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری۔ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ آئندہ زمانہ میں حضرت عیسیٰ بیٹے مریم کے زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس ۴۵ سال دنیا میں رہیں گے اور پھر فوت ہوں گے۔ پس میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم نے آنے والے مسیح موعود کی چھ علامتیں بیان فرمائی ہیں۔

اوّل...... مریم کا بیٹا یعنی عیسیٰ جس کی ماں کا نام مریم ہے۔

دوم...... اترے گا زمین کی طرف۔

سوم...... اترنے والے مسیح موعود نکاح کریں گے۔

نوٹ...... مرزا قادیانی نے جو نکاح کئے ہیں وہ دعوائے مسیحیت سے پہلے کے ہیں۔ بعد از دعوائے مسیحیت نکاح نہیں کیا۔ اور وہ محمدی بیگم کا نکاح ہے۔ ہماری بحث یہ نہیں ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح کیوں نہیں ہوا۔ یہاں بحث یہ ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ نکاح کریں گے۔ جیسا کہ رسول عربی ﷺ نے فرمایا ہے اور مرزا قادیانی کا وہ نکاح کہ جو نشان قرار دیا ہے۔ نہیں ہوا بلکہ مرزا نامرادی کی حالت میں یوں کہتا ہوا مرا ہے۔

دل کی دل میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی
حیف ہے ان سے ملاقات نہ ہونے پائی
رن دے فراق وچ لیندا گیا۔ ساہ یارو
رن دی کھوا بیٹھا نبی ڈھا واہ یارو

چہارم...... اترنے والے مسیح موعود صاحب اولاد ہوں گے۔ تجبیہ مرزا قادیانی کی اولاد ان نکاحوں سے ہے جو نکاح قبل از دعوائے مسیحیت ہیں۔ لہٰذا یہ اولاد وہ خاص اولاد نہیں جو بطور نشان ہو جیسا کہ حوالہ سے ظاہر ہے۔ علامت سوم میں بیان ہو چکا ہے۔

پنجم...... اترنے والے مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام پینتالیس سال زمین پر رہیں گے۔

نوٹ...... عیسیٰ کی سابقہ عمر یعنی قبل از رفع کا ذکر نہیں ہے بلکہ اترنے کے بعد پینتالیس سال زمین پر رہیں گے۔ اس کا ذکر ہے۔ فافهم! مرزا قادیانی نے نزول یعنی پیدائش لیا ہے۔ لکھتا ہے:

''ہاں اس بات سے انکار نہیں کہ پیشین گوئی کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو۔'' (ازالہ ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

''میرا یہ دعویٰ تو نہیں کہ کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔''

(ازالہ ص ۷۲، ۷۳، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

اب دیکھنا ہے کہ نزول بمعنے پیدائش مرزا قادیانی کو موافق ہے۔ کیا مرزا کی زندگی پینتالیس سال تھی۔

ششم...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ثم یموت فیدفن معی فی قبری'' پھر عیسیٰ فوت ہو کر میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے بھی اس حدیث کے مضمون کی تائید کی ہے۔ لکھتا ہے۔ ''ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔'' (ازالہ اوہام طبع دوم ص ۲۷۰، خزائن ۳ ص ۳۵۲)

بمعنے روضہ بھی مانا گیا اور اس میں دفن ہونا بھی مانا گیا۔ بمطابق حوالہ مندرجہ بالا۔

مرزا غلام احمد قادیانی

۲...... مرزا قادیانی میں ان چھ علامات میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

اوّل...... مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے اور باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے اور ماں کا نام چراغ بی بی ہے۔ لہٰذا عیسیٰ بیٹا مریم کا نہیں ہو سکتا۔ عیسیٰ تو بن باپ ہیں۔

دوم...... مرزا قادیانی اترا نہیں بلکہ پیدا ہوا ہے۔ خود لکھتا ہے: ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

لہٰذا مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔

سوم...... مرزا قادیانی کا نکاح نہیں ہوا۔ اس لئے مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔

نوٹ...... مرزائی فریب دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے نکاح کیا اولاد بھی ہوئی۔ مرزا قادیانی نے نکاح محمدی بیگم کو اپنا نشان صداقت قرار دیا ہے۔ افسوس کہ وہ نہ ہوا خود لکھتا ہے: ''اس محمدی بیگم کے نکاح اور پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشین گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی اس عاجز کو پیش گوئی ہے۔''

(انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۷)

بقول مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور ''یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور)

چہارم...... مرزا قادیانی کا وہ نکاح ہی نہیں ہوا جس کو اپنا نشان قرار دیا ہے تو اولاد کہاں سے ہوتی؟ پس یقین ہوگیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں۔

پنجم...... اگر مرزا قادیانی مسیح موعود ہوتا تو اس کی عمر پینتالیس سال ہونی چاہئے تھی۔ اس کے خلاف مرزا قادیانی بقول خود پچھتر اور پچاسی کے اندر عمر پا کر مرتا ہے۔ لہٰذا قادیانی مسیح نہیں ہوسکتا۔ معلوم ہوا کہ نزول بمعنے پیدائش نہیں ہوسکتا اور نزول بمعنی پیدائش بھی نہیں ہوسکتا اور نزول بمعنی سن دعوئ مسیحیت بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ دعوئ مسیحیت مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں کیا ہے جو ۱۳۰۸ھ میں تصنیف ہوئی۔ اس لحاظ سے بھی مرزا قادیانی ۱۳۰۸+۴۵=۱۳۵۳ھ تک دنیا میں رہنا چاہئے تھا۔ حالانکہ مرزا قادیانی ۱۳۲۶ھ میں مرگیا۔ بزبان خود جھوٹا ٹھہرا۔ فھو المراد!

ششم...... مرزا قادیانی نبی کریم ﷺ کے مقبرہ میں دفن نہیں ہوا۔ لہٰذا مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی کو تو زیارت مدینہ منورہ بھی نصیب نہیں ہوئی۔ (دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ الحدیث) پھر مرزا قادیانی کو کیسے توفیق ہوتی؟ مرزا قادیانی لاہور میں بعارضہ ہیضہ مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔

گیا سی لاہور اوتھے ہیضے دی وباسی	دست گیا بھن عزرائیل لیا ڈھانسی
جاہڑ کے شکنجہ اونہوں ایس طرح مروڑیا	ناساں ولوں کھٹا پانی نکلیا تے چھوڑیا
دجال نوں دجال دے ای کھوتے اتے لدیا	لاہور وچوں کڈھ تے قادیاں جا دبیا
داتا گنج بخش دی کرامت بڑی وڈی اے	لاہور وچوں مرزے جیہی پلیدی جس کڈھی اے

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

۴...... یحدث ابو هریرة عن النبی ﷺ علیه وسلم قال والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً او لیثنیهما (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ حضرت نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً احرام باندھیں گے۔ ابن مریم فج الروحاء سے حج کا یا عمرے کا یا قران کریں گے۔ (عمرہ ادا کر کے اسی احرام سے حج کریں گے) مسلم شریف

اس حدیث پاک سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

اوّل...... مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آ کر اپنے متعلق ایسی فضا قائم کریں گے کہ تمام دنیا میں ان کے لئے امن ہوگا اور کوئی چیز ان کے حج میں مانع نہیں ہوگی۔ بلاخوف حج کریں گے۔

دوم...... مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوں گے جو حج بیت اللہ شریف سے مانع ہو۔

سوم...... کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے حج نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ بنفس نفیس خود حج کریں گے۔

نتیجہ...... جو شخص مندرجہ بالا اوصاف سے متصف نہیں ہے وہ یقیناً مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔

اسی حدیث میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ خود مرزا قادیانی نے ایک قاعدہ کلیہ سے تاویل کے دروازہ کو بند کردیا ہے۔ وہ لکھتا ہے: ”قسم صاف بتاتی کہ یہ خبر ظاہری معنوں پر محمول ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے۔ ورنہ قسم میں کونسا فائدہ ہے۔“

(حمامۃ البشریٰ ص۱۴، خزائن ج۷ص۱۹۲)

اس حدیث میں لفظ ”والذی نفس بیدہ“ (قسم ہے اس ذات کی الخ) کے آئے ہیں لہٰذا اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی اس حدیث کے مضمون کی بدیں الفاظ تائید کی ہے۔ خود لکھتا ہے۔ ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا۔ جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح ص۱۶۹، خزائن ج۱۴ص۴۱۷) اس عبارت سے کم از کم اتنا ضرور ثابت ہوگیا ہے کہ مرزا قادیانی نے تاویلوں کا سہارا ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی

۳...... چونکہ مرزا قادیانی کو حج جیسی نعمت نصیب نہیں ہوئی جو بموجب صحیح حدیث کے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نشانی ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی زن، زمین اور زر پر فریفتہ تھا اور قیمتی ادویات اس کو مرغوب تھیں حج بھلا کیسے نصیب ہوتا؟

نوٹ...... مرزائی فریب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا مفلس کنگال تھا۔ اور وہ بیمار رہتا تھا اور کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ میں امن نہ تھا۔ (جان کا خطرہ تھا) (درست ہے دجال کو مکہ مدینہ ضرور خطرہ ہے) مومن ہوتا تو امن بھی ہوتا۔

تنبیہ...... ہماری کلام صرف اس میں ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ بن مریم کی علامت یہ ہے کہ وہ حج کریں گے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی ہے جو کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی مگر مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ خواہ کسی وجہ سے نہیں کیا۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔

نوٹ...... اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرلیا جائے تو حضور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی (نعوذ باللہ) جھوٹ ہو جائے گی۔ لہٰذا یقین ہو گیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا اور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی سچی ہو کر رہے گی۔ کیونکہ سچے پیغمبر کی پیشین گوئی ہمیشہ سچی ہوتی ہے اور پوری ہو کر رہتی ہے۔ قرآن شریف گواہی دیتا ہے۔ "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ" "مرزا کا دماغ تو ہر وقت محمدی بیگم کے تصور میں مشغول رہتا تھا۔ حج کس کو یاد تھا؟ نہ حج کیا اور نہ ہی محمدی بیگم ہاتھ لگی۔ مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم نے مورخہ ۱۷/اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد کے ساتھ نکاح کر دیا جس سے اس کی اولاد ہوئی۔ مرزائیو مقام غور ہے اور تمہیں شرم ہونی چاہئے کیونکہ مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی اور تمہاری اماں روحانی کو سلطان محمد لے اڑا اور لے اڑا۔

ماں دا مرزائیاں نوں ذرہ نہ خیال
کہہ دے گھر وسدی تے کھو کہدا بال

شرم شرم شرم!

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

۴...... مشکوٰۃ شریف باب قصہ ابن صیاد میں مذکور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بمعہ صحابہ کرام ابن صیاد کو دیکھنے گئے ابن صیاد کے بارے میں صحابہ کو شبہ تھا کہ یہ ہی دجال نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے دربار نبوت میں عرض کیا: "ائذن لی یا رسول اللہ ﷺ فاقتلہ فقال رسول اللہ ان یکن ھو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسیٰ ابن مریم" مشکوٰۃ شریف حضرت عمرؓ نے عرض کیا اجازت دو مجھ کو یارسول اللہ کہ میں ابھی اسے قتل کر دوں، آنحضرت نے فرمایا اگر یہ ابن صیاد دجال ہے۔ تو پھر تو اسے قتل نہ کر سکے گا۔ کیونکہ اس کا قتل عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھوں ہو گا۔

خود مرزا قادیانی بھی لکھتا ہے: "آنحضرت ﷺ نے عمرؓ کو قتل کرنے سے منع کیا اور فرمایا اگر یہ دجال ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ بن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اسے قتل نہیں کر سکتے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۲۲۵، خزائن ج ۳ ص ۲۱۸)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قتل دجال سے مراد جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں۔ دلائل سے قتل کرنا۔ یہ مطلوب نہیں ہے بلکہ ظاہری وجسمانی قتل ہے۔ چنانچہ جناب عمرؓ کا آمادہ قتل ہونا اور حضور ﷺ کا بھی اس خیال کی تردید نہ کرنا بلکہ دجال کا قتل مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں مقدر فرمانا اس پر صاف وصریح دلیل ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی

۴...... نبی کریم ﷺ کا دجال کے بارے میں فرمان: ''قال النّبی الدجال اعور العین الیسریٰ جفال الشعر معه جنة وناره فناره جنة وجنة نار (رواہ مسلم)'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کانا ہوگا۔ بائیں آنکھ سے زیادہ بالوں والا ہوگا۔ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی اس کی۔ پس دوزخ اس کی جنت ہے اور جنت اس کی دوزخ ہے۔

''عن انس قال قال رسول الله مامن نبی الا قد انذر امته الاعور الکذاب الا انه اعور وان ربکم لیس باعور مکتوب بین عینیه ك ف ر (بخاری مسلم)'' فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو کانے جھوٹے سے ڈرایا ہے اور فرمایا آگاہ ہو کہ دجال کانا ہوگا اور پروردگار تمہارا کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان ک ف ر لکھا ہوگا۔

اور فرمایا: قال النّبی ان الدجال ممسوح العین علیها ظفرة غلیظة مکتوب بین عینیه کافر یقرء کل مومن کاتب وغیر کاتب مشکوٰۃ شریف ترجمہ بے شک دجال ہوگا۔ مٹا ہوا آنکھ کا یعنی ایک آنکھ اس کی مٹی ہوئی ہوگی۔ اس پر ناخنہ ہوگا۔ موٹا لکھا ہوا ہوگا۔ درمیان دونوں آنکھوں اس کی کے لفظ کافر پڑھے گا۔ اس کو ہر مومن لکھنے والا اور غیر لکھنے والا۔ قال النّبی فیطلبه، حتی یدرك بباب لد فیقتله' پس ڈھونڈھیں گے عیسیٰ دجال کو یہاں تک کہ پائیں گے اس کو دروازہ لد پر پس قتل کریں گے۔ اس کو مذکورہ بالا حدیث سے روز روشن کی طرح معلوم ہوگیا کہ دجال ایک آدمی ہوگا۔ جس کی علامات یہ ہوں گی۔

اوّل...... ممسوح العین (مٹی ہوئی آنکھ والا) یعنی ایک آنکھ اس کی بالکل نہیں ہوگی یک چشم کانا ہوگا۔

دوم...... لفظ کافر لکھا ہوگا۔

سوم...... ہر ایک مومن ان پڑھ بھی اس کو پڑھ لے گا۔

چہارم...... اس کے ساتھ اس کی جنت دوزخ بھی ہوگی۔

پنجم...... زیادہ بالوں والا ہوگا۔

ششم...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم باب لد کے پاس اس کو قتل کریں گے۔ (لد ایک گاؤں ہے۔ بیت المقدس کے پاس) مرزا قادیانی کی زندگی میں ایسی صفات والے آدمی کا ظہور نہیں ہوا۔ پس معلوم ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے جس (انگریز) کو دجال کہا ہے مرزا خود اس کا محکوم اور فرمانبردار رہا ہے اور اس کے گدھے (ریل) پر سوار ہوتا ہے۔ جب مرا تو مرزے کی امت نے مرزا کو اسی گدھے (ریل) پر سوار کر کے قادیان پہنچایا

خرد دجال یہ کیسا کہ جس پر ثانئے عیسیٰ

بایں شان بایں شوکت کرایہ دے کر چڑھتا تھا مرزا

قادیانی نے اصلی دجال جس کے متعلق نبی کریم کی پیشین گوئی ہے دیکھا ہی نہیں قتل کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوا۔ لہٰذا مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

۵...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسیح موعود کے زمانے میں سوائے اسلام کے کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔ (ابوداؤد) اس حدیث کو مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ لکھتا ہے۔

الف...... ”تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی قائم ہوجائے گی۔“

(چشمہ معرفت ص ۸۰، خزائن ج ۲۳ ص ۹۲)

ب...... غیر معبود اور مسیح وغیرہ کی پوجا نہیں رہے گی اور خدائے واحد کی عبادت ہوگی۔

(الحکم ۷ار جولائی ۱۹۰۵ء)

(۶) مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں سردار دو عالم ﷺ نے فرمایا، مسیح موعود عیسائیت کے زور کو توڑ دے گا۔

مرزا قادیانی بھی اس حدیث کو اپنے حق میں لیتا ہے۔ لکھتا ہے۔ ”میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں۔ یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔

(اخبار بدر ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء)

مرزا غلام احمد قادیانی

۵...... مرزائیوں کا اپنا اخبار پیغام صلح مرزا قادیانی کے کذب پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے اور

نہایت حسرت کے ساتھ لکھتا ہے۔ ''عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔''

(پیغام صلح ۶ر مارچ ۱۹۲۸ء)

دور کیوں جائیں مردم شماری کی رپورٹ ہی دیکھ لیں۔ قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کی عیسائی آبادی کا نقشہ یہ ہے۔

سال	عیسائیوں کی آبادی
۱۸۹۱ء	۲۴۰۰
۱۹۰۱ء	۴۴۷۱
۱۹۱۱ء	۲۳۳۶۵
۱۹۲۱ء	۳۲۸۳۲
۱۹۳۱ء	۴۳۲۴۳

جب سے مرزائیت نے جنم لیا ہے عیسائیت روز افروز ترقی کر رہی ہے۔ اس قلیل عرصہ میں صرف قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کے عیسائی اٹھارہ گنا بڑھ گئے ہیں۔ اب مرزا قادیانی کے اپنے لفظ غور سے سن کر فیصلہ کرلیں۔ لکھتا ہے کہ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ (بدر ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء)

کوئی بھی کام سچا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی ہی میں ہوا تیرا آنا جانا

مبارک ہیں وہ لوگ جو مرزا قادیانی کی ناکامی پر گواہی دیتے ہیں اور اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں کہ عاقبت انہی کی ہے۔

عدیم الفرصتی کی وجہ سے اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں اور سلیم القلب کے لئے تو اتنا بھی کافی ہے۔ اور احقر دعا کرتا ہے کہ رب العزت اس مختصر سے مضمون کو اہل اسلام کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور اسی مختصر سی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

احقر محمد شریف فاضل دیوبند
ناظم دار العلوم الاسلامیہ منڈی بہاء الدین
مدینہ پرنٹنگ ہاؤس گنپت روڈ لاہور

مرزا قادیانی کی

پیش گوئیاں

اور ان کے متعلق خدائی فیصلے

نامعلوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزائی مبلغین اکثر سادہ لوح مسلمانوں کو مرزائیت کے جال میں پھنسانے کے لئے مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اور الہام بڑی چرب زبانی سے بیان کرتے ہیں۔اس بناء پر ان کے قصر نبوت کو استوار کرتے ہیں۔اس طرح ان کے نبی ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔

اہل اسلام میں وقتاً فوقتاً ایسے بزرگان کرام ہوگذرے ہیں اور اب بھی ہیں جو کہ نہ صرف آئندہ واقعات کی خبر بذریعہ کشف دیتے رہے ہیں۔ بلکہ دور دراز رہنے والے افراد کے حالات کا اظہار سینکڑوں میل دور بیٹھے کر دیتے ہیں یہ اولیائے عظام ہوتے ہیں۔جن پر الہام کے ذریعے حالات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ان کے الفاظ ہمیشہ سچے اور صحیح ثابت ہوتے ہیں۔اسی واسطے مولانا رومی نے فرمایا:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
اولیاء راہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانہ زراہ

ان کا کہنا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔گو وہ اللہ کے بندہ کے منہ سے نکلا ہو۔اولیاء کو خدا کی طرف سے یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لے آئے۔

لاکھوں ولی امت مسلمہ میں ہوگزرے ہیں۔ان میں سے اکثر صاحب کشف ابدال بھی ہوئے۔قطب بھی اور غوث بھی مگر کسی نے چودہ سو سال کے عرصے میں نبوت کا دعویٰ نہ کیا۔ لیکن کس قدر حیرانی کی بات ہے۔کہ ایک شخص جس کا تمام کلام جھوٹ کی پوٹ ثابت ہوا۔وہ کاذب نبی بن بیٹھا۔

قادیانی کا دعویٰ

''اس نے (خدا نے) میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں۔ بہت ہی کم ایسے نبی آئے ہیں۔جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔''

(اخبار البدر قادیان جولائی ۱۹۰۶ء،حقیقت الوحی ص ۶۷،خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فرستادہ انبیاء کی تائید میں انہیں معجزات عطاء کیئے۔ آخری نبی محمد ﷺ کو بہت معجزوں کا حامل بنایا گیا۔ آنحضرت ﷺ کو تین معجزات تو بے مثل ملے۔

۱...... معراج شریف جسمانی اور پر چشم زدن میں آسمانوں کی سیر کرائی اور سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے۔

۲...... اللہ تعالیٰ کا زندہ جاوید کلام قرآن کریم کی صورت میں آپ پر نازل ہوا۔

۳...... شق القمر یعنی آپ نے اشارہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

غور کیجئے کہ آیا مرزا قادیانی سے کوئی ایسا معجزہ صادر ہوا؟ خلیفہ محمود قادیانی کی تعلّی سنئے۔ حضرت مرزا قادیانی کے ذریعے اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا۔ محمد ﷺ کا نام زندہ ہوا۔ وہ کونسی خوبی اور صداقت ہے۔ جو کسی نبی میں پائی جاتی ہو۔ مگر مرزا قادیانی میں نہیں۔"

(تقریر مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۶ / مئی ۱۹۲۴ء)

خدارا غور کیجئے

مرزا کی آمد سے کئی اسلامی سلطنتیں مٹ گئیں۔ اس نے اسلام کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں۔ ایک نیا مذہب احمدیت کے نام سے قائم کر دیا۔ قرآن کریم میں تحریف کی۔ تمام رسولوں کو اس طرح رسوا کیا۔

مرزا قادیانی نے انبیاء کرام کی اس طرح گستاخی کی

"دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں، میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں اور میں محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا۔ موضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔"

(حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶ حاشیہ)

لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ سب زبانی دعوے ہیں اور محض ایک مراقی شخص کے دماغ کی پیداوار ہیں۔ کوئی صحیح الدماغ شخص یہ لن ترانیاں نہیں ہانک سکتا۔ چونکہ مرزا قادیانی مراق ومالیخولیا کے مریض تھے۔ اس لئے یہ دعوے کر دیئے۔

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے ہیں۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۵)

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ مجھے تین لاکھ نشان (معجزات) ملے۔ اب تین لاکھ نشانوں کی حقیقت مرزا قادیانی کی اپنی زبان سنئے۔

''جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف میں ہوں۔ ان کی خبر قبل از وقت اللہ بذریعہ الہام یا خواب مجھ کو دے دیتے ہیں اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ (حقیقت الوحی ص ۳۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

کھودا تھا پہاڑ نکلا چوہا کے مصداق تمام معجزات یا خواب ہوئے یا الہام باقی قصہ ختم۔ خواب اور الہام زیادہ تر منی آرڈروں کے اور روپے کے متعلق ہوتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

ٹیچی ٹیچی فرشتہ کی آمد

''۵/مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سارو پیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا۔ میرا نام ٹیچی ٹیچی۔ (حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

رانی کی آمد

آگے دیکھئے۔ ''ایک روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں دیکھی۔ اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے۔ اور مجھے اشارے سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۱۳، خزائن ج ۳ ص ۲۰۵)

درشنی آدمی

''انہی دنوں میں نے ایک نہایت خوبصورت آدمی دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم عجیب خوبصورت ہو۔ اس نے اشارہ سے کہا کہ میں تیرا بخت بیدار ہوں۔ میں درشنی آدمی ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۱۳، ۲۱۴، خزائن ج ۳ ص ۲۰۶)

منی آرڈر کی وحی

''ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ ''عبداللہ ڈیرہ اسماعیل خان'' اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۶۳، ۲۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۷۵)

''ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنے والا ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۸)

''کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں محب مجھ کو پہنچا۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپے کے پہنچنے سے تخمیناً سات گھنٹے پہلے مجھ کو خدائے عزوجل نے اطلاع دی۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اوّل ص ۵)

اناجیل کو پڑھئے۔ قرآن کو پڑھئے اور بتلایئے کہ کیا کسی نبی کو ایسے خواب آئے۔ جو محض مادیت اور حصول زر پر مبنی ہوں۔ کبھی کسی نبی کو ایسے الہام ہوئے ہی نہیں۔ یہ تو نجومیوں جوتشیوں اور دنیاداروں، لالچی فقیروں کو ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی کا ان سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ قادیانی نبی کو تو انگریز نے کھڑا کیا تھا۔ اس لئے کہ اسلام ہمیں جو جہاد کا حکم دیتا ہے۔ اسے کسی ترکیب سے منسوخ قرار دیا جائے۔ سو مرزائے قادیانی نے اپنے آقا کی غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے جہاد کو ناجائز قرار دیا۔ اس لئے انگریز نے اس کی مکمل تائید کی اور روپے پیسے سے بھی امداد کی۔ اسے بھی اٹھتے بیٹھتے روپے کے خواب آتے تھے۔ اسی کے الہام ہوتے تھے۔ نبی کا کام روح اور مادہ ہر دو کی اصلاح ہوتا ہے۔ قارئین نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی کے الہاموں اور خوابوں میں روحانیت کا تو نشان نہیں ملتا۔ اصلاح تو خاک ہوتی ہے۔

خود کاشتہ پودا

''میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں معہ اسماء مریداں روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان (مرزا قادیانی) کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔''

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ)

منجانب خاکسار مرزا قادیانی مورخہ ۲۴؍فروری ۱۸۹۸ء)

جہاد ناجائز

''میں نے چند کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام و افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں۔ باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا وہ ظاہر کر دیا۔'' (تبلیغ رسالت جلد چہارم ص ۳۶، مجموعہ اشتہارات ج دوم ص ۱۸۰)

قادیانیت ایک فرقہ نہیں بلکہ ایک نیا مذہب ہے جو کہ انگریز نے قائم کیا کہ اس کا مقصد زر اکٹھا کرنا اور دنیا میں اپنا غلبہ اور حکومت حاصل کرنا تھا۔

تمام دنیا کی حکومت کا خواب

"ہمیں معلوم کب ہمیں خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جانا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو جانا چاہئے۔ کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔"

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۷ر فروری ۱۹۲۲ء ج۹ نمبر ۶۸،۶۷)

قادیانی حکومت قائم کرنے کا جتن

"ہائے! احمدیوں کے پاس ایک چھوٹا ٹکڑا بھی نہیں۔ جہاں احمدی ہی احمدی ہوں۔ کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو جس میں کوئی غیر نہ ہو۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اس میں غیر نہ ہوں۔"

(خطبہ خلیفہ محمود احمد الفضل قادیان ج۹، مورخہ ۱۲ر مارچ ۱۹۲۲ء)

ہاں جناب! پاکستان بننے پر ربوہ میں ایک انگریز گورنر موڈی کی مہربانی سے ایسا مخصوص علاقہ مل گیا۔

اب ہم پیش گوئیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پیش گوئی کے معنی ہیں کہ کسی آنے والے واقعہ کی نسبت اس کی آمد سے قبل خبردار کرنا۔

پہلے ذکر ہوا کہ پچاس ہزار نشان تو روپوں وغیرہ کے متعلق بتلائے گئے۔ روپوں کی آمد کا پتہ چلانا کونسا عظیم کارنامہ ہے۔ ڈاک خانہ میں کسی مقرب کو بھیجا۔ وہاں سے ڈاک کی تقسیم سے قبل پتہ چلا لیا کہ آیا کوئی منی آرڈر وغیرہ آیا ہے کہ نہیں۔ اگر آنا ہوتا تھا تو مرزا قادیانی بڑے طمطراق سے اس پر ملمع سازی کر کے اعلان کر دیتے۔ یہ تھی حقیقت پچاس ہزار نشانوں کی۔

ہاں انہوں نے چند پیش گوئیاں کیں اور ان کے ہو جانے کا بہت ڈھنڈورا پیٹا اور اعلان کیا کہ اگر یہ غلط ثابت ہوئیں یا وقوع پذیر نہ ہوئیں تو میں کاذب مفتری اور جھوٹا سمجھا جاؤں گا۔ انہیں مطالعہ کرنے کے بعد قارئین کرام خود اندازہ لگائیں کہ آیا مرزا غلام احمد قادیانی کاذب تھے یا نہیں؟

پیش گوئی نمبر ۱۔ پادری عبداللہ آتھم ساکن امرتسر

مرزا غلام احمد قادیانی نے اوّل آتھم سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کی۔ وہ اتنے

عرصہ کے اندر فلاں تاریخ تک مرجائے گا۔ بوڑھا ہونے کے باوجود پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا۔ بلکہ کافی عرصہ تک بعد کو زندہ رہا۔ مرزا نے بہت زور لگایا کہ اس پیش گوئی کے غلط ہونے کی تاویلات پیش کی جائیں مگر۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

۱...... خدائی شان!! خدائی فیصلہ!!

''آتھم کے متعلق پیش گوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں۔ بعض لوگ ناواقفی کے باعث اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خدا ہمیں رسوا مت کریو۔'' (سیرت مسیح موعود ص ۷)

''۵ر ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیش گوئی پورا ہونے کا انتظار تھا۔ آپ (ماسٹر قادر بخش) قادیان میں تھے کہ آج سورج غروب ہوگا اور آتھم مرجائے گا مگر جب سورج غروب ہوگیا تو لوگوں کے دل ڈوبتے گئے۔ ماسٹر قادر بخش نے امرتسر جاکر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے گاڑی میں بٹھائے۔ دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے۔''

(مضمون رحیم بخش پسر ماسٹر قادر بخش اخبار الحکم قادیان ۷ر ستمبر ۱۹۲۳ء)

آتھم کا خط

''میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں۔ اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں چونکہ اسلام قبول کرلیا۔ اس لئے نہیں مرا۔ انہیں اختیار ہے جو چاہیں تاویل کریں لیکن میں پہلے بھی عیسائی تھا۔ اور اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے۔ جو کوئی چاہے پیش گوئی کرے کہ ایک سو سال کے اندر جو باشندے اس دنیا میں موجود ہیں۔ سب مرجائیں گے۔'' (عبداللہ آتھم کا خط اخبار وفاء دار لاہور میں ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا، منقول از کتاب راست بیانی از شکست قادیانی)

ایک بار پھر پیش گوئی کے الفاظ اصلی کا مطالعہ کیجئے اور جھوٹے پر لعنت بھیجئے۔

''میں اس وقت اقرار کرتا ہوں اگر (عبداللہ آتھم والی) پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں...... میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں مگر اس کی باتیں نہیں ٹلیں گی۔''

(جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

پیش گوئی کی تاریخ مقررہ ۵ر ستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ اس کے بہت عرصہ بعد تک آتھم زندہ رہا۔ مندرجہ بالا خط اس تاریخ کے بعد لاہور کے اخبار وفادار میں اس ماہ چھپوایا۔

۲...... اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ

ڈاکٹر عبدالحکیم صاحبؒ کے متعلق مرزا قادیانی کی اپنی تحریر

''میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی پیش گوئی میری نسبت مرزا کے خلاف ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔''

(کانا دجال ص ۵۰، از میاں عبدالحکیم)

''اس کے مقابل وہ پیش گوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے ہوئی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کے مقبولوں میں مقبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے ہوتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔''

(مرزا غلام احمد کا اشتہار ''خدا سچے کا حامی ہو'' ۱۶ر اگست ۱۹۰۶ء، حقیقت الوحی)

چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اس اشتہار کے جواب میں اپنی پہلی پیش گوئی کو منسوخ کرتے ہوئے لکھا۔ ''اللہ نے مرزا کی شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو گیارہ جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہوتی تھی۔ ۱۰ مہینے اور ۱۱ دن اور کم کر دیئے ہیں اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو الہاماً فرمایا کہ مرزا آج سے ۱۴ ر ماہ بعد تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔''

اس کے جواب میں مرزا نے جولائی ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان تبصرہ شائع کیا۔ ''اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا اور تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا تیرے دشمن جو پیش گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کروں گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

''آخری دشمن ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے۔ اور وہ ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے میں اس کی زندگی میں ۴ر اگست ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہو جاؤں گا...... مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی ہے۔ خدا اس کو ہلاک کرے گا۔ میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا...... بلاشبہ یہ سچ بات ہے...... جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۲۱، ۳۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۷، ۳۳۶)

پھر خدائی فیصلہ ظاہر ہوا جائے عبرت ہے۔ متبنی قادیان کے ماننے والوں سنو اور غور سے سنو! خدا کی قدرت اور مقام عبرت ہے کہ مرزا غلام احمد ڈاکٹر صاحبؒ کی پیش گوئی کے عین

مطابق میعاد مقررہ کے اندر ۲۶ ر مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ میں مبتلاء ہوئے اور وہ فوت ہو گئے۔ جناب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ان کے بعد سالہا سال زندہ رہے۔ اس ٹریکٹ کے لکھنے والے نے انہیں ۱۹۲۸ء تک خود دیکھا اور ان کے لیکچر سنے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ سے مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

’’میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے...... اگر طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریوں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خداتعالیٰ کی طرف سے کذاب ہوں۔ تو اے میرے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حق پر نہیں تو میری زندگی میں اسے نابود کر انسانی ہاتھوں سے نہیں طاعون ہیضہ وغیرہ سے۔ جو تیری نگاہ میں در حقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے۔ میرے مالک تو ایسے ہی کر۔ آمین ثم آمین۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸، ۵۷۹)

اللہ اکبر! مرزا قادیانی کی دعا قبول ہوگئی۔ مفسد اور کاذب مفتری، صادق کی زندگی میں ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اللہ اکبر۔ فاعتبروا یااولی الابصار!! خدا کا فیصلہ ملاحظہ ہو اور اللہ کے قربان جایئے کہ کس طرح فیصلہ ہوا۔ اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ کے بعد ۲۵ ر اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار البدر قادیانی میں پھر شائع ہوا۔ ’’ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا۔ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔‘‘

ایلو! ۲۶ ر مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد کو لاہور کے مقام پر وبائی ہیضہ ہوا اور وہ مر کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے۔ یہ جھوٹوں اور کذابوں کا انجام ہوتا ہے اور حضرت مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا کی وفات کے بعد تقریباً چالیس سال زندہ رہے اور راقم رسالہ نے مرزا قادیانی کی موت کے بعد بیسیوں سال تک مولانا کے مناظرے اور مباحثے سنے۔

محمدی بیگم اور مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ ساکن پٹی کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ مرزا قادیانی کے دل میں اس کا ایسا تصور قائم ہو گیا کہ اس سے شادی کرنے کے لئے عزم صمیم کر لیا۔ اس کے والدین کو طرح طرح کے سبز باغ دکھلائے۔ پیش گوئیوں کے ذریعے انہیں مرعوب کیا۔ ۱۸۸۶ء میں اشتہار شائع کر دیا جس میں انہیں دھمکیاں دیں۔ اس لئے کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی کی شادی مرزا غلام احمد سے کر دے۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

کے مصداق اس کی شادی نہ ان کے ساتھ ہونی تھی اور نہ ہوئی بلکہ اس کی شادی تمام پیش گوئیوں کو پاش پاش کرتے ہوئے دوسرے شخص سلطان محمد سے ہوگئی اور جگہ شادی ہو جانے سے ایک ہنگامہ بپا ہوا کہ تمام پیش گوئیاں دھری کی دھری رہ گئیں اور مرزا غلام قادیانی کاذب ٹھہرے۔

قارئین کرام! محمدی بیگم کے واقعات ترتیب سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

جس مذہب کے بانی کی یہ حالت ہو کہ وہ جھوٹ پر جھوٹ بولتا چلا جائے اور پھر اس جھوٹ کو سچ دکھلانے کی کوشش کرے۔ اس کی اصلیت کیا ہو سکتی ہے؟

پہلی بڑی بشارت

۱...... ’’خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ کی دختر کلاں محمدی بیگم انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

۲...... ’’اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے پیش گوئی فرمائی تھی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۳...... ’’اس قادر مطلق خدا نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور اس کو کہہ دے کہ یہ نکاح ان کے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت برا ہوگا اور جو کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور اس کا والد تین سال تک فوت ہو جائے گا۔‘‘ (تذکرہ ص ۱۵۸)

ہائے عشق کیا کچھ نہیں کرواتا!

۴...... لالچ اور دھمکی: ’’اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی۔ دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا۔ تو تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ الہامی لڑکی کا شوہر اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔‘‘

(آئینہ کمالات ص ۵۷۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً از مرزا غلام احمد قادیانی)

۵...... خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام۔ "میں اپنا یہ خط اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ آپ اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں جو کہا ہے وہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی الہام میں مجھ سے کہلوایا ہے اگر میعاد گزر جائے تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا۔"

(آئینہ کمالات ص ۵۷۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً از مرزا غلام احمد قادیانی)

ہائے عشق! منت اور سماجت بھرا خط مرزا احمد بیگ کے نام

"میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں آپ کو شاید معلوم نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زائد آدمی ہوں گے۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔"

(خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷ر جولائی ۱۸۹۲ء منقول از رسالہ کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۳)

۷...... اس کے بعد مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو بہت سے خط لکھے کہ ان کا رشتہ ان کی خواہش کے مطابق ہو جائے۔ مگر محمدی بیگم کا نکاح ایک شخص مرزا سلطان محمد نامی سے کر دیا گیا اور مرزا قادیانی محروم رہ گئے۔ وائے حسرت و ناکامی! تمام پیشگوئیاں اور الہام خاک میں مل گئے اور جھوٹ اور جعلسازیوں کا پلندہ ثابت ہوئے۔ اس طرح مرزا قادیانی کا ذب ثابت ہو گیا۔

۸...... مرزا قادیانی کی محمدی بیگم کے نکاح سے قبل بے چینی اور بے قراری ملاحظہ ہو۔ "مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم! میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرمائیں۔" (خاکسار غلام احمد قادیان ۲۸ر ستمبر ۱۸۹۱ء مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۳ ص ۱۲۳ ملفوظ نمبر ۲۲۲، از مرزا غلام احمد قادیانی)

ڈھٹائی کی حد ہو گئی!! عشق کی سوزش!!

"اور سچ ہے وہ عورت (محمدی بیگم) میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ٹلتی نہیں ہو کر رہتی ہیں۔" (مرزا غلام احمد قادیانی کا حلفیہ بیان عدالت

ضلع گورداسپور میں کتاب منظور الٰہی ص ۲۴۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑے دعوے سے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد شادی کے بعد ڈھائی سال کے اندر ضرور مر جائے گا۔ مگر وائے ناکامی! وہ نہ مرا۔

ناکامی کا انتہائی رنج اور واویلا

''یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوں تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ ارے احمقو یہ انسان کا افترا نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

پیش گوئی کا حسرت ناک انجام! خدا تعالیٰ کا عظیم فیصلہ!

مرزا قادیانی خود ہی لکھتے ہیں۔ ''۱۶؍ اپریل ۱۸۹۶ء تک پوری نہ ہوئی۔ اس کے بعد اس عاجز کو (مرزا قادیانی) ایک سخت بیماری نے آلیا۔ یہاں تک کہ قریب موت نوبت پہنچ گئی۔ اس وقت یہ پیش گوئی گویا آنکھوں کے سامنے آگئی کہ اس وقت مجھے الہام ہوا۔ یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں ناامید کر دیا تو ناامید مت ہو۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

ہاں جی! دنیا با امید قائم است۔ آخر اسی امید موہومہ کو دل میں لئے ہوئے ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی اس جہان سے رخصت ہوگئے اور یہ الہام کہ ''اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ دھرے کا دھرارہ گیا اور ان کا آسمانی منکوحہ کے لئے چہرہ بھی خشک ہوگیا اور دل میں ہزاروں حسرتیں لئے جہان سے رخصت ہوگئے۔ جو مرزا قادیانی کے پیرو بن گئے۔ انہیں خبردار کیا جاتا ہے کہ قیامت کے دن ان سے باز پرس ہوگی کہ جب ان کی پیش گوئیاں جن کو انہوں نے اپنی نبوت کا اور اپنے کاذب اور صادق ہونے کا معیار قرار دیا تھا۔ پوری نہ ہوئیں تو پھر تم اس کے مکر کے جال میں کیوں پھنسے رہے۔ کیوں توبہ نہ کی اور اسلام کی طرف رجوع نہ کیا۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کی تمام پیش گوئیوں کا یہی حشر ہوا۔ انہیں معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی نے اپنے جس لڑکے کو موعود قرار دیا تھا اور اپنے لئے باعث برکت سمجھا تھا۔ وہ پیش گوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے انتقال کر گیا۔ ابھی وقت ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ توبہ کرو۔ مرزائیت کو چھوڑ دو۔ ورنہ بالفاظ مرزا قادیانی ہاویہ تیار ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

خاتم الانبیاء

(تیر و دود بر سینۂ مردود)

حضرت مولانا عبدالودود قریشیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ!

احمدہ واصلی علیٰ رسولہ الکریم!

والد ماجدؒ کی تصنیف خاتم الانبیاءﷺ (تیر ودود بر سینۂ مردود) حکومت انگریز کے زمانے میں شائع ہوئی اور چند ہی نسخے تقسیم ہو چکے تھے کہ ہمارے مکان پر چھاپہ پڑا اور کتاب کے بقیہ نسخے بحق سرکار ضبط کر لیے گئے اور ساتھ ہی والد ماجدؒ کی نقل و حرکت پر سخت پابندیاں عائد کر دی گئیں اس پر بھی تسلی نہ ہوئی اور بالآخر والد ماجدؒ کو ضلع بدر کر دیا گیا۔ انگریزی دور میں آپ کو طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کیا گیا۔ یقیناً آپ کو اس بے سروسامانی کے عالم میں سخت تکالیف اور آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھر جنبش نہ آئی۔ ضلع بدری کے دوران ۲۷ رمضان المبارک ۱۹۴۲ء میں والد ماجد کو گرفتار کر لیا گیا۔

خاتم الانبیاءﷺ (تیر ودود بر سینۂ مردود) کی ضبطگی کے بعد ہماری لائبریری میں اس کا ایک نسخہ بھی موجود نہ تھا۔ جس کو دوبارہ شائع کیا جاتا۔

والد صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ کے ایک قریبی تعلق دار کی لائبریری میں کتاب کے تین عدد نسخے محفوظ تھے جو کہ ناچیز کے اصرار پر انہوں نے دے دیئے۔

احقر کا خیال تھا کہ اس میں کچھ اضافہ کر کے مزید بڑھا دیا جائے۔ کچھ تیاری بھی کر لی تھی مگر اچانک ۱۳ رنومبر ۱۹۸۲ء کو حکومت نے ناچیز کو ۱۶ رایم پی او (یعنی تحفظ امن عامہ) کے قانون کے تحت ایک ماہ کے لئے ہری پور سنٹر جیل میں نظر بند کر دیا جس کی وجہ سے جو کام احقر کے ذہن میں تھا وہ تشنہ رہ گیا۔

ادارۃ الاشرف پبلی کیشنز خاتم الانبیاءﷺ (تیر ودود بر سینۂ مردود) کو دوسری بار شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں کتابت کی جو غلطیاں رہ گئی تھیں اس کی تلافی کر دی گئی ہے۔

اللہ جل جلالہ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے نافع فرمائے اور مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنوں سے بچائے اور حضرت مصنف کو اعلیٰ علیین میں اعلیٰ مراتب پر فائز فرمائے۔ آمین یا رب العلمین

اشرف علی قریشی
مہتمم جامعہ اشرفیہ پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه الذی ابدع الافلاك والارضین والصلوٰة والسلام علی من کان نبیاً وآدم بین الماء والطین وعلیٰ آله واصحابه اجمعین

برادران اسلام! آج کل ہمارے مسلمانوں کی حالت نہایت ابتر اور ذلیل ہو رہی ہے۔ مذہبی پہلو سے بھی اور اقتصادی پہلو سے بھی، اقتصادی پہلو سے تو اس لئے کہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہم دنیا میں تمام اقوام عالم سے پست ہیں اور ہماری قومی ہستی معرض خطر میں ہے، اور مذہبی پہلو سے اس لئے کہ جس غرض کے واسطے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس سے ہم غافل ہیں اور حضور ﷺ کی تعلیمات کو ہم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ مال دار و آسودہ حال حضرات جو کہ قوم کی بہبودی اور ترقی میں کافی سے زیادہ حصہ لے سکتے ہیں اپنے دنیاوی جاہ و جلال اور عیش و عشرت میں مشغول ہیں آخرت کی کچھ پرواہ نہیں اور عوام کا تو کچھ پوچھو ہی نہیں۔ اگر آج ہم رسول خدا ﷺ کی تعلیمات کو پس پشت نہ ڈالتے اور مغربی تعلیم کو اس پر ترجیح نہ دیتے تو آج ہماری یہ حالت زار نہ ہوتی اور ہم آئے دن کسی کے دام تزویر میں نہ پھنستے اور نہ اتنے فتن برپا ہوتے، ہماری بے علمی کا یہ حال ہے کہ اگر کسی نے عربی کا ایک شعر پڑھا تو ہم کہنے لگے جاتے ہیں کہ واہ واہ کیا خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھتا ہے یا کسی نے آیت شریفہ لکھی اور اس کے نیچے غلط ترجمہ لکھ دیا تو ہم کہتے ہیں کہ فلاں آدمی بڑا ماہر اور صاحب علم ہے۔ اس نے اپنے مدعا کے لئے قرآن شریف کا حوالہ پیش کیا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی یہ عادت ہے جس نے بسبب بے علمی خلوق کے اسلام اور اہل اسلام کو وہ نقصان پہنچایا ہے۔ اور وہ فتنے برپا کئے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں اور وہ فتنے آج کل ہمارے لئے وبال جان بن رہے ہیں۔

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ جو نقصانات مرزے اور مرزے کے چیلوں نے اسلام اور اہل اسلام کو پہنچائے ہیں وہ اپنی اس حرکت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، اس میں یگانہ روزگار ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزے سے پیشتر بھی بہت سے لوگ گزرے ہیں جو کہ گلشن اسلام کی اصلی تصویر کو بدلانے کے درپے تھے اور بظاہر مدعی نبوت ہوئے تھے مگر مرزا ان سے اس اعتبار سے بڑھ کر ہے کہ اس لعین نے دنیا میں کسی ایسی نیک ہستی کو نہیں چھوڑا جس کی اس نے توہین نہ کی ہو اور اس پر اپنی فضیلت ظاہر نہ کی ہو۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ اور سیدنا حضرت خاتم المرسلین ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریمؑ، باقی انبیاء علیہم السلام، حضرت علیؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت

فاطمہؓ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، قرآن کریم، حدیث شریف، مدینہ منورہ، سادات عظام، اولیاء ذوی الاحترام، پیران عالی مقام، گدی نشینان، وکلاء، افسران، ملازمت پیشگان، باقی تمام مسلمان مرد وعورت کو درجہ بدرجہ سخت الفاظ کہے ہیں اوران کی توہین کی ہے۔

اولاً میں آپ کے سامنے ان دجالوں کی فہرست پیش کرتا ہوں جو کہ مرزائے قادیان سے پیشتر مدعی نبوت ہوئے تھے اور بعد ازاں دعاوی کفریہ اور اقوال مغلظہ مرزا غلام احمد قادیانی بحوالہ کتاب ذکر کروں گا۔ اور بعد ازاں از روئے آیات الٰہی وحدیث نبوی ﷺ اور اقوال سلف صالحین سے یہ ثابت کروں گا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اس کے بعد کوئی بھی نبی نہیں ہوسکتا اور اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ کافر ہے کذاب ہے دجال ہے۔ ضال اور مضل ہے اور اس کا ماننے والا بھی کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، غور سے ملاحظہ فرماویں۔

مدعیان نبوت خانہ ساز کی فہرست

۱...... مسیلمہ کذاب

اس نے رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ حکومت میں آپ کا شریک ہوں، اگر سلطنت میں آپ آدھی جگہ مجھے دے دیں تو خوب گزرے۔ ورنہ میں لڑوں گا تو حضور ﷺ نے جواب میں تحریر فرمایا: ”من محمد رسول الله الی مسیلمة الکذاب ان الارض لله والعاقبة للمتقین (بخاری ص۶۲۸)“

ترجمہ: ”یہ فرمان خدا کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے نام ہیں بے شک زمین خدا کے لئے ہے اور انجام کار (حسن عاقبت) پرہیزگاروں کے لئے ہے۔“ تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ اس مردود نے دعویٰ نبوت کر کے نماز معاف کر دی تھی، زنا کاری اور شراب خوری حلال کر دی تھی اور اس کے متبعین کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوگئی تھی اور زمانہ صدیق اکبرؓ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ سے ایک زبردستی لڑائی کے بعد ہلاک ہوا۔ لعنت الله علیه

۲...... سجاح

یہ ایک عورت تھی مدعیہ نبوت ہوئی تھی اور کہا کرتی تھی کہ حضور ﷺ نے جو (لانبی بعدی) فرمایا یعنی مرو نبی کی ہے نہ عورت نبی کی۔ مگر جب اس نے مسیلمہ کا براحشر دیکھا تو کونہ خمول میں بیٹھ گئی۔ (بہشتی زیور کامل ص۶۲۸)

۳......اسود عنسی

اس نے بھی آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا اس کا نام عینہ بن کعب بن عوف تھا یہ مردود ہر وقت مخمور رہتا تھا مرزائے قادیان کی طرح یہ بھی خاص خاص قسم شراب منگوا کر پیا کرتا تھا اسی وجہ سے اسے ذوالخمار کے لقب سے پکارتے تھے یہ بڑا زبردست شعبدہ باز تھا۔ بڑے بڑے عجائبات لوگوں کو دکھلا کر اپنا گرویدہ بنا دیا کرتا تھا۔ اس لئے چند سو آدمی اپنے گروہ میں داخل کر کے مقام صنعاء پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے دو وزیر تھے۔ ایک قیس اور دوسرا فحیتی یہ دونوں بڑے چالاک اور چلتے پھرتے پرزے تھے۔ آخر یہ ملعون بھی فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا اور حضور ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ روز پیشتر اس کی موت کی خبر دی تھی جو صحیح نکلی۔ (تاریخ کامل)

نوٹ: مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا ذکر بخاری شریف (ص ۶۲۸) میں مذکور ہے ملاحظہ ہو۔

۴......ابن صیاد

یہ ایک یہودی تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کا نام صافی تھا اور اس کے باپ کا نام صیاد تھا بچپن ہی سے اس کی یہ حالت تھی کہ لوگوں کو عجیب و غریب شعبدے دکھایا کرتے تھے اور لوگوں کو مسحور بنا دیتا تھا آخر میں مسلمان ہو کر اپنی واہیات سے توبہ کی۔

(مشکوٰۃ ص ۴۷۸ باب قصہ ابن صیاد)

۵......طلیحہ بن خویلد اسدی

یہ قبیلہ بنی اسد کا ایک آدمی تھا عہد صدیقی میں مضافات خیبر سے نکلا اور یہ بکتا تھا کہ مجھ پر بھی قادیانی نبی کی طرح وحی آتی ہے اور یہ بھی ایک گھمسان لڑائی کے بعد قبیلہ بنی اسد اور بنی غطفان ہو کر معروف مشہور بہادر تھے مسلمان ہونے کے بعد اس نے بھی اسلام قبول کیا

(تاریخ کامل)

۶......مختار ثقفی

اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا اور چالاکی سے تھوڑے سے لوگوں کو اپنا محکوم کیا۔

(بحوالہ فتح الباری بحوالہ ترجمان السنہ ج ۳ ص ۴۹۹)

۷......حمدان بن نجیک

یہ شخص خراسان کا تھا ایک بڑی قوم کا سرکردہ تھا حسین بن ذاکرہ نے ایک بڑی لڑائی کے بعد اسے ہلاک کر دیا۔

۸......اوامیہ

یہ ایک عورت تھی جس نے سن سو ہجری میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ سوڈان کی رہنے والی تھی۔ انہوں نے اسے پکڑ کر جلد از جلد ہلاک کر دیا۔

۹......قبیلہ

یہ سوادیہ میں ایک شخص تھا ۴۹۹ھ نہاوند کا رہنے والا تھا اس مردود نے اپنے واسطے چار یار بنائے تھے اور ان کے نام ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رکھے تھے۔ خلیفہ مستظہر باللہ نے ایک شاہی فوج سے اس کا مقابلہ کیا اور مار ڈالا۔

۱۰......استاذ سیس

یہ شخص ملک خراسان میں بعہد خلافت خلیفہ منصور عباسی ۱۵۰ھ میں ظاہر ہوا اہل ہرات وذیرہ اس کے تابع ہو گئے تھے۔ اخشم حاکم نے اس کا مقابلہ کیا مگر استاذ سیس کے ساتھ دو لاکھ کی تعداد میں فوج تھی اس لئے اخشم کو شکست ہوئی پھر خلیفہ منصور نے حازم بن خزیمہ کو ایک جرار فوج کے ساتھ اخشم کی اعانت کے لئے بھیجا بعد ازاں لڑائی دوبارہ شروع ہوئی اس لڑائی میں اس دجال کے ستر ہزار آدمی مارے گئے اور خود مع اپنی اولاد کے اور چودہ ہزار متعلقین کے اسیر ہوا اور ایک سال کے اندر اندر اس کا کل تانا بانا ملیامیٹ کر دیا گیا اس دجال نے دعویٰ نبوت کر کے فسق و فجور اور راہزنی کا عام رواج پھیلایا۔

۱۱......عطاء

یہ شخص مقنع کے نام سے مشہور تھا قصبہ کاوہ کا رہنے والا تھا جو مضافات مرو میں ہے۔ ذات کا دھوبی تھا اور کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمام نبیوں میں حلول کرتا ہے اور اب مجھ میں بھی حلول کیا ہے۔ نہایت کریہہ منظر اور پست قد تھا۔ خلیفہ مہدی نے اسکو ایک قلعہ میں محصور کیا جب اس کو یقین ہوا کہ اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تو اپنے بچوں اور بیوی اور متعلقین کو جمع کر کے کہا کہ جو شخص میرے ساتھ آسمان پر جانا چاہتا ہے تو وہ آگ میں میرے ساتھ کود پڑے چنانچہ وہ معہ اپنے کل رفقاء کے آگ میں کود پڑے اور جل کر راکھ ہو گئے۔

۱۲......عیسیٰ بن مہرویہ

یہ شخص بھی قرمطی یحییٰ زکرویہ کا چچازاد بھائی تھا اس نے اپنا لقب مدثر ظاہر کیا تھا۔ خلیفہ مکتفی باللہ کے زمانہ میں مردار کیا گیا۔

۱۳......ابوجعفر محمد بن علی

یہ مردود ابوالقراقر کے نام سے مشہور تھا راضی باللہ خلیفہ عباسی کے عہد میں ظاہر ہوا تھا مذہب کا شیعہ تھا تھوڑے عرصے کے بعد جب لوگ اس کے معتقد ہوئے تو اس نے مرزائے قادیان کی طرح الوہیت کے دعوے شروع کر دیئے۔ انبیاء علیہم السلام کو خائن بتایا کرتا تھا۔ شریعت کو اس نے الٹ پلٹ دیا تھا اور نکاح کرنا ایک عبث چیز سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ تمام عورتیں حلال ہیں۔ جس کے ساتھ جس کا جی چاہے مباشرت کرے مرزائے قادیانی کی طرح تناسخ کا بھی قائل تھا۔ خلیفہ راضی باللہ نے اس کے پیچھے ایک جنگی لشکر روانہ کیا اور اس کو مع اس کے ہمراہیوں کے ساتھ قید کر لیا اور سولی پر چڑھا کر دارالبوار کو بھیجا۔

۱۴......بہبوز

یہ بھی مدعی نبوت ہوا معتمد علی اللہ خلیفہ عباسی نے اپنے عہدے میں اس کو قتل کیا اور اس کا سر نیزے پر نصب کر کے بازاروں میں پھرایا گیا۔

۱۵......یحیٰ ابن زکرویہ

یہ بھی مدعی نبوت ہوا تھا لوگوں نے اس کو بڑے برے طریقے سے مردار کیا تھا۔ بغداد کو اس مردود نے تباہ کیا تھا۔

۱۶......سلیمان قرمطی

یہ بھی مدعی نبوت ہوا اس کی کنیت ابوطاہر تھی لوگوں نے نہایت اعلیٰ طریقے سے اس کی حجامت کر لی تھی۔

۱۷......محمد بن تومرث

یہ بھی مدعی نبوت ہوا تھا بہت سے لوگوں کو اپنا فریفتہ بنا لیا تھا۔

۱۸......لا؟

یہ بھی ایک شخص تھا اور مدعی نبوت ہوا تھا اور کہا کرتا تھا کہ حضور نے جو (لا نبی بعدی) فرمایا ہے وہ میری طرف اشارہ ہے یعنی لا نام مرد میرے بعد نبی ہوگا۔

۱۹......احمد متنبی

یہ ایک مشہور فصیح و بلیغ شاعر تھا مرزا قادیانی کی طرح یہ بھی قصیدے وغیرہ لکھ کر لوگوں کو بہکایا کرتا تھا اس کے باپ کا نام حسین تھا اور کنیت ابوالطیب تھی کوفہ اس کا مسکن تھا کلام عرب پر ایسا

قادر تھا کہ بلا تکلف نظم و نثر کہہ سکتا تھا اس نے اپنا قرآن بھی بنا لیا تھا۔ بطور نمونہ چند کلمات پیش کرتا ہوں: "والنجم السیار والفلك الدوار واللیل والنهار. ان الکافر لفی اخطار امض علی سنتك واقف اثر من قبلك من المرسلین فان اللّٰه قامع بك زیغ من الحد فی دینه وضلّ عن سبیله" تحیلی بن کلب وغیرہ اس کے تابع ہوئے تھے مگر بالآخر توبہ تائب ہوا نہایت شیر دل تھا۔ چونکہ اس نے ایک شخص کی بہن کی اپنے اشعار میں مذمت کی تھی جس پر وہ مشتعل ہوا اور اس کو قتل کر دیا ۳۵۴ھ میں قتل کیا گیا تھا۔

۴۰......حارث کذاب

ایک بصری شخص نے اس کا کلام سنا اور فریفتہ ہو کر اس پر ایمان لایا اس کی ساری خصوصیات معلوم کر کے مقربین بارگاہ حارث بن گیا پھر اس نے کذاب کو بیت المقدس سے گرفتار کر کے عبد الملک کے پاس لایا اس نے ملعون کو سولی چڑھانے کا حکم دیا اور نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔ (تلبیس ابلیس ص ۲۲۳،۲۲۴)

۴۱......مرزا غلام احمد قادیانی (لعنة اللّٰه علیهم اجمعین)

یہ مردود ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء کو قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا تھا اور ۱۹۰۸ء ماہ مئی میں نہایت بڑے برے طریقے سے مردار ہوا۔ اس کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا کا نام عطاء محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا جب یہ مردود واصل جہنم ہوا تو اس کے متبعین کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک اس کو مجدد مانتا ہے اور دوسرا گروہ اس کو نبی مانتا ہے گروہ اول کی قیادت اس وقت محمد علی ایم اے کے پاس ہے اور ان کا ہیڈ کوارٹر لاہور ہے اور گروہ ثانی کی قیادت اس وقت مرزا بشیر الدین پسر مرزا کے پاس ہے اور ان کا ہیڈ کوارٹر قادیان ہے اور یہ دونوں گروہ مع اپنے نبی کے کافر اور مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور عجیب لطف تو یہ ہے کہ یہ دونوں گروہ آپس میں بھی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اس کی وجہ مرزا کی من گھڑت باتیں ہیں کبھی کیا بکا اور کبھی کیا بکا۔

دعاوی کفریہ اور اقوال مغلظہ مرزا غلام احمد قادیانی (لعنة اللّٰه علیه)

مرزا کا خدا سے مرتبہ زائد (انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۵۲) مرزا قادیانی پر وحی آتی ہے: "یا احمد یتم اسمك ولا یتم اسمی" اے مرزا قادیانی تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام ناقص رہے گا۔

خدا کے لئے خطا ثابت کرنا

(حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶) مرزا قادیانی پر وحی آتی ہے: ''انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب '' یعنی خدا کہتا ہے کہ میں رسول کے ساتھ ہوں اور جواب دیتا ہوں جس میں کبھی خطا کرتا ہوں اور کبھی صواب۔

خدا کے لئے اولاد ثابت کرنا

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص) مرزا قادیانی پر وحی آتی ہے: ''انت منی بمنزلة ولدی '' یعنی اے مرزا قادیانی تو میرے بیٹے کے قائم مقام ہے۔ نوٹ مرزا کی شرکیت اس وحی سے ظاہر ہے کہ خدا کا کوئی ولد نہیں لم یتخذ صاحبة ولا ولدا اور نہ کبھی خطا کرتا ہے۔ لا یضل ربی ولا ینسیٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں

(غور سے ملاحظہ فرمائیں)

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) ''حضرت ابن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام کرتے تھے۔''

نوٹ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہ تھا اور نہ حضرت مریم کا کوئی شوہر تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ''ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل اٰدم (آل عمران:۵۹) '' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال مثل حضرت آدم علیہ السلام کی ہے بغیر باپ کے پیدا ہونے میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ تھے۔ جس پر قرآن عزیز (مریم، ۲۲تا۳۴) گواہ ہے ملاحظہ ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس دریدہ دہن نے ناکارہ اور نامرد بتایا ہے۔

(ملاحظہ ہو مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلیم الشیطان بتانا

(نور الحق ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۸ حاشیہ) ''کلم اللہ موسیٰ علی جبل وکلم الشیطان عیسیٰ علیٰ جبل '' یعنی موسیٰ کلیم اللہ تھے اور حضرت عیسیٰ کلیم الشیطان تھے۔

میرے دوستو! اس دجال اعظم نے جو گستاخیاں اور ناپاک جملے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان مبارک میں کہے ہیں اگر اس کو تفصیل کے ساتھ تحریر کروں تو اس سے ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر معدودے چند کو بطور مشت نمونہ خروارے کے ذکر کر دیا۔

اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ مرزا کون تھا۔ ہماری بدقسمتی سے ہماری مہربان گورنمنٹ کی پالیسی بھی مرزائیت نوازی میں نظر آتی ہے۔ مرزائی جو کچھ بھی کریں اس کی بلا سے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں، اور اگر ایک مسلمان اپنی ایک درد بھری آواز کو ظاہر کرے تو براہ راست اس کو جیل بھیج دیا جاتا ہے اور یا اس کو نوٹس دیئے جاتے ہیں کہ آپ بحکم فلاں ایکٹ فلاں کی رو سے تبلیغ نہ کریں۔ چنانچہ ہمارے محترم مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی صدر مجلس احرار اسلام صوبہ سرحد کو تین چار مہینہ سے یہ نوٹس ملا ہے کہ آپ ایک سال کے لئے ضلع پشاور میں قادیانیوں کے متعلق کوئی تقریر نہ کریں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

توہین حضرت مریمؑ

(کشتی نوح ص ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸) ’’اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار پر بوجہ حمل کے نکاح کر لیا تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تورات کے عین حمل میں کیوں نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نا قابل اعتراض۔‘‘

اس مردود کو دیکھو کہ مریم پر بھی بہتان باندھتا ہے جس کی پاکی پر قرآن عزیز کی سورہ مریم گواہ ہے۔

توہین حضرت امام حسینؓ

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) ’’اے شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(نزول المسیح ص ۴۵، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۳) ''افسوس شیعہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ اہلبیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید بھی اچھا ہے۔ جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔''

نوٹ…… مرزا کو اس قانون کے ماتحت یہ بھی ضرور کہنا پڑے گا کہ قارون اور ہامان اور شیطان کا بھی بڑا رتبہ ہے اور ان کی بھی بڑی شان ہے کیونکہ ان کا نام بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔ مگر یہ کونسی بڑی بات ہے اگر مرزا قادیانی کے نزدیک شیطان، ہامان اور قارون کا مرتبہ بھی بڑا ہو کیونکہ جنس اپنی جنس کی طرف رغبت کرتا ہے اور اس کی مدح کرتا ہے۔

کند جنس باھم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

(درثمین ص ۱۹۷)

کربلائے است سیر ھر آنم
صد حسین است درگریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

(اعجاز احمدی ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱) ''اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔'' (اعجاز احمدی ص ۸۱، ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳) ''میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا ظاہر ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔''

نوٹ: اس شیطانی نبی قادیانی کو دیکھو کہ جگر گوشہ مصطفیٰ ﷺ اور نور چشم فاطمۃ الزہرہؓ اور پسر علیؓ شیر خدا سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کی شان مبارک میں کتنی گستاخی کرتا ہے۔ حضور ﷺ تو ان کی نسبت فرماتے ہیں: ''الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ (مشکوٰۃ ص ۴۰۶)'' یعنی حسن و حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

حضور اکرم علیہ الوف الصلوٰۃ پر اپنی فضیلت

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳) ''لہ خسف القمر المنیر وان لی خسف القمران المشرقان اتنکر '' اس کے (یعنی نبی کریم کے) لئے چاند کا گرہن ہوا اور میرے

لئے چاند اور سورج کا بس کیا تو انکار کرسکتا ہے۔" غلام احمد نہایت دلیری سے محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو شعر مرزا۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
من محمد واحمد که مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

حضرت نوح علیہ السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرنا

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵) "اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔"

حضرت آدم علیہ السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرنا

(ملخصاً خطبہ الہامیہ ص الف حاشیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۳۰۷) "شیطان نے انہیں بہکایا اور جنت سے نکلوایا اور حکومت اس کی طرف لوٹائی گئی اس جنگ وجدال میں آدم کو ذلت اور رسوائی ہوئی اور جنگ کبھی اس رخ اور کبھی اس رخ ہوتی ہے اور رحمٰن کے یہاں پرہیزگاروں کے لئے نیک انجام ہے۔ اس لئے اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تا کہ آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے۔"

باقی انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرنا

آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(درثمین اردو ص ۱۰۰)

(سراج منیر ص ۶، خزائن ج ۱۲ ص ۸) اس کو کیا کہو گے جو کہ (هو افضل من بعض الانبیاء) یعنی مرزا قادیانی بعض نبیوں سے بہتر ہے۔

نوٹ: یہ تو میں مرزے کی کتابوں سے ثابت کر چکا ہوں کہ مرزے نے اپنی فضیلت بعض انبیاء سے بہتر ظاہر کی ہو اس سے تو کوئی اندھا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہاں پر ایک دو گزارشیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں غور سے ملاحظہ کرو۔ لاہوری مرزائی کہتے ہیں کہ مسلمان مرزے کو اس رو سے کافر کہتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اس لئے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا یہ اس پر بہتان ہے۔ چلیے میں نے تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا کہ مرزے نے نبوت کا دعویٰ کہیں بھی نہیں کیا اور اس رو سے کافر نہیں مگر اس کو کیا کرو گے کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے (قال ابن حبان من ذھب الیٰ ان الولی افضل من النبی فھو زندیق یجب قتله) یعنی ابن حبان فرماتے ہیں جو کہ کہے کہ ولی نبی سے افضل ہو تو وہ زندیق ہے اور اس کا قتل واجب ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اور اس کے حواری اگر اس رو سے کافر نہیں تو اس رو سے تو ضرور کافر ہیں۔ اب بھی دوستو مرزے کو مسلمان کہو گے؟ ذرا انصاف کرو اور دوم یہ کہ مرزے نے شعر مذکور میں آدم ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور حضرت آدم تو تمام نبیوں کے باپ تھے۔ تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کہتا ہے کہ میں بھی تمام نبیوں کا باپ ہوں۔ معاذ اللہ منه

سوم یہ کہ مرزا نے شعر مذکور میں موسیٰ اور ابراہیم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ مرزا نے کونسی مشابہت کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا دعویٰ کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تو اس فرعون کا مقابلہ کیا تھا اور اس کے منہ پر تھپڑ لگائے تھے جس نے انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کیا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اس جابر بادشاہ نمرود کو زیر وزبر کیا تھا جو کہ انا احیی و امیت کا ڈھول بجایا کرتا تھا۔ مگر مرزا قادیانی تو ایک سلطنت کو جو کہ فرعون اور نمرود کے سلطنت کے مقابلہ میں ہیچ ہے ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہے کہ: ''حضور میں تو سرکار والا کا بدل وجان خیر خواہ ہوں اور میرے والد غلام مرتضیٰ کو دربار گورنری کی کرسی بھی ملتی تھی اور میرا بڑا بھائی غلام قادر بہت مدت تک انگریز سرکار کی خدمت کرتا رہا اس کی وفات کے بعد اگرچہ میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا مگر تاہم سترہ برس ان کی خدمت کرتا رہا اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں رسالے وغیرہ لکھتا رہا اور بلاد شام اور روم عراق اور افغانستان میں بھیجتا رہا تو کیا ایسے شخص سے یہ ممکن ہے کہ وہ دل میں بھی بغاوت کا خیال رکھتا ہو۔''

(خلاصہ از کتاب البریہ ص ۳ ص ۴ تا ۸ خزائن ج ۱۳ ص ایضاً ملخص)

مرزا کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: "میں نے جو جہاد کی ممانعت کے بارے میں رسالے وغیرہ لکھے ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو پچاس الماریاں اس سے بھر جائیں۔"

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵ ملخص)

دوستو! آپ نے مرزا قادیانی کی باتیں سن لیں اب آپ خود بتائیں کیا نبی جہاد کی ممانعت کے لئے آتے ہیں اور وہ اتنے خوف کے پتلے ہوئے جیسے کہ مرزا قادیانی؟

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کی شان میں گستاخی

(آئینہ کمالات ص ۵۴۹،ص ۵۵۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً) "وکنت ذات یوم فرغت من فریضة العشاء وسننها وانا مستقیظ ما اخذ نی نوم ولا سنة وما کنت من النائمین فبینما انا کذلك سمعت صوت صك الباب فنظرت فاذا رجال مدر یاتوننی متسار عین فاذا دنو منی عرفت انهم خمسة مبارکة اعنی علیاً مع ابنیه وزوجته الزهرآء وسید المرسلین...... ورایت ان الزاهراه وضعت راسی علیٰ فخذها ونظرت بنظرات......الخ"

خلاصہ مطلب یہ ہے مرزا کہتا ہے کہ شام کے بعد عین حالت بیداری میں میرے پاس پنج تن آئے اور فاطمۃ الزہرہؓ نے میرے سر کو اپنی ران پر رکھا۔ (معاذ الله منه)

دوستو! ہماری بدقسمتی سے قادیان میں ایسا نبی مبعوث کیا گیا جو کہ جگر گوشۂ رسول خدا ﷺ فاطمۃ الزہرہؓ کی شان مبارک میں بھی گستاخی کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ بروز قیامت تمام لوگوں کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کرلو تا کہ میرے حبیب ﷺ کی دختر نیک اختر جنت کی طرف تشریف لے جائے۔ اور یہاں پر نبی قادیان کہتا ہے کہ میں نے ان کی ران مبارک پر سر رکھا یہ مسلمانوں کی دل آزاری نہیں تو اور کیا ہے؟ دور نہ جایئے اگر ایک شخص کہے کہ میں نے رات کو مرزا یا مرزا کے کسی حواری کی بیٹی کے سینہ پر یا ران پر سر رکھا تو کیا مرزا کو یا اس کے حواریوں کو یہ بات نہ بری نہ لگے گی؟ حالانکہ ان کی اور ان کی کیا نسبت خاک راچہ نسبت بہ عالم پاک، ان تمام مثالوں سے جو میں نے بحوالہ کتب مرزا ذکر کئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مرزائے قادیانی اگر چہ قادیان میں مبعوث کیا گیا ہے تو صرف توہین سلف صالحین اور لعن طعن اور تمام اخلاق رذیلہ کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ (لعنة الله علیه وعلیٰ من تبعه الی یوم القیامة)

خدا تعالیٰ بھی مرزا سے شرم کرتا ہے (نعوذ باللہ)

(حقیقت الوحی ص ۳۵۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶۹) لیکن تعجب کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا کہ مرزا نہیں کہا بلکہ مرزا قادیانی کہا چاہئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھتے دوسرا تعجب یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے یہ درخواست بھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے۔ مگر پھر بھی خدا کو میرے نام لینے سے شرم دامن گیر ہوئی شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے روک دیا۔" (ملخص)

نوٹ...... نہایت تعجب کی بات ہے کہ مرزا کا مرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ و حضرت آدمؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت زکریا وغیرہ علیہم السلام کے نام اللہ پاک نے لئے ہیں مگر مرزے کے نام لینے میں خدا کو شرم دامن گیر ہوا۔

خدائی کے دعوے (نعوذ باللہ منہا)

(الاستفتاء ص ۸۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۶) "انت منی وانا منك" یعنی اے مرزا قادیانی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

"الارض والسماء معك كما هو معی" "زمین و آسمان اے مرزا تیرے ساتھ ایسے ہیں جیسا کہ میرے ساتھ ہیں۔

(الاستفتاء ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۹) "انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی" "اے مرزا قادیانی تو میرے توحید کا مرتبہ رکھتا ہے۔

نوٹ: مرزا کا دعویٰ ہے کہ یہ وحی ہیں جو خدا کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی ہیں۔

اس حد تک تو مرزے کے دعاوی کفریہ بیان کر چکا اور یہ آپ پر لامحالہ ظاہر ہے کہ یہ تمام دعوے مرزا قادیانی کے جھوٹے ہیں البتہ بعض دعاوی مرزے کے اس طرح بھی ہیں جو بالکل سچ ہیں مگر چونکہ مرزا قادیانی کو اکثر جھوٹ کی عادت تھی۔

اس لئے بعض لوگوں نے اس کے سچ کو بھی جھوٹ بتلایا مگر مجھ میں وہ تعصب نہیں کہ سچ کو بھی جھوٹ کہوں مثلاً مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ مجھ کو حیض ہوا اور بعد میں لکھا ہے کہ اب وہ حیض نہیں رہا اب وہ بچہ ہو گیا تو بعض حضرات مرزا قادیانی پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ کہیں مرد کو بھی حیض آیا ہے اور کبھی مرد کو بھی حمل ہوا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل سچ ہے اس لئے کہ جب کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ایک یہودی معراج شریف سے منکر ہوا تھا تو

وہ یہودی عورت بن گیا تھا اور اس کے چند بچے اس سے پیدا ہوئے تھے۔ یہ رسول خدا علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام کا کھلا معجزہ تھا جو شخص معراج شریف سے منکر تھا اور اس کا یہ حشر ہوا تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے کہ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو حمل ہو گیا ہو؟ یہ تو حضورﷺ کا ظاہر باہر معجزہ ہے۔ البتہ اتنا شک مجھے بھی ہے کہ مرزے کا وہ حمل کچھ دنوں میں گر کر ضائع ہوا یا اپنی میعاد پر پیدا ہوا ہے۔ اگر اپنی میعاد پر پیدا ہوا ہو تو برائے مہربانی مرزا قادیانی یہ بتائے کہ وہ اب کہاں پر سکونت پذیر ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ مزید مہربانی ہوگی۔

اس کے بعد اب میں از روئے قرآن کریم اور احادیث نبویﷺ اور اقوال سلف صالحین سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ حضورﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد مدعی نبوت کافر اور دجال ہے۔ چاہے مرزا قادیانی ہو یا اس کا کوئی اور بھائی ہو لیکن چونکہ لاہوری قادیانی اکثر عام طور پر سادہ لوح مسلمانوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کہیں بھی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا یہ اس پر بہتان ہے لہٰذا میں مرزے کی کتابوں سے بتلانا چاہتا ہوں کہ وہ مدعی نبوت ہوا تھا غور سے ملاحظہ کرو پھر خود انصاف کرو۔

مرزا مدعی نبوت ہوا تھا (لعنت اللہ علیہ)

۱...... (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶،۴۰۷) ''نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

۲...... (نزول المسیح ص۴۹، خزائن ج۱۸ ص۴۲۷) ''میں مسیح ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سردار انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔''

۳...... (حقیقت النبوۃ ص۲۱۲) ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔''

۴...... (نزول المسیح ص۴۸، خزائن ج۲۲ ص۴۲۶) ''ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔''

۵...... (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱) ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

۶...... (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۹، خزائن ج۲۱ ص۳۶۱) ''پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی اور نبی بھی ہوں۔''

۷...... (حقیقت الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳) ''اوائل میں میرا یہ عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری

نسبت ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے اوپر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صحیح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔"

نوٹ...... دیکھو مرزا قادیانی کتنی دلیری کے ساتھ کہتا ہے۔ (مگر بعد میں جو اللہ تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے اوپر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا) تو وہ عقیدہ کیا تھا ملاحظہ ہو۔ (اوائل میں میرا یہ عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے) تو جب مرزا اس عقیدہ سے منکر ہوا تو اس بناء پر مرزا کے قول کے رو سے وہ تین باتوں کا قائل ہوا اول یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نہ تھے۔ دوم یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بزرگ بندوں میں سے نہ تھے۔ سوم یہ کہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر تھا۔ چنانچہ مرزا کا شعر بھی ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

اے آسمان تو کیوں نہ گرا اور اے زمین تو کیوں نہ پھٹی ایک ایسے بدبخت پر جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کی شان مبارک میں گستاخی کرنے سے ذرہ بھر بھی پرہیز نہیں کرتا۔ لعنة الله عليه

(دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰) "قادیان کو اس کی (طاعون) خوفناک تباہی سے بچائے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔"

مذکورہ حوالہ جات سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا کہ مرزا مدعی نبوت ہوا تھا اس میں شک نہیں کہ مرزے نے بعض بعض جگہ کہا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں اور میرا منکر کافر نہیں ہے جیسے لاہوری پارٹی والے قادیانی کہتے ہیں مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مخالف اور متضاد باتیں جو مرزا کا ہے اس میں مراق یعنی پاگل پنے کے جلوے تھے آپ سے ملا تو کچھ بکا اور کچھ سے ملا تو کچھ بکا۔

معشوق ما بشیوہ ہر کس برابر است

باما شراب خورد او بہ زاہد نماز کرد

اس لئے یہ کوئی قابل اعتبار بات نہیں کہ موضع دلیل میں پیش کی جائے۔

دلائل متعلقہ ختم نبوت

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (سورہ احزاب:٤٠) "حضرت محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور ختم کرنے والے نبیوں کے ہیں۔

برادران اسلام! گروہ مرزائیہ اکثر اپنے دجل وفریب سے سادہ لوح مسلمانوں کو جو کہ تعلیم عربی سے ناواقف ہوتے ہیں یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ آیت شریعت میں جو لفظ خاتم کا ذکر ہے اس کا معنی آخر کے نہیں لہٰذا میں یہ بتائے دیتا ہوں اور اس سے تو کافر ملحد اور زندیق بھی انکار نہ کر سکے گا کہ قرآن عزیز کی سمجھ جس طرح سے اللہ پاک نے سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کو عطا فرمائی تھی دوسرے فرد کو نہ ملی ہے اور نہ ملے گی۔ حضور علیہ السلام پر قرآن کریم نازل ہوا اور حضور نے خوب سمجھا اس پر ہمارا ایمان ہے اس لئے اس قانون کے مطابق ہم مجبور ہیں کہ ہم آیت خاتم النّبیین کی تفسیر حضور علیہ السلام کے فرمودہ کے مطابق کریں پھر آپ ملاحظہ کریں کہ سرکار دو عالم افصح العرب والعجم خاتم کے کیا معنی فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱:

محدث ابن ماجہ حضرت باہلی سے باب فتنۃ الدجال میں ایک حدیث روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم نے فرمایا ہے:

"وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی "میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے جس میں ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر ۲

محدث ابوداؤد وامام ترمذی رحمۃ اللہ علیہما حضرت ثوبانؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

"انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم "میں تمام نبیوں سے پیچھے ہوں اور تم تمام امتوں سے پیچھے ہو۔

حدیث نمبر ۳

محدث ابن ابی حاتم تفسیر میں اور ابونعیم دلائل میں حضرت قتادہ سے وہ حضرت حسن

سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے آیت: ’’واذ اخذ الله میثاق النّبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول الخ (آل عمران:۸۱)‘‘ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے:

’’کنت اوّل النّبیین فی الخلق واخرهم فی البعث ‘‘میں پیدائش میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعث میں آخر ہوں۔

دیکھو حضور علیہ السلام خود اپنی زبان مبارک سے لفظ خاتم ادا فرماتے ہیں پھر لفظ آخر ارشاد فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور نے خود خاتم کے معنی اخر کے بتائے ہیں۔

پس اب کسی کا کہنا کہ یہاں پر خاتم سے آخر کا معنی مراد نہیں مخالفت قول رسول ہے اور قول رسول سے مخالفت کرنے والا یقیناً شیطان، دجال اور مردود ہے چاہے مرزائے قادیان ہو یا اور کوئی ہو۔

حدیث نمبر۴

حضرت ابو ہریرہؓ سے امام بخاری وامام مسلم روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ کو تمام انبیاء پر چھ فضائل سے فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔ ان فضائل کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ’’وارسلت الی الخلق کافة ‘‘میں تمام مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ’’وختم بی النّبیون ‘‘اور نبی میرے ساتھ ختم کر دیئے گئے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

حدیث نمبر۵

حضرت ابو ہریرہؓ سے امام بخاری وامام مسلم روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ’’مثلی ومثل الانبیآء مثل قصر احسن بنیانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلك اللبنة فكنت انا سددت موضع اللبنة وختم بی الرسل وفی روایة فانا اللبنة وانا خاتم النّبیین ‘‘میری مثال اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال مثل ایک محل کے ہے جس کی تمام عمارت پوری اور خوبصورت بنائی گئی ہو مگر صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو پس دیکھنے والے اس کو دیکھ کر اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہیں مگر فقط اس خالی اینٹ والی جگہ پر پس میں وہ خالی جگہ والی اینٹ ہوں میرے ساتھ وہ محل پورا ہو گیا اور میں خاتم النّبیین ہوں۔

اے خواب خرگوش میں مدہوش مسلمانوں اب تو سمجھو کہ نبوت کا محل حضرت آدم علی نبینا

وعلیہ السلام سے شروع ہوا اور سب چھوٹے بڑے نبی آتے رہے اور محل تیار ہوتا رہا حضور ﷺ کے آنے سے پیشتر محل نبوت غیر مکمل تھا۔ یعنی ایک اینٹ کی جگہ اس میں خالی تھی۔

اور جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو محل نبوت مکمل ہو گیا یعنی وہ اینٹ والی جگہ پر ہو گئی یعنی جب رسول خدا ﷺ مبعوث ہوئے تو جو نامکمل تھا مکمل ہو گیا اور وہ خالی اینٹ والی جگہ پر ہو گئی۔

ہائے ہائے مرزا قادیانی اس محل میں تو کوئی اور جگہ خالی ہی نہیں مکان تو پر ہو گیا اور تمہارے دجل وفریب نے تو کچھ کام نہ کیا سب بے سود ہے۔

علمائے کرام جزاھم اللہ خیر الجزاء نے مرزا کا فوٹو لوگوں کو ظاہر کر دیا اور اس کے دعاوی کو طشت از بام کر دیا۔ البتہ ایک جگہ مرزا قادیانی کے لئے خالی ہے اور وہ (ھل من مزید) کے نعرے پکارتی ہے۔ بڑی خوشی سے تشریف لے جائیں اور کف افسوس ملتے ہوئے بیٹھ جائیں۔ وان دجالون کذابون (بخاری شریف ص ۵۰۹) والی جگہ میں بھی سنا ہے۔ بہت جگہ خالی ہے اور مرزا بڑی خوشی سے وہاں پر تشریف لے جاسکتا ہے اور ناراض نہ ہو اس لئے کہ اس کے مرید بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔ (وما ذلک علی اللہ بعزیز)

حدیث نمبر ۶

حضرت سعد بن وقاصؓ سے امام بخاری ومسلم روایت فرماتے ہیں کہ رسول خدا علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ حضرت علیؓ کو ''انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (مشکوٰۃ ص ۵۶۳)'' یعنی اے علی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں یعنی تو نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۷

''عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (مشکوٰۃ ص ۵۵۸)'' ﴿حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ ضرور عمر بن الخطاب ہوتے۔﴾

پیارے دوستو! ذرا غور فرمائیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ جیسی ہستیاں جو فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول تھیں'' نبی نہیں ہو سکتی تو کدو کریلا، نتھو خیرہ اور مسیلمہ کذاب پنجاب کہاں سے نبی ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۸

حضرت انس بن مالکؓ سے محدث ترمذی روایت فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا ہے:"ان الرسالة والنّبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی "رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی ہے نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔

حدیث نمبر ۹

ابی امامۃ باہلی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:"وانا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم (ابن ماجہ)"

حدیث نمبر ۱۰

محدث ابن ماجہ حضرت ام کرزؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہﷺ نے فرمایا ہے:"ذهبت النبوة وبقيت المبشرات "نبوت ختم ہوگئی ہے باقی نہیں رہی صرف رویاء صالحہ۔

حدیث نمبر ۱۱

ضحاک بن نوفل سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:"لا نبی بعدی ولا امة بعد امتی (بیہقی)" نہ میرے بعد کوئی نبی ہیں اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا ہے:"انی عبدالله وخاتم النّبیین (بیہقی)" میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النّبیین ہوں۔

اقوال سلف صالحین دربارِ ختم نبوت

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری(ص ۶۹)"اولهم ادم واخرهم محمدﷺ (شرح عقائد نسفی ۹۹)""واول الانبیاء ادم واخرهم محمدﷺ(مسامرہ و مسائرہ ص ۲۶)""وانه ارسل رسلا اولهم آدم واكرمهم عليهم خاتمهم محمدﷺ الذی لا نبی بعده"

تینوں جگہ میں صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ سب سے اول انبیاء میں حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر حضرت محمدﷺ ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تفسیر ابن کثیر ج۸ ص ۸۹ میں ہیں:"فمن رحمة الله تعالىٰ بعباده ارسال محمدﷺ اليهم ثم من تشريفة له ختم الانبياء والمرسلين به واكمال الدين الحنيف له

وقد اخبر اللّٰه تبارك وتعالیٰ فی کتابه ورسوله ﷺ فی السنة المتواترة عنه انه لا نبی بعدی لیعلموا ان کل من ادعی هذا المقام بعده فهو کذاب افاك دجال ضال مضل"

اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہے بندوں پر کہ ان کی طرف حضور کو بھیجا پھر شرافت یہ عطا فرمائی کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ ان پر ختم فرمادیا دین کو کامل کردیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں اور حضور ﷺ نے حدیث میں خبر دی ہے کہ آپ کے بعد نبی نہیں تا کہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ حضور ﷺ کے بعد جو دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب ہے فریبی ہے۔ دجال ہے۔ گمراہ ہے اور گمراہ کن ہے۔

نوٹ: تفسیر ابن کثیر والے نے تو پورے مضمون سے مرزا قادیانی کی حجامت کردی اور کذاب فریبی اور دجال اور گمراہ اور گمراہ کن سے موصوف فرمایا۔

فتاویٰ عالمگیریہ (ص ۲۶۳)

"اذا لم یعرف الرجل ان محمدا ﷺ اخر الانبیاء فلیس بمسلم"

اشباہ والنظائر (ص ۲۱۶) "اذا لم یعرف ان محمدا ﷺ اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات" جب کسی مردمومن کو یہ معلوم نہ ہو کہ محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے۔

پیارے دوستو! میں نے ازروئے قرآن کریم واحادیث نبوی ﷺ اور اقوال سلف صالحین سے یہ ثابت کردیا کہ حضور علیہ السلام خاتم النبیین ہے اور آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے اور مرزا غلام قادیانی کے عقائد کفریہ اور دعاوی باطلہ کو بھی بحوالہ کتب مرزا بیان کرچکا ہوں اب کسوٹی آپ کے پاس ہے۔ فیصلہ آپ کا ہے کہ مرزا کون تھا؟

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اس کی اپنی بدقسمتی ہے۔ (من یضلل اللہ فلا ہادی لہ) ہم نے تو واضح غیر مبہم الفاظ میں جو کچھ حقیقت تھی بیان کردی:

گر نہ بیند بہ روز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

قادیانی بینک کا دیوالہ
مرزائی رنگ میں بھنگ

حضرت مولانا عبدالقیوم میرٹھیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی بینک کا دوالہ...... مرزائی رنگ میں بھنگ

مرزا اور مرزائیوں کے کذاب ہونے کی بے شمار اقراری شہادتیں

یہ تو معلوم ہے کہ جب کوئی مرزائی ہوتا ہے تو اس میں اسلام اور ایمان کا کوئی حصہ باقی نہیں رہتا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ اسلام اور ایمان وحیا کے ساتھ ساتھ ان میں انسانیت بھی باقی نہیں رہتی۔ اس وقت ہمارے سامنے ایک ٹریکٹ محمد صدیق احمدی محاسب انجمن احمدیہ میرٹھ اور دوسرا رسالہ سیف الجبار مولفہٗ ملک عزیز احمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ راولپنڈی کا ہے۔

اول الذکر نے علماء دیوبند سے دو مطالبے کئے ہیں اور دوسرے صاحب کا دعویٰ ہے کہ اشد العذاب علی مسیلمة الفنجاب کا مکمل جواب ہے۔ قادیانی جماعت کو واضح رہے کہ ان کے حقیقی کذاب نے ان کو دلدل میں پھنسا دیا ہے۔ جس قدر حرکت کریں گے تحت الثریٰ کو پہنچ جائیں گے۔ ہمارے بیان کی تصدیق ناظرین کرام کو ابھی خدا چاہے ہو جاتی ہے۔ ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

محاسب صاحب فرماتے ہیں: ”ناظرین سے یہ بات مخفی نہیں کہ جب کبھی ہمارے دیوبندی وغیرہ مخالفین کی طرف سے کوئی اشتہار یا رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (علیہ ما علیہ) کی تکذیب وتضحیک ثابت کرنے کے لئے نکلا ہے اس کا ہماری جانب سے بدلائل مسکت جواب دیا جاتا رہا ہے۔ الخ“

۱...... اس عبارت میں کس قدر جھوٹ ہیں ہم تو حساب نہیں کر سکتے محاسب ہی بتاوے کہ مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے برابر ہوئے یا ان سے بھی کچھ بڑھ گئے۔ صحیفۃ الحق، اول السبعین، دوسری سبعین، دفع العجاج، اشد العذاب علی مسیلمۃ الفنجاب، تحقیق الکفر والایمان بآیات القرآن، زلزلۃ الساعۃ، مرزائیوں کی تمام جماعتوں کو چیلنج قرآن مجید کو غیر مکمل جانیں یا مرزا قادیانی کو دجال وکذاب اور محرف۔ قرآن، مرزائیت کا خاتمہ، مرزائیت کا جنازہ بے گور وکفن، ہندوستان کے تمام مرزائیوں کو چیلنج، مرزا اور مرزائیوں کو دربار نبوت سے چیلنج عذاب الیم کی بشارت مرزا اور تمام مرزائی قطعی اور یقینی جہنمی ان سب کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اکفار، عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام، الشہاب، ضمیمہ الشہاب، کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ، ختم النبوۃ فی القرآن، ہدیۃ المہدیین، الجواب الفصیح لمنکر حیات المسیح، صدع النقاب، یہ اکیس رسائل اور اشتہارات دیوبند ہی سے ابھی

شائع ہوئے ہیں۔ ان میں کس قدر مطالبات ہیں محاسب صاحب فرمائیں کہ ان میں سے کس کس کا بدلائل مسکت جواب دیا ہے۔ دل کڑا کر کے کہہ تو دو لعنة الله على الكاذبين ۔ پھر مونگیر سے جو رسائل رد مرزائیت میں پچاس کے قریب شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے کس کس کا جواب دیا ہے۔ ہاں مرزا محمود قادیانی سے دریافت کر کے یہ تو فرماؤ کہ کوئی کمیشن ان کی جانچ کے لئے بیٹھا تھا۔ اس نے کتنے ہزار اعتراضات مرزا پر ان رسائل میں وہ گنے تھے؟ جن کا جواب ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ اور رسائل جو علماء اسلام نے مرزا کے رد میں لکھے ہیں۔ جن کے جواب سے مرزا اور مرزائی عاجز ان کا شمار کس قدر ہے؟ کہو مرزا قادیانی سے بھی کذب و بے حیائی سیکھی ہے۔ اسی منہ سے علماء دیوبند پر مطالبے پیش کرتے ہو۔ کہو لینے کے دینے پڑ گئے کہ نہیں؟

۲...... پھر اسی ٹریکٹ کے ص اسطر ۵ پر تحریر فرماتے ہیں: ''حالانکہ انہی اشتہارات کے متعلق امام جماعت احمدیہ قادیان دیوبندیوں کو چیلنج دے چکے ہیں۔'' کہو جھوٹے پر خدا کی بے شمار لعنتیں کیا وہ چیلنج دکھا سکتے ہو؟ گھر میں لکھ کر رکھ دیا ہو یا مریدوں کے پاس بھیج دیا ہو تو ہوسکتا ہے۔ مگر دیوبند بھیجا یا ابن شیر خدا کے پاس پہنچایا مسلمانوں میں تقسیم ہوا۔ کہو کس قدر روپیہ لے کر اس چیلنج کو دکھاؤ گے ہمت ہے یا بے حیائی تیرا ہی آسرا ہے کہہ کر کچھ تو کہہ دو۔ اسی حقانیت پر دنیا کا مقابلہ کرتے ہو؟

۳...... پھر اس کے بعد چیلنج کی یہ عبارت نقل فرمائی ہے صفحہ اسطر ۶ ''کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (علیہ ماعلیہ) کے بیان فرمودہ معارف قرآنیہ کے مقابلہ میں بیان کرنا تو الگ رہا۔ میرے مقابلہ میں معارف بیان کرنے کے لئے آؤ۔'' اظہار حق کی عبارت کا بے جا مطالبہ ہم سے کیا جاتا تھا۔ اب یہ عبارت مذکورہ الفضل میں جو چیلنج دیا ہے۔ اس میں دکھا سکتے ہو تو دکھاؤ ورنہ کہو کہ: چه دلاور است دوزدے که بکف چراغ دارد ۔ کا مصداق مرزا ہی کی امت مکذوبہ ہے۔ تین چار سال سے آپ ہی اظہار حق کی عبارت کا علماء دیوبند سے مطالبہ فرماتے ہیں۔ سچ ہے ''چور کا منہ چاند سا'' جب یہ عبارت مرزا محمود صاحب کی نہ دکھا سکو گے تو کم سے کم اپنے جھوٹے ہونے کا تو ایک ٹریکٹ شائع فرما دینا۔ مسلمانو!!! اس فرقہ کی دیانت صداقت انسانیت حیا وشرافت کو ملاحظہ فرمایا کہ جھوٹ بولنے میں کس قدر دلیر ہے۔ اب ان سے عبارت مذکورہ کے دکھانے کا مطالبہ کیا جائے۔ تازے متنبی کی امتہ یہ جیتا جاگتا جھوٹ تیرا ہی حصہ ہے۔

۴...... اگر بفرض محال خلیفہ قادیان کا یہ چیلنج ہوتا بھی تو یہ تو ایک الگ بات ہوتی۔ فتح قادیان کے مکمل نقشہ جنگ میں جو اشتہارات ہیں ان کے جواب سے اس کو کیا تعلق ہے؟ محاسب صاحب سے معلوم ہوتا ہے کوئی نئی قسم کا حساب نکالا ہے جو جدید متنبی کی وحی میں نازل ہوا ہوگا۔ معلوم ہوگیا

کہ فتح قادیان کا مکمل نقشہ جنگ بالکل صحیح ہے۔ جس کو ایسے ایسے محاسبوں نے جانچ لیا مگر ایک نقطہ کو بھی غلطی نہ نکال سکے۔

۵...... اور اگر اس چیلنج سے وہ چیلنج مراد ہے جو ۱۶؍ جولائی کے الفضل میں طبع ہوا تھا۔ تو گو چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا کا مضمون ہے۔ مگر اول تو وہ صرف مرزائیت کے خاتمہ کے متعلق تھا۔ دوسرے اس کا مہمل اور اعلان شکست مرزائیت ہونا زلزلۃ الساعۃ (قادیان میں قیامت خیز بھونچال) میں قدرے تفصیل سے عرض کر دیا گیا ہے۔ جس نے قادیان میں ماتم برپا کر دیا بہت روئے مگر جواب ندارد۔ وہ آج تک خدا کے فضل سے لاجواب ہے۔ اور ہمیشہ لاجواب رہے گا۔ محاسب صاحب دخل در معقولات۔ آپ کو کس نے رائے دی تھی کہ آپ یہ اشتہار تحریر فرمائیں آپ نے تو آٹے دال کا حساب کیا ہوتا۔ کیا مرزائیوں میں اس قدر قحط ہو گیا کہ علماء کا کام نبیوں سے لیا جاتا ہے۔ جھوٹی نبوت چہ باشد کہ الہام تصنیف کیا اور شائع کر دیا۔ ازلی جہنمیوں نے قبول کر لیا یہ تو واقعات ہیں جو ثابت کرنے ہوں گے۔

۶...... ٹریکٹ مذکور کے ص ۳ سطر ۲ پر تحریر فرماتے ہیں: ''اس مضمون میں جو دیوبندی علماء سے مطالبہ کیا گیا ہے وہ صرف ان کی ایک تحریر کے متعلق ہے ورنہ ان کے رسالوں اشتہاروں ٹریکٹوں اور کتابوں میں بے شمار اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ انہوں نے جان بوجھ کر دیدہ دانستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (علیہ ما علیہ) اور آپ کی جماعت کے خلاف غلط اور بناوٹی الزام لگائے ہیں۔''

بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ مرزا قادیانی تو خدائے ذوالجلال والاکرام اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پر جھوٹ بولتے تھے۔ جس کو خاص خاص ہی لوگ سمجھتے تھے۔ مگر صدیق صاحب برعکس نہند نام زنگی کافور کذاب نے تو غضب ہی کر دیئے کہ مرزا قادیانی بھی جہنم میں انگشت بدنداں ہوں گے کہ یہ چیلہ تو شیطان کا بھی ابا نکلا۔ اس نے تو غضب ہی کر دیا۔ ہم نے تو الہاموں میں جھوٹی تاویلیں کر کر کام نکالا تھا یہ کیا کرے گا۔ اس گستاخ نے دیوبندیوں کی غلط بیانی کو ہمارے جھوٹے معجزوں سے بھی بڑھا دیا۔ ہم نے تو اپنے معجزے ۳ لاکھ سے زائد پھر دس لاکھ اور دبی زبان سے کروڑ ہی تک کہے تھے مگر اس نے تو بے شمار کا دعویٰ کر دیا۔ علماء دیوبند کے اشتہارات رسائل اور ٹریکٹوں کے الفاظ بھی بے شمار نہ ہوں گے۔ پھر یہ مرزائیوں کا صدیق اکبر غلطی اور بناوٹی دیدہ دانستہ الزامات بے شمار کہاں سے لائے گا۔

مرزائیو! تمہارا صدیق یہ ہے تو تمہارا کذاب کون ہوگا؟ (مرزا قادیانی) محاسب

صاحب آپ کے ہوش درست ہوئے۔ اپنی قابلیت لیاقت معلوم کی۔ آپ ہی علماء دیوبند سے مطالبات کرتے ہیں۔ ابھی بات کرنے کا سلیقہ تو پیدا کرو۔ مرزائی ہونا تو بہت آسان ہے کافر ہوجاؤ۔ مرزائی ہوگئے۔ مگر آدمی ہونا اور قابل ہونا کافر اور مرتد ہونے سے نہیں ہوتا۔ فرماؤ مرزا قادیانی کے معجزوں کی تعداد آپ کے نزدیک ایک کروڑ ہو تو وہ ورنہ دس لاکھ، نہیں تو کم سے کم تین لاکھ سے زائد اور یہ بھی نہ ہوسکے تو دو تین ہزار۔ اس سے بھی عاجز ہو تو دو تین سو یہ بھی نہ ہوسکے تو کم سے کم ایک ہی ایسی مثال پیش کرو کہ جان بوجھ کر دیدہ ودانستہ۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے خلاف غلط اور بناوٹی الزام لگائے ہوں۔ ایمان تو نہیں حیا بھی اس کے ساتھ گئی اگر کچھ آدمیت ہے تو کہو آپ ہی مرزائیت کی صداقت کے نمونے ہیں۔

۷...... اب رہا اظہار حق کی عبارت کے متعلق مطالبہ تو اچھی طرح کان کھول کر سنو۔ (۱) اظہار حق کا مصنف کون ہے یہ کہو۔ (۲) وہ کوئی عالم ہیں یا نہیں۔ (۳) اگر عالم ہیں تو دیوبند میں پڑھتے ہیں یا نہیں۔ (۴) جب مصنف اظہار حق ایک بات کو فرقہ کی طرف منسوب کرتا ہے تو پھر اس عبارت کا مرزا قادیانی کی تصانیف پر مطالبہ فرمانا مرزائی عقل کا نتیجہ ہے آپ نے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ اس عبارت کو قرآن شریف کی سورہ برات یا منافقین میں دکھلاؤ۔ کیا آپ یہ خیال فرماتے ہیں کہ مرزائیوں کی طرح دنیا میں عقل کے اندھے ہی بستے ہیں کہ حق وباطل کی کسی میں تمیز ہی باقی نہیں رہی۔ قربان جایئے اس عقل کہ مقولہ تو امتہ ملعونہ کا اور تلاش کیا جاتا ہے۔ متنبی کذاب کے کلام میں۔ کہو کچھ شرمائے یا نہیں۔ افسوس جس کو جمع وتفریق بھی نہ آتی ہو تو وہ میرٹھ کی انجمن احمدیہ کا محاسب ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

گربہ میروسگ وزیر وموش رادیوان کنند
ایں چنیں ارکان دولت ملک اورا ویراں کنند

۸...... مصنف اظہار حق تو یہ کہتا ہے کہ ''کہہ دیا'' یہ تو نہیں کہتا کہ لکھ دیا کیا مرزائی شریعت ملعونہ میں کہنا اور لکھنا ایک ہی ہے پھر یہ مطالبہ کہ مرزا قادیانی کی کس تصنیف میں اس عبارت کو دکھاؤ جنون نہیں تو اور کیا ہے؟

۹...... ٹریکٹ مذکور ص۲ سطر۱۶ ''حق پسند احباب اس اعلان کو دیوبندیوں کے آگے پیش کر کے ان سے اس کا جواب لیں۔ کیونکہ اس ایک حوالہ کے صحیح دکھا دینے پر جو ایک نہایت ہی اہم الزام ہے۔ تمام الزامات ان کے صحیح ثابت ہوجائیں گے اور میں صدق دل (مرزائیوں میں صدق کہاں) سے بخدا ان کا مسلک اختیار کرلوں گا اور ان کے تمام الزامات جو مرزا قادیانی پر

رسالہ فتح قادیان میں لگائے ہیں دل سے تسلیم کرلوں گا۔ اگر یہ عبارت واقعی صدق دل سے لکھی ہے تو اشد العذاب علی مسیلمۃ الفنجاب کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ فرمالیجئے۔ پھر آپ خود انصاف فرما لیجئے کہ اظہار حق میں جو مضمون لکھا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اس کو ہم آپ ہی کی دیانت اور حق طلبی پر چھوڑتے ہیں۔

۱۰...... ٹریکٹ مذکور ص ۳ سطر ۲ ''مگر ہم نے اس کا کم سے کم اس مضمون کے متعلق نو شخصوں کی شہادت پر مدار رکھا ہے...... الخ'' ہمیں آپ سے صدق و دیانت کی تو امید نہیں مگر دروازہ تک پہنچانا منظور ہے آپ تو ایک ہی نو فرماتے ہیں ہم بہت سے تو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ فرمایئے ظہیر الدین اروپی مرزائی ہیں یا نہیں اور مرزائی بھی کیسے اول درجہ کے جنہوں نے مرزا محمود صاحب کے بھی چھکے چھوڑا دیئے۔ ان کی جماعت اور ان کے فرقہ کے لوگ کس قدر ہیں۔ (کہہ دو کہ ان کے فرقہ میں کوئی بھی نہیں ان کا کوئی ہم خیال ہی نہیں) لہو سے برے فرقہ کا پتہ بتایا ان سے عقائد و اقوال جناب کو معلوم ہوں گے۔ نہ معلوم ہوں تو ملاحظہ ہو اشد العذاب علی مسیلمۃ الفنجاب ص ۵۷ تا ص ۶۴ کہو اب تو معلوم ہو گیا کہ صاحب اظہار حق نے جو کچھ فرقہ مرزائیہ کی طرف منسوب کیا وہ بالکل صحیح ہے۔ اگر یہ امر بھی باعث تشکیل خاطر نہ ہو تو ملاحظہ ہو دین مرزا کفر خالص ص ۶۹ تا ص ۷۲ فرمایئے۔ اب تو پھر علماء دیوبند سے مطالبہ کا کہیں نام نہ لو گے؟ خدا کی قدرت الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ مرزائی جو اس قدر مطالبوں میں دبے ہوئے ہیں وہ بھی مطالبہ کریں اور کس سے علماء دیو بند سے، مثل مشہور ہے کہ چھاج بولے تو بولے چھلنی بھی بولی جس میں صدہا چھید ہیں۔

ناظرین باتمکین! پہلے مطالبہ کی تو حقیقت معلوم ہو چکی۔ محاسب صاحب اس ٹریکٹ میں دوسرا مطالبہ لفظ خاتم النّبیین کے متعلق پیش کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ لفظ خاتم النّبیین اگر اس معنی کو مستلزم ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی نہ ہو تو پھر علماء کے کلام میں جو کسی کو خاتم المحدثین کسی کو خاتم المفسرین کہا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ حالانکہ ان کے بعد میں بھی لوگ محدث اور مفسر ہوئے۔ افسوس کیا یہ جماعت بھی علماء اسلام کے مقابلہ میں بات کرنے کی جرأت کر سکتی ہے۔ اگر شرم ہوتی تو آج کسی کو منہ نہ دکھاتی۔ سنو جواب یہ ہے کہ آیۃ میں لفظ خاتم اپنے حقیقی معنی میں ہے اور علماء کے کلام میں بمعنی مجازی مستعمل ہے۔ شیر کا لفظ اگر ہزار جگہ معنی مجازی میں مستعمل ہو تو کوئی جاہل یہ کہہ سکتا ہے کہ شیر کے لفظ کا معنی حقیقی ہیں ہی نہیں یا یہی مجازی معنی حقیقی معنی ہیں۔ دنیا میں علماء فصحاء بلغاء کسی سخی کو حاتم یا ظالم کو فرعون، حق بات کہنے والے کو موسیٰ کہتے ہیں، تو کیا یہ جاہل جماعت کل یہ کہے گی کہ اگر ان الفاظ کے معنی قرآن شریف میں وہ خاص موسیٰ علیہ السلام اور

خاص فرعون ملعون ہیں جو مسلمان مراد لیتے ہیں تو مہربانی فرما کر بتاؤ کہ فلاں عالم کے کلام میں فرعون اور موسیٰ کا لفظ آیا ہے۔اس کے کیا معنی ہیں۔

خدائے علام الغیوب ہی جانتا ہے کہ فلاں وصف کا حقیقت میں کون خاتم ہے اور اس کے بعد اس وصف سے کوئی موصوف نہیں ہوسکتا۔ دوسرے شخص کو بے علم کے کیا حق ہے کہ معنی حقیقی میں استعمال کرے اس وجہ سے اس کے کلام میں وہ لفظ معنی مجازی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اگر ایک لفظ بندہ کے کلام میں بوجہ خاص معنی مجازی میں مستعمل ہو تو علام الغیوب کے کلام میں بھی اسی مجازی معنی میں مستعمل ہو۔ اس کی کیا ضرورت ہے؟ بس تر کی تمام شد مطالبہ ختم ہوا۔ اگر طلب حق منظور ہے تو دیکھو رسالہ ہدیۃ المہدیین اور ختم النبوۃ فی القرآن اور مرزا ہی کے ساتھ جہنم میں جانا ہے تو اختیار ہے[1]۔ یہ تو مرزائی صدیق کا حال ہے۔ اب ذرا ملک عزیز احمد صاحب کا بھی اشد العذاب میں مبتلا ہونا ملاحظہ فرمایئے۔ وہ ایک کاغذ کی تلوار سے خدا کے عذاب الیم کو اٹھانا چاہتے ہیں۔ پھر اسے اشد العذاب کا مکمل جواب لکھتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔ توہین عیسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ الزامی جواب ہے، حالانکہ اس جواب کا لغو اور باطل ہونا وہیں ثابت کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو اشد العذاب۔ رہی یہ بات کہ مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے۔ اول تو اگر یہ نہ ہوتا تو دجال کیسے ہوتے۔

دوسرے ہم کب کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی پیدائشی اور اصلی کافر تھے وہ تو مسلمان سے مرتد ہوئے ہیں پھر ان کے کلام میں ایسی عبارتیں نکلنی کیا مفید ہیں۔ تیسرے میں پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی کسی نبی کی تعریف بھی کرے اور گالیاں بھی دے تو مرزائی دھرم میں وہ مسلمان ہے یا کافر۔ اگر کوئی بدبخت اپنے باپ کو باپ بھی کہے۔ تعریف بھی کرے مگر ساتھ میں گالیاں بھی دے جوتیاں بھی مارے تو قادیانی شریعت میں وہ سعید ہے یا بدبخت اور ناخلف؟ علیٰ ہذا القیاس خاتم النبیین کا مرزا

---

[1] مگر یہ ضرور بتادو کہ خاتم المحدثین وخاتم المفسرین میں اگر لفظ خاتم کے وہ معنی مراد نہیں جو مسلمان خاتم النبیین میں مراد بتاتے ہیں۔ تو پھر وہ معنی بھی تو مراد نہیں جو مرزا قادیانی نے گھڑے ہیں کہ آئندہ کو اس محدث یا مفسر کا بروز ہوگا یا اس کے ظل آئیں گے۔ یا اسی کی اتباع اور پیروی سے لوگ محدث ومفسر بنیں گے۔ پھر خاتم المحدثین والمفسرین کے کیا معنے ہوں گے۔ مرزائیو! تمہارا قصور نہیں یہ سب کچھ تمہارا اور متنبی کذاب کے جہل کا نتیجہ ہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے سچ فرمایا ہے:

سر انجام جاہل جہنم بود
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

۷

اور مرزائی بے شک اقرار کرتے ہیں مگر وہ اقرار ایسا ہے جیسے تمام مسلمان مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ مگر نہ اس معنی سے جس معنی سے قادیانی ایمان لائے۔ بلکہ یہ اقرار کرتے ہیں کہ مرزا متنبی کاذب ہے۔ تو قادیانیوں کے نزدیک تمام مسلمان مرزا کے مصدق ہوئے یا منکر۔ اس طرح جس معنی سے آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں وہ معنی مرزا قادیانی اور مرزائی تسلیم نہیں کرتے تو ہزار بار خاتم النبیین کا لفظی اقرار کریں مگر درحقیقت وہ خاتم النبیین کے منکر ہی سمجھے جائیں گے۔ پھر (ص۴۲) پر ایک حوالہ کا انکار کیا ہے۔ ملک صاحب .... نہیں یہ عبارت میں کوئی تغیر تبدل ہے۔ اگر مرزا قادیانی ہی کی عبارت ہے ایک حرف کا بھی فرق نہیں تو سیرۃ الابدال میں اگر نہ ہو تو نفس مضمون میں کیا کمی ہوئی اور اشد العذاب کیسے ٹلا۔ سیرۃ الابدال کی وجہ سے جہنم میں گئے یا خطبہ الہامیہ نے ہاویہ میں جھونکا۔ ٹھکانا تو بہرصورت جہنم ہی رہا اور اگر صرف کتابت پر مواخذہ ہے تو صفحہ ۴۳ پر جو حوالہ سیرت الابدل سے نقل کیا ہے۔ اگر اشد العذاب میں یہ حوالہ سیرۃ الابدال (بلا الف) سے منقول ہونا یا مرزا قادیانی کی کوئی کتاب سیرۃ الابدال ثابت کردیں تو دوسو روپیہ انعام ہے ورنہ اس کے دروغ گو۔ جعلساز ہونے میں کیا شبہ ہے۔ ملک عزیز احمد صاحب میں اگر کفار اور مرتدین کی برابر بھی صداقت ہے تو اور بھی اشد العذاب کے مغالطے اور اس میں جو حوالہ جات میں بے جا کتر و بیونت کی گئی ہو وہ ظاہر فرمائیں۔ ورنہ ان کے کذاب اور عجز صریح کی دلیل ہوگی اور یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اشد العذاب کے تمام حوالے اور الزامات صحیح و بجا ہیں۔ اشد العذاب کو دیوانہ کی بڑ کہنا مرزا قادیانی کو دیوانہ اور ان کی تصنیف کو دیوانہ کی بڑ کہنا ہے۔ کیونکہ اس میں مرزا قادیانی اور مرزائیوں ہی کے حوالہ جات ہیں۔

سیف الجبار کے دیکھنے سے معلوم ہوگیا کہ مرزائیوں کو جہنم میں جلنا منظور ہے مگر حق کی طرف رجوع ان سے محال ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اشد العذاب کے صدہا حوالہ جات کو اس جماعت نے پرتالا مگر کہیں حوالے کی غلطی تو کیا کتابت کی غلطی بھی نہ نکال سکے ایک جگہ بے معنی بات کہہ کر دوسرے اشد العذاب میں اور مبتلا ہوئے۔ اب اگر صدیق صاحب یا عزیز احمد صاحب کچھ فرمائیں گے۔ تو ہم پھر اور بھی عرض کرنے کو حاضر ہیں۔

واضح رہے کہ مرزائی گالیوں کی ہمیں پرواہ نہیں جس جماعت کے متنبی کذاب نے انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیں وہ دوسرے کے ساتھ جو معاملہ کریں گے وہ ظاہر ہے: ”والسلام علی من اتبع الهدیٰ ۰ وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین ۰ وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وآله وصحبه اجمعین“

بندہ عبدالقیوم عفاہ اللہ عنہ امروہی امام جامع مسجد صدر میرٹھ

ایک جھوٹی پیش گوئی پر مرزائیوں کا شور و غل

جناب تاج الدین احمد تاج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۴/اپریل ۱۹۰۵ء والے زلزلہ کے بعد مرزا قادیانی نے اپنی غفلت پر سخت پشیمان ہو کر فوراً ایک زلزلہ کے آنے کی پیش گوئی کر دی اور ایک بہت لمبی چوڑی نظم کے پیچھے جو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بہت مدت سے لکھ رہے تھے۔ بارہ اشعار اس مضمون کے بھی چسپاں کر دیئے کہ جن میں کسی آئندہ زلزلہ سے لوگوں کو ڈرایا گیا تھا۔ غرضیکہ یہ شیطان کی آنت جیسی لمبی نظم ۱۵/اپریل ۱۹۰۵ء کو ختم ہوئی۔ مگر جب مرزا قادیانی انتظار کرتے کرتے تھک گئے اور تین سال تک بھی کوئی زلزلہ ظہور میں نہ آیا اور مرزا قادیانی کو سخت ندامت اور رسوائی نصیب ہوئی تو براہین احمدیہ حصہ پنجم (مرزا قادیانی کی کتاب) کے اخیر میں اس نظم کو درج کر کے اس شعر:

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بہار

پر تین سال کے بعد ایک نوٹ لکھ دیا کہ ''خدا کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہ قیامت ہوگا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہئے جس کی طرف سورۃ اذا زلزلت الارض زلزالہا اشارۃ کرتی ہے۔ لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔'' (براہین احمدیہ ص۹۲، خزائن ج۲۱ ص۱۵۱) ورنہ اس سے قبل مرزا قادیانی ایک سخت زلزلہ ہی کے منتظر تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو سراج الاخبار جہلم مطبوعہ ۹/اپریل ۱۹۱۷ء کی مندرجہ ذیل عبارت

مرزا قادیانی کے الہامات

''مرزا قادیانی کے الہامات بھی عجیب ہوتے ہیں جب کوئی واقعہ دنیا میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ مرزائیوں کے خیال میں مرزا قادیانی کے کسی نہ کسی الہام یا پیش گوئی کی بیخ اس کو ضرور لگی ہوئی ہوتی ہے۔ طاعون ہو تو مرزا قادیانی کا الہام پورا ہوتا ہے۔ کوئی زلزلہ آجائے تو مرزا قادیانی کا نشان پورا ہوتا ہے۔ کوئی مر جائے تو مرزا قادیانی کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ غرض کوئی حادثہ قیامت تک ایسا نہیں ہو سکتا جس میں مرزا قادیانی کے الہام یا پیش گوئی کی صداقت کی دلیل نہ ہو اور طرفہ یہ کہ آپ کی پیش گوئی یا الہام کسی بھلائی کے متعلق نہیں ہوتا بلکہ آپ کے الہامات اہل دنیا کی ہلاکت، تباہی اور طرح طرح کی آفات ارضی وسماوی اور مشکلات کا ہی باعث ہوتے ہیں۔

گویا آپ کا وجود دنیا کے لئے سراسر وبال تھا۔ زندگی میں خلق خدا آپ کی بدگوئیوں اور سخت کلامیوں سے پریشان رہی۔ کئی سال سے آپ فوت بھی ہوچکے ہیں لیکن دنیا سے یہ نحوست پھر بھی دور نہ ہوئی۔ نہایت ہی عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی کے وہ صاف اور کھلے الہام اور پیش گوئیاں جو اپنی حریف مولوی ثناء اللہ امرتسری یا ڈاکٹر عبدالحکیم کی موت کی نسبت کی گئی تھیں۔ کیوں پوری نہ ہوئیں؟ اور نہ محمدی بیگم کے نکاح کی مؤکد پیش گوئی پوری ہوسکی اور مرزا قادیانی کے ملہم نے آپ کی یہاں تک بھی یاوری نہ کی کہ آپ کو موت کے وقت ہی پہلے اطلاع مل جاتی کہ آپ اپنے دار الامان اور تخت گاہ سے باہر لاہور میں بحالت غربت ومسافرت جان دے کر نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ کی رسوائی حاصل نہ کرتے اور نہ آپ کی نعش مال ٹرین پر لاد کر قادیان پہنچائی جاتی۔ پھر ایسے گول مول الہامات کو توڑ مروڑ کر خواہ مخواہ کسی واقعہ سے منطبق کرنا مرزائی جماعت کے لئے باعث شرم ہونا چاہئے۔ لیکن:

شرم چہ است کہ پیش مرداں بیاشد

جب کوئی نیا واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے مرزائی صاحبان ''نشان نشان'' کی صدا سے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ حالانکہ اصل حقیقت کا انکشاف ہونے پر یہ صداقت کا نشان نہیں بلکہ ذلت ورسوائی کا نشان ثابت ہوتا ہے۔ حال میں حکومت روس میں انقلاب ہوا ہے اور زار روس تخت سے دست بردار ہوگیا۔ یہ واقعہ واقعات عالم میں کوئی نیا نہیں بلکہ ایسے انقلاب ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ عبدالحمید ثانی اسی طرح تخت سے معزول کر دیئے گئے تھے۔ زار روس کی معزولی کا معاملہ اس سے بڑھ کر کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ بالخصوص جبکہ حال کے جنگ عظیم نے حالات ایسے پیدا کر دیئے ہیں کہ حکومتوں میں تغیرات وقوع میں آرہے ہیں۔ کہیں وزارت کا تغیر ہوتا ہے کہیں دیگر ارا کین میں رد وبدل ہوتا ہے۔ اس واقعہ کو بھی مرزا قادیانی کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ مرزائی اخبارات پیغامی ومحمودی اس بارہ میں ہم آہنگ ہیں کہ زار روس کی معزولی کا معاملہ مرزا قادیانی کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپریل ۱۹۰۵ء میں چند اشعار لکھے تھے۔ جن میں زمانہ حال کے جنگ عظیم کی پیش گوئی کی گئی تھی اور اس میں ایک مصرع یہ بھی ہے۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار (براہین حصہ پنجم ص۱۲۰، خزائن ج۲۱ ص۱۵۲)

مرزائی کہتے ہیں کہ بس مرزا قادیانی کی صداقت پر مہر ہوگئی چونکہ عام لوگ اصل حالات سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اس لئے اگرچہ مرزا قادیانی کی ملہمیت کی حقیقت سے تو واقف

ہیں اوران کے دلوں پر مرزائیوں کا جادو کچھ اثر نہیں ڈال سکتا۔لیکن شافی جواب دینے سے وہ قاصر رہتے ہیں جس سے مرزائیوں کو شوخی ہوتی ہے۔ چونکہ ہم مرزا قادیانی کے محرم راز اور گھر کے بھیدی ہیں اوراس پیش گوئی کی اصلیت سے بھی ہمیں پوری واقفیت ہے۔اس لئے عوام کی آگاہی کیلئے وضاحت کے ساتھ اصل حقیقت کا کشف اتضاع کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے ہم وہ اشعار لکھ دیں جو مرزائی اخبارات نے لکھ کر حال کے محاربہ عظیم سے ان کو چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر ہم بتائیں گے۔ کہ ان اشعار کے مصنف کی ان سے کیا مراد تھی؟ اوران اشعار کا مفہوم کیا کچھ ہے۔

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات وشہر ومرغزار
آئے گا قہر خدائے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہوجائے گی زیر وزبر
نالیاں خون کی چلیں گی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثل درختاں چنار
ہوش اڑ جائیں گے انسان کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کا اپنے سب کبوتر اور ہزار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سرخ ہوجائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہوجائیں گے اس خوف سے سب جن وانس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں
آسمانی حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کہ جلدی سے انکارے اسفیہ ناشناس
اس پر ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار

وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہوکر متقی اور بردبار

(براہین ج ۵ص ۱۲۰، خزائن ج۲۱ص ۱۵۲،۱۵۱)

سو یہ اس وقت کا معاملہ ہے جب کانگڑہ میں ایک قیامت نما ہولناک زلزلہ ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کو ہوا۔ اس واقعہ سے تو مرزا قادیانی کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے کیونکہ پہلے کوئی ایسی تک بندی نہ کی گئی تھی۔ البتہ آئندہ کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ انہیں دنوں ایک انگریز نے یہ پیش گوئی کر دی کہ ''لغایت ۱۲؍مئی ۱۹۰۵ء پھر ایک غضبناک زلزلہ آنے والا ہے۔'' یہ سنکر مرزا قادیانی نے بھی ایک اشتہار جاری کر دیا کہ جس میں ایک سخت زلزلہ آنے کی پیشین گوئی کر دی۔ مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کو یہاں تک اہمیت دی کہ خود باہر جنگلوں میں جھونپڑیاں بنا کر نکل گئے اور رہائشی مکان خالی کر دیئے۔ مرزائی ہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی خود بدولت بھی گھر کو چھوڑ کر ویرانہ جنگل میں اپنے اہل وعیال سمیت نکل کر ہو بیٹھے اور زلزلہ کی انتظار کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ ایسے جھوٹے ملہموں اور منجموں کی عزت منظور نہیں ہے اور نہ کوئی شخص دعوے علم الغیب میں سچا ہوسکتا ہے۔ اس لئے وہ نہ دن بالکل خیریت سے گزر گئے۔ کوئی معمولی زلزلہ بھی نہ آیا اور ۱۱،۱۲ مئی کی تاریخیں بھی گزر گئیں۔ ایک اور انگریز نے جو علم طبقات الارض میں مہارت رکھتا تھا پیش گوئی کر دی کہ: ''دوسو سال تک ایسا سخت زلزلہ ظہور میں نہ آئے گا۔''

اس لئے مرزا قادیانی کو ایسے زلزلہ کی امید باقی نہ رہی اور پھرنا کام گھر کو واپس آ گئے۔ ان واقعات کا ثبوت ۱۹۰۵ء کے اخبار الحکم میں موجود ہے۔ جنگل میں نکل جانے کی تصدیق میں دیکھو (مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۴۰، اخبار الحکم مطبوعہ ۱۱؍مئی ۱۹۰۵ء ص۹ کالم ۳) اس میں مرزا قادیانی کی طرف سے ایک مضمون بعنوان، ''ضروری گزارش قابل توجہ گورنمنٹ'' درج ہے جس میں لکھا ہے۔ ''جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا اس سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے واپس قادیان نہیں گیا۔ میں معہ اہل وعیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں۔''

اس مضمون کے لکھنے کی مرزا قادیانی کو اس لئے ضرورت پیش آئی کہ اس سے پہلے مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی طرف سے ان کو ایسی منذر پیش گوئیوں کی نسبت ممانعت ہو چکی تھی اور اس پیش گوئی کی نسبت بھی حکام کی طرف سے نوٹس لئے جانے کا ان کو کھٹکا تھا۔ بہرحال سالم ایک ماہ جنگل کی خاک چھاننے اور جیٹھ ہاڑ کی دھوپ کی گرمی برداشت کرنے کے

ہیں اور ان کے دلوں پر مرزائیوں کا جادو کچھ اثر نہیں ڈال سکتا۔ لیکن ثنائی جواب دینے سے قاصر رہتے ہیں جس سے مرزائیوں کو شوخی ہوتی ہے۔ چونکہ ہم مرزا قادیانی کے محرم راز اور گھر کے بھیدی ہیں اور اس پیش گوئی کی اصلیت سے بھی ہمیں پوری واقفیت ہے۔ اس لئے عوام کی آگاہی کیلئے وضاحت کے ساتھ اصل حقیقت کا کشف القناع کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے ہم وہ اشعار لکھ دیں جو مرزائی اخبارات نے لکھ کر حال کے محاربہ عظیم سے ان کو چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر ہم بتائیں گے۔ کہ ان اشعار کے مصنف کی ان سے کیا مراد تھی؟ اور ان اشعار کا مفہوم کیا کچھ ہے۔

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار
آئے گا قہر خدائے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہوجائے گی زیر و زبر
نالیاں خون کی چلیں گی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثل درختاں چنار
ہوش اڑ جائیں گے انسان کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کا اپنے سب کبوتر اور ہزار
خون سے مردوں کے کوہستاں کے آب رواں
سرخ ہوجائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہوجائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکارے سفیہ ناشناس
اس پر ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار

وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

(براہین ج ۵ص ۱۲۰، خزائن ج ۲۱ص ۱۵۲، ۱۵۱)

سو یہ اس وقت کا معاملہ ہے جب کانگڑہ میں ایک قیامت نما ہولناک زلزلہ ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کو ہوا۔ اس واقعہ سے تو مرزا قادیانی کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے کیونکہ پہلے کوئی ایسی تک بندی نہ کی گئی تھی۔ البتہ آئندہ کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ انہیں دنوں ایک انگریز نے یہ پیش گوئی کر دی کہ ''لغایت ۱۲؍مئی ۱۹۰۵ء پھر ایک غضبناک زلزلہ آنے والا ہے۔'' یہ سنکر مرزا قادیانی نے بھی ایک اشتہار جاری کر دیا کہ جس میں ایک سخت زلزلہ آنے کی پیشین گوئی کر دی۔ مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کو یہاں تک اہمیت دی کہ خود باہر جنگلوں میں جھونپڑیاں بنا کر نکل گئے اور رہائشی مکان خالی کر دیئے۔ مرزائی ہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی خود بدولت بھی گھر کو چھوڑ کر ویرانہ جنگل میں اپنے اہل وعیال سمیت نکل کر ہو بیٹھے اور زلزلہ کی انتظار کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ ایسے جھوٹے ملہموں اور منجموں کی عزت منظور نہیں ہے اور نہ کوئی شخص دعوے علم الغیب میں سچا ہوسکتا ہے۔ اس لئے وہ نہ دن بالکل خیریت سے گزر گئے۔ کوئی معمولی زلزلہ بھی نہ آیا اور ۱۱، ۱۲؍مئی کی تاریخیں بھی گزر گئیں۔ ایک اور انگریز نے جو علم طبقات الارض میں مہارت رکھتا تھا پیش گوئی کر دی کہ: ''دوسو سال تک ایسا سخت زلزلہ ظہور میں نہ آئے گا۔''

اس لئے مرزا قادیانی کو ایسے زلزلہ کی امید باقی نہ رہی اور پھر ناکام گھر کو واپس آ گئے۔ ان واقعات کا ثبوت ۱۹۰۵ء کے اخبار الحکم میں موجود ہے۔ جنگل میں نکل جانے کی تصدیق میں دیکھو (مجموعہ اشتہارات ج ۳ص ۵۴۰، اخبار الحکم مطبوعہ ۱۱؍مئی ۱۹۰۵ء ص ۹ کالم ۳) اس میں مرزا قادیانی کی طرف سے ایک مضمون بعنوان، ''ضروری گزارش قابل توجہ گورنمنٹ'' درج ہے جس میں لکھا ہے۔ ''جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا اس سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے واپس قادیان نہیں گیا۔ میں معہ اہل وعیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں۔''

اس مضمون کے لکھنے کی مرزا قادیانی کو اس لئے ضرورت پیش آئی کہ اس سے پہلے مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی طرف سے ان کو ایسی منذر پیش گوئیوں کی نسبت ممانعت ہو چکی تھی اور اس پیش گوئی کی نسبت بھی حکام کی طرف سے نوٹس لئے جانے کا ان کو کھٹکا تھا۔ بہرحال سالم ایک ماہ جنگل کی خاک چھاننے اور جیٹھ ہاڑ کی دھوپ کی گرمی برداشت کرنے کے

بعد جب پیش گوئی جھوٹی نکلی اور کوئی زلزلہ نہ آیا تو آپ گھر کو واپس آ گئے اور دنیا پر آپ کی پیش گوئی کی ساری حقیقت کھل گئی۔ (سراج الاخبار مطبوعہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء) میں اس......!

صفحہ ۵، ۶، ۷، ۸ نہیں ہیں۔

......یہ مندرجہ بالا الفاظ صاف طور پر ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ ایک آنا فانا۔ فوری اور خاص ایک وقت پر آنے والے حادثہ کی خبر دی گئی ہے۔ کیونکہ اک جھپک، ساعت اور گھڑی کے الفاظ مرزا قادیانی اور محمد علی ایم اے کی ڈگری پر زار زار رو رہے ہیں اور زار بھی ہوگا اس گھڑی باحال زار کے یہ معنی ہیں کہ اگر زار جیسا بادشاہ اس گھڑی یعنی زلزلہ کی حالت میں ہوگا تو اس کی حالت بھی زار ہوگی کیونکہ زلزلہ اپنے تاثرات سب لوگوں پر یکساں ڈالتا ہے۔ کیا غریب اور کیا امیر کیا بادشاہ اور کیا فقیر۔ خیال تو فرمایئے کہ اگر زار روس اور ایک فقیر ایک جگہ اکٹھے کھڑے ہوئے ہوں اور زلزلہ وارد ہو جائے تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ زلزلہ اس فقیر پر تو اپنا اثر ڈال دے اور زار روس پر اپنا اثر نہ ڈال سکے۔ نہیں دونوں پر یکساں اثر ہوگا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے کہا کہ وہ ایسا سخت زلزلہ ہوگا کہ زار بھی ہوگا تو اس گھڑی باحال زار اور پھر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ”اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار“ کیوں صاحب زار کی معزولی سے مرزا قادیانی کی سچائی کا کیا تعلق؟ کیا اس لئے زار معزول ہوا ہے کہ اس نے مرزا قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کیا اور پھر بلجیم وغیرہ کی تباہی کو مرزا قادیانی کی سچائی سے کیا تعلق؟ مرزا قادیانی کے اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ زلزلہ مرزا قادیانی کے ملک ہی میں آنے والا ہے کیونکہ ازار اتار کر اور برہنہ ہو کر سونا قادیان جیسے گاؤں والوں کا ہی کام ہے۔ ورنہ یورپ میں تو ازار بندی کا رواج ہی نہیں۔

اور پھر ہم نہیں سمجھتے کہ اس مصرع کا موجودہ جنگ سے کیا تعلق ہے کہ بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار۔ اول تو نغمہ کبوتر ہی آج سننے میں آیا ہے اور یہ مرزا صاحب کی شاعری ہے اور پھر سب کبوتر کہاں اپنے نغمے بھول گئے ہیں اور پھر یہ کیا ثبوت ہے کہ بلبل نے اپنی نغمہ سنجی چھوڑ دی ہے اور پھر ہر مسافر اور صبح کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ایک صبح کے وقت زلزلہ آئے گا جس وقت کہ مسافر چل رہے ہوں گے اور وہ ساعت ان کے لئے سخت ہوگی مگر ہمارے ایم اے صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں یہ پیش گوئی موجودہ جنگ اور راز روس کی معزولی کے متعلق ہے۔ شرم شرم۔

اچھا صاحب اب ہم آپ کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ایم اے صاحب نے کس قدر اپنی ایمان اور دیانتداری کا خون کیا ہے یعنی براہین احمدیہ کے صفحہ ۱۲۰ والا نوٹ تو اپنے اشتہار میں لکھ

دیا مگر (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحات ۹۰، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷، ۹۹) کی مختلف عبارتیں اور ص ۹۷ کے نوٹ کو عمداً نظر انداز کر دیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پیش گوئی سے مراد زلزلہ ہی ہے۔

زلزلہ کے متعلق مرزا قادیانی کے اپنے بیانات

چنانچہ مرزا قادیانی اپنی تصنیف کردہ کتاب میں فرماتے ہیں: ''پھر آپ خوب سوچ لیں کہ یہ پیش گوئی گول مول کیسی ہو سکتی ہے۔ جبکہ صریح اس میں زلزلہ کا نام بھی موجود ہے اور یہ بھی موجود ہے کہ اس میں ایک حصہ ملک کا نابود ہو جائے گا اور یہ بھی موجود ہے کہ وہ میری زندگی میں آئے گا۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۰، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۰)

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''یہ کوئی ان ہونی بات نہیں ہے لیکن جبکہ گزشتہ زلزلہ اس خارق عادت طور سے ظاہر ہوا جس خارق طور سے پیش گوئی نے ظاہر کیا تھا تو پھر اعتراض فضول ہو گئے۔ ایسا ہی آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں ہے۔ اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۲، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۳)

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونہ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اس آئندہ کی پیش گوئی میں بھی پہلی پیش گوئی کی طرح بار بار زلزلہ کا لفظ ہے بہ نسبت تاویلی معنوں کے زیادہ حق ہے۔'' (براہین احمدیہ ص ۹۳، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۴)

''یہ پیش گوئی تاریخ اور وقت نہ لکھنے سے باطل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کے ساتھ اس قدر اور تصریحات ہیں جو تاریخ اور وقت لکھنے سے مستغنی کرتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ زلزلہ تیری ہی زندگی میں آئے گا اور اس زلزلے کے آنے سے تیری نمایاں فتح ہوگی اور خلق کثیر تیری جماعت میں داخل ہو جائے گی۔'' (ص ۹۳، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۴)

دیکھئے مرزا قادیانی اور کیا فرماتے ہیں: ''ہم نے کب اور کس وقت اپنی پیش گوئی کے الفاظ کے یہ معنی کئے ہیں کہ ان سے مراد زلزلہ نہیں ہے بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ اکثر اور اغلب طور پر زلزلہ کے لفظ سے مراد زلزلہ ہی ہے۔'' (ص ۹۶، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۷)

جناب ایم اے صاحب سنئے مرزا قادیانی اور کیا فرماتے ہیں: ''اب ذرا کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے۔ اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی

بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے جو کہ محض قلت تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی اور اگر وہ صرف معمولی بات ہو جس کی نظیریں آگے پیچھے صدہا ہوں اور اگر ایسا خارق عادت امر نہ ہو جو قیامت کے آثار ظاہر کردے تو پھر میں خود اقرار کرتا ہوں کہ اس کو پیش گوئی مت سمجھو اس کو بقول اپنے تمسخر ہی سمجھو۔ اب میری عمر ستر برس کے قریب ہے اور تیس برس کی مدت گزر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور یا کہ پانچ سال زیادہ یا پانچ سال کم۔ پس اس صورت میں اگر خدا تعالیٰ نے آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ سال ہیں اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ضروری ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے (یہاں پر آکر ایک نوٹ لکھا گیا ہے اور وہ نوٹ یہ ہے)''

''خدا تعالیٰ کا ایک الہام یہ بھی ہے۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعود کے وقت بہار کے دن ہوں گے اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا اس کے قریب اور غالباً وہ نزدیک ہے جبکہ وہ پیش گوئی ظہور میں آجائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۹، ۲۵۸)

جناب ایم اے صاحب اور سنئے مرزا قادیانی کیا لکھتے ہیں: ''معترض کا یہ دوسرا اعتراض کہ یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ درحقیقت زلزلہ ہے۔ یہ اعتراض بھی قلت فہم سے ناشی ہوا ہے۔ کیونکہ ہم بار بار لکھ چکے کہ ظاہر الفاظ وحی سے زلزلہ ہی معلوم ہوتا ہے اور اغلب اکثر یہی ہے کہ وہ زلزلہ ہے اور پہلا زلزلہ اس پر شہادت بھی دیتا ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۹، خزائن ج ۲۱ ص ۲۶۱)

اپنی ہی تحریروں سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ثابت ہونا

کیوں جی جناب مولانا ایم اے صاحب ان اسناد کے ہوتے ہوئے بھی یہی لکھو گے کہ ان اشعار سے مراد موجود جنگ اور زار روس کی معزولی ہے؟ کیا اب بھی آپ مرزا قادیانی مدعی مہدیت و مسیحیت کو ایک راست باز مقدس اور سچا اور باخدا آدمی تسلیم کرو گے؟ ذرا غور سے سمجھو۔

۱..... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو موجودہ جنگ ان کے ملک میں ہوتی۔
۲..... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو موجودہ جنگ ان کی زندگی میں ہوتی۔
۳..... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو ان کی زندگی میں ان کے ملک کا ایک حصہ نابود ہوجاتا۔
۴..... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو بہار کے دنوں میں صبح کے وقت کوئی زلزلہ آتا۔

۵...... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو ان کی بار بار کی وحی میں کبھی تو جنگ کا نام اور زار روس کی معزولی کا لفظ آتا۔ یا خود ہی مرزا قادیانی نے خدا سے لفظ زلزلہ کے اصلی معنی کیوں نہ پوچھ لئے اور بے فائدہ تین سال تک لوگوں سے لفظ زلزلہ پر بحث کرتے رہے۔

اب تم ہی انصاف سے کہو کہ مرزا قادیانی تو بار بار یہی کہتے ہیں کہ اس پیش گوئی سے مراد زلزلہ ہے اور وہ زلزلہ میری زندگی اور میرے ہی ملک میں آئے گا اور بہار کے دن اور صبح کے وقت ہوگا اور اس پر میری سچائی کا دارومدار ہے اور تم کہتے ہو کہ اس سے مراد موجودہ جنگ مرزا قادیانی کی زندگی میں شروع ہوئی ہے؟ اور کیا مرزا قادیانی کے ہی ملک میں وہ جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ عقل اور کانشنس تمہاری ایم اے کی ڈگری پر نفرت انگیز طمانچے مار رہے ہیں۔ کیوں صاحب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مرزا قادیانی کو کافر اور کاذب تو ہندوستان وپنجاب کے لوگ کہیں اور ان کے دعاوی سے انکار کریں۔ مگر اس کی سزا ملے بلجیم والوں کو۔ اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے سرویا والوں کو۔ اس کا بدلہ لیا جائے۔ فرانس والوں سے۔ اس کا انتقام لیا جائے زار روس سے۔

سبحان اللہ! ایم اے صاحب کے علم وعقل کے کیا کہنے۔ اجی جناب مولانا صاحب مسلم ہائی سکول میں طلباء کو اسی علم وعقل کی تعلیم دو گے؟ واہ صاحب آپ نے تو امیر قوم ہو کر اپنی قوم کی ناک ہی کٹوادی اور ساتھ ہی ان بھولے بھالے مسلمانوں کی ناک پر کند استرے سے ایک چرکا دے دیا کہ جو آپ کو علم وعقل کا ایک بہت بڑا مجسمہ سمجھتے ہیں۔ آج معلوم ہوگیا کہ آپ درس قرآن مجید میں بھی اسی قسم کے نکات معرفت بیان فرماتے ہوں گے۔ دیکھو دیکھو ہم آپ کو خدا کے عذاب سے ڈراتے ہیں کہ اس کی جھوٹی امارت کو لات مار کر فوراً تائب ہو جاؤ اور اعلان کردو کہ ان تحریروں سے ثابت ہوگیا ہے کہ مرزا قادیانی ایک راست باز انسان نہیں تھے اور بے شک خدا کی طرف سے نہیں تھے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ: ”اگر یہ زلزلہ میری زندگی اور میرے ملک میں نہ آئے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔“ (براہین۵ص۹۲، خزائن ج۲۱ص۲۵۳)

اور اگر تم اپنا تھوکا ہوا چاٹ لو اور یہ کہو کہ اچھا ہم ان اشعار سے مراد موجودہ جنگ اور زار روس کی معزولی نہیں لیتے اور ہم اسی زلزلہ کے منتظر ہیں کہ جس کی میعاد مرزا قادیانی ۱۶ سال تک مقرر کی ہے تو ہم آپ کو آگاہ کئے دیتے ہیں کہ اس لحاظ سے بھی مرزا قادیانی جھوٹے ہی ثابت ہوتے ہیں کیونکہ شق اول تو یہ ہے کہ یہ واقع مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں ظہور میں آئے مگر یہاں تو یہ معاملہ ہے کہ:

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

ناظرین! ہم آپ کو ایک اور حقیقت سے بھی آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی ۱۵/اپریل ۱۹۰۵ء (براہین ۵ ص ۱۲۰، خزائن ج ۲۱ ص ۱۵۱) زلزلہ کے متعلق کی۔ مگر جب وہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی اور بجائے کچھ دنوں۔ کئی ہفتے، کئی مہینے اور کئی سال بھی گزر گئے تو غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ براہین احمدیہ کے حصہ پنجم کے اختتام پر جو نظم درج کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بارہ تیرہ اشعار زلزلہ کی پیش گوئی کے متعلق بھی لکھ دیئے۔ اس کے بعد ضمیمہ براہین احمدیہ لکھ کر اس پیش گوئی اور لفظ زلزلہ کے متعلق مرزا قادیانی نے مفصل بحث لکھی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جن دنوں مرزا قادیانی نے یہ نفسانی منصوبہ گھڑ کر یہ زلزلہ یا حادثہ میرے ہی ملک اور میری ہی زندگی میں ظہور میں آئے گا۔ براہین احمدیہ اور ضمیمہ براہین احمدیہ کو ختم کیا ہے تو خداوند قہار و جبار نے بھی مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے مرزا قادیانی کا بھی ساتھ ہی خاتمہ کر دیا۔ یعنی ایسے شدید مفتری کو ۶ ماہ سے زیادہ زندہ رہنے کی مہلت ہی نہیں دی۔ کیونکہ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی انتقال کر گئے اور براہین احمدیہ معہ ضمیمہ براہین احمدیہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۰۸ء کو چھپ کر شائع ہوئی ہے یعنی مرزا قادیانی کی موت کے ۶ ماہ بعد افسوس ہے کہ ضمیمہ براہین احمدیہ چھاپتے ہوئے مرزائیوں کو خیال نہیں آیا کہ اس ضمیمہ میں تو مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں ایک عظیم الشان پیش گوئی کے پورا ہونے کا دعویٰ درج ہے مگر مرزا قادیانی تو اس پیش گوئی کے پورا ہونے سے پہلے ہی چل بسے ہیں اور ان کو مرے ہوئے بھی ۶ ماہ ہو گئے۔ مگر جن کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہوں۔ ان کو ایسی باتیں نہیں سوجھا کرتیں کیونکہ خدا کو بھی منظور ہے کہ ایسے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروؤں کی سخت ذلت و رسوائی اور تشہیر کذب کیا جائے۔ اس لئے وہ اپنے ہاتھوں سے خود ہی ایسی تحریریں لکھ دیتے ہیں کہ جن سے ان کا بطلان خود ہی تمام زمانہ پر ظاہر ہو جائے گا۔ چنانچہ جیسا کہ مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں سے صاف ثابت ہو گیا کہ وہ ہرگز ایک راست باز اور سچے شخص نہیں تھے اور بے شک وہ خدا کی طرف سے نہیں تھے۔

اگر محمد علی ایم اے کے سینے میں دل اور اس دل میں صداقت ہے اور اگر محمد علی ایم اے کے سر میں دماغ اور اس دماغ میں کچھ عقل بھی ہے تو وہ فوراً قادیانی عقائد سے تائب ہو کر سچا مسلمان ہو جائے گا اور اگر اس کے دل میں صداقت نہیں اور اس دماغ میں عقل کا مادہ نہیں اور اس کا دماغ پھر گیا ہے اور بجائے ان بہترین جوہروں کے توہمات فاسدہ اور عقائد باطلہ نے اس کے دل و دماغ میں گھر کیا ہوا ہے تو وہ خود بھی گمراہ ہے اور کئی اور مسلمانوں کو بھی گمراہ کرے گا۔

تاج الدین احمد تاج...... سابق ایڈیٹر اخبار ہنٹر خلف الصدق ملا محمد بخش سیکرٹری انجمن حامی اسلام!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
قادیان میں
قہری نشان
جناب تاج الدین احمد تاج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سے قبل ہمارا ایک ٹریکٹ بعنوان ''ایک جھوٹی پیش گوئی پر مرزائیوں کا شوروغل'' شائع ہوکر مقبولیت عام کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے۔ اس ٹریکٹ کو تمام مسلمانوں نے نہایت پسندیدگی اور وقعت کی نظر سے دیکھا۔ کثرت سے مسلمانوں نے اظہار تحسین وآفرین کے خطوط بھیجے اور حیرت انگیز مسرت کے ساتھ اس امر کا اعتراف کیا کہ اس ٹریکٹ نے مرزائیوں کے اسرار کو طشت از بام اور قادیانی ادعائے کاذبانہ پر ایک ایسی شدید ضرب لگائی ہے۔ کہ مرزا قادیانی کی نبوت اور زلزلہ والی پیش گوئی کا کچومر ہی نکال دیا ہے۔ ملک کے اخبارات نے اس ٹریکٹ کا اقتباس درج کرنے کے علاوہ اس پر ریویو کرتے ہوئے اس کا مسکت جواب ہونا تسلیم کیا۔ علاوہ ازیں جناب منشی قاسم علی خاں صاحب لدھیانوی نے ہمارے ٹریکٹ پر جابجا تائیدی نوٹ لکھ کر اور مزید معلومات کے حواشی لکھ کر ہمارے پاس بھیجا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان زلزلوں کی پیش گوئیوں کو کئی دفعہ مرزا اور مرزائی مختلف موقعوں پر بزعم خود پورا ہونا اس سے قبل تسلیم کر چکے ہیں۔ یعنی کبھی تو اس زلزلہ کی پیش گوئی کو مرزائیہ نے طاعون پر چسپاں کیا اور کبھی سیلاب پر اور کبھی مرزا قادیانی کی موت پر یعنی جس ہولناک اور قیامت نما زلزلہ کے متعلق مرزا قادیانی کا یہ الہام تھا کہ ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعود کے وقت بہار کے دن ہوں گے اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۸)

اس جھوٹی پیش گوئی کا پورا ہونا مرزائی اس طرح تسلیم کر چکے ہیں کہ: ''بہار کے دن صبح کے وقت ۱۰ بجے صبح مرزا قادیانی کا انتقال ہوا۔ علم تعبیر سے یہی ثابت ہوا۔''

(ریویو آف ریلیجنز جون، جولائی ۱۹۰۸ء)

افسوس کا مقام ہے کہ اب اس جھوٹی پیش گوئی کو مرزائی صاحبان کس منہ سے موجودہ جنگ زار روس کی معزولی پر چسپاں کر رہے ہیں۔

الغرض جہاں ہمارا سرٹیفکیٹ مسلمانوں کے لئے مسرت اور خوشنودی قلب کا باعث ہوا وہاں مرزائیوں کے لئے ایک برق خاطف، ایک قہری نشان اور سخت صدمہ اور درد کا موجب ہوا۔ چنانچہ ہمارے ٹریکٹ کو پڑھ کر جناب صاحبزادہ مرزا محمود احمد خلیفہ المسیح ثانی

(قادیانی) نے ایک ٹریکٹ بعنوان ''قہری نشان'' ہمارے ٹریکٹ کے جواب میں لکھا ہے جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ''میں نے جب ان کو پڑھا تو میرے دل کو اس سے سخت صدمہ ہوا، اور میرے دل سے اپنے رب کے حضور ایک فریاد اٹھی۔'' خدا گواہ ہے کہ اس ٹریکٹ سے ہماری غرض وغایت جناب صاحبزادہ صاحب کی دل شکنی یا دل آزاری ہرگز ہرگز نہ تھی اور یہ تو مسلمان کا شیوہ ہی نہیں کہ بلاوجہ کسی کا دل دکھائے منصف مزاج ناظرین ہمارے ٹریکٹ کو پڑھ کر فیصلہ دے سکتے ہیں کہ ہم نے جناب صاحبزادہ صاحب کی شان میں کوئی نامناسب لفظ استعمال نہیں کیا۔ حتیٰ کہ ہمارا روئے سخن اس ٹریکٹ میں صاحبزادہ صاحب کی طرف تھا ہی نہیں بلکہ ہم نے تو جناب صاحبزادہ صاحب کی پالیسی کو ایک طرح بنظر استحسان دیکھا ہے۔ ہاں البتہ ہم نے مولوی محمد علی ایم اے اور خواجہ کمال الدین کی پالسی کو بنگاہ حقارت دیکھ کر چندایک پھبتیاں اڑائی ہیں۔

دراصل مولوی محمد علی ہی کے ٹریکٹ کے جواب میں ہمارا ٹریکٹ لکھا گیا اور انہی کی طرف ہمارا روئے سخن تھا اور ہم انہیں کے جواب کے منتظر تھے۔ مگر انہوں نے آج تک کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے تو خواہ مخواہ ہمارے جواب میں ٹریکٹ لکھ کر ہمیں مدمقابل بنالیا۔ افسوس ہے کہ ہم تو اپنے ٹریکٹ میں آپ کی پالیسی کی تعریف لکھیں اور آپ اپنے ٹریکٹ میں گالیاں دیں اور ہمارے لئے بددعائیں کریں۔ ہم ان گالیوں کے جواب میں صرف اسی قدر کہنا چاہتے ہیں کہ خدا آپ کو نیکی کی ہدایت دے۔

جناب صاحبزادہ صاحب آپ کے ٹریکٹ کا جواب لکھنے کی ہمیں چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ جس کسی نے بھی آپ کا ٹریکٹ پڑھا اس نے اس پر ایسا مضحکہ انگیز تمسخر اڑایا کہ توبہ ہی بھلی۔ آپ کے غیر معقول جوابات پر انہوں نے ایسی ایسی پھبتیاں اڑائیں کہ میں انہیں قلمبند کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ میں نے خاموش رہنا مناسب سمجھا مگر پھر اس خیال سے کہ شائد صاحبزادہ صاحب یہ خیال نہ فرمائیں کہ آپ کے ٹریکٹ کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں اس لئے مجبوراً آپ کے ٹریکٹ کا جواب لکھا جاتا ہے۔

جناب صاحبزادہ صاحب ہم ضدی، متعصب اور ہٹ دھرم نہیں کہ آپ کی کسی صحیح بات کو تسلیم نہ کریں۔ بے شک صفحہ ۹۰ والا حوالہ زلزلۃ اوّل کے متعلق ہیں جو کہ سہواً لکھا گیا ہے۔ لیکن للہ یہ تو فرمایئے کہ کیا صفحات ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷، ۹۹ کی مختلف عبارتیں اور ص ۹۷ والا نوٹ بھی زلزلہ اول ہی کے متعلق ہے۔ آخر یہ حوالے تو زلزلہ آئندہ ہی کے متعلق ہیں۔ اگر ایک نہیں تو یہ سہی یہ چھ

حوالہ جات تو مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو غلط ثابت کررہے ہیں۔

جناب صاحبزادہ صاحب لفظ زلزلہ کے غلط تاویلی معنے کرتے ہوئے اور لفظ زلزلہ کو جنگ پر چسپاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''اب رہا یہ اعتراض کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک میں (ہی) آئے گا اور آپ کی زندگی میں آئے گا'' یہ دونوں اعتراض قلت تدبر کا نتیجہ ہیں۔ پہلے اعتراض کا تو یہ جواب ہے کہ حضرت مسیح موعود نے یہ نہیں لکھا کہ وہ زلزلہ دوسرے ممالک میں نہیں آئے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ''اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔ میں شہروں کو گرتے ہوئے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۵)

جناب صاحبزادے صاحب کیا آپ واقعی یہ مندرجہ بالا حوالہ حقیقت الوحی کے ص ۱۵۷ پر دکھا سکتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ آپ قیامت تک حقیقت الوحی ص ۱۵ کے ص ۱۵۷ پر یہ حوالہ نہیں دکھا سکتے تو کیا اس موقع پر ہم آپ کے وہی الفاظ لوٹا دیں کہ آپ نے دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ مگر نہیں ہم ایسا نہیں لکھیں گے بلکہ اسے ایک انسانی سہو پر محمول کریں گے۔ کیونکہ جب ہم نے تمام حقیقت الوحی چھان مارا تو یہ (حوالہ ص ۲۵۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۹) پر نکلا۔ گو بعض ناواقف لوگ اس سے یہی نتیجہ نکالیں گے کہ جناب صاحبزادہ صاحب نے عمداً ایسا غلط حوالہ دیا ہے مگر جس شخص کو سلسلہ تصنیف و تالیف سے واسطہ رہتا ہے۔ وہ ایسی غلطیوں کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے۔ ہاں البتہ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جناب صاحبزادہ نے اس مندرجہ بالا عبارت کو موجودہ جنگ پر چسپاں کرتے ہوئے دیانتداری سے کام نہیں لیا کیونکہ دیکھنا یہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا عبارت جس میں انہوں نے یورپ کو مخاطب کرکے ڈرایا ہے کس موقع پر لکھی گئی ہے۔ سو صحیفہ آصفیہ مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب کے ص ۵۳ پر یہ صاف لکھا ہے کہ یہ عبارت اکتوبر ۱۹۰۵ء کے ریویو آف ریلیجز میں اشاعت پاچکی تھی۔ اس پیشین گوئی کی تمام عبارت لکھ کر اس جھوٹی پیش گوئی کا بزعم خود پورا ہونا اس طرح خواجہ صاحب تسلیم کرچکے ہیں۔

''اللہ! اللہ یہ کیسے منذر اور منذر الفاظ ہیں۔ کیا ربانی نذیروں کے سوا کسی اور کے کلام میں اس کی نظیر ہے؟...... کیا یہ مجنون کی بڑ تھی (اس میں کیا شک ہے۔ تاج) یا کشفی نگاہ میں اسے سب کچھ دکھلایا گیا جو عنقریب ہونے والا تھا۔ کیونکہ اس نے کہا کہ وہ دن نزدیک ہے بلکہ دروازوں ہیں اور پھر کیا اسی طرح نہ ہوا؟ کیا ۱۳ دسمبر ۱۹۰۶ء میں ان الفاظ کو کو پورا کرنے والا

پہلا زلزلہ سنیا گو ملک چلی میں نہ آیا۔ پھر کنگسٹن انڈین آرچی پیلیگو (جہاں جزیرہ کالو بمعہ ۵۰۰ آدمی کے غرق ہوا) والپاریزو۔ سان فرانسکو، مسینا، ڈی کیلمبرا اور پھر ایران نے یکے بعد دیگرے اس قیامت کو نہیں دیکھا کہ جس کی لفظی تصویر ربانی ملہم نے الفاظ بالا میں کھینچ دی تھی۔ ان میں سے آخری تین زلزلے تو لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً پیش گوئی بالا کو پورا کرنے والے ثابت ہوئے۔ (غلط سراسر جھوٹ۔ تاج) نہ یورپ امن میں رہا نہ ایشیا محفوظ رہا نہ وہ جزائر والے بچ سکے جو ۱۹ سو برس سے مصنوعی خدا کی پرستش کر رہے تھے۔ دو لاکھ انسان صبح اٹھتے ہمیشہ کے لئے خواب عدم میں چلے گئے دنیا نے وہ تباہی دیکھ لی کہ جب سے انسان پیدا ہوا۔ ایسی تباہی نہ آئی تھی۔ (یہ بھی جھوٹ ہے۔ تاج) قصبوں کے قصبے اور گاؤں کے گاؤں ویران ہوگئے۔ آباد معمورے گورستاں بن گئے۔ شہر گرتے نظر آئے اور آبادیاں ویران ہوگئیں۔ موت کی کثرت سے خون کی نہریں چلیں اور چرند پرند بھی موت سے نہ بچ سکے۔" (چلو چھٹی ہوئی۔ ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء) والی مرزا قادیانی کی منظوم پیش گوئی پوری ہوگئی۔ اب مرزائیوں کا اسے موجودہ جنگ اور زار روس کی معزولی پر چسپاں کرنا محض دھوکہ اور فریب ہے۔ مگر ہم تو خواجہ صاحب کی تسلیم کردہ پیش گوئی کو بھی صریحاً غلط سمجھتے ہیں۔ تاج)

کیوں جی جناب صاحبزادہ صاحب جس پیش گوئی میں جناب مرزا قادیانی نے یورپ کو مخاطب کر کے ڈرایا تھا وہ تو بقول خواجہ صاحب پوری ہوچکی۔ اب اس کو موجودہ جنگ پر چسپاں کرنا دیانتداری کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

اچھا اب ہم آپ کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اس مندرجہ بالا عبارت والی جھوٹی پیش گوئی کا بزعم خود پورا ہونا جناب مرزا قادیانی کس طرح تسلیم کر چکے ہیں۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیجنز میں یہ پیش گوئی درج کرانے کے بعد مئی ۱۹۰۷ء میں حقیقت الوحی (مرزا قادیانی کی کتاب) کے ص ۲۵۵ پر ۱۰۷ ویں نشان کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے۔ (سبحان اللہ مرزا قادیانی کیا عجوبہ بات بیان کر رہے ہیں۔ تاج) یہاں تک کہ زمین زیروزبر ہو جائے گی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیش گوئی کے مطابق آئے (غلط۔ ت) وہ تو سب کو معلوم ہیں۔ لیکن حال میں ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء تو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔

جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور دس لاکھ آدمی اب تک بے خانماں ہیں۔" (حقیقت الوحی ج۵ ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷)

کیوں جی جناب صاحبزادہ صاحب اب ان تصدیقوں کے ہوتے ہوئے بھی اس پیش گوئی کو موجودہ جنگ پر چسپاں کرو گے؟

مرزا محمود کا اپنا بیان

اچھا لیجئے اب ہم آپ کو ایک اور زبردست ثبوت دیتے ہیں یعنی آپ خود بھی اس جھوٹی پیش گوئی کا پورا ہونا اس سے قبل تسلیم کر چکے ہیں۔ یعنی آپ اپنے رسالہ تشحیذ اذہان مطبوعہ فروری ۱۹۰۹ء میں بعنوان "قہری نشان" خود لکھتے ہیں کہ: "ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ جزیرہ نما اٹلی اور جزیرہ نما سسلی میں خدا تعالیٰ کا غضب زلزلہ شدید کی صورت میں ظاہر ہوا جو ایسے زور سے آیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بہت سی تباہیاں دنیا میں آئیں اور بہت سے عذاب دنیا نے دیکھے آتش فشاں پہاڑوں نے آتش بازی سے گاؤں کے گاؤں تباہ کر دیئے اور زلزلوں نے بہت سے شہروں کو تباہ کر دیا۔ مگر یہ زلزلہ کچھ ایسا تھا کہ جس کی نظیر دینے سے تاریخیں قاصر ہیں۔ (اسی قسم کے زلزلے کے متعلق تو کہیں ۱۵؍اپریل ۱۹۰۵ء کو مرزا قادیانی نے پیش گوئی نہیں کی تھی؟ تاج) اور روایتیں خاموش ہیں۔ بڑے بڑے تاریخ دان حیران ہیں اور طبیعات کے جاننے والے انگشت بدنداں۔ جس ملک میں ۲۸؍دسمبر ۱۹۰۸ء کی رات کو لاکھوں کی تعداد میں بستے تھے۔ صبح ہونے پر وہاں چند ہزار سے زیادہ آبادی نہ تھی...... پس یہ جو کچھ ہوا ایک مامور کے مبعوث ہونے کی تائید میں ہوا...... دیکھو اور غور کرو کہ اس میں کیسا صاف اشارہ ہے۔ کہ زلازل زیادہ تر عیسائی ممالک میں آئیں گے۔ سو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ایسا ہوا۔ ہندوستان کا زلزلہ، سان فرانسسکو کا زلزلہ، چلی کا زلزلہ اور یہ آخری اٹلی اور سسلی کا زلزلہ، یہ تمام ایسے ہی ممالک میں تھے کہ یا تو وہاں عیسائی گورنمنٹ حکومت کرتی تھی یا وہاں کے باشندے عیسائی تھے۔" (غور کیجئے کہ صاحبزادہ صاحب عیسائی گورنمنٹوں کی تباہی کیسے خوش ہو رہے ہیں۔ تاج)

"دیکھو میں تمہیں ایک اور پیش گوئی بتاتا ہوں کہ تم اصلاح بھی کر لو اور کامل یقین بھی ہو جاؤ کہ زلزلہ حضرت مسیح کی پیش گوئی کے مطابق ہوا (غلط) اور آپ کی سچائی کا ایک بڑا ثبوت آپ اپنی کتاب حقیقت الوحی میں فرماتے ہیں: "یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور سے زلزلہ کی خبر

دی ہے..........اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والوں کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔" (حقیقت الوحی ص۵۵،۵۶) پس اے عقلمندو اور دانا ؤ غور کرو کہ یہ پیش گوئی بھی کیسی صاف اور روشن ہے۔"

دیکھئے جناب صاحبزادہ صاحب! اس موقع پر بھی آپ نے حقیقت الوحی کا غلط حوالہ دیا ہے۔ افسوس ہے کہ آپ تشحیذ الاذہان میں تو مندرجہ بالا عبارت ص ۵۵،۵۶ پر بتاتے ہیں اور ۱۲ مئی ۱۹۱۷ء کے ٹریکٹ میں صفحہ ۱۵۷ پر۔ حالانکہ نہ تو صفحہ ۵۵،۵۶ پر یہ عبارت درج ہے اور نہ ہی ص ۱۵۷ پر مگر پھر بھی ہم اسے ایک انسانی سہو سمجھیں گے۔ مگر جناب صاحبزادہ صاحب "اللہ" ہماری تلاش کی تو داد دیجئے کہ ہم نے کیسی پتے کی بتائی ہے۔

ناظرین! للہ انصاف کیجئے کہ اس مندرجہ بالا پیش گوئی کو مرزا قادیانی ۱۶ر اگست ۱۹۰۶ء کو بزعم خود پورا ہونا تسلیم کرتے ہیں اور خواجہ کمال الدین صاحب ۱۳ر دسمبر ۱۹۰۶ء میں اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد ۲۸ر دسمبر ۱۹۰۸ء کو۔ (گو تمام مسلمان اسے غلط سمجھتے ہیں)

سخت افسوس کی بات ہے کہ جس جھوٹی پیش گوئی کا پورا ہو جانا خود مرزا قادیانی اور خواجہ کمال الدین اور بذات خود آپ بھی تسلیم کر چکے ہیں تو پھر دوبارہ اسی پیش گوئی کے الفاظ کو موجودہ جنگ پر چسپاں کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرزا قادیانی کی الہامی مشین بھی ربڑ کی بنی ہوئی تھی اور جس قدر اس میں الہام اور پیش گوئیاں ڈھل کر نکلتی تھیں وہ بھی ربڑ کی ہوتی تھیں اور اپنے اندر کچھ ایسی اعجازی خصوصیات رکھتی تھیں کہ مشرق سے مغرب تک انہیں لمبا کر لو اور شمال سے جنوب تک انہیں چوڑا کر لو مگر وہ نہیں ٹوٹ سکتیں۔

افسوس ہے کہ جس پیش گوئی کو ۹ سال قبل مرزائی فرقہ بزعم خود پورا ہونا تسلیم کر چکا ہے اب پھر اسی پیش گوئی کی عبارت کو ناحق موجودہ جنگ پر چسپاں کرنا سراسر مکر اور فریب ہے۔ عام مسلمان قادیانیوں کی ان ابلہ فریبیوں کو ہرگز نہیں سمجھتے۔

مرزا قادیانی کے الہامات پر تاریخی نظر

مرزا قادیانی اپنے اشتہار بعنوان "النداء من وحی السماء" (مطبوعہ ۲۱ر اپریل ۱۹۰۵ء، مجموعہ

اشتہارات ج۳ص۵۲۶) میں لکھتے ہیں کہ ۹راپریل ۱۹۰۵ء کو خدا تعالیٰ نے مجھے پھر ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت ہوشربا ہوگا۔" اس کے بعد مرزا قادیانی اپنے اشتہار بعنوان "زلزلہ کی خبر" بار سوم۔(مطبوعہ ۲۹راپریل ۱۹۰۵ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۲۵،۵۲۶) میں لکھتے ہیں کہ "آج ۲۹راپریل کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے..... خدا فرماتا ہے کہ میں چھپ کر آؤں گا میں اپنی فوجوں اس وقت آؤں گا جب کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے۔غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھ حصہ رات میں سے..... میں محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر بڑے بڑے مکانوں سے جو ۲منزلے۔سہ منزلے ہیں۔اجتناب کریں تو اس میں رعایت ظاہر ہے۔" اس کے بعد مرزا قادیانی اپنے اشتہار بعنوان "زلزلہ کی پیش گوئی" (مطبوعہ ۲رمارچ ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۲۸،۵۲۹) میں تحریر فرماتا تھا۔پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی..... لیکن آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی جس کے یہ الفاظ ہیں زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے۔اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے۔جو پیش گوئی کے مطابق پورا ہوا (غلط)..... اور ممکن ہے کہ وہ موعود زلزلہ قیامت کا نمونہ بھی موسم بہار میں آئے۔اس لئے میں مکرر اطلاع دیتا ہوں کہ..... وہ دن دور نہیں۔توبہ کرو۔یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں۔میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک جو بچایا جائے گا۔اپنے کامل ایمان سے بچایا جائے گا۔ناقص ایمان تمہاری روح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا..... میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤ گے جو خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے نفرتی کام کرتے ہیں۔بلکہ خدا پہلے تمہیں ہلاک کرے گا بعد میں ان کو۔" اس کے بعد مرزا قادیانی اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۹۳، خزائن ج۲۲ص۹۶) میں اپنے الہامات درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں تجھے قیامت والا زلزلہ دکھاؤں گا۔"

"خدا تجھے قیامت والا زلزلہ دکھائے گا۔چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار۔"

"اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ کردوں۔"

اسی طرح (حقیقت الوحی ص۹۳، خزائن ج۲۲ص۹۶) کے حاشیہ پر لکھا: "اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہوں گے اور

دنیا ان کو معمولی سمجھیں گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کردے گا۔ یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مرجاتے۔ اب یاد رہے کہ اس وحی الٰہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲؍جولائی ۱۹۰۶ء ہے اور ۲۱؍جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں۔ (اگر یہ زلزلوں میں ہی داخل نہیں تو یہاں ان کا ذکر کرنے ہی کی کیا ضرورت تھی؟ تاج) کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں۔ شائد چار زلزلے پہلے ایسے ہوں گے جیسا کہ چار اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا۔"

پھر (حقیقت الوحی ص۹۷، خزائن ج۲۲ ص۱۰۷) "زلزلہ آیا اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔ اس وقت بندے قیامت کا نمونہ دیکھ کر نمازیں پڑھیں گے۔" یعنی وہ بھونچال جو وعدہ دیا گیا ہے۔ جلد آنے والا ہے۔ (ایضاً)

ناظرین! مندرجہ بالا اقتباسات ظاہر کررہے ہیں کہ وہ ہولناک زلزلہ مرزا قادیانی کے ہی ملک میں آنا چاہئے تھا۔ گو مرزا قادیانی نے عیاری اور چالاکی سے ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء کو یورپ میں زلزلوں کی خبریں سن کر اکتوبر ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیجنز میں یورپ کو مخاطب کرلیا۔ مگر بقول جناب صاحبزادہ صاحب کہ مرزا قادیانی کا ایک یہ بھی الہام ہے کہ "چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار (۱۴؍مارچ ۱۹۰۶ء) اس بات کا مظہر ہے کہ پانچ دفعہ اس قہری نشان کی سخت تجلی ہوگی۔" پس اس نشان کی چار دفعہ قہری تجلی ہونا خواجہ کمال الدین صاحب بزعم خود صحیفہ آصفیہ میں تسلیم کرچکے ہیں۔ (گو تمام مسلمان اسے صریحاً کذب پر محمول کرتے ہیں۔ ت) یعنی ص۵۵ پر خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ: "ان میں سے آخری تین زلزلے تو لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً پیش گوئی بالا کو پورا کرنے والے ثابت ہوئے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے چوتھی دفعہ اس قہری نشان کو حیدرآباد دکن میں موسیٰ ندی والے طوفان پر چسپاں کیا ہے۔"

اب ایک پانچواں نشان رہ گیا ہے کہ جو مرزا قادیانی کی زندگی اور ان کے ہی ملک میں ظاہر ہونا تھا۔ اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ کس طرح یہ زلزلہ مرزا قادیانی کے ہی ملک میں وارد ہونا چاہئے تھا۔

مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی جو کہ ۱۵؍مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی ہے۔ اس میں آپ نے اس اعتراض کا احتمالی جواب دیا ہے کہ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہوسکتا

ہے۔ یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے...... کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے؟ میں تو دیکھتا ہوں کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔"

(حقیقت الوحی ص ۲۵۶، ۲۵۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۸)

اس کے بعد مرزا قادیانی کی کتاب (ضمیمہ براہین احمدیہ ۱۹۰۸ء) میں چھپتی ہے یعنی یہ کتاب حقیقت الوحی کے بعد چھپی ہے۔ جس میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "اب ذرا کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے...... کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔...... کیونکہ ضروری ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۸)

معزز ناظرین! انصاف کیجئے کہ "میری زندگی اور میرے ہی ملک کے الفاظ چلا چلا کر مرزا قادیانی کو رو رہے ہیں کہ یہ زلزلہ ان کی زندگی اور ان کے ہی ملک میں آنا چاہئے تھا۔

یورپ اور امریکہ وغیرہ کو آپ نے اکتوبر ۱۹۰۶ء میں مخاطب کیا تھا اور جو بقول خواجہ کمال الدین وغیرہ پوری ہو چکی۔ ہاں وہ ہولناک اور قیامت کے نمونہ والا زلزلہ کہ جسے دیکھ کر لوگ نمازیں پڑھتے اور جو کہ آپ کے ملک میں آنے والا تھا اس کے متعلق دو سال کے بعد براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں آپ نے مفصل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ زلزلہ میرے ہی ملک میں آئے گا۔ مگر وہ زلزلہ نہ آیا اور مرزا قادیانی کو ہمیشہ کے لئے جھوٹا ثابت کر گیا۔

افسوس ہے کہ جناب صاحبزادہ صاحب اپنی کسی بات پر بھی قائم نہیں رہتے۔ ابھی تو آپ اس پیش گوئی کی مصنوعی تائید کیلئے یورپ اور امریکہ کی طرف رخ کر کے ڈٹے ہوئے تھے یا ساتھ ہی آپ نے اپنا پینترا بدل کر اپنے داؤ پیچ سے ہندوستان کو بھی جنگ کا نقشہ دکھانا چاہا ہے۔ یعنی آپ فرماتے ہیں کہ کیا ہندوستان اس آفت کے صدمہ سے محفوظ ہے؟ اس اشتہار کے لکھنے والے کو اگر کوئی شبہ ہو تو وہ پنجاب کے علاقہ میں پھر کے دیکھے کہ قریباً ہر شہر اور بستی اپنے عزیزوں پر

ماتم کر رہی ہے۔ہاں وہ ان مصیبت زدہ ماؤں اور بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں اور بوڑھے باپوں سے سوال کرے کہ جن کی آنکھوں کے نور اور سر کے سایہ اور بڑھاپے کے اعضاء جاتے رہے اور ہمیشہ کے لئے جاتے رہے۔(اس کے بعد صاحبزادہ صاحب اس پیش گوئی کو زبردستی صحیح تسلیم کرانے کے لئے صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں کہ)''کیا اسلام کی عظمت تمہارا مدعا نہیں کیا اس کی فتح تمہیں مقصود نہیں؟ اگر ہے تو خدارا سوچو کہ کیوں تم اسلام کی فتح اور اس کی عظمت کے اظہار کے وقت صرف اس لئے جوش میں آجاتے ہو کہ اس میں حضرت مرزا قادیانی کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔''

ناظرین!! آپ نے دیکھ لیا کہ پنجاب میں ہر بستی کا ماتم کرنا وغیرہ صاحبزادہ صاحب اسلام اور مرزا قادیانی کی صداقت کا نشان قرار دیتے ہیں۔افسوس صد افسوس کہ جس سورت میں مرزائی فرقہ اپنے ابنائے ملک کے گھروں میں ماتم بپا ہونے پر اپنی صداقت سمجھ کر اظہار مسرت کرتا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس ماتم پر خوش ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔(چنانچہ صاحبزادہ صاحب اپنے ٹریکٹ کے شروع میں لکھتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے کہ وہ اسلام کی فتح پر بجائے خوش ہونے کے ناراض ہوتے ہیں اور بجائے ایمان بڑھنے کے کفر کی طرف قدم اٹھاتے ہیں تو کیوں نہ گورنمنٹ برطانیہ اور اسکے اتحادیوں کے نقصانات پر مرزائی فرقہ خوش ہوتا ہوگا اور سرویہ، مانٹی نگرو، رومانیہ، اٹلی، بلجیم، فرانس، روس اور انگلستان کے نقصانات کو بھی مرزا قادیانی کی صداقت کا نشان تصور کرتا ہوگا۔کیونکہ ان کی تحریروں سے صاف یہی پایا جاتا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزائی فرقہ گورنمنٹ برطانیہ کا بہت بڑا بدخواہ ہے۔

اس کے آگے صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ:''اب رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود (کاذب) نے یہ لکھا ہے کہ وہ زلزلہ یا آفت شدیدہ آپ کی زندگی میں آئے گی تو اس کا یہ جواب ہے کہ بے شک مسیح موعود (کاذب) نے ایسا ہی لکھا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے چاہا کہ اس کے برخلاف ہو (مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے۔تاج) اور وہ وقت بھی مسیح موعود (کاذب) کی زندگی میں آنے کے کسی اور موعود کے وقت میں آئے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دعا الہاماً سکھائی کہ رب اخرّ وقت ھذا۔اے خدا اس آفت کے وقت کو پیچھے ڈال دے اور پھر اس کا یہ جواب دیا کہ آخرہ اللہ الیٰ وقت مسمیٰ۔یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو اس وقت تک جو بیان ہو چکا ہے پیچھے ڈال دیا۔''

افسوس صد افسوس۔ ہزارہا افسوس۔ لاکھہا افسوس بلکہ کروڑہا افسوس کہ جناب صاحبزادہ صاحب نے مرزا قادیانی کے ان طبع زاد اور تاخیری الہامات کا حوالہ دیتے ہوئے ہرگز ہرگز دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے یہ الہامات کس زلزلہ کی تاخیر اور کس سن میں شائع ہوئے ہیں؟ گو جناب صاحبزادہ صاحب نے ان الہامات کو درج ٹریکٹ کرتے ہوئے کسی کتاب کا نام کس صفحہ کا نمبر اور کسی سن کا حوالہ نہیں دیا گیا مگر آؤ ہم بتاتے ہیں کہ یہ الہام کب اور کس وقت ہوا اور کس کتاب میں درج ہے۔ دیکھئے مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی جو کہ براہین احمدیہ سے پہلے ۱۵ر مئی ۱۹۰۷ء کو چھپی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۰۰ پر آپ کا یہ الہام اخره وقت هذا۔ اخره الله الی وقت مسمیٰ درج ہے۔ لفظ مسمیٰ پر مرزا قادیانی نے ایک نوٹ بھی لکھا ہے۔ وہ یہ ہے: ”پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لودھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لئے بشارت دے گا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا...... مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ (کیوں صاحب اس تاخیر کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی۔ تاج) چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت میں تاخیر ہوگئی اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ر جولائی ۱۹۰۶ء میں لڑکی پیدا ہوئی...... ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو...... اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معین ہوگئی۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۰، ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۳)

کیوں جی حضرات! کچھ سمجھے۔ یہ نوٹ اسی عالم کباب کی پیدائش کے متعلق ہے کہ جس کی پیش گوئی پر اخبار وطن لاہور کے ایڈیٹوریل کالموں میں حضرت نقاش کے دھواں دھار مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ کیا جناب مولوی انشاء اللہ خاں صاحب ایڈیٹر وطن اور جناب مولوی ظفر علی خان صاحب سابق ایڈیٹر اخبار زمیندار وحال ایڈیٹر ستارۂ صبح ہمارے بیان کی تصدیق وتائید نہیں کریں گے؟ اور ضرور کریں گے۔ افسوس کہ حضرت عالم کباب کی پیدائش کے

متعلق دعوے تو ایسے طمطراق کے ساتھ کہ خدا کی پناہ مگر بعد میں بجائے عالم کباب صاحب کے جناب چٹنی بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں۔کوئی پوچھے کہ اس تاخیر کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی تھی۔یہی تو مرزا قادیانی کی استادی تھی کہ وہ ایسی ایسی پیش بندیاں پہلے ہی کر چھوڑتے تھے چونکہ اس من گھڑت دعا میں کوئی خاص توضیح تو ہے نہیں۔مرزا قادیانی نے سوچا کہ اگر لڑکا پیدا ہو گیا تو خاموش رہوں گا اور اس مصنوعی دعا کو کسی اور موقعہ کے لئے اٹھا رکھوں گا اور اگر لڑکا پیدا نہ ہوا تو کہہ دوں گا کہ میں نے پہلے ہی تاخیری دعا کر دی تھی۔

کیوں جی حضرت وہ عالم کباب صاحب اب تک پیدا بھی ہوئے ہیں یا نہیں؟ کہ جن کی پیدائش کے ساتھ اس قیامت نما زلزلہ کی پیش گوئی مشروط ہے۔افسوس مگر قطع نظر ان تمام باتوں کے دیکھنے والی یہ بات ہے کہ مرزا قادیانی نے ان تمام طبع زاد الہامات اور ان تمام من گھڑت دعاؤں اور فرضی جوابات کے بعد اس کتاب میں جو کہ حقیقت الوحی کے بعد چھپی ہے۔یعنی ضمیمہ براہین احمدیہ میں اس زلزلہ قیامت نما والی پیش گوئی پر مفصل بحث کی ہے اور پھر صاف طور پر لکھا ہے کہ یہ زلزلہ میرے ہی ملک اور میری ہی زندگی میں آئے گا۔(اب تو تاخیر کی شرط بھی ٹوٹ گئی۔) اگر حقیقت الوحی براہین احمدیہ کے بعد چھپتی تو ہم ضرور مان لیتے کہ بے شک اس پیش گوئی کا مرزا قادیانی کی زندگی میں پورا ہونا ضروری نہیں کیونکہ اس میں پیش گوئی کی تاخیر کے لئے دعا کی گئی ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جس کتاب میں تاخیر کی دعا ہے وہ پہلے چھپی ہے۔لیکن جو کتاب اس دعا کے بعد چھپی ہے۔اس میں بڑے زور اور تحدی کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور آ جائے۔

مگر افسوس صد افسوس کہ مرزا قادیانی کی کوئی بات بھی سچی نہ نکلی۔لیکن طرفہ یہ ہے کہ صاحبزادہ اس جھوٹی پیش گوئی کو موجودہ جنگ اور زار روس کی معزولی پر چسپاں کر کے مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار قرار دے رہے ہیں۔جو کہ سراسر مضحکہ انگیز فعل ہے۔

صاحبزادہ صاحب کی تیسری چھلانگ

افسوس صد افسوس کہ جناب صاحبزادہ صاحب اپنے کسی اصول پر قائم نہیں رہتے۔

......آپ اس پیش گوئی کو موجودہ جنگ اور زار روس کی معزولی پر چسپاں کر رہے تھے کہ جھٹ......

مرزا قادیانی کی الہامی مشین کا پیچ پھرا دیا اور زلزلہ والی پیش گوئی کو تم تزلزل میں غوطہ لگا دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ''یہ لوگ خود یاد رکھیں کہ زلزلوں کا لانا بھی خدا تعالیٰ کی طاقت سے باہر نہیں۔ چنانچہ اس دن کہ میرے پاس یہ اشتہار پہنچا جس میں حضرت صاحب کی اس پیش گوئی سے استہزاء کیا گیا تھا اور جسے پڑھ کر میرے دل میں درد پیدا ہوا۔ رات کے وقت ایک سخت دھکہ آیا۔ زلزلہ بھی سخت تھا بلکہ بعض لوگوں کے خیال میں ۴؍اپریل کے زلزلہ سے سخت محسوس ہوتا تھا۔ چنانچہ دھرمسالہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں'' آج قریباً ۳ بج کر ۷ امنٹ پر نہایت سخت زلزلہ آیا...... اور ٹیکہ چوہلہ کے تمام مکانات گر گئے اور باغیچہ ٹوا کے مکانات گر جانے سے ایک آدمی دب کر مر گیا اور کچھ زخمی ہوئے۔'' پھر لکھتے ہیں کہ یہ زلزلہ ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے زیادہ ہوا۔''

سنا کرتے تھے کہ اگر پدر تمام نہ کند پسر تمام کند۔ کیوں صاحب بھی وہ نمونہ قیامت زلزلہ ہے کہ جس کی انتظار کرتے کرتے مرزا قادیانی مر گئے۔ کیوں صاحب یہ ان زلزلوں سے بھی بڑھ کر زلزلہ ہے کہ جن کی نسبت پانیر نے لکھا تھا کہ زلزلہ مسینا اور ڈی کیلبسرا کی کی نظر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی کیا واقعی ۴؍اپریل والا زلزلہ اس سے کمزور تھا اور اگر واقعی کمزور تھا تو ماننا پڑے گا کہ اس زلزلہ سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور ۱۰؍مئی ۷اء کو جو زلزلہ آیا ہے اس سے دو جانیں بھی تلف ہوئی ہیں۔ شرم شرم۔ ۴؍اپریل والے زلزلہ کی تعداد اموات اور نقصان عمارات کا ۱۰؍مئی والے زلزلہ سے مقابلہ کر کے خود ہی شرمسار ہو جاؤ۔

سبحان اللہ! کیا کہنے ہیں جناب صاحبزادہ صاحب اس لطیفہ کے یعنی مرزا قادیانی کی پیش گوئی پر استہزاء تو کرے تاج الدین احمد اور اس کی تحریر پڑھ کر جناب صاحبزادہ صاحب کے دل میں درد پیدا ہوا اور اس درد کا نتیجہ یہ ہو کہ الٰہی غیرت جوش میں آ کر اس کی سزا دے دھرمسالہ والوں کو اور بجائے تاج الدین کے باغیچہ ٹوا کے مکانات گر جانے سے ایک بے گناہ آدمی دب کر مر جائے۔

لاہور ... زلزلہ ... ایک آدمی کو محسوس ہوا تو ہو مگر اس کے صدمہ سے ایک چیونٹی تک کا نقصان بھی نہ ہوا اور خاص کر تاج الدین تو اس زلزلہ کی غیر معمولی جنبش محسوس تک نہ کرے اور مزے سے میٹھی نیند سویا رہے ''پھر طرفہ یہ ہے کہ تمام دن اس زلزلہ کا اسے خیال تک نہ آئے اور نہ ہی گھر کے لوگ تمام دن اس زلزلہ کے متعلق کوئی تذکرہ کریں۔ البتہ شام کو وہ ایک بازاری

لوگوں کے یاد دلانے پر اس زلزلہ کا معمولی تذکرہ آئے۔ افسوس صد افسوس کہ توہمات باطلہ اور غلو فاسدہ نے قادیانی دل ودماغ کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔ ماروآنکہ پھوٹے گھٹنہ والی مثال صادق آتی ہے۔ جناب صاجزادہ اگر مرزا قادیانی کی پیش گوئی پر بددیانتی سے میں نے کوئی استہزاء کیا تھا تو زلزلہ کی زد میں مجھے آنا چاہئے تھا نہ کہ دھرمسالہ کے کسی آدمی کو مجھ پر تو خداوند تعالیٰ کا فضل وکرم ہی رہا۔

مرزائی جماعت دنیا کی تباہی پر خوش ہوتی ہے

صاجزادہ صاحب تمام باتیں چھوڑ کر اور اب زلزلوں ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر اور مرزا قادیانی کا ایک بے معنی اور دقیانوسی الہام یعنی ''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔'' درج کر کے لکھتے ہیں کہ: ''اس کے بعد خدا تعالیٰ کے حملے زلزلوں کے رنگ میں بھی جس قدر ہوئے ہیں اگر دوسرے عذابوں کو نظر انداز کر کے انہی کو دیکھا جائے تو وہ آنکھوں والوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا میں تین صدیوں کے دنیا کے بڑے بڑے زلزلوں کی فہرست اور تعداد اموات دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے زلزلوں کی نسبت وہ کس قدر حقیر تھے۔'' اس کے بعد صاجزادہ صاحب تین صدیوں کے زلزلوں اور مرزا قادیانی کی زندگی کے ۲۶ سالہ زلزلوں کا بلحاظ ملک وسنہ وتعداد مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اس گنتی کو دیکھو کہ پہلے دو سو نوے سال میں تین لاکھ تیرہ ہزار اموات زلزلہ سے ہوئی ہیں اور گیارہ زلزلے آئے ہیں اور ان ۲۶ سال میں چار لاکھ تین ہزار اموات ہوئی ہیں اور دس زلزلے آئے ہیں گویا ایک لاکھ کے قریب ان سے زیادہ (یعنی سخت زلزلہ) اور اس کے بعد اٹلی کا زلزلہ جو ۱۹۱۴ء میں آیا ہے اور ترکی کا زلزلہ شامل کرلیا جائے تو قریباً ایک لاکھ اموات اور دو زلزلے اور زیادہ ہو جاتے ہیں۔ پس غور کرو کہ تین سو سال میں زلازل جس قدر دنیا میں آئے تھے ان کی اموات کی تعداد اور زیادہ ہے اور قلیل عرصہ میں بہت سے زلزلے آئے ہیں۔ حضرت صاحب کے دعوے سے پہلے تین سو سال کے زلزلوں کی اموات سے سات ہزار آدمی زیادہ مرے ہیں۔''

لیجئے حضرات!!! اب تو آپ کو معلوم ہوگیا کہ جناب صاجزادہ صاحب اس بات سے

کس قدر خوش ہیں کہ تین سو سال میں بھی اس قدر نقصان جان نہیں ہوا اور دنیا پر اس قدر تباہی نہیں آئی کہ جس قدر مرزا قادیانی کی بابرکت زندگی کے صرف چار سال میں دنیا پر سخت سے سخت تباہیاں آئیں اور کثرت سے مخلوق خدا ہلاک ہوئی کیونکہ پہلے تین سو سال میں تو تین لاکھ تیرہ ہزار اموات ہوئیں اور مرزا قادیانی کی چار سالہ مقدس مسیحانہ زندگی میں تین لاکھ ۲۰ ہزار آدمی مرے ہیں یہ کیا اچھے مسیح ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ صاحبزادہ صاحب خلق خدا کے زیادہ مرنے پر کس قدر خوش ہیں اور اسی نحوست اور تباہی کو مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار قرار دیا جاتا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس امر پر بحث کریں کہ زلازل کا آنا کسی شخص کی صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس سے قبل گزشتہ صدیوں میں ایسے ایسے عظیم الشان زلزلے اور حادثات وقوع میں آچکے ہیں کہ جن کے مقابلہ میں اس زمانہ کے زلزلوں کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ انشاء اللہ اس موضوع پر کسی آئندہ ٹریکٹ میں مفصل بحث کریں گے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر زلازل ہی کا آنا مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار ہے تو پھر صاحبزادہ صاحب اس جھوٹی پیش گوئی کو موجودہ جنگ اور زار روس کی معزولی پر کیوں چسپاں کررہے ہیں اور پھر ساتھ ہی ایک یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر صاحبزادہ نے زلازل اموات ہی کا مقابلہ کرنا تھا تو ہندوستان کے ہر ایک شہر کا غیر ممالک کے شہروں سے مقابلہ کیا جاتا۔ اس مقابلہ میں تو ہندوستان صرف ۱۵ ہزار اموات ہی پیش کرسکتا ہے۔

افسوس ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے قہری نشان والا ٹریکٹ لکھ کر مرزا قادیانی کی نبوت کاذبہ اور زلزلہ والی پیش گوئی کی اور بھی زیادہ تضحیک و رسوائی کرائی ہے۔

لاہور کے مرزائی ہمارے ٹریکٹ کا لوہا مان گئے ہیں اور مولوی محمد علی ایم اے ہمارے ٹریکٹ کا آج تک کوئی جواب نہیں دے سکے۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ دل میں تو مان گئے ہیں کہ مرزا قادیانی سخت جھوٹے تھے اور ان کی زلزلہ والی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوئی۔ خدا وہ دن جلد لائے کہ مولوی محمد علی صاحب مرزا قادیانی کی مریدی سے تائب ہوکر علانیہ مسلمان ہوجائیں۔

اخیر میں میں جناب صاحبزادہ صاحب سے اس محنت کی داد چاہتا ہوں کہ میں نے مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی کا کذب ثابت کرنے کے لئے کیسی سچی تلاش سے کام لیا ہے۔